itsurdu.blogspot.com

Weekly
ہفت روزہ
بانی مجید نظامی مرحوم
فیملی
میگزین
6 تا 12 اگست 2017ء

وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی نااہلی
مسلم لیگی قیادت کا عوامی عدالت میں جانے کا فیصلہ

مادرِ ملت
محترمہ فاطمہ جناح
قائدِ اعظم
انہیں اپنا مشیر قرار دیتے تھے

نوائے وقت

کھلے گا رنگ تیرے پیرہن کا
اوپن ہیں

کابل اور نئی دہلی کا واویلا
حقانی نیٹ ورک کی مدد کا روایتی الزام

Golden Pearl
Beauty Forever
WHITENING FACIAL
&
SKIN POLISHER
قیمت 45 روپے

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

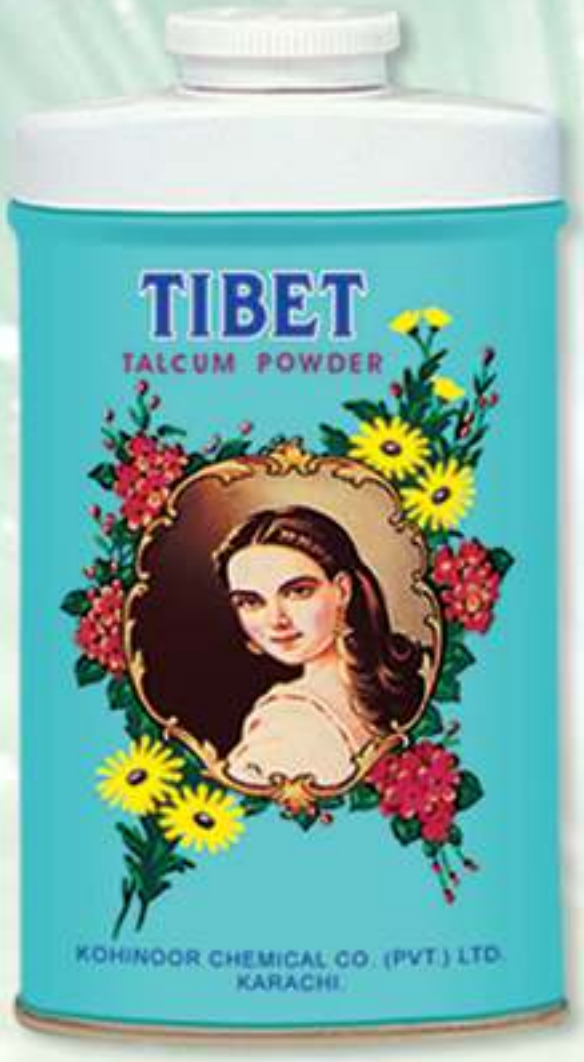

تِبت

ٹالکم پاؤڈر

اب 3 نئی خوشبوؤں میں دستیاب

itsurdu.blogspot.com

کلاسِک

سِلیکٹ

لگژری

تِبت ٹالکم پاؤڈر - صبح سے شام مہکے مہکائے

TTP2022K17

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

بات ہے اعتماد کی،

صوفی سوپ

وہ داغ مٹائے جو کوئی نہ کر پائے

www.sufigroup.biz

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ہفت روزہ فیملی میگزین

شمارہ 47، جلد 27، 6 تا 12 اگست 2017ء، بمطابق 13 تا 19 ذیقعدہ 1438ھ

مدیر اعلیٰ: رمیزہ مجید نظامی
مدیر: خالد بہزاد ہاشمی

ادارۂ تحریر

خالد نجیب خان | طارق منیر بٹ | وقار اشرف | نعیم مرزا
شمیلا اشرف | کامران احمد خان | غلام زہرا | عثمان یوسف قصوری | راحیلہ مغل

مینجمنٹ

جی ایم مارکیٹنگ: بلال محمود | منیجر پروموشن: ریحانہ سرور | محمد شفیق سلطان
ہیڈ آف آئی ٹی: قیصر ندیم | پبلسٹی منیجر: عباس اختر | سرکولیشن منیجر: افتخار شاہ، نذیر عابد

شعبہ ڈیزائن

آفتاب عظیم | شعیب قادر | ندیم گل
قیصر خان | عزم شہزاد | ذیشان زبیر

کیلی گرافر

محمد یاسر

معاون سٹاف

کمپوزنگ انچارج: فیصل حق | فوٹو گرافرز: اعجاز لاہوری، عابد حسین، گل نواز

نمائندگان

اسلام آباد: نواز رضا | فیصل آباد: احمد کمال نظامی | ملتان: سلیم ناز

مستقل قلمی معاونین

شہزاد چغتائی | غزالہ فصیح | الطاف مجاہد
صوفیہ یزدانی | ریاض اختر | خالد جاوید مشہدی

فرمان قائد

ہمیں اپنی تقدیر منفرد میں بنانی پڑے گی، ہمیں دنیا کے سامنے ایک مثالی معاشی نظام پیش کرنا ہے جو انسانی اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی تصورات پر قائم ہو۔

(سٹیٹ بنک آف پاکستان کا افتتاح 15 جولائی 1948ء)

فرمودہ اقبال

صدق بندہ مومن دل آویز
جگر پُر خوں، نفس روشن، نگہ تیز
میسر ہو کسے دیدار اس کا
کہ ہے وہ روح محفل کم آمیز

(ارمغان حجاز)

کیس میں درج سینکڑوں افراد کا معاملہ تادیر ایک سوال رہے گا

پانامہ کیس کا طوفان وزیراعظم کی نااہلی پر تھم گیا

ملک میں پانامہ لیکس پر اٹھنے والا طوفان بالآخر وزیراعظم نواز شریف کی نااہلی پر جا کر تھم چکا ہے۔ گزشتہ اپریل میں غیر ممالک میں دنیا بھر کی شخصیات کی آف شور کمپنیوں کے انکشافات کے نتیجے میں برطانیہ سمیت کئی ایک ممالک میں سربراہان حکومت کو اپنے منصب سے ہاتھ دھونا پڑے تھے۔ جس کے بعد سے ملک میں شریف خاندان کا نام اس پانامہ رپورٹ میں پائے جانے کی وجہ سے وزیراعظم نواز شریف سے اپنے عہدے سے الگ ہونے کا مطالبہ کیا جا رہا تھا۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کے 5 رکنی بنچ کا فیصلہ ان درخواستوں کی سماعت مکمل ہونے پر کیا گیا ہے جن کی رو سے تحریک انصاف، جماعت اسلامی اور عوامی مسلم لیگ کی قیادت وزیراعظم کو پانامہ کیس کے الزامات کی بنا پر نااہل کئے جانے کی استدعا کر رہی تھی جبکہ حکومت کی جانب سے گزشتہ سال کیس کی سماعت کا آغاز ہونے پر روز اول سے وکیل صفائی کا موقف تھا کہ پانامہ لیکس میں وزیراعظم کا سرے سے نام ہی شامل نہیں اور اگر ان کے بچوں کے بارے میں انکشافات سامنے لائے گئے ہیں تو بحیثیت فریق وہ عدالت عظمیٰ اور متعلقہ فورم پر ہر قسم کی کارروائی میں شامل ہونے کیلئے تیار ہیں۔ عدالت عظمیٰ کے معزز ترین ججوں پر مشتمل 5 رکنی بنچ نے یکم نومبر 2016ء سے سابق چیف جسٹس انور ظہیر جمالی کی سربراہی میں اس کیس کا آغاز کر کے 9 ماہ کے دوران کئی مراحل میں پانامہ میں ہونے والے انکشاف اور اس میں رقوم کی منتقلی کا سراغ لگانے کی کوشش کی مگر لندن میں سے فلیٹس کی ملکیت کیلئے جس کا سرا ابھی باقی ہے۔

وزیراعظم نواز شریف نے اپنی جماعت کے دیرینہ موقف کے مطابق بلاشبہ کسی توقف کے بغیر سبکدوش ہونے کا اعلان کر دیا ہے مگر حتمی کابینہ کے اگلے مراحل طے ہونے سے قبل ضروری ہے کہ ملکی سیاست کو درپیش بلینک کا احاطہ بھی کیا جائے۔ عدالت عظمیٰ نے بظاہر اس کیس کو از سر نو کورٹ کے سپرد کئے جانے کا حکم دیا ہے جس کیلئے مزید سات آٹھ ماہ کا عرصہ درکار ہوگا مگر وزیراعظم کو جلد از جلد ان کے عہدے سے الگ کئے جانے کیلئے جن وجوہ کو بنیاد بنایا گیا ہے وہ پانامہ کیس کی پٹیشن سے قطع نظر جائنٹ انوسٹی گیشن ٹیم کی رپورٹ سے حاصل ہونے والی معلومات پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت کے وکلاء صفائی اسے source دستاویزات کے قانون شہادت پر پورا اترنے پر چیلنج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ماہرین قانون اور وکلاء صفائی کسی منتخب رکن پارلیمنٹ کی نااہلی کی دفعات کی اگرچہ الگ الگ تشریح کرتے ہیں تاہم یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ پانامہ کیس پٹیشن کے مدار المہام عمران خان خود بھی انہی دفعات کے تحت غیر ملکی رقوم کی منتقلی اور ملکیت کے بارے میں سپریم کورٹ کو جواب دینے کے پابند ہیں۔ وزیراعظم تو دوبئی کے جاری کردہ ورک پرمٹ جیسی دستاویز کے سامنے آنے پر نااہل قرار دیئے گئے ہیں جسے الیکشن کمیشن میں کاغذات نامزدگی داخل کرتے وقت ظاہر نہیں کیا گیا تھا مگر پانامہ میں درج چار پانچ سو افراد کا معاملہ تادیر ایک سوال رہے گا۔ شاید پانامہ لیکس تو ایک بہانہ تھا در حقیقت موجودہ حکومت کو زیر دام لانا تھا جس کے لئے اس کے سیاسی حریف گزشتہ 4 برسوں سے برسرپیکار تھے۔

ملک میں 70 برسوں سے منتخب حکومتوں کے خاتمے کے پیش آنے والے واقعات ایک ہی عنوان کے ترجمان ہیں کہ نمائندہ حکومتوں کا اقتدار کا عرصہ مکمل نہ کرنا بلکہ ان کو بدترین خامی قرار دیا جاتا رہا اور اس کے مقابلے میں اسٹیبلشمنٹ کی بھیشہ بالادستی ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی رہی۔ کبھی بھی بحیثیت منتخب حکومت رجائیت کے پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ حکومتوں نے ایسی مسلسل سازشوں کو مسلسل جرات کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا رہا۔ اب جبکہ صبوری دور کیلئے نئے وزیراعظم کے انتخاب کا مرحلہ طے ہونا باقی ہے۔ اس بات کی توقع کی جا سکتی ہے کہ پارلیمان میں اکثریت رکھنے والی مسلم لیگ ن صرف اقتدار کے ایام ہی نہیں بلکہ رموز مملکت اور پارلیمانی حاکمیت کے تسلسل کو اسی جذبے سے جاری و ساری رکھے گی جس تسلسل کے ساتھ ملک میں 70 برسوں سے منتخب ہونے والی حکومتوں کو گرائے جانے کا کھیل جاری ہے۔

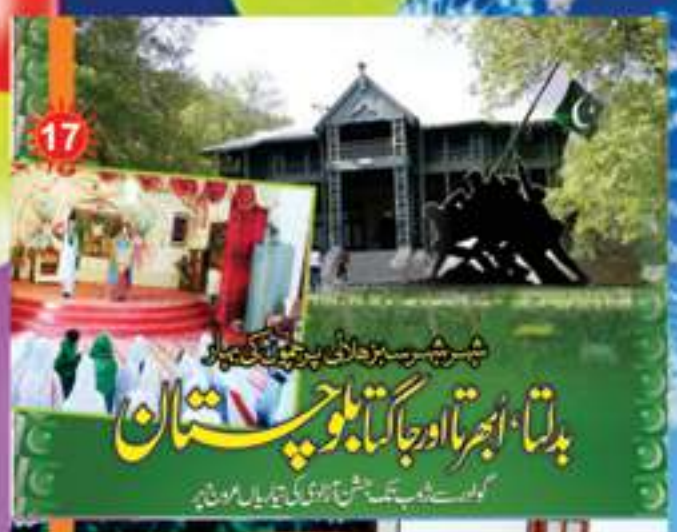

برائے رابطہ: ہفت روزہ فیملی میگزین 23 شارع فاطمہ جناح لاہور
ویب سائٹ: http://family.nawaiwaqt.com.pk ای میل: family@nawaiwaqt.com.pk
UAN: 042-111-123-540 — https://www.facebook.com/Weekly-Family-835746096448123 فیکس نمبر: 042-36367583
رابطہ برائے اشتہارات: 042-36367569 0333-4326446 ہمارے اشتہارات ایک نجی کے بغیر کے تحت شائع کیے جاتے ہیں ان کی ذمہ داری نہیں
رابطہ برائے ایڈیٹوریل: 042-36367568

قیمت 45 روپے فی کاپی

پاکستان میں بذریعہ اندرون ملک رجسٹری ڈاک سالانہ چندہ (4680) روپے ششماہی چندہ (2340) روپے

بیرون ملک

تمام لیٹن ویسٹ ایشیا، افریقہ، کینیا، مراکش، اتھوپیا، مارشس، زیمبیا، نائیجیریا، یوگنڈا، ایوری کوسٹ، غانا، ملائیشیا، فلپائن، لیبیا، ہانگ کانگ، سومالیہ، الجیریا، مصر، جورڈن، سکریٹریٹ، انڈیا، یمن، دوبئی، ابوظہبی، شارجہ، قطر، بحرین، سعودی عرب، ترکی، قبرص، اردن، بنگلہ دیش، قازقستان، ترکمانستان، افغانستان، شام، عراق، مالدیپ، جاپان، کوریا، ایران، لبنان، تائیوان، سنگاپور، بالینڈ اور تمام یورپی ممالک۔ سالانہ چندہ (35880) ڈالر (345) ششماہی (19940) ڈالر (173) ریاست ہائے متحدہ امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، انڈونیشیا، برازیل، آئس لینڈ، ویسٹ انڈیز سالانہ چندہ (41080) روپے ڈالر (345) سالانہ (41080) ڈالر (395) ششماہی چندہ (20540) روپے (197) ڈالر

فیملی میگزین کے حصول کیلئے درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں۔ سرکولیشن منیجر گروپ، فیملی میگزین پوسٹ بکس نمبر 2059 فون نمبر 042-36367573 ای میل nw.circulation@gmail.com

رمیزہ نظامی پرنٹر پبلشر نے نوائے وقت پریس لاہور اور پیکو پریس کراچی سے چھپوا کر دفتر ہفت روزہ "فیملی میگزین" 4 شارع فاطمہ جناح لاہور سے شائع کیا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

قومی کھیل سے بے اعتنائی

دیکھا جائے تو ہمارے ہاں ٹیلنٹ کی کمی نہیں۔ ہر فیلڈ میں نمایاں کارکردگی دکھانے کیلئے جوان بے تاب نظر آتے ہیں مگر ان کو تلاش کرنے اور رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں۔ ہاکی کے کھیل کو اگر ایک بار پھر میدان کی زینت بنانا ہے تو اس روٹ سے ابتدا کرتے ہوئے سکولوں اور کالجوں کی سطح سے اس کو متعارف کروانا ہوگا۔ ہر سکول میں تربیت یافتہ اساتذہ بھرتی کرنے ہوں گے جو بچوں کو ہاکی کے بارے میں لیکچر دیں اور بعد ازاں کھیلنے کا طریقہ بھی سکھائیں۔ یہی کافی نہیں بلکہ اپنے پرانے ہیروز کو بھی سکولوں اور کالجوں میں بلوا کر اس کھیل پر لیکچرز کا اہتمام کیا جائے اور ان کے دور میں کھیلے گئے میچز کی فلمیں بھی بچوں کو دکھائی جائیں۔ نوجوان بچوں کے سامنے جب ہاکی کا کوئی سپر سٹار کھڑا ہوگا تو وہ اس کی بات کو توجہ سے سنیں گے بھی اور اس پر عمل بھی کریں گے۔ اس طرح ایک مرتبہ پھر ہمارے ملک میں اچھے اچھے سامنے آئیں گے جو مستقبل میں ملک و قوم کیلئے فخر اور عزت کا باعث بنیں گے۔ کھیل ہر تندرست شخص کیلئے لازمی ہے کیونکہ کہا جاتا ہے کہ جتنے زیادہ کھیل کے میدان آباد ہوں گے ہسپتال اتنے ہی ویران ہوں گے۔ افسوس صد افسوس کہ دیگر کھیلوں کی طرح ہمارا قومی کھیل بھی سیاست کا شکار ہو چکا ہے۔ ہم اگر تھوڑا سا ماضی میں جھانکیں تو اولمپک کھیل ہوں یا چیمپئنز ٹرافی ہر موقع پر پاکستان کا سبز ہلالی پرچم فضا میں بلند ہوتا ہوا نظر آتا تھا جو اب دکھائی نہیں دیتا اور یہ صورتحال انتہائی افسوسناک ہے۔

(خالد مشتاق، واہ کینٹ)

خدا کرے کہ میری ارض پاک پر اترے ..... وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو

توجہ کا طالب محکمہ پولیس

گورنمنٹ رولز کے مطابق گیارہ افراد کو کنٹرول کرنے کیلئے ایک پولیس اہلکار کا ہونا ضروری ہے لیکن پاکستان میں ایک پولیس اہلکار سات ہزار 9 سو چھپن افراد کو کنٹرول کرنے میں مصروف ہے۔ یہی وہ بنیادی وجہ ہے کہ جرائم میں کمی کی بجائے اضافہ ہو رہا ہے۔ تھانہ ٹھیکری والا کے علاقہ میں پانچ لاکھ سے زیادہ آبادی کو کنٹرول کرنے کیلئے صرف 63 اہلکار تعینات ہیں۔ یہ تھانہ 1901ء میں قائم ہوا جس میں 40 کے قریب دیہات ہیں جن میں 200 کے قریب مساجد اور 14 چرچ ہیں۔ 38 مدارس ہیں، امام بارگاہیں 12 ہیں۔ گورنمنٹ سکول 52/72 جبکہ 15 کے قریب پرائیویٹ سکول ہیں ائیرپورٹ چیک پوسٹ پر بھی اہلکاروں کا موجود ہونا لازمی ہے۔ دو بڑے دربار بابا بھولا جی اور بابا رنگ علی سرکار ہیں جہاں عرس کے علاوہ جمعرات اور جمعہ کو کافی رش ہوتا ہے جسے کنٹرول کرنے کیلئے پولیس کی نفری کی ضرورت پڑتی ہے۔ علاقہ میں نیو سبزی منڈی، ملینیم مال، شاپنگ مارکیٹ اور سدھار کا مین بازار جہاں لاکھوں لوگ خریداری کیلئے آتے ہیں ان کی جان و مال کا تحفظ بھی انہی اہلکاروں کی ذمہ داری ہے۔ اس کے علاوہ پولیس افسران نے لوئر کورٹ اور ہائی کورٹ سے ملزمان پیش بھی کرنا اور ملزمان کی گرفتاری کیلئے چھاپے مارنا اور رات کو علاقہ بھر میں گشت بھی کرنا ہوتا ہے۔ ذرا سوچئے کیا پولیس والوں کو آرام کی ضرورت نہیں ہوتی؟ اس کے باوجود ہم سب ان کے رویے کی شکایات کرتے ہیں حالانکہ اتنی مشکل ترین ڈیوٹی کے بعد ان کا رویہ بدلنا فطری عمل ہے۔

(اختر عباس اختر، فیصل آباد)

دیدہ زیب فیملی میگزین

30 جولائی سے 5 اگست کے شمارے کا ٹائٹل اپنی رعنائیوں کے ساتھ دیدہ زیب لگ رہا تھا۔ سب سے پہلے "ازلی دشمن دوست کیسے بن سکتا ہے" پڑھا جو کہ حقیقت پر مبنی مضمون تھا۔ لندن میں تیزاب گردی میں بتایا گیا تھا کہ بیرونی ایجنڈے پر کام کرنے والی NGO's پاکستان کو برائیوں کی آماجگاہ ثابت کرتی رہتی اور اس خطے کو خواتین کیلئے بری جگہ تصور کرتی ہیں حالانکہ عورت پر ظلم مغربی ممالک اور انڈیا میں یہاں سے کہیں زیادہ ہے۔ "پاکستان ہمارا وکیل نہیں شریک ہے" میں مقبوضہ وادی کشمیر کے شیخ جمیل الرحمٰن کی گفتگو بہت پُراثر تھی۔ مناظر عالم کے صفحے پر پوری دنیا کی خبریں دیکھنے کو ملیں۔ بے پری صفحے پر انتہائی دلچسپ موضوعات زیر بحث تھے۔ دانا کوکین اب بھارتی فلموں میں کام کرے گی، مقبوضہ کشمیری خاتون مقابلہ حسن میں مقبوضہ کشمیر کی نمائندگی کرے گی۔ پڑھ کر حیرت ہوئی۔ "جنوبی افریقہ کے گینڈے لوری کے دیوانے" مزے کی تحریر تھی۔ "کوکین جوا" میں بتایا گیا کہ کھیل ہی کھیل میں نسل نو کی ہر طرح سے تباہی کی تیاری مکمل کرلی گئی ہے۔ منہ میں سونے کا چمچ لیکر پیدا ہونے والے بچے" ایک معلوماتی فیچر تھا۔ نامور ادیب و شاعر ڈاکٹر خالد عباس الاسدی کی گفتگو دلچسپ تھی۔ "سرکاری سکولوں کی نجی اداروں کو حوالگی" ایک معلوماتی تعلیمی رپورٹ تھی جس میں بتایا گیا کہ حکومت نے تعلیم کے تابوت میں آخری کیل ٹھوکتے ہوئے سرکاری سکولوں کو پرائیویٹ سکولوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ اب اس ملک میں خوشحالی کی امید کیسے کی جا سکتی ہے۔ کہانیوں کے سلسلے دلچسپی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ بھرنے کی ہیروئن پر باس کی حقیقت آشکار ہو رہی ہے۔ "انتقام کی آگ" کی پہلی قسط میں بتایا گیا ہے کہ جادو ٹونے کس طرح زندگیاں تباہ کر دیتے ہیں۔ حنا بھابھی کا رشتہ ایک دلچسپ موضوع تھا۔ فیملی ڈائجسٹ کے تمام موضوعات بہت دلچسپ اور قابل تعریف تھے۔ "خاتون ایم پی اے کے گھر کم عمر ملازم کی المناک موت ایک المناک داستان تھی۔ بچوں کو مزدور بنانے کی بجائے اگر طالب علم بنایا جائے تو ان کی بھی زندگی سنور جائے اور والدین کی بھی۔

"کیروز پیا" کا تاریخی منددا ایک معلوماتی مضمون تھا۔ "موت بانٹتی زہریلی قلفی" حکومت کے کارناموں کی قلعی کھول رہی ہے جو انسانی جانوں کی پرواہ نہیں کرتی آخر میں زینت امان کی داستان حیات کی پہلی قسط میں انکے والدین کے تعلقات اور ترقی کے زینے پر چڑھتی ہوئی زینت امان کی کہانی سنائی گئی۔ اس شمارے کے مطالعے کو مکمل کر لیا ہے اور اب اگلے شمارے کا انتظار ہے۔

(رابعہ اکرم، لاہور)

حکمرانوں سے اچھائی کی توقع؟

جس ملک میں غریب ہی غریب آدمی کا خون چوس رہا ہوں وہاں کے حکمرانوں سے اچھائی کی توقع رکھنے والے بقیہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ ایک ریڑھی والے سے لیکر کسی بھی آفس میں بیٹھے شخص کو اس وقت اپنی آمدنی بڑھانے کی فکر لاحق ہے اور وہ آمدنی چاہے اس کو جائز طریقے سے ملے یا ناجائز طریقہ کار سے اس کا مقصد بس اپنی ضروریات کو ہر حال میں پورا کرنا ہے۔ اس پر حکومت وقت کے بھی یہی مقاصد ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ عوام اور حکمرانوں کے طریقہ واردات میں فرق ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سبھی حکمران ایک جیسے اوصاف اور طبیعت کے مالک ہیں بہت سے اچھے لوگ پاکستانی سیاست کا حصہ ہیں مگر فی الحال وہ منظر نامے میں دور دور تک کہیں دکھائی نہیں دے رہے بالکل اسی انداز میں اس قوم میں بھی بہت سے اچھے لوگ موجود ہیں جن کی وجہ سے یہ ملک اس قدر چوٹ کھانے کے باوجود بھی قائم و دائم ہے۔ ہر کوئی جاننا چاہتا ہے کہ اس ملک کا مستقبل آخر ہے کیا؟ موجودہ وقتوں میں اس ملک میں مہنگائی، لاقانونیت اور دہشت گردی سے توجہ ہٹانے کیلئے عوام کو لندن فلیٹ یا آف شور کمپنیوں کے شور میں دبا دیا گیا ہے اس کے علاوہ اس ملک میں بیوروکریسی اور سیاستدانوں کے تحت نئے انداز سے بنائی جانے والی جائیداد اور فیکٹریوں اور مربعوں کے حساب سے پھیلے فارم ہاؤسوں کو کوئی نہیں پوچھتا؟ اس وقت اپوزیشن والے جس انداز میں حکمران جماعت کو گرا لگا کر خود کو نیک پروین ثابت کر رہے ہیں ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ سارے ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔

(راؤ عمران سلیمان، ساہیوال)

دہشت گردی کی نئی لہر

پاکستان کے دل پر ایک بار پھر حملہ ہوا ہے۔ وطن عزیز میں گھیراؤ جلاؤ اور توڑ پھوڑ کی تحریکوں کو سرگرم کرنے اور امن و امان کو تباہ کرنے کا بھارتی ایجنڈا تیزی سے بروئے کار لایا جا رہا ہے خاص طور پر پاکستان کے دل لاہور کو دہشت گردی کا ہدف بنا کر اس ملک کو کراچی جیسے حالات سے دوچار کرنے کی مکروہ کوششیں ایک عرصے سے جاری ہیں جس کی اہم اور بڑی کڑی گزشتہ روز فیروز پور روڈ پر ہونے والے خودکش حملے سے جا ملتی ہے جس میں 9 سیکیورٹی اہلکاروں سمیت 26 بے گناہ افراد جان کی بازی ہار گئے جبکہ 66 زخمی اب بھی موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ پاکستان میں دہشت گردی کی اس لہر کے پیچھے جہاں بھارت، اسرائیل اور امریکی اتحاد کا خفیہ ہاتھ سرگرم ہے وہاں ابھی بہت سے حقائق پر نگاہ رکھنا ضروری ہے۔ اس وقت ملک دہشت گردی کی خونی لہر کی لپیٹ میں ہے اور کراچی کے بعد لاہور میں پیدا کی جانے والی صورتحال میں مخصوص نوعیت کی دہشت گردی کی وارداتیں توجہ طلب پہلوؤں کو سامنے لاتی ہیں۔ مملکت اسلامیہ پاکستان کے خلاف یہ رقص ابلیس آج سے نہیں بلکہ یہ تو اسی دن سے جاری ہے جب مجاہد اسلام محمد بن قاسم نے بتوں کے پجاریوں کی اس سرزمین پر توحید کا پرچم لہرایا تھا جس کا الاؤ پچھلی کئی صدیوں سے ہنود و یہود کی متعصب سوچوں اور ان کے زرخرید غلاموں کی تنگ نظر ذہنیتوں میں سلگ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 1971ء میں ہنود و یہود کی مکروہ سازشوں سے جب مملکت اسلامیہ پاکستان دولخت ہوا تو اس موقع پر اندرا گاندھی نے اپنے خبیث باطن کا کھلم کھلا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "آج ہم نے دو قومی نظریہ خلیج بنگال میں ڈبو دیا ہے اور ہزار سالہ غلامی کا بدلہ لے لیا ہے۔" تاریخ کے طالب علم کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ 1947ء سے لیکر آج تک ہنود و یہود کو ایک نظریاتی اسلامی و ایٹمی ملک کسی بھی صورت میں قابل قبول نہیں تھا یہی وجہ تھی کہ ان استعماری طاقتوں نے مملکت اسلامیہ پاکستان بنتے ہی اس ملک اور اس کے نظریاتی تشخص کو ختم کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ ہمیں ان تلخ حقائق کو ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہئے۔

(تنویر احمد، لاہور)

چھوٹے کسانوں کے مسائل

پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور زراعت کا شعبہ ملک کی مجموعی قومی پیداوار کا پچاس فیصد سے زیادہ ہے۔ ملکی آبادی کا زیادہ حصہ بھی اسی شعبے سے وابستہ ہے۔ اس اشتراک کا کریڈٹ ملک کے طول و عرض میں زمین کا سینہ چیر کر پیداوار حاصل کرنے والے کسانوں کو جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں بدقسمتی سے زراعت اور کھیتی باڑی کے شعبے کی جانب اتنی توجہ نہیں دی گئی جتنی ضرورت تھی۔ اگر مناسب توجہ دی جاتی تو قومی پیداوار مزید بڑھ سکتی ہے اور ملکی و قومی ترقی کی رفتار بڑھ سکتی تھی۔ حکومت کی جانب سے اعلان کردہ کسان پیکج چند ہاتھوں میں ہی رہ گیا اور اس کے ثمرات تو دور اس کے فارم تک عام کسان کی پہنچ سے دور رہے۔ میں یہ بات پورے دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر کسانوں کو مناسب سہولیات دی جائیں تو وہ ملکی ترقی کی رفتار بڑھ جانے کا باعث بن سکتے ہیں۔

(ذیشان عارف، ساہیوال)

کراچی یا کچرا کنڈی؟

اسلام میں صفائی کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ بحیثیت مسلمان تو اسلامی تعلیمات کو یاد رکھنا اور ان پر عمل پیرا ہونا ہمارا فرض ہے۔ لیکن بدقسمتی دیکھئے کہ بحیثیت مسلمان ہمیں اپنے حقوق تو یاد ہیں لیکن فرائض بھول چکے ہیں۔ اسلام میں حقوق و فرائض مسلمان کیلئے لازم کر دیئے گئے ہیں۔ اسلام میں فرائض کی ادائیگی اولین قرار دی گئی ہے۔ کیونکہ انسان اگر فرائض ادا کرتا ہے تو حقوق اسے خود بخود حاصل ہو جائیں گے۔ پاکستان کے ہر شہر کا بنیادی مسئلہ گندگی ہے اور گندگی سے سب سے زیادہ متاثرہ شہر شہر قائد ہے۔ ڈھائی کروڑ کی آبادی کا یہ شہر منی پاکستان کہلاتا ہے۔ پورے پاکستان سے روزگار کی خاطر لوگ شہر قائد کا رخ کرتے ہیں لیکن یہی لوگ شہر قائد کو گندا کرتے ہیں اور پھر جگہ جگہ کچرے کے ڈھیروں کا رونا روتے ہیں۔ شہر قائد میں لوگوں نے سڑکوں کو کچرا کنڈی ہی سمجھ لیا ہے۔ صبح کے وقت کام پر جاتے لوگ اپنے گھر کا کچرا سڑک کنارے پھینک کے چلے جاتے ہیں۔ اگر آپ ایسے لوگوں کو ایک دفعہ دیکھ لیں تو یقین نہیں آئے گا کیونکہ دیکھنے میں یہ لوگ بڑے مہذب دکھائی دیتے ہیں۔ شاہراہوں پر بنے ریسٹورنٹ کا کچرا بھی سڑک پر دکھائی دے گا۔ ہوٹل مالکان روزانہ ہزاروں کماتے ہیں لیکن ان سے اتنا نہیں ہوسکتا کہ ہوٹل میں کچرا پھینکنے کیلئے ایک بڑے کچرا دان کا انتظام ہی کرلیں۔ فروٹ بیچنے والے حضرات منڈی سے فروٹ لاکر جب اپنے ٹھیلوں پر فروٹ کی چھانٹی کرتے ہیں تو خراب گندا مال سڑک کے کنارے پھینک دیتے ہیں۔ کیا ان کے پاس اتنی آمدنی نہیں کہ یہ کچرا دان ہی خرید لیں۔ ان کے پاس 20 ہزار کے موبائل تو دکھائی دیں گے مگر کچرا دان خریدنے کیلئے پیسے نہیں ہوں گے۔ روڈ کے آس پاس جتنے بھی کلینک ہوں ان کا کچرا بھی روڈ پر دکھائی دے گا۔ مثلاً انجکشن کی سرنجیں، استعمال شدہ انجکشن اور بوتلیں بھی دکھائی دیں گی۔ اب گھروں کے پاس کچرا کنڈی کے میدانوں کا حال دیکھئے۔ جب گھر سے کچرا پھینکنے کیلئے کراچی کے عوام کچرا کنڈی جاتے ہیں تو وہاں تھوڑا آگے جا کر کچرا نہیں پھینکتے بلکہ روڈ پر ہی پھینک کر اپنا فرض پورا کر دیتے ہیں۔ اس طرح عروس البلاد ایک وسیع و عریض کچرا کنڈی بن چکا ہے۔

(موسیٰ غنی، کراچی)

ایڈیٹر کے نام

پاکستان کے دل پر حملہ

لاہور میں فیروز پور روڈ پر ہونے والی دہشت گردی نے لوگوں کے دل دہلا دیئے ہیں۔ دہشت گرد انسانیت سے عاری ہیں اور اخلاقی تنزلی اور پستی کی آخری حد تک پہنچے ہوئے ہیں کہ انھوں نے یہ بھی فراموش کر دیا کہ کسی ایک انسان کا قتل انسانیت کا قتل ہے اور یہ کسی مذہب میں بھی روا نہیں۔ اسلام میں تو دوران جنگ دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہوئے بھی مریضوں، بچوں اور بوڑھوں کو کچھ نہیں کہا جاتا پر یہ دہشت گرد وہ درندے ہیں جن کے منہ کو انسانی خون لگ چکا ہے۔ یہ نہ بچوں کو دیکھتے ہیں نہ بوڑھوں اور مریضوں کو۔ یہ لوگ سینے میں دل کی جگہ پتھر رکھتے ہیں۔ پاکستان پہلے ہی اپنے اندرونی مسائل میں سیاست دانوں کی کرم فرمائیوں کی وجہ سے الجھا ہوا ہے۔ آج حکومت کو سمجھداری سے کام لینا ہے۔ حکومت اور اپوزیشن سپریم کورٹ، پاناما لیگ جے آئی ٹی کے فیصلے کو اپنی ذاتی انا کا مسئلہ نہ بنائیں اور ملک کو مضبوط بنائیں جلسے جلوس کرکے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کی بجائے ایک ہو کر ان سب مظلوموں کے خون کا بدلہ لیں۔ جن کیلئے بہترین سزا سنگسار کرنا ہی ہوسکتی ہے۔

(ریحانہ سعیدہ)

جھکے ہوئے شجر

لاہور کینال روڈ پر پاپلر کے درخت کافی سال پیشتر لگائے گئے تھے جو اب بہت اونچے ہو گئے اور گھنے ہو چکے ہیں۔ اونچائی اور اپنے وزن کی وجہ سے وہ نہر کی طرف سڑک پر بہت جھک چکے ہیں۔ کہیں کہیں تو پوری سڑک پر جنگل کا سماں نظر آتا ہے۔ جب کوئی بس یا ٹرک گزرتا ہے تو ٹہنیاں چھت سے ٹکراتی ہیں جس کی وجہ سے حادثے کا خطرہ رہتا ہے۔ تقریباً روزانہ اخبار میں میٹرو کارپوریشن ڈیزاسٹر منیجمنٹ کی طرف سے رنگین اشتہار آتے ہیں کہ برسات کے موسم میں احتیاط کریں ان اشتہارات پر کروڑوں لاکھوں کی رقم خرچ ہوتی ہے۔ یہ تو عوام پر ذمہ داری ڈال دی جاتی ہے۔ دوسرے جب سڑک کو ڈبل کیا گیا تو درمیان میں ڈیوائیڈر بنایا گیا۔ لیکن اس میں پانی کا نکاسی کا انتظام نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے بارش کے بعد نہر والی طرف تقریباً آدھی سڑک پر پانی کھڑا رہتا ہے۔ ان مسائل کا حل ضروری ہے۔

(وحید الدین شیخ)

پٹرول کی دکانیں

گرین ٹاؤن اور باگڑیاں میں دکانداروں نے پابندی کے باوجود غیر قانونی اور غیر محفوظ انتہائی خطرناک پٹرول کی ایجنسیاں بنا رکھی ہیں۔ گلی کوچوں اور بازاروں میں یہ پٹرول کے ڈرم چلتے پھرتے بم سے کم نہیں ہیں۔ مقام افسوس چند ناعاقبت اندیش لوگوں نے عوام کی زندگیوں کو خطرے میں ڈال رکھا ہے۔ یہ دکانیں تنگ گلیوں اور بازاروں میں قائم ہیں جہاں ایک سے دو ہزار لیٹر پٹرول سٹاک ہوتا ہے۔ پٹرول میں ملاوٹ کی شکایات عام ہیں یہ پٹرول کی ناجائز اور غیر محفوظ دکانیں کسی بھی وقت بڑے سانحہ کا باعث بن سکتی ہیں۔ کمشنر لاہور سے پرزور اپیل ہے کہ ان خطرناک ناجائز اور غیر قانونی پٹرول اور ایجنسیوں کو فوری طور پر بند کیا جائے تاکہ لوگوں کی زندگیاں محفوظ ہو سکیں۔

(محمد سرفراز خان)

وزیراعظم کی نااہلی

پانامہ ہنگامہ کا پہلا مرحلہ مکمل ہوگیا سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف خود کو صادق و امین ثابت نہ کرسکے جس کی بنیاد پر انہیں گھر جانا پڑا۔ نواز شریف آمدنی سے زائد اثاثے بنانے کے الزام کا دفاع نہ کرسکے۔ عدالتی فیصلے پر خوشی بھی ہے اور حیرت بھی۔ خوشی یہ سوچ کر ہو رہی ہے اگر واقعی پاکستان کو کرپشن سے پاک کرنا ہے اور تمام چوروں لیٹروں اور قومی دولت لوٹنے والوں کا کڑا احتساب کا عمل شروع کر دیا گیا ہے تو یقیناً یہ لائق تحسین اور تاریخی فیصلہ ہے جس کی ابتدا نواز شریف کی نااہلی سے ہو چکی ہے۔ اب دیگر جماعتوں اور ان کے رہنماؤں اور بیوروکریسی کے اثاثوں کی چھان بین اسی برق رفتاری سے ہونی چاہئے تاکہ قومی دولت لوٹنے والوں کو نشان عبرت بنا کر وطن عزیز کو کرپشن کے ناسور سے ہمیشہ سے محفوظ ہو جائے اور حیرت اس بات پر ہے کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ تمام لٹیروں کو احتساب کے کٹہرے میں لایا جائے گا۔ بہرحال میری اعلیٰ عدلیہ سے اپیل ہے کہ نواز شریف کے ساتھ ساتھ تمام لٹیروں کے احتساب کا عمل فوری شروع کیا جائے۔ اور جے آئی ٹی تشکیل دے کے خلاف تحقیقات کرائی جائے اگر ایسا نہ کیا گیا تو پھر نواز شریف کے خلاف ایکشن کا ملک و قوم کو فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر صرف شریف خاندان کا احتساب ہوا اور دیگر لٹیرے آزاد دندناتے پھرتے رہے اور ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتے رہے تو یقیناً نواز شریف کی نااہلی کا فیصلہ تاریخی کی بجائے تاریخ کا المیہ ہوگا۔

(کنول شبیر، کراچی)

اسلامی ملک کے غیر اسلامی شعار

ہم مسلمان معاشرے میں پیدا ہوئے ہمارا رہن سہن، اٹھنا بیٹھنا، لباس اور روزمرہ کے دیگر سب مسلمانوں والے ہیں۔ اگر تعلیم کی بات کی جائے تو وہ انسانی ضرورت بھی ہے اور ہمیں معاشرے میں رہنے اور تیزی سے ترقی کرتی ہوئی دنیا سے قدم ملانے کیلئے ناگزیر بھی۔ مسلمان معاشرے کی تعلیم و تربیت بھی دینی اور شرعی لحاظ سے ہی ہونی چاہئے۔ اگر اسلام آباد کی بات کی جائے تو یہ بے شمار اچھے تعلیمی اداروں کا گڑھ ہے اور بہترین تعلیم کا مرکز ہے مگر افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اسلام آباد کی دو مشہور جامعات میں مرد طلباء پر قمیض شلوار پہننے پر پابندی ہے۔ ایک یونیورسٹی میں جمعہ کے روز قمیض شلوار پر کچھ نرمی برتی جاتی ہے جبکہ دوسری یونیورسٹی میں طلباء کا قمیض شلوار میں داخلہ ممنوع ہے۔ اگر کوئی طالب علم قمیض شلوار میں اندر داخل ہو بھی جاتا ہے تو اسے فوراً بھاری جرمانہ کیا جاتا ہے اور یونیورسٹی سے بھی باہر بھیج دیا جاتا ہے۔ تعلیمی اداروں میں شلوار قمیض جیسے لباس پہننے پر پابندی آنے والی نوجوان نسل کو اسلامی ثقافت سے دور رکھنے کے مترادف ہے۔ حکومت اور درج تعلیمی اداروں کے حکام سے پرزور اپیل ہے کہ وہ اس صورتحال کا نوٹس لیں۔

(محمد تقی)

قارئین توجہ فرمائیں!

- کاغذ کے ایک جانب کھلا کھلا اور خوش خط لکھیے۔
- تحریروں کی فوٹو کاپی کی بجائے اصل تحریر ارسال کیجئے۔
- مندرجہ بالا ضوابط کی خلاف ورزی پر تحریر شائع نہیں کی جائیں گی۔ (ادارہ)

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

لیزر لائٹ ٹریٹمنٹ جیسا نکھار

بہترین فیئر نیس کے لئے دنیا بھر میں جلد کے ماہرین لیزر ٹریٹمنٹ کی جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہیں۔ اگر یہی ٹریٹمنٹ صرف ایک کریم سے مل جائے تو؟

اب لیزر لائٹ ٹریٹمنٹ جیسی فیئر نیس ملے "فیئر اینڈ لولی ایڈوانس ملٹی وٹامن" سے۔

اس کا طاقت ور ملٹی وٹامن فارمولا لیزر لائٹ کی طرح جلد کی گہرائی تک جاتا ہے۔ سیاہ خلیات کو صاف اور روشن کر کے جلد کو نکھارتا ہے۔

تو لیزر لائٹ ٹریٹمنٹ جیسے نکھار کے لئے صرف فیئر اینڈ لولی کا بیسٹ فارمولا۔

Fair & Lovely | ADVANCED MULTI VITAMIN™

*لیزر لائٹ ٹریٹمنٹ سے مراد جلد کے اندر آئی پی ایل (Intense Pulsed Light) ہے

* تخلیقی خاکہ

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

اپوزیشن جماعتوں کا جشن

وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی نااہلی

مسلم لیگی قیادت کا عوامی عدالت میں جانے کا فیصلہ

■ نوازرضا

nawaz.raza@hotmail.com

بالآخر سپریم کورٹ نے پاناما کیس کا حتمی فیصلہ سنا کر وزیراعظم نواز شریف کو نااہل قرار دے دیا ہے جبکہ نیب کو نواز شریف کے دونوں صاحبزادوں حسن و حسین اور صاحبزادی مریم نواز، داماد کیپٹن (ر) صفدر اور سمدھی اسحٰق ڈار کیخلاف 6 ہفتوں کے اندر اندر ریفرنس دائر کر کے انہیں 6 ماہ میں نمٹانے کا حکم دیا ہے۔ عدالت عظمیٰ کے پانچ رکنی لارجر بینچ کی طرف سے 25 صفحات پر مشتمل تحریری فیصلے میں نیب کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس فیصلے کے جاری ہونے کے بعد 6 ہفتوں کے اندر اندر آئی جی آئی ٹی طرف سے اکٹھے کئے گئے شواہد، ایف آئی اے اور نیب کے پاس موجود مواد کی روشنی میں ریفرنس تیار کرے اور راولپنڈی اسلام آباد کی احتساب عدالت میں ریفرنس دائر کرے۔ نیب کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس مواد سے بھی استفادہ حاصل کر سکتی ہے جو جے آئی ٹی کی طرف سے میوچل لیگل اسسٹنس کے ذریعے بیرونی ممالک سے منگوایا گیا ہے، عدالت نے نیب کو 5 مختلف ریفرنسز دائر کرنے کی ہدایت کی ہے جن میں پہلا ریفرنس میاں نواز شریف، مریم نواز، حسین نواز، حسن نواز اور کیپٹن صفدر کیخلاف ایون فیلڈ پراپرٹیز یعنی پارک لین لندن میں موجود فلیٹس 16-A، 17-16-A، 17-A کے حوالے سے ہوگا۔ نیب کو ہدایت کی گئی ہے کہ اس ضمن میں وہ پہلے سے جمع شدہ ریکارڈ کا جائزہ لے کر ریفرنس تیار اور دائر کرے۔ عدالتی فیصلے کے مطابق نواز شریف، حسین نواز اور حسن نواز کیخلاف دوسرا ریفرنس عزیزیہ سٹیل مل اور مل جلل قائم کرنے کے حوالے سے ہوگا۔ تیسرا ریفرنس نواز شریف، مریم نواز، حسین نواز اور حسن نواز کیخلاف فلیگ شپ انوسٹمنٹ لمیٹڈ، ہارسلون پراپرٹیز پراپرٹی، کو ہولڈنگ لمیٹڈ، کوانٹ ولٹن فنانس لمیٹڈ، کوانٹ سیلون لمیٹڈ، کوانٹ لمیٹڈ، فلیگ شپ سکیورٹیز لمیٹڈ، کوانٹ گلوبل فنانس لمیٹڈ، کوانٹ بے ڈکلن لمیٹڈ، فلیگ شپ ڈیولپمنٹ لمیٹڈ، لانہ سروسز لمیٹڈ، لیکن ایس اے (پی وی آئی)، کیڈران، انٹسکیر، کوہیر اور کیپٹل ریڈی کے حوالے سے دائر کیا جائے۔ چوتھا ریفرنس اسحاق ڈار کیخلاف اثاثوں میں آمدن سے زائد اضافے کی بنیاد پر دائر کیا جائے گا۔ فیصلے کے مطابق اسحاق ڈار کے اثاثے 1993ء میں 90 لاکھ 11 ہزار روپے تھے جو بڑھ کر سال 2000ء میں 83 کروڑ 17 لاکھ تک پہنچ گئے۔ عدالت نے نیب کو ہدایت کی ہے کہ پانچواں ریفرنس شیخ سعید، موسیٰ غنی، کاشف مسعود قاضی، جاوید کیانی اور سعید احمد کیخلاف دائر کیا جائے، جنہوں نے بالواسطہ یا بلاواسطہ نواز شریف، مریم نواز، حسین نواز، حسن نواز اور اسحاق ڈار کو آمدن سے زائد اثاثے بنانے میں معاونت فراہم کی۔ عدالت نے نیب کو یہ حکم بھی دیا ہے کہ اگر کوئی ایسا دوسرا اثاثہ سامنے آ جائے جو ابھی تک منظر عام پر نہیں آ سکا تو مزید ضمنی ریفرنسز بھی دائر کرے۔ عدالتی فیصلے میں کہا گیا ہے کہ اگر احتساب عدالت کے سامنے یہ بات آئے کہ مدعا علیہان یا کسی اور شخص کی طرف سے جمع کرائی گئی کوئی رپورٹ، دستاویز یا بیان جعلی جعلی سازی سے تیار کی گئی ثابت ہو تو متعلقہ شخص کیخلاف قانون کے مطابق ایکشن لیا جائے گا۔ عدالت نے اپنے حکم میں قرار دیا ہے کہ چونکہ میاں نواز شریف کیپٹل ایف زیڈ ای جبل علی کے حوالے سے ملنے والی مراعات عام انتخابات 2013ء میں جمع کرائے گئے کاغذات نامزدگی میں ظاہر کرنے میں ناکام رہے جو کہ عوامی نمائندگی ایکٹ 1976ء (روپا) کے سیکشن 12(2f) کیخلاف ورزی ہے اور میاں نواز شریف نے اس ضمن میں جھوٹا بیان حلفی جمع کرایا، جس کی وجہ سے وہ روپا کے سیکشن 99(f) اور آئین کے آرٹیکل 62(1f) کے تحت صادق اور امین نہیں رہے اس لئے وہ بطور رکن مجلس شوریٰ نااہل ہو چکے ہیں۔ عدالت نے الیکشن کمیشن کو فوری طور پر میاں نواز شریف کی نااہلی کا نوٹیفکیشن جاری کرنے کا حکم جاری کیا جس پر فوری طور پر عمل درآمد کر دیا گیا جس کے بعد وہ وزیراعظم نہیں رہے بلکہ انہوں نے فوری طور وزیراعظم ہاؤس بھی خالی کر دیا اور عاشی طور پر بنی گالہ میں منتقل ہو گئے۔ عدالت نے صدر پاکستان سے کہا ہے کہ وہ آئین پاکستان کے تحت تمام ضروری اقدامات اٹھائیں تاکہ ملک میں جمہوری عمل کے تسلسل کو یقینی بنایا جا سکے۔ وزیراعظم ہاؤس میں مسلم لیگ (ن) کی اعلیٰ قیادت کا مشاورتی اجلاس منعقد ہوا جس میں آئندہ سیاسی لائحہ عمل کے بارے میں اہم فیصلے کئے گئے۔ اجلاس میں سابق وزیراعظم میاں نواز شریف نے وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کو آئندہ وزیراعظم بنانے کی تجویز پیش کی جس کی مسلم لیگی شرکاء نے تائید کی جس کی اگلے روز پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں توثیق کرائی گئی۔ مشاورتی اجلاس کے اختتام کے سابق وزراء کی "فوج ظفر" نے پاناما پیپرز کیس پر سپریم کورٹ کے فیصلے کے حوالے سے ایک زوردار پریس کانفرنس کی۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت نے سپریم کورٹ کے پاناما پیپرز کیس کے بارے میں تحفظات کو قبول کر لیا ہے۔ تاہم کہا ہے کہ ہم ایک بار پھر لڑیں گے اور اس بار فیصلہ پہلے سے بڑا ہوگا، اس ملک میں اب نئی شرائط لکھی جائیں گی، آرٹیکل 62 اور 63 آئین میں آمر کی بنائے جانے کے بعد عوام میں ایک مظلوم کی حیثیت سے جائیں گے تو ان کو غیر معمولی پذیرائی حاصل ہو گی۔ سردست تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان، جماعت اسلامی کے امیر سراج الحق اور عوامی مسلم لیگ کے صدر سابق وزیراعظم نواز شریف کی برطرفی پر جشن منا رہے ہیں لیکن ان کو یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ ان کی نااہلی کا کیس سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے ان کا انجام بھی میاں نواز شریف جیسا ہو سکتا ہے اگر ان کیخلاف آف شور کمپنی بنانے اور اس بارے حتمی ثبوت ثابت نہ کرنے پر نااہل قرار نہ دیا گیا تو میاں نواز شریف کے بارے میں دیئے گئے فیصلے کے بارے میں سوال پیدا ہو سکتے ہیں۔ عمران خان اور شیخ رشید میاں نواز شریف کیخلاف پاناما پیپرز کیس لے کر گئے لیکن ہے آئی ٹی پاناما کیس میں نواز شریف کا کوئی تعلق ثابت کرنے میں ناکام رہی تو انہیں اپنے صاحبزادے کی کمپنی کا ڈائریکٹر بننے پر نااہل قرار دے دیا گیا۔

ملکی تاریخ میں کبھی کسی وزیراعظم نے پانچ سال پورے نہیں کئے۔ وزیراعظم کیخلاف سرکاری خزانے سے ایک پائی کا غلط استعمال ثابت نہیں ہو سکا، خواجہ سعد رفیق نے کہا کہ "آج کا دن تاریخ نہیں ایک تاریک دن ہے، ہمارے ساتھ انصاف نہیں ہوا۔ فیصلے پر شدید تحفظات ہیں مگر اس کے باوجود عدالت کے وقار کو ملحوظ خاطر رکھیں گے، فیصلے کے بعد ہم نظر جھکا کر نہیں نظر اٹھا کر چلیں گے، نواز شریف کیساتھ یہ پہلی بار نہیں ہوا۔ اڑھائی سال پہلے جہاں پاناما پیپرز نے دنیا کو حیران و ششدر کیا تھا وہیں اس کے اثرات بھی پاکستان سمیت کئی ممالک میں دیکھے گئے، دنیا کی کن اہم شخصیات کے نام پاناما پیپرز کا حصہ رہے۔ اپریل 2016 میں جرمن اخبار نے پاناما پیپرز کے بارے ایک رپورٹ جاری کی جس کے بعد پوری دنیا میں پاناما لیکس اور آف شور کمپنیز کا جن بوتل سے باہر آ گیا، جس نے دنیا بھر کی کئی اہم شخصیات کی نیندیں اڑا دیں اور پاکستان سمیت دنیا بھر کے سیاسی افق پر بڑے پیمانے پر ہلچل دیکھنے میں آئی۔ اس شائع کردہ رپورٹ میں کئی عالمی سربراہان مملکت، معروف کھلاڑیوں اور سیاستدانوں سمیت اہم شخصیات کی آف شور کمپنیز سامنے آئیں۔ اس رپورٹ میں سابق پاکستانی وزیراعظم نواز شریف کے تین بچوں حسین نواز، حسن نواز اور مریم نواز کا نام بھی سامنے آیا۔ پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے پاکستان کے سابق وزیر داخلہ رحمان ملک اور پیپلز پارٹی کی ہی سابق وزیراعظم پاکستان بے نظیر بھٹو کا نام بھی اس فہرست کا حصہ بنا۔ عالمی سربراہان میں ملائشیا کے وزیراعظم نجیب رزاق، یوکرائن کے صدر پیٹرو پوروشینکو اس کے علاوہ سعودی عرب کے فرمانروا شاہ سلمان اور سابق امیر قطر حمادبن خلیفہ کے نام بھی اس فہرست میں شامل ہیں، اور تو اور صدر متحدہ عرب امارات اور ابوظہبی کے خلیفہ بن زید بھی اس دوڑ میں شامل ہیں، برطانوی وزیراعظم ڈیوڈ کیمرون کو بھی پاناما لیکس میں نام ہونے کی وجہ سے اپنی وزارت سے ہاتھ دھونا پڑا۔ دنیا بھر کے اداکاروں میں بھارتی اداکار ایشوریہ رائے بچن اور ان کی بہو ایشوریہ رائے بچن اور عالمی شہرت یافتہ چائنیز اداکار جیکی چن بھی آف شور کمپنی کے مالک نکلے۔ کھلاڑیوں میں معروف فٹبالر لیونیل میسی کا نام بھی اس فہرست میں شامل ہے۔ پاکستان کی تاریخ کے سب سے بڑے سیکنڈل پاناما کیس کا فیصلہ سامنے آنے کے بعد ملک کا سیاسی منظر اس حد تبدیل ہوا کہ میاں نواز شریف کو وزیراعظم ہاؤس چھوڑنا پڑا لیکن پاکستان کو اس بات کا اندازہ نہیں۔ میاں نواز شریف، وزیراعظم نواز شریف سے کس قدر خطرناک سیاست دان ہوں گے۔ آنے والے دنوں میں ان کی مقبولیت میں بے پناہ اضافہ ہوگا، وہ رائے ووٹ میں جیت کر پورے ملک پر حکومت کرے گا، انہیں اقتدار کے ایوانوں سے تو نکال دیا گیا لیکن لوگوں کے دلوں سے کیسے نکالا جا سکے گا؟

نواز شریف، حسن نواز، حسین نواز، مریم نواز، کیپٹن (ر) صفدر اور اسحاق ڈار کیخلاف ریفرنس دائر کیا جائے گا

نیب کو جے آئی ٹی اور دیگر تحقیقاتی اداروں کے حاصل کردہ شواہد کی روشنی میں معاملہ 6 میں نمٹانے کا حکم جاری

شیخ سعید، جاوید کیانی، موسیٰ غنی، کاشف مسعود قاضی اور سعید احمد نے زیادہ اثاثے بنانے میں مدد کی

عوامی نمائندگی ایکٹ 1976ء (روپا) کے سیکشن 12(2f) کی خلاف ورزی کے تحت نواز شریف نااہل ہوئے

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

برگ® سنوفال

پریکلی ہیٹ پاؤڈر

لگائے لگائے گرمی بھگائے

H&R Laboratories Pakistan
HELPLINE: 0800 5 0800

SMS ADVERTISING

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کابل اور نئی دہلی کا واویلا

حقانی نیٹ ورک کی مدد کا روایتی الزام

افغانستان میں ناکامیوں کا ملبہ پاکستان پر ڈالنے کا امریکی نسخہ

خالد بیگ
kbaig58yahoo.com

15 جولائی 2017ء کو امریکی ایوان نمائندگان نے پاکستان کی دفاعی امداد کو سخت شرائط سے مشروط کرتے ہوئے ایک بل منظور کیا۔ اس بل میں شرائط کے حوالے سے استعمال کی جانیوالی زبان اور الفاظ کے چناؤ سے یوں لگتا تھا جیسے کسی طاقتور ریاست نے اپنے مفتوحہ ملک سے خراج و جزیہ کی وصولی کیلئے شرائط نامہ تیار کیا ہو۔ امریکی ایوان نمائندگان بل منظور کرتے وقت بھول گیا کہ نہ تو امریکہ کسی تخت و تاج کے تابع سلطنت کا نام ہے نہ ہی پاکستان امریکہ کی مفتوحہ ریاست ہے۔ امریکہ آج کے جدید دور میں یوں حاکمانہ طرز عمل سے باز رہ سکے۔ بل کے حق میں 344 اور مخالفت میں 81 ووٹ آئے۔ اتنی بھاری اکثریت سے بل کی منظوری پر بہت سے امریکی تجزیہ نگار بھی ششدر رہ گئے۔ بل میں شرط عائد کی گئی کہ پاکستان کو نیٹو سپلائی کے راستوں کی حفاظت کو یقینی بنانا ہوگا، دوسری شرط یہ تھی کہ افغانستان میں سرحد پار سے حملہ کرو کتا پاکستان کی ذمہ داری ہوگی۔ علاوہ ازیں دہشت گردی آپریشنز میں پاکستان کو افغانستان کی مدد کیلئے واضح اقدامات کرنا ہونگے۔ پاکستان بھارت سے کشیدگی میں خاتمہ اور تعلقات بڑھانے کیلئے پیش رفت کرے گا اور امداد اس وقت تک منظور نہیں ہوگی جب تک امریکی وزیر دفاع پاکستان کی طرف سے حقانی نیٹ ورک کیخلاف کارروائی کی تصدیق نہیں کرے گا۔ بل کثرت رائے سے منظور ہوگیا تو اعلان کیا گیا کہ مذکورہ بل یکم اکتوبر سے نافذ العمل ہوگا۔

17 جولائی 2017ء کو امریکی وزیر دفاع جنرل ریٹائرڈ جیمز میٹس نے واشنگٹن میں اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے پاکستان کے حوالے سے منظور کئے گئے بل کو افغانستان سے متعلق امریکہ کی نئی حکمت عملی کا حصہ قرار دیا اور کہا کہ پاکستان اور افغانستان کے حوالے سے تبدیل شدہ حکمت عملی کی وجہ سے امریکی فوج کی افغانستان میں کام کرنے کی نوعیت تبدیل ہو جائے گی جس میں علاقائی تناظر میں آنیوالے ممالک (پاکستان) اس امریکی حکمت عملی کا حصہ ہونگے۔ پانچ ہزار کی نفری پر مشتمل امریکی فوج جلد افغانستان روانہ کی جائے گی جس کا اعلان جلد کر دیا جائے گا۔ اس موقع پر امریکی وزیر دفاع نے سینیٹر جان مکین کا خصوصی طور پر ذکر کیا جس نے پاکستان اور افغانستان کے سلسلے میں نئی حکمت عملی ترتیب دینے میں اہم کردار ادا کیا۔

ابھی پاکستان کی مالی امداد کیلئے منظور کئے جانیوالے نئے شرائط نامے کی سیاہی بھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ 20 جولائی 2017ء کو امریکی وزارت خارجہ نے پاکستان پر الزام عائد کر دیا کہ پاکستان افغان طالبان اور حقانی نیٹ ورک کیخلاف خاطر خواہ اقدامات اٹھانے میں ناکام رہا ہے۔ بھیش محمد، لشکر طیبہ، افغان طالبان اور حقانی نیٹ ورک جیسے دہشت گرد گروہوں کے پاکستان میں خفیہ ٹھکانے موجود ہیں جہاں سے یہ گروہ سرحد پار دہشت گردی کے لئے اپنی توجہ مرکوز رکھے ہوئے ہیں۔ یہ گروہ پاکستان میں ریلیاں منعقد کرتے ہیں، رقوم جمع کرتے ہیں، لوگوں کو بھرتی کر کے انہیں تربیت دی جاتی ہے، علاوہ ازیں پاکستان 2015ء میں داعش کو دہشت گرد تنظیم قرار دینے کے باوجود داعش کو شکست دینے کیلئے عالمی اتحاد کا حصہ نہیں ہے۔ مزید الزام لگایا گیا کہ حکومت پاکستان نے بھیش محمد اور لشکر طیبہ کی میڈیا کوریج پر پابندی کے علاوہ ان تنظیموں کیخلاف موثر کارروائی سے گریز کیا لہٰذا پاکستان کو مالی امداد فراہم نہیں کی جاسکتی۔

21 جولائی 2017ء کو عالمی میڈیا کیلئے امریکہ سے جاری ہونیوالی ایک خبر یہ تھی کہ امریکی وزیر دفاع جنرل میٹس نے پاکستان کو 2016ء کی فوجی امداد کی مد میں 900 ملین ڈالر کی امداد جاری کرنے کیلئے تصدیق نامہ دینے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا ہے کہ پاکستان حقانی نیٹ ورک کی پاکستانی علاقوں میں موجود محفوظ پناہ گاہوں کیخلاف مکمل کارروائی کرنے میں ناکام رہا ہے تو صاف ظاہر ہے جب سے منظور شدہ بل کے تحت امریکی وزیر دفاع پاکستان کیلئے تصدیق نامے پر دستخط کرنے کو تیار نہیں تو پھر امریکہ جیسا اصول و قانون پسند ملک جمہوری اقدار کی نفی کیسے کر سکتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ امریکی ایوان نمائندگان نے بھاری اکثریت سے پاکستان کیلئے ایک شرائط نامہ منظور کیا تھا۔ اب یہ کون پوچھے کہ بل پاس ہونے کا اطلاق تو یکم اکتوبر سے ہونا تھا تو پھر امریکی وزیر دفاع کو اضافی ماہ قبل اپنی عجلت میں تصدیق نامہ جاری کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ ویسے بھی اپنا منہ کالا ہو گیا کہ امریکہ میں ٹرمپ انتظامیہ پاکستان کیخلاف یہ تمام اقدامات اٹھانے پر مجبور ہوئی اور پاکستان کیخلاف بل پر امریکی کانگرس کے ان ممبران نے بھی "ہاں" کا ٹھپہ لگانے میں دیر نہیں لگائی جن کے سامنے اگر ملکوں کے نام لکھے بغیر جنوبی ایشیا کا نقشہ رکھ دیا جائے تو وہ نہیں بتا پائیں گے کہ افغانستان، پاکستان یا بھارت کہاں ہے؟ معاف کیجئے گا یہ مذاق نہیں حقیقت ہے کہ امریکی ایوان نمائندگان کی اکثریت عالمی تناظر میں امریکہ کی طرف سے پھیلائی گئی سیاسی بساط سے ہی ناواقف نہیں بلکہ دوسرے ملکوں کی تقسیم اور ان میں پائے جانیوالے ممالک تک سے انجان ہیں۔ صرف 20 فیصد امریکی ممبران کانگرس دہشت امریکہ سے باہر کی دنیا سے واقف ہیں۔ انہیں 20 فیصد پر مشتمل امریکی سیاستدانوں نے "گانگ" کے نام پر دنیا بھر سے امریکی چھتری تلے خدمات سرانجام دینے کیلئے اپنے ممالک کے اقتدار پر قبضہ کرنے یا قابض رہنے کیلئے "بھاری فیس (بھتہ) وصول کر کے ان کیلئے مواقعت پیدا کرنے کی دکانیں کھول رکھی ہیں، انہیں باعمل سیاستدانوں کے بھاری وجدید اسلحہ کے کارخانے ہیں جن کی چمنیوں سے دھوئیں کا اخراج جاری رکھنے کیلئے یہ مختلف ممالک کے مابین پہلے اختلافات کو ہوا دیتے ہیں بعد ازاں انہیں جنگوں میں الجھا کر ہزاروں بے گناہوں کے خون کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ کوئی بھیرے جو بیرات کا بیوپاری ہو یا کوئی سونے کے عالمی کاروبار پر اجارہ داری رکھتا ہو یا کچھ تیل کی عالمی کمپنیوں کے مالک ہیں۔ برادر ملک کویت اور برادر اسلامی ملکوں کی حالت زار دیکھئے جہاں سونے اور بھیرے جو بیرات کے ذخائر پر اپنے قبضہ اور وہاں سے لوٹی جانیوالی ان ملکوں کی قومی دولت کیلئے یہ آج بھی وہاں مقامی قبائل کے درمیان خونریز خانہ جنگی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ وہاں ان کے اپنے محفوظ قلعہ بند مراکز ہیں، میڈیا کی نظروں میں آئے بغیر وہاں باقاعدگی سے ان کی آمد و رفت جاری رہتی ہے، خانہ جنگی میں ہر سال کتنے مقامی لوگ مار دیئے جاتے ہیں؟ اس کی تفصیل ہی رونگٹے کھڑے کر دیتی ہے۔ عراق و لیبیا میں پائے جانیوالے تیل کے ذخائر پر قبضہ کیلئے امریکی سینیٹرز نے جو کردار ادا کیا وہ بھی دنیا سے ڈھکا چھپا نہیں۔ عراق و لیبیا میں وہاں کے قومی بنکوں، صدارتی محلات کے تہہ خانوں اور دولت مند طبقات کے گھروں میں موجود سونا کہاں گیا؟ اس کی مقدار کتنے ہزار ٹن تھی؟ امریکہ اور اس کے اتحادی ملکوں کے مابین لوٹ کے اس مال کی تقسیم کس طرح سے ہوئی؟ آج تک مغربی میڈیا میں سے کسی صحافی نے اس پر سوال نہیں اٹھایا۔ ایک خاتون امریکی صحافی آئل ٹینکرز کے اندر تیل کی بجائے سونا لیبیا کی بندرگاہ پر لنگر انداز امریکی بحری جہاز پر منتقل کرنے کی چند تصاویر بنانے میں کامیاب ہو گئی تھی وہ بھی اس طرح کہ اس کا ایک امریکی فوجی دوست اسے سونے سے بھرے ہوئے آئل ٹینکر کے اندر بیٹھا کر اپنے ساتھ لے جانے کی غلطی کر بیٹھا۔ ان ٹینکروں کو سونے سے نصف سطح تک بھرا جاتا تھا ورنہ ٹینکر کا انجن اس سے زیادہ وزن کھینچنے سے انکار کر دیتا تاہم لیبیا میں امریکی فوجی قیادت کو اپنے ایک سپاہی کی اس حماقت کا علم ہوا تو خاتون صحافی اسی روز سڑک پر جانے کا انکار ہو کر چل بسی اور اس کا دوست امریکی فوجی "فرینڈلی فائرنگ" کا نشانہ بن گیا۔

عراق میں صدام حکومت کے پاس "انسانیت کش" ہتھیاروں کی موجودگی کا الزام لگا کر حملہ کرنیوالے امریکی و مغربی ممالک کے اتحادیوں میں سے حملے کیلئے گھڑے گئے جھوٹ کا سب سے پہلے اقرار امریکی فوج کے اس دور کے سربراہ جنرل کولن پاول نے یہ کہتے ہوئے کیا "صدام کے پاس جراثیمی ہتھیاروں کی موجودگی کا امریکی و برطانوی خفیہ اداروں کی طرف سے دی جانیوالی اطلاع جھوٹ پر مبنی تھی۔" بعد ازاں برطانوی سابق وزیراعظم ٹونی بلیئر نے عراق میں امریکی و برطانوی فوجی اتحاد کی طرف سے کئے جانیوالے حملے میں وہاں مارے گئے 20 لاکھ افراد کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے ٹیلی ویژن پر پوری دنیا سے معافی مانگی، مطلب یہ کہ امریکہ ہو یا برطانیہ ملک سے باہر اپنے ایک شہری کے قاتل کو گرفتار کر کے اسے عدالت سے سزا دلوانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں، یہ حکمران جھوٹ بول کر پروپیگنڈے کی بنیاد پر بنتے بستے ملک کو تباہ و برباد کر دیں، لاکھوں انسانوں کا قتل کریں اور جب ان کا جھوٹ پکڑا جائے تو معافی کا لفظ بول کر بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ ان کیخلاف نہ تو عالمی عدالت انصاف حرکت میں آتی ہے نہ سلامتی کونسل کے کان پر جوں رینگتی ہے۔ عراق کے بعد لیبیا پر حملوں کی ایک برطانوی آئل کمپنی کی طرف سے امریکہ میں لابنگ کی تفصیلات منظر عام پر آچکی ہیں۔ بعد ازاں اس لوٹ مار میں لیبیا کے تیل میں سے فرانس کو معقول حصہ دینے کا وعدہ کر کے فرانس کو بھی ساتھ شامل کیا گیا۔ عراق کے بعد لیبیا برباد ہوا تاہم ان تیل کی دولت سے مالا مال ریاستوں کی مکمل تباہی کے نتیجے میں امریکہ اور دیگر مغربی استعماری قوتوں نے مختلف طرح کے فوائد حاصل کئے۔ تیل کا کاروبار کرنے والوں نے تیل لوٹا، جدید اسلحہ کے کارخانے چلانے والوں نے اسلحہ فروخت کیا، سونے و جواہرات کے بیوپاریوں نے اپنا الو سیدھا کیا، تو اربوں کے کاروبار سے منشیات مافیا نے الگ سے موج کی، اس کے بعد تعمیر نو کے نام پر ان ممالک کی کمپنیاں تعمیرات کی مد میں لوٹ مار کیلئے وہاں جا پہنچیں۔ امریکی ایوان نمائندگان میں کانگرس دہشت سے حملوں کی منظوری کیلئے صرف "گانگ" کی خدمات فراہم کرنیوالوں نے اپنی محنت کا کتنا معاوضہ وصول کیا اس کی تفصیل پھر کسی موقع پر۔ تاہم

سینیٹر جان مکین نے اسلام آباد میں پاکستان کی قربانیوں اور پاک فوج کی پیشہ وارانہ استعداد کا اعتراف کیا لیکن کابل پہنچتے ہی لب و لہجہ بدل گیا

امریکی وزیر دفاع نے فوجی امداد کیلئے تصدیق نامہ جاری کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ پاکستان حقانی نیٹ ورک کیخلاف کارروائی کرنے میں ناکام رہا ہے

عراق و لیبیا کے بنکوں اور محلات میں موجود ہزاروں ٹن سونا آئل ٹینکرز کے ذریعے امریکہ پہنچایا گیا

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

English®

سر نہ کُھجائیں..
Healthy ہو جائیں!

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

تجزیہ

اس "لابنگ" کے کھیل کو سمجھنے کیلئے امریکہ و برطانیہ میں موجود ان بے شمار "تھنک ٹینکس" کے کردار کو سمجھنا بھی ضروری ہے جو امریکی مقاصد کو آگے بڑھانے کیلئے فیصلہ سازوں کو تجزیاتی رپورٹس کی شکل میں دانشورانہ جواز فراہم کرتے ہیں۔ یہی رپورٹس امریکہ و برطانیہ میں ذرائع ابلاغ کو تشہیر کیلئے بھیج دی جاتی ہیں جو انتہائی منظم پروپیگنڈہ کے ذریعے دنیا بھر میں ذہن سازی کرتے ہیں۔ یہاں امریکی افواج اور سی آئی اے سے ریٹائرڈ ہونے والے جرنیلوں و دیگر حکام کا کردار بڑا اہم ہے۔ امریکی جنرل کا نائب ہو یا کوئی سی آئی اے سے ان کا امریکی ممبران کانگریس کی لابنگ

پاکستان دہشت گردوں کیخلاف آپریشن کرتا ہے تو کابل اور نئی دہلی سے چیخیں کیوں بلند ہوتی ہیں

فرم اور "تھنک ٹینکس" کے ساتھ گہرا تعلق الگ سے اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ یہی ریٹائرڈ امریکی جرنیل واشنگٹن کے وائٹ ہاؤس پر اپنا کنٹرول برقرار رکھنے کیلئے وہاں ریپبلکن یا ڈیموکریٹ جماعتوں میں سے ایک کے صدر کے لئے بھرپور کردار ادا کرتے ہیں۔ امریکہ کے دنیا میں گزشتہ نصف صدی کے کردار پر نظر دوڑائیں تو ایک جماعت دنیا کے کسی خطے میں جنگ کی آگ بھڑکاتی ہے تو دوسری جماعت کا صدر برسر اقتدار آکر بجھاتا ہے لیکن ساتھ ہی کسی اور مقام پر امریکی مسلح مداخلت کی راہ ہموار کر جاتا ہے۔ یہ بات طے ہے کہ دونوں جماعتوں میں سے کوئی بھی اقتدار میں ہو اہم امریکی وزارتیں یا عہدے ریٹائرڈ امریکی جرنیلوں کے پاس ہوتے ہیں اور وہی امریکی صدر کے ذریعے دنیا کے فیصلے کرتے ہیں۔

واپس آتے ہیں پاکستان پر عائد امریکی الزامات کی طرف۔ اس صورتحال میں تیزی جون کے آخری ہفتے میں بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کے امریکی دورے کے بعد آئی۔ گو بھارتی مبصرین مذکورہ دورے کو ناکام قرار دے رہے ہیں کہ بھارتی وزیراعظم کی طرف سے کئے جانیوالے تمام اقتصادی معاہدے امریکہ کے حق میں جاتے ہیں، ان کا اعتراض ہے کہ امریکہ نے نریندر مودی کی پاکستان دشمنی کو بھانپتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں آزادی کی جنگ لڑنے والے متحدہ جہاد کونسل کے چیئرمین سید صلاح الدین کو دہشت گرد قرار دیا لیکن یہ فیصلہ بھارت کیلئے مسئلہ کشمیر کے حل میں ہرگز مددگار ثابت نہیں ہوگا بلکہ مزید مشکلات کا سبب بنے گا۔ نریندر مودی خوش ہیں کہ وہ اپنے دورے میں پاکستان کیلئے مزید مشکلات پیدا کر آئے ہیں۔ لیکن وہ یہ بھول گئے کہ وہ امریکی صدر کے "میک امریکہ گریٹ اگین" کیلئے استعمال ہو کر محض خالی بغلیں بجاتے ہوئے واپس آئے ہیں۔ بھارتی وزیراعظم کی واپسی کے چند دن بعد امریکی سیاست کے اہم کردار سینیٹر جان مکین کی سربراہی میں تین سینیٹرز پر مشتمل ایک وفد پاکستان پہنچا۔ جان مکین کی آمد پر بہت سے لوگوں کے کان کھڑے ہوئے، ان کی آمد کے مقاصد کو سمجھنے کی کوشش کی گئی۔ جان مکین نے دہشت گردی کیخلاف پاکستان کی قربانیوں کو سراہا اور افغانستان میں قیام امن پاکستانی معاونت کے بغیر ناممکن قرار دیا۔ امریکی سینیٹرز کے وفد نے قبائلی علاقوں کا فضائی جائزہ لیا اور دہشت گردوں کیخلاف پاک فوج کی کاوشوں پر حیرت اور خوشی بھرے جذبات کا اظہار کئے بنا نہیں رہ سکا۔ جنوبی وزیرستان میں اپنے ہمراہ آئے ہوئے امریکی صحافیوں اور ایک ٹی وی چینل کو انٹرویو دیتے ہوئے سینیٹر جان مکین نے برملا صرف پاک فوج کی پیشہ ورانہ استعداد کا اعتراف کیا بلکہ مستقبل میں بھی خطے میں دہشت گردوں کے خلاف جنگ کیلئے امریکہ و پاکستان کے باہمی تعاون کی ضرورت پر زور دیا۔ اپنے اس دورے کے دوران امریکی سینیٹرز نے وزیراعظم

جلال الدین حقانی نے اعتراف کیا ہے کہ امریکہ متعدد بار افغانستان میں قیام امن کیلئے سودے بازی کی پیشکش کر چکا ہے

نواز شریف (جو سپریم کورٹ کے فیصلے کے نتیجے میں اب سابق ہو چکے ہیں) کے علاوہ پاک فوج کے سپہ سالار جنرل قمر جاوید باجوہ سے جی ایچ کیو میں خصوصی ملاقات کی لیکن اسلام آباد سے کابل پہنچتے ہی جان مکین کا پاکستان کے بارے میں لب و لہجہ ہی تبدیل ہو گیا۔ اس کی اس کایا پلٹ پر امریکی میڈیا بھی حیران رہ گیا کہ وہ امریکی سینیٹرز جو پاکستان میں پاک فوج کی دہشت گردوں کے خاتمہ کیلئے خدمات اور جانی قربانیوں کی تعریف کے ڈونگرے برسا رہا تھا، کابل پہنچتے ہی اس نے افغانستان میں بدامنی کا ذمہ دار پاکستان (پاک فوج) کو قرار دے دیا۔ اسے حقانی نیٹ ورک کے پاکستانی قبائلی علاقوں میں موجود وہ تمام خفیہ ٹھکانے یاد آگئے جہاں سے نکل کر حقانی نیٹ ورک والے چھلاوے کی طرح افغانستان پہنچتے ہیں، دہشت گردی کی کوئی بڑی واردات کرتے اور پھر سرحد پار کر کے پاکستان میں اپنے خفیہ ٹھکانوں پر پہنچ کر غائب ہو جاتے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ یاد رکھیں کہ آئندہ قبائلی وفد یا اعلیٰ حکومتی عہدیداروں اور ان تمام دشوار گزار پہاڑی علاقوں کے فضائی جائزے کیلئے پاک فوج خصوصی اہتمام اس لئے کرتی ہے کہ غیر ملکی مہمان پاکستان کے خلاف مغربی

میڈیا میں جاری پروپیگنڈے کے قائل ہوتے ہوئے واپس جانے سے پہلے ان تمام علاقوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں جنہیں دہشت گردوں سے آزاد کرانے کیلئے پاک فوج نے طویل جنگ لڑی اور بے پناہ جانی نقصان کے باوجود اپنی پیش قدمی جاری رکھی۔ آج وہ سارا قبائلی علاقہ دہشت گردوں سے صاف کیا جا چکا ہے جہاں دہشت گردوں کے خفیہ ٹھکانوں کی موجودگی کا پروپیگنڈا کر کے پاکستان کو بدنام کیا جا رہا ہے۔

امریکی سینیٹروں کے غصہ کو دیکھتے ہوئے تجزیہ نگاروں نے ان خواہشات کو سمجھنے کی کوشش کی جن کی پوٹلی امریکی سینیٹرز کا وفد اپنے ہمراہ لے کر اسلام آباد پہنچا جنہیں پاکستان کی طرف سے قبول کرنے سے صاف انکار نے انہیں تیخ پا کر دیا۔ اس کے بعد ہی امریکی وزیر دفاع سمیت دیگر امریکی حکام اور میڈیا پاکستان کے خلاف الزام تراشیوں کا راگ الاپتے نظر آئے۔ خصوصی ٹی وی ٹاک شوز کا اہتمام کیا گیا جس میں موضوع بحث کو ایک ہی سوال تک محدود رکھا گیا کہ داعش کے خلاف شام میں کامیابیاں سمیٹنے اور عراق میں فتوحات کے جھنڈے گاڑنے والی امریکی فوج 16 برسوں کی طویل جنگ کے باوجود افغانستان میں ناکامیوں سے دوچار کیوں ہے؟ ہر طرف سے اس سوال کا ایک ہی جواب دیا جاتا کہ پاکستان امریکی ناکامیوں کا سبب ہے۔ حقانی نیٹ ورک کو پاکستان افغانستان میں امریکی مفادات کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ پاکستان میں بعض دانشور حلقوں کا خیال تھا کہ امریکی سینیٹرز کا وفد بھارتی وزیراعظم کی امریکی صدر کو میاں نواز شریف کیخلاف پاکستان میں زیر سماعت مقدمات میں رعایت کیلئے کی جانے والی درخواست کے بعد وائٹ ہاؤس کی خواہش پر پاکستان پہنچا تھا تاہم پاک فوج کی اعلیٰ قیادت کی طرف سے عدالتی معاملات میں مداخلت سے انکار کے بعد امریکہ پاکستان کیخلاف جارحانہ موقف اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ یہ سوچے بغیر کہ افغانستان کیساتھ ملنے والی سرحد کو پاک فوج نے باڑ اور گہری خندق کے ذریعے آزادانہ نقل و حرکت کے لئے تقریباً ناممکن بنا دیا ہے۔ باڑ لگانے اور خندق کھودنے کا عمل تیزی سے جاری ہے۔ بقیہ پوری سرحد کو محفوظ بنانے میں تین سے چار سال تک کا عرصہ درکار ہوگا۔ جب تک یہ کام مکمل نہیں ہوتا ان تمام پہاڑی دروں، کھلے چٹیل پہاڑوں کے بیچ موجود خفیہ راستوں اور ہر اس مقام پر فوجی دستے تعینات کر دیئے گئے ہیں جہاں سے کوئی داخل ہو سکتا ہے یا پاکستان کی طرف سے افغانستان جا سکتا ہے۔ گو پاکستان نے یہ تمام اقدامات افغانستان سے پاکستانی حدود میں داخل ہو کر یہاں دہشت گردی کرنے والوں کے تدارک کے لئے اٹھائے ہیں جس کا یقینی فائدہ افغانستان کو بھی ہے تو پھر یہاں سوال بنتا ہے کہ پاکستان کی طرف سے بار بار تجویز پر افغان حکومت کیوں ناخوش ہے۔ پاکستان اپنے قبائلی علاقوں میں جو افغانستان کے ساتھ ملحقہ ہیں وہاں دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کرتا ہے تو اس سے دور کی چیخیں کابل اور نئی دہلی سے کیوں بلند ہوتی ہیں؟ "کوئی شرم ہوتی ہے کوئی حیا ہوتی ہے" کابل نے تحریک طالبان پاکستان کے سربراہ مولوی فضل اللہ کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے۔ وہیں سے بیٹھ کر پاکستان میں معصوم و بے گناہ لوگوں کو مارنے کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ پاکستان جب اس حوالے سے احتجاج کرتا ہے تو افغان صدر اس کے وزراء اور افغانستان میں تعینات امریکی افواج کے کمانڈر مل کر احتجاجی طور پر اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہیں کہ جہاں مولوی فضل اللہ اس کے دیگر ساتھی یا پاکستان دشمن پناہ گزین ہیں وہ علاقے امریکی "مہمان" فوج کی دسترس سے باہر ہیں۔ امریکہ کو اس بات کی شرمندگی بھی ستائے جا رہی ہے کہ پاکستان نے اپنے انتہائی دشوار ترین پہاڑوں کی کھائیوں، غاروں اور گہرائیوں میں جدید

اسلحے سے لیس دہشت گردوں کو نا صرف مار بھگایا بلکہ ان کیلئے پاکستان میں کوئی پناہ گاہ نہیں چھوڑی اور یہ سارا علاقہ صرف تین سال کے عرصے میں دہشت گردوں سے صاف کر کے وہاں اپنی عملداری قائم کر دی اور امریکہ و نیٹو اور 54 ملکوں کے اتحاد پر مشتمل جدید ترین عسکری مشینری سے لیس فوج 16 برسوں میں افغانستان کے 35 فیصد علاقہ کے علاوہ باقی ماندہ افغانستان پر کنٹرول حاصل نہیں کر سکیں۔ اس کے باوجود پاکستان کو مورد الزام ٹھہرانے والوں کو شرم نہیں آتی یا انہیں شرم محسوس نہیں ہوتی۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ پاکستان کی طرف سے مدد و حمایت کے بغیر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے لئے افغانستان میں ایک ماہ تک کا قیام بھی ناممکن تھا۔ ایک لاکھ 62 ہزار کی نفری پر مشتمل امریکی و نیٹو افواج کو ہلکے بھاری اور ہر طرح کی گاڑیوں کی افغانستان تک رسائی کیلئے راہداری پاکستان نے فراہم کی۔ خوراک و ادویات اور دیگر ساز و سامان سب پاکستان کے راستے افغانستان پہنچتا رہا۔ ہزاروں کی تعداد میں ہلکے خودکار ہتھیاروں اور ان کے استعمال کیلئے گولہ بارود سے بھرے ہوئے کنٹینرز سی آئی اے کی مرضی سے کراچی میں غائب کرائے گئے جس سے کراچی میں ہزاروں بے گناہوں کا خون ہوا۔ اس امریکی اسلحہ کو بذریعہ افغانستان بلوچستان میں علیحدگی پسندوں کے استعمال کے لئے پہنچایا گیا تاکہ پاکستان کو اندر سے غیر مستحکم کیا جا سکے۔ امریکہ نے پاکستان کو راہداری فراہم کرنے پر نہ کوئی پیسے دیئے نہ ہی پاکستانی سڑکوں کی تباہی کا ازالہ کیا۔ افغانستان کے گرد پاکستان کے علاوہ وسطی ایشیائی ریاستیں ہیں کوئی بھی امریکہ کو یہ سہولت دینے کو تیار نہیں تھی۔ سب کے ساتھ امریکی تنازعات موجود تھے۔ چین، روس بڑی طاقتیں ہیں جو امریکہ کی افغان دلدل میں دھنسنے پر خوش تھیں۔ ایران کے ساتھ کشیدگی بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ سوویت یونین سے ٹوٹ کر الگ ہونے والی وسط ایشیائی ریاستیں آزاد ہونے کے باوجود امریکہ کیخلاف ماسکو کی اتحادی تھیں۔ اس کے باوجود امریکہ کا پاکستان پر اپنی شکست کا الزام تھوپنا امریکی عوام کو تو شاید مطمئن کر دے لیکن باقی دنیا اسے تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ خصوصاً جب سے روسی صدر پوتن نے افغانستان میں امریکہ کے خلاف برسرپیکار افغان طالبان کو مالی امداد اور اسلحہ

امریکہ نے پلان سی کے تحت افغانستان کو آٹھ آزاد ریاستوں کابل، قندھار، ہرات، قندوز، خوست، جلال آباد، بامیان اور مزار شریف میں تقسیم کرنے کا منصوبہ بنایا تھا

فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ جہاں تک پاک فوج پر حقانی نیٹ ورک کی حمایت کا الزام ہے تو عالمی "رائٹر" نیوز ایجنسی نے 26 اکتوبر 2011ء کو حقانی نیٹ ورک کے سربراہ سے کئے گئے انٹرویو کا کچھ حصہ یاد دہانی کے لئے دوبارہ اپنی نیوز ویب سائٹ پر نمایاں کر دیا جس کا عنوان ہے

HaqqanisWillNotNegotiate PeaceSeparatelyfromTaliban

رائٹر کے نمائندے نے آج سے 6 برس قبل جب امریکہ اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ افغانستان میں دندنا رہا تھا امریکی انٹیلی جنس کسی گھر میں تندور کی آگ کو جلتے دیکھ کر وہاں بم پھینک کر طالبان کے ٹھکانے کو نشانہ بنانے کا دعویٰ کرتی تھی۔ شادی کی خوشی میں آتش بازی کرنے والے گھر کو میزائل مار کر راکھ کے ڈھیر میں بدل دیتی تھی۔ ایسے میں افغانستان ہی میں کسی خفیہ مقام پر حقانی نیٹ ورک کے کمانڈر جلال الدین حقانی سے ملاقات کر کے اس کے دل کا حال جاننے کی کوشش کی تو جلال الدین حقانی نے انکشاف کیا کہ امریکہ متعدد بار حقانی نیٹ ورک کیساتھ افغانستان میں قیام امن کیلئے سودے بازی کی کوشش کر چکا ہے تاہم اسے بتا دیا گیا ہے کہ وہ اس مقصد کیلئے افغان طالبان کی قیادت سے بات کرے۔ حقانی نیٹ ورک ان سے الگ رہ کر کسی بھی طرح کا فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں جبکہ طالبان کہہ چکے ہیں کہ آخری غیر ملکی فوجی کی افغانستان میں موجودگی تک وہ امن کی ضمانت نہیں دے سکتے۔ یہ وہی دور ہے جب افغانستان کو آٹھ آزاد ریاستوں "کابل، قندھار، ہرات، قندوز، خوست، جلال آباد، بامیان اور مزار شریف" میں تقسیم کرنے کی منصوبہ بندی کی جا رہی تھی۔ افغانستان کو آٹھ خود مختار ریاستوں میں تقسیم کرنے کا انوکھا منصوبہ برطانوی کنزرویٹو پارٹی سے تعلق رکھنے والے ممبر پارلیمنٹ Tobias Martin Ellwood نے پیش کیا تھا جس سے برطانوی اور امریکی وزارت خارجہ رابطے میں تھیں۔ اس منصوبے کا کوڈ نام PLAN-C رکھا گیا تاہم ستمبر 2012ء میں اس منصوبے کا راز فاش ہو گیا جس کا امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو اتنا نقصان یہ پہنچا کہ افغانستان کے وہ طبقات جو لبرل مزاج رکھنے کی وجہ سے طالبان کیخلاف تھے وہ بھی طالبان مزاحمت کی حمایت کرنے لگے۔ اس عذاب سے جان چھڑانے کیلئے امریکہ نے کابل میں ڈیورنڈ لائن کا تنازعہ چھیڑ دیا جس کیلئے 21 اکتوبر 2012ء کو واشنگٹن کی طرف سے افغانستان و پاکستان کی نگرانی کرنیوالے امریکی نمائندہ خصوصی MARK GROSSMAN کے کابل میں ایک مقامی ٹی وی چینل پر انٹرویو کا اہتمام کیا گیا جس میں موصوف نے افغانستان اور پاکستان کے درمیان سرحد ڈیورنڈ لائن کو انٹرنیشنل بارڈر قرار دیتے ہوئے امریکہ کی طرف سے اسے تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا۔ طے شدہ منصوبے کے مطابق انٹرویو نشر ہوتے ہی کابل میں امریکہ ہی کی بنائی ہوئی افغان وزارت خارجہ نے امریکی موقف کو سختی سے مسترد کرتے ہوئے اس کیخلاف احتجاج کا اعلان کر دیا۔ اس سے بڑا لطیفہ کیا ہو سکتا ہے کہ گزشتہ 16 برسوں سے افغانستان پر قابض امریکہ کے ایک نمائندے کے بیان کو افغان کٹھ پتلی حکومت نے افغانستان کے داخلی معاملات میں مداخلت قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا۔ اس پر شروع ہونے والے احتجاج میں امریکہ اور برطانیہ کا پلان سی کہیں دب کر رہ گیا۔ افغانستان میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی ناکامیوں کی کہانی مختلف پرتوں میں چھپی ہوئی ہے۔ روس اور چین متفق ہیں کہ امریکہ افغانستان میں اپنی موجودگی کو جواز فراہم کرنے کے لئے وہاں دہشت گردی کا کھیل جاری رکھنا چاہتا ہے۔ امریکی دفاعی تجزیہ نگاروں کا ایک طبقہ افغانستان میں امریکی ناکامی کی اصل وجہ واشنگٹن کے ان حکمت کاروں کو قرار دیتا ہے جنہوں نے افغانستان میں اقتدار کی تاریخ، مضبوط و مربوط قبائلی نظام اور ان کے ان رسم و رواج کو سمجھنے میں غلطی کی جسے افغان ہزاروں برسوں سے برقرار رکھے ہوئے ہیں تو ایک طبقہ افغانستان میں قدرتی معدنیات کے ذخائر کے علاوہ وہاں افیون و پوست کی کاشتکاری کو امریکی اور سی آئی اے کی اہم ضرورت قرار دیتا ہے جس کا کاروباری حجم 5 ٹریلین ڈالر سالانہ کو چھو رہا ہے۔ یہ رقم افغانستان میں مختلف قبائل کی سرپرستی کرنیوالے وار لارڈز، منشیات کی سمگلنگ سے جڑے ہوئے سرداروں، افغان حکومت و فوج کے علاوہ عالمی سطح پر انڈر ورلڈ کے مافیا اور امریکی پالیسی سازوں تک کو مفادات کے ایک ہی دائرے میں سمیٹے ہوئے ہے۔ یہ دائرہ کسی ایک حکومت، فرد (امریکی صدر ٹرمپ) یا خفیہ ادارے سی آئی اے کے بس کی بات نہیں۔ اس دائرے کو برقرار رکھنے کے لئے افغانستان میں دہشت گردی ضروری ہے تو اس کا الزام پاکستان پر لگانا بھی اس دائرے کی ضرورت ہے۔

itsurdu.blogspot.com

خون کے دھبے دھلیں گے کتنی برساتوں کے بعد

دشمن نے پھر نشانہ بنایا دل کو!

نئے آئی جی پنجاب پولیس کیپٹن (ر) عارف نواز خان کو درپیش چیلنجز

خالد بہزاد ہاشمی

khalidbehzad11@gmail.com

24 جولائی کو لاہور کو وزیراعلیٰ پنجاب کی سابق رہائش گاہ اور ارفع کریم ٹاور کے قریب خودکش دھماکہ میں 26 افراد شہید اور 60 سے زائد زخمی ہو گئے۔ شہدا میں 9 پولیس اہلکار بھی نشانہ بنے۔ لاہور زندہ دلوں کا شہر امن کا گہوارہ، اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں اور باغات کا شہر اور تاریخ کا جھومر ہے۔ یہ وہ شہر ہے جس کے عشق میں ملکہ ہند نور جہاں، شہنشاہ جہانگیر، شہزادی زیب النساء مخفی، شہزادہ دارالشکوہ مبتلا رہے اور اس شہر کی تعریف میں قصیدے اور اشعار بھی کہے۔

لاہور مسکراتا ہے تو سارا ملک چہک اٹھتا ہے اور خدانخواستہ لاہور سوگوار ہو جائے تو جسد خاکی کی طرح وطن عزیز کے دیگر حصے بھی اداس ہو جاتے ہیں۔ بزدل دشمن کو معلوم ہے کہ اس نے پورے ملک کو کس طرح تکلیف یا اذیت پہنچانی ہے اسی لیے وہ بہت سوچ سمجھ کر اور پلاننگ کے بعد اس شہر بے مثال جس کے اونچے کنگروں اور برجوں کی شعراء کرام نے قسم کھائی ہے۔ اذیت دکھ اور غم میں مبتلا کرنے کے لئے یکے بعد دیگرے دہشت گردی کا نشانہ بناتا ہے جس میں بلاتفریق بچے، بڑے، بوڑھے، خواتین سب لقمہ اجل بنتے ہیں۔ چونکہ پاک فوج حکومت کی مدد سے دہشت گردوں کیخلاف فیصلہ کن کارروائی میں مصروف ہے اس لیے بزدل دشمن کی ان وارداتوں میں تیزی آ گئی ہے۔ لیکن آخری دہشت گرد کے خاتمے تک ان کے خلاف یہ آپریشن کامیابی کے ساتھ جاری رہے گا۔

مشتاق سکھیرا کے ریٹائرمنٹ کے بعد اہم ترین خالی عہدہ پر کیپٹن (ر) عارف نواز خان کو آئی جی پنجاب تعینات کر دیا گیا ہے ان کا تعلق 14ویں کامن سے ہے۔ نئے آئی جی پنجاب صوبے پر تعینات ہونے والے 42ویں افسر ہیں اور ان کی تقرری پنجاب حکومت نے لاہور ہائیکورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد کرتے ہوئے کی ہے۔ ان کی تقرری تین سال چار ماہ کے لئے ہوئی ہے جس کے بعد وہ ریٹائر ہو جائیں گے۔

چارج سنبھالنے کے بعد انہوں نے کہا کہ دہشت گردوں کے خلاف جاری آپریشن کو مزید تیز کیا جائے گا تاکہ سماج دشمن عناصر کو جلد منطقی انجام تک پہنچایا جا سکے۔ انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ملک سے دہشت گردوں اور جرائم پیشہ عناصر کا خاتمہ ان کی پہلی ترجیح ہے جس کے لئے پنجاب پولیس اپنے تمام تر وسائل بروئے کار لاتے ہوئے پہلے سے بھی زیادہ بہتر طریقے سے امن دشمن عناصر کے خلاف جاری جنگ لڑے گی۔

محکمہ پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کیلئے انکی تنخواہوں اور الاؤنسز میں اضافہ ضروری ہے

نئے آئی جی پنجاب کیپٹن (ر) عارف نواز خان کو درپیش چیلنجز اور انہیں ملنے والی تین سال کی طویل مدت میں کئے جانے والے بہتر اقدامات کا ذکر ہو جائے۔

محکمہ پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے انکی تنخواہوں اور الاؤنسز دیگر محکموں کے برابر کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ وہ بہتر ماحول، دلجمعی، تسلی اور توجہ کے ساتھ پیشہ وارانہ ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکیں کم تنخواہوں اور بہتر مراعات کے بغیر پولیس افسران اور اہلکاروں سے بہتر کارکردگی کی توقع عبث ہے۔

آئی جی آفس میں کمپلینٹ سیل کی کارکردگی کو مزید فعال اور … کی ضرورت ہے یہ بجا طور پر ایک مستحسن کاوش ہے مگر مطلوبہ نتائج اور بہتری کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ شکایات سیل کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے پولیس افسران کو ازخود فون کر کے ان کی شکایات انہی کی زبانی سننے کے لئے دن مقرر کرنے چاہئیں تاکہ ان کی شکایات کی تمام جزئیات کو سمجھتے ہوئے ان کے فوری ازالہ کے لئے احکامات صادر کئے جا سکیں اس طرح جہاں عوام الناس کی جائز شکایات رفع ہوں گی وہیں پولیس اور عوام میں اعتماد، دوستی اور رابطے کا نیا رشتہ بھی استوار ہو گا۔

گزشتہ دنوں پولیس نے افغان باڈر کراس کرنے والے چند افغان منشیات فروشوں کو پکڑا تھا جنہوں نے پنجاب کے مختلف اضلاع میں 25 تعلیمی اداروں کی نشاندہی کی تھی جہاں طلبہ و طالبات کو قیمتاً اور مفت منشیات دی جا رہی تھیں۔ منشیات کی اس چین کو پکڑ کر اس کی مکمل بیخ کنی نئے آئی جی پنجاب کے لئے ایک بڑا چیلنج ہو گا کیونکہ یہ قوم کے مستقبل کا سوال ہے۔ دشمن کس ہوشیاری اور مکاری سے ہمارے روشن مستقبل کو تاریک کرنے کے لئے کیا کیا ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے۔

”سیف سٹی پراجیکٹ“ کی کنسٹرکشن التوا کا شکار ہے صرف مال روڈ کا کام ہی مکمل ہو پایا ہے اب برسات شروع ہے ان کیمروں کے بہتر رزلٹ پر اٹھنے والے سوالات پر بھی غور کرنا ضروری ہے۔

سڑکوں، بازاروں، گلیوں، مارکیٹوں اور دیگر مقامات پر ناکے اور تلاشی سے جہاں ٹریفک میں خلل پڑتا ہے وہیں عوام کا قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے۔ آئی جی صاحب کو ترجیحی طور پر اس کا حل نکالنا ہو گا۔ نئے آئی جی پنجاب کے لئے جدید اسلحہ کی فراہمی بھی ایک بڑا چیلنج ہے تاکہ دہشت گردوں اور سماج دشمن عناصر سے آہنی ہاتھوں سے مروجہ جدید طریقوں سے نمٹا جا سکے کیونکہ آج کے دہشت گرد جدید ترین ٹیکنالوجی سے لیس اسلحہ سے لیس ہیں اور انہیں اعلیٰ بہتر تربیت بھی دی گئی ہے۔ پولیس سے بہتر رزلٹ کے لئے اسے جدید اسلحہ سے آراستہ کرنا ضروری ہے۔ نئے آئی جی کو پولیس میں جرائم میں ملوث اہلکاروں اور افسروں کی بیخ کنی اور تطہیر پر بھی توجہ دینا ہو گی۔ صرف لاہور میں مختلف سنگین جرائم میں 41 پولیس اہلکار اور افسران ملوث پائے گئے ہیں۔ 2002ء کی پولیس اصلاحات تاحال توجہ طلب ہیں۔ یہ اطلاعات بھی سامنے آتی رہی ہیں کہ کئی منظم گروہ اپنے مذموم مقاصد کے لئے محکمہ پولیس میں اپنے افراد بھرتی کرواتے ہیں اور بعد ازاں انہیں اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

پولیس افسران ازخود فون کر کے شکایت کنندگان کو مقررہ یوم پر بلا کر شکایات سنیں

محکمہ پولیس میں ایسے اہلکاروں کی نشاندہی اور ان کے خلاف کارروائی کی بھی اشد ضرورت ہے۔ پولیس میں بھرتیوں کے وقت دیگر سکیورٹی اداروں کی طرح میرٹ کو یقینی بنانا ضروری ہے۔ صوبے میں اشتہاریوں کے خلاف شروع کی جانے والی مہم بھی ایک چیلنج ہے۔

آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑے اور اہم صوبے پنجاب میں تعینات ہونے والے آئی جی پنجاب کو فرض شناس سینئر پولیس افسران کی عمدہ ٹیم بھی میسر ہے۔ ڈی آئی جی آپریشنز پنجاب عامر ذوالفقار، کیپٹل سٹی پولیس لاہور کیپٹن (ر) محمد امین وینس، ڈی آئی جی آپریشنز لاہور ڈاکٹر حیدر اشرف اور دیگر

پولیس میں بھرتیوں کے وقت دیگر سکیورٹی اداروں کی طرح میرٹ کو یقینی بنایا جائے

ماتحت افسران کی کھیپ انکی معاونت کے لئے موجود ہے۔ سینئر پولیس ترجمان برادرم سید نایاب حیدر کے تجربات سے بھی وہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں امید واثق ہے کہ وہ فرض شناسی اور پیشہ وارانہ ذمہ داریوں کی اعلیٰ ارفع اور روشن مثال قائم کرتے ہوئے دہشت گردی کے ناسور کو جڑ سے اکھاڑتے ہوئے صوبے کو امن کا گہوارہ بنائیں گے اور پولیس اور عوام میں حائل فاصلے کو بتدریج کم کریں گے۔

اختیارات کی جنگ نے محکمہ کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا

پولیس سے سیاست کا خاتمہ اولین ترجیح ہونی چاہیے

روزنامہ نوائے وقت کے سینئر کرائم رپورٹر احسان شوکت کی فیملی میگزین سے گفتگو

برادرم احسان شوکت روزنامہ نوائے وقت لاہور کے سینئر کرائم رپورٹر ہیں۔ دیکھنے میں سنجیدہ اور کھلنڈرے نظر آتے ہیں۔ اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داریوں میں انتہائی ذمہ دار ہیں اور کرائم سے متعلقہ بیٹ کے جملہ امور پر دسترس رکھتے ہیں اور شہر میں نوائے وقت کرائم پر وہ اور برادرم میاں علی افضل دونوں مستعد اور چوکس رہتے ہیں اور نیوز میگزین کے علاوہ نوائے وقت میگزین کرائم پیج اور فیملی میگزین نوائے وقت کیلئے بھی بروقت سٹوریز فراہم کرتے رہتے ہیں۔ لاہور میں ارفع کریم ٹاور کے نزدیک دہشت گردی اور نئے آئی جی پنجاب کی تعیناتی کے حوالے سے احسان شوکت سے فیملی میگزین کی جانب سے گفتگو نذر قارئین ہے

لاہور ہی آخر دہشت گردی کا نشانہ کیوں بنتا ہے؟

لاہور شہر پاکستان کا دل ہے اور ہمیں اس بات کا بھی اعتراف کرنا پڑے گا کہ بلاشبہ سب سے زیادہ ترقیاتی کام لاہور میں ہی ہو رہے ہیں۔ بین الاقوامی اہمیت کا حامل شہر لاہور دشمن کو ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ جس پر لاہور اور ہمیشہ دہشت گردوں کے نشانے پر رہا ہے اور لاہور شہر کو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں فرنٹ لائن کی حیثیت حاصل ہے۔ اب بھی حساس اداروں کی اطلاعات ہیں کہ شہر میں 8 سے 10 دہشت گرد داخل ہو چکے ہیں اور دہشت گردی کی بڑی کارروائی کی پلاننگ کر رہے ہیں اسی وجہ سے شہر میں ریڈ الرٹ ہے اور پولیس و قانون نافذ کرنے والے اداروں کے شہر بھر میں کومبنگ آپریشنز کا سلسلہ جاری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری پولیس کا انٹیلی جنس سسٹم انتہائی کمزور ہے۔ دہشت گردوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں انٹیلی جنس سسٹم بڑھانا ہو گا۔ کاؤنٹر ٹیررازم ڈیپارٹمنٹ (سی ٹی ڈی) کے قیام کے حقیقی مقاصد اور نتائج سامنے نہیں آ رہے ہیں۔ ہمیں سی ٹی ڈی کو مزید فعال کرنا اور اس کی کارکردگی بڑھانا ہو گی تاکہ دہشت گردی کے عفریت پر قابو پایا جا سکے۔

نئے آئی جی کو درپیش چیلنجز اور کیا اقدامات کرنے ہوں گے؟

پنجاب پولیس میں ہمیشہ سے سیاسی مداخلت کی چھاپ رہی ہے اور اسی بات پر پولیس کو ہمیشہ سے تنقید کا نشانہ بھی بنایا جاتا ہے کہ محکمہ پولیس سے سیاسی مداخلت ختم کی جائے۔ اب جبکہ وزیراعظم نواز شریف کی نااہلی سے ملکی سیاست میں ایک بھونچال آ گیا ہے تو آئی جی پنجاب پولیس کیپٹن ریٹائرڈ عارف نواز خان کے لئے بھی یہ سب سے بڑا چیلنج ہے کہ وہ محکمہ پولیس سے سیاسی مداخلت کا خاتمہ کریں۔ مختلف اضلاع میں ڈی پی اوز کی تعیناتی کے لئے انٹرویوز وزیراعلیٰ ہاؤس میں نہیں بلکہ سنٹرل پولیس آفس (سی پی او) میں ہوں۔ ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سیاسی مداخلت سے پاک پولیس ہی حقیقی معنوں میں عوام کو کسی دباؤ کے بغیر ریلیف دے سکتی ہے اور صوبہ میں امن و امان کی صورتحال کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ محکمہ پولیس کو سو فیصد سیاست سے پاک کرنے، پی ایس پی افسران کو ماتحتوں کی رائے سے فیصلہ کرنے کی بجائے خود میرٹ پر فیصلہ کرنے، دہشت گردی اور دیگر جرائم میں تفتیشی مراحل کے دوران گواہوں اور مدعیوں کی سکیورٹی کے حوالے سے الگ شعبہ قائم کرنے، آئی جی سے ایس ایچ او تک کی تعیناتی کے عرصہ کو تسلیم کرنے اور تبدیلی نہ کرنے، ماڈل پولیس سٹیشنز کے قیام کے بعد ان کی باقاعدگی کے ساتھ مانیٹرنگ، روزانہ کی بنیادوں پر گلی محلوں اور کیمونٹی پولیسنگ کو فعال کیا جائے۔ دہشت گردوں اور سنگین جرائم میں ملوث مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے محکمہ پولیس میں اصلاحات کرنا ہوں گی تاکہ عوام کو انصاف کی فراہمی اور ان کے جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنایا جا سکے اور عوام اور پولیس میں اعتماد کا رشتہ مضبوط کیا جا سکے۔

محکمہ پولیس میں کوتاہیاں کہاں کہاں ہیں؟

سیاسی مداخلت کے بعد محکمہ پولیس کو جس چیز نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے وہ ہے ”اختیارات کی جنگ“۔ جی ہاں۔ محکمہ پولیس کی مختلف محکموں بالخصوص ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ اختیارات کی جنگ ہے۔ محکمہ داخلہ پولیس اور اختیارات کو اپنے کنٹرول میں رکھنا چاہتا ہے جبکہ پولیس سروس کے حکام بااختیار محکمہ پولیس کے خواہاں ہیں۔ جس پر دونوں محکموں میں اکثر چپقلش کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ کاؤنٹر ٹیررازم ڈیپارٹمنٹ (سی ٹی ڈی) کے قیام کے موقع پر تو پولیس فورس نے باقاعدہ احتجاجی تحریک چلائی تھی۔ جس سی ٹی ڈی کو محکمہ داخلہ کی بجائے پولیس کے زیر انتظام رکھنا پڑا تھا۔ اس کے علاوہ پی ایس پی اور رینکر افسران میں بھی محاذ آرائی رہتی ہے۔ محکمہ پولیس میں گروپ بازی کا رجحان بھی بہت زیادہ ہے۔ ہر افسر نے اپنا گروپ بنایا ہوا ہے۔ لہٰذا محکمہ پولیس میں گروپنگ کا خاتمہ ناگزیر ہے۔ حکومت کی بھی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ”یس مین“ قسم کا آئی جی لگائے۔ اس صورتحال کا نقصان محکمے کو پہنچتا ہے۔ مگر اب صورتحال بالکل مختلف ہے کہ حکومت کو عدالتی احکامات پر عملدرآمد کی بجائے میرٹ کے مطابق مستقل آئی جی تعینات کرنا پڑ گیا ہے۔ لہٰذا نئے آئی جی پنجاب پولیس کیپٹن ریٹائرڈ عارف نواز خان کو چاہئے کہ وہ کسی بھی دباؤ کے بغیر صرف میرٹ کو ملحوظ خاطر رکھیں اور صوبہ میں امن و امان کی صورتحال بہتر بنانے کے لئے تمام دستیاب وسائل بروئے کار لائے جائیں تاکہ عوام کو حقیقی معنوں میں محکمہ پولیس سے ریلیف مل سکے۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

افغانستان سے پاکستان میں دو داخلی راستے محفوظ ہو گئے

آپریشن خیبر فور
پاک فوج کی کامیابیوں کا نقیب

خیبر ایجنسی کو داعش کے دہشت گردوں سے پاک کرنے کا مشن

■ عثمان یوسف قصوری

sheikhusmanyousafkasuri@gmail.com

وطن عزیز گزشتہ دو دہائیوں سے دہشت گردی کی دہکتی آگ میں جل رہا ہے۔ یہ آگ انتہائی بے رحمانہ انداز میں ملک کے گلی کوچوں میں تباہی و بربادی پھیلا رہی ہے۔ دراصل ہمارے دشمنوں نے باہمی گٹھ جوڑ کے ذریعے پاکستانی قوم کو چاروں اطراف سے گھیر رکھا ہے اور ہمیشہ موقع کی تاک میں رہتا ہے جیسے ہی اسے سازگار ماحول اور مناسب موقع میسر آتا ہے وہ کمین گاہ سے نکل کر ایسا بھیانک وار کرتا ہے کہ ہر جانب لاشوں کے ڈھیر اور انبار لگ جاتے ہیں۔ گزشتہ دنوں لاہور میں فیروز پور روڈ پر رفع کریم آئی ٹاور اور وزیر اعلیٰ کیمپ آفس جیسے حساس علاقہ کے قریب خودکش حملہ میں 30 افراد شہید جبکہ درجنوں شدید زخمی ہو گئے بعض دفاعی ماہرین اس حملے کو آپریشن خیبر فور کا ری ایکشن بھی قرار دے رہے ہیں۔ یہ سلسلہ گزشتہ دو دہائیوں سے جاری ہے جس کے باعث تقریباً ایک لاکھ کے قریب پاکستانی شہری، سیکیورٹی افسران و اہلکار شہید ہو چکے ہیں جبکہ قومی معیشت کو 100 ارب ڈالرز سے زائد نقصان پہنچا۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ پاکستان دشمن قوتوں نے اسے اپنے جال میں پھنسانے کے لئے نائن الیون کا ڈرامہ رچایا اور ملٹری سٹرکچر کی تباہی کا الزام طالبان اور اُسامہ بن لادن پر عائد کر کے افغانستان پر چڑھائی کر دی۔ جس کا سب سے بڑا مقصد افغانستان میں رہ کر پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بجانا تھا۔ دراصل یہ قوتیں پاکستان کو ایٹمی دھماکے کرنے کی سخت ترین سزا دینا چاہتی تھیں ان کا مقصد پاکستان کو ایک دہشت گرد ثابت کر کے اس کے ایٹمی اثاثوں پر قبضہ کرنا تھا۔ دراصل یہ ایک ایسی سرزمین جہاں دہشت گرد عناصر کھلے عام دندناتے پھرتے ہوں اور اگر پاکستان کے ایٹمی ہتھیار انکے ہاتھ لگ گئے تو دنیا کا امن خطرے سے دوچار ہو جائے گا۔ چنانچہ کہانی کے سکرپٹ کے مطابق پاکستان کیخلاف جنگ میں افغانستان کو مغربی قوتوں کا مرکز بنایا گیا۔ اس کیساتھ ساتھ پاکستان کے ازلی دشمن بھارت کو بھی اس کیخلاف سازش کا حصہ بنایا گیا۔ اس طرح افغانستان پاکستان کیخلاف شروع کی جانے والی گریٹ گیم کا گڑھ بنا۔ میڈیا رپورٹ میں بتایا گیا کہ خودکش حملہ آور کو افغانستان سے ہدایات ملیں، خفیہ ایجنسیوں نے کال ٹریس کر لی اور انہیں ای ایم ای نمبر بھی مل چکا ہے۔ پاکستان میں ہونے والی ہر دہشت گردی کی کارروائی میں بھارت کا ہاتھ ضرور نظر آتا ہے۔ اس حملے میں بھی راحلوت پائی گئی۔ کلبھوشن یادیو بھی پاکستان میں بھارتی کارستانیوں کا کچا چٹھہ کھول چکا ہے۔ سکرپٹ رائٹر نے کہانی تو لکھ ڈالی لیکن شاید وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ مملکت خداداد پاکستان دنیا کا ایسا واحد ملک ہے جو خالصتاً اللہ پاک کے نام پر وجود میں آیا اس کے قیام کے وقت لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کیں اور آج اس کی فوج کے بہادر جوان اور مجاہد بھی اسکی سالمیت اور وجود کو برقرار رکھنے کیلئے اپنی جانیں نچھاور کر رہے ہیں۔ "ہمیں اپنے ان

شہیدوں پر ناز اور فخر ہے جو ملک و قوم کی بقا اور بہتر مستقبل کے لئے اپنا آج قربان کر رہے ہیں"۔ ہماری بہادر افواج نے جس قدر احسن انداز میں ملک دشمن قوتوں کی مذموم سازش کو ناکام بنایا اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ پاک فوج کی جانب سے ملک دشمن عناصر کی سرکوبی اور قلع قمع کیلئے شروع کئے جانے والے آپریشن نہایت کامیابی کیساتھ جاری ہیں۔ جن میں آستین کے سانپوں کیساتھ ساتھ افغانستان سے دراندازی کر کے پاکستان آنے والے خون آشام درندوں کو بھی کچلنے کا کام نہایت تیزی سے کیا جا رہا ہے۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت پاک فوج کو آپریشن خیبر فور میں ملنے والی بڑی اور اہم کامیابیاں ہیں۔ جس کے تحت پاک افغان بارڈر پر ہزاروں فٹ بلند چوٹی پر پاکستان کا جھنڈا گاڑھ کر دشمن کو بدترین شکست دیدی گئی۔

ہمارے لئے آپریشن خیبر فور کو مکمل طور پر کھلے کیلئے خیبر ون نو تھری کے پس منظر بارے جاننا بے حد ضروری ہے۔ 2001ء میں نیٹو فورسز نے افغانستان پر حملہ کیا تو خیبر ایجنسی تحریک طالبان پاکستان، لشکر اسلام اور تحریک نفاذ شریعت محمدی کے شدت پسندوں اور دہشت گردوں کی آماجگاہ میں تبدیل ہو گئی۔ سیکیورٹی فورسز، حکومتی رٹ نہ ہونے اور دشوار گزار پہاڑی سلسلوں کے باعث یہ علاقہ جلد ہی دہشت گردوں کی محفوظ پناہ گاہ بن گیا اور انہوں نے سیکیورٹی فورسز، حکومتی شخصیات اور عوام پر شدید نوعیت کے حملے کرنا شروع کر دیئے، جس سے بے شمار لوگ اپنی قیمتی جانوں سے محروم ہوئے۔ 2008ء میں پاکستان آرمی نے خیبر ایجنسی کو شرپسند عناصر سے پاک کرنے کیلئے فوجی آپریشن شروع کیا۔ آپریشن کئی برس تک جاری رہا اور سینکڑوں انسانیت دشمن بھیڑیوں کو واصل جہنم کیا گیا۔ مادر وطن کی محبت میں سرشار بہت سے فوجی جوانوں نے بھی جام شہادت نوش کیا۔ مقامی امن لشکر اور کمیٹیاں بھی فوج کو سپورٹ کر رہی تھیں۔ جس کا نتیجہ میں 2012ء تک خیبر ایجنسی کا ایک بڑا حصہ دہشت گردوں سے کلیئر کروا لیا گیا۔ آپریشن کے باعث علاقہ مکین اپنے گھر بار چھوڑ کر ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ جس کے باعث شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا لیکن خیبر ایجنسی مکمل طور پر دہشت گردوں سے پاک نہ ہو پائی۔ 2014ء میں سانحہ آرمی پبلک سکول کے رونما ہونے کے بعد فوج نے دہشت گردوں سے اپنی ہاتھوں سے نمٹنے کا حتمی فیصلہ کیا جبکہ حکومتی اتحاد میں شامل بعض عناصر اس آپریشن کے مخالف اور دہشتی درندوں سے مذاکرات کیلئے کے حامی دکھائی دیتے تھے۔ یوں تو فوج نے 15 جون 2014ء کو ضرب عضب کے نام سے آپریشن شروع کر رکھا تھا لیکن سانحہ اے پی ایس پشاور کے بعد اس آپریشن میں شدت لائی گئی۔ خیبر ایجنسی میں چونکہ القاعدہ، داعش اور دیگر تنظیموں کے دہشت گردوں کیلئے محفوظ پناہ گاہیں تھیں کیونکہ بازہ کے میدانی علاقے وقائی اعتبار سے ان کیلئے بہت زیادہ آئیڈیل تھے جو ایجنسی کو پشاور کے مضافات سے جا ملاتے تھے۔ ان کے نزدیک خیبر کی اہمیت اس لئے بھی زیادہ تھی کیونکہ نیٹو فورسز کی سپلائی لائن بھی اس کے نزدیک تھی۔ لہٰذا ان کی سرکوبی کے لئے آپریشن خیبر ایک تو 2014ء میں شروع کیا گیا جو دراصل ضرب عضب کا ہی حصہ تھا۔ اسے چار فیز میں تقسیم کیا گیا۔

خیبر ون:۔ دہشت گردوں سے مذاکرات میں ناکامی کے بعد پاک آرمی نے خیبر ون کے نام سے آپریشن شروع کیا، جس میں فوج کو پاک فضائیہ کی مدد بھی حاصل تھی، جس کی مدد سے وادی تیراہ اور بازہ میں منگل باغ کے زیر قبضہ علاقوں کو نشانہ بنایا گیا جس کے نتیجے میں منگل باغ سمیت درجنوں دہشت گرد ہلاک اور لشکر اسلام کے اہم لیڈر تباہ و برباد کر دیئے گئے۔

خیبر ٹو:۔ مارچ 2015ء میں شروع کیے جانے والے اس آپریشن کا مقصد یہ تھا کہ وادی تیراہ کو مکمل طور پر تحریک طالبان سے خالی کروایا جائے جو دشوار گزار راستوں کے باعث دہشت گردوں کی محفوظ پناہ گاہ ثابت ہوئی تھی۔ گہری کھائیوں اور بلند پہاڑیوں کے باعث پاک فوج کو خاصا جانی نقصان بھی برداشت کرنا پڑا لیکن 15 جون 2015ء کو ضرب عضب کی پہلی سالگرہ پر ختم ہونے والا یہ آپریشن کامیابی سے ہمکنار ہوا۔

خیبر تھری:۔ یہ آپریشن 16 اگست 2016ء کو لانچ کیا گیا جس کا مقصد وادی تیراہ کے اگلے علاقوں کو کلیئر کروایا جا سکے جو ایورنڈ لائن کے قریب تھے۔ یہاں بازار کیساتھ موجود دہشت گردوں کے تمام ٹھکانوں کو تہس نہس کر دیا گیا۔ بھاری مقدار میں اسلحہ برآمد اور درجنوں دہشت گردوں کو ہلاک ہوئے۔ اس بے رحم آپریشن نے دہشت گردوں کی سرحد پار جاری سرگرمیوں پر کاری ضرب لگاتے ہوئے اسے شدید متاثر کیا۔

خیبر فور:۔ خیبر تھری کی کامیابی کے بعد پاک فوج کا اگلا ہدف راجگال وادی تھی جو شرپسندوں کا گڑھ بنی ہوئی تھی۔ یہاں افغانستان سے دہشت گرد باآسانی پاکستان آتے اور شرپسندی پر مبنی کارروائیاں کر کے واپس چلے جاتے۔ آپریشن خیبر فور شروع کرنے کا باضابطہ اعلان 16 جولائی کو کیا گیا۔ دشوار گزار راستوں کے باعث پاک فوج کو خاصی دشواری کا سامنا تو کرنا پڑا لیکن مادر وطن سے محبت کا جذبہ جیت گیا اور جوان اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ اس آپریشن کے ذریعے پاک آرمی نے دہشت گردوں کے ٹھکانے برباد کر کے سپرلی پاس اور درہ ستار کلے محفوظ کر لئے۔ اس طرح پاک فوج نے راجگال ہی میں برج محمد کنڈاو چوٹی پر بھی قبضہ کر لیا۔ واضح رہے کہ یہ پاک افغان بارڈر پر 12 ہزار فٹ کی سب سے بلند چوکی ہے۔ اس پر قبضہ کر کے اپنے دشمن کو بدترین شکست سے دوچار کیا۔ برج محمد کنڈاو میں آپریشن کے دوران کئی دہشت گردوں کو ہلاک جبکہ بعض دہشت گرد افغانستان فرار ہو گئے۔ دہشت گردوں کی کمین گاہوں سے بھاری تعداد میں اسلحہ اور گولہ بارود برآمد ہوا اور علاقے کو دہشت گردوں سے خالی کروا لیا گیا۔ پاک افغان بارڈر کے قریب سب سے بلند و بالا پہاڑی پر پاک فوج کی چوکی قائم ہونے سے جہاں سرحد کے دونوں اطراف نقل و حرکت پر نظر رکھنے میں مدد ملے گی۔ خیبر فور جو دراصل آپریشن رد الفساد کا ہی حصہ ہے۔ اسے رواں برس فروری میں ملک میں ہونے والی دہشت گردی کی کارروائیوں کے بعد شروع کیا گیا۔ جس کا سب سے بڑا مقصد ملک میں ہونے والی دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا تھا کیونکہ وہ سافٹ ٹارگٹ کو ہٹ کر کے معصوم اور بے گناہ افراد کا قتل عام جاری رکھے ہوئے تھے۔ اس آپریشن میں بری فوج کو پاک فضائیہ کی مدد بھی حاصل تھی۔ پاک فوج بالخصوص طور پر افغان بارڈر کو محفوظ بنانے کی کوششوں میں مصروف ہیں کیونکہ افغانستان نے اس آپریشن پر اعتراض کرتے ہوئے شدید تحفظات کا اظہار کیا تھا۔ چنانچہ ہم یہ بات پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ پاک فوج کے غازیوں اور شہیدوں نے جانفشانی سے لڑتے ہوئے پاکستان دشمن عناصر کا دلیرانہ وار مقابلہ کیا اور کر رہے ہیں۔ ان کا مقابلہ صرف آستین کے سانپوں سے نہیں بلکہ ان کی پشت پر کھڑے ٹیکنالوجی اور جدید اسلحے سے لیس مغربی ممالک سے بھی تھا۔ جس میں انہیں اللہ کی مدد اور فضل و کرم سے فتح نصیب ہو رہی ہے۔ افغانستان میں نیٹو فورسز کو بدترین شکست ہوئی تو پاکستان میں شر پھیلانے والے ایجنٹوں کو بھی واصل جہنم کیا جا رہا ہے۔ اس طرح پاک فوج نے پاکستان دشمنوں کے دانت کھٹے کئے۔

> پاک فوج نے خیبر ایجنسی کو دہشت گردوں سے پاک کرنے کیلئے خیبر ون نو تھری اور فور چار آپریشن کئے

> آرمی نے راجگال وادی میں 12 ہزار فٹ بلند پہاڑی برج محمد کنڈاو پر پاکستانی جھنڈا گاڑ دیا

> ہمیں اپنے اُن شہیدوں پر فخر ہے جو ملک و قوم کی بقا اور بہتر مستقبل کیلئے اپنا آج قربان کر رہے ہیں

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کراچی

■ شہزاد چغتائی

سندھ میں کرپشن کے خاتمہ کا قانون ختم

آئی جی پولیس کو عضو معطل بنانے سے دہشتگردی کا جن پھر بے قابو

نیب بل کی منسوخی کے بعد سندھ اسمبلی نے صوبائی احتساب کمیشن کا بل منظور کر لیا ہے جس پر ایوان میں زبردست گرما گرمی ہوئی۔ اپوزیشن نے احتساب کمیشن کو مسترد کر کے عدالت جانے کا اعلان کر دیا۔ بل کی منظوری پر اپوزیشن نے واک آؤٹ بھی کیا۔ ایم کیو ایم کے رہنما فیصل سبزواری نے کہا کہ اپوزیشن مشترکہ طور پر عدالت میں احتساب بل چیلنج کرے گی۔ دوران اجلاس صوبائی وزراء کی سندھ اسمبلی میں مسلم لیگ (ن) کی رکن اسمبلی سورٹھ تھیبو سے تلخ کلامی بھی ہوئی۔ سندھ اسمبلی میں خواتین اراکین کیساتھ بدسلوکی کرنے میں شہرت کے حامل وزیر امتیاز شیخ نے نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ امتیاز شیخ اس سے قبل اپوزیشن کی رکن صوبائی اسمبلی نصرت سحر عباسی سے نازیبا سلوک پر معافی مانگ چکے ہیں۔ اس مرتبہ ناصر حسین شاہ بھی ان سے مل گئے تھے۔

محسن صحافت مجید نظامی کی تیسری برسی پر خطاب کرتے ہوئے گورنر سندھ زبیر عمر نے اس بات کا گلہ کیا کہ سندھ اسمبلی نے کرپشن کے خاتمے کا قانون ختم کر دیا اور کوئی اس کی مخالفت کرنے والا نہیں؟ میڈیا بھی خاموش ہیں۔ بعض تجزیہ نگاروں کا دعویٰ ہے کہ حالیہ بحران سے فائدہ اٹھا کر پیپلز پارٹی نے کرپشن کیخلاف قانون سے نجات حاصل کر لی۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومت سندھ نے احتساب کے ادارے کو بھی بلدیاتی اداروں کی طرح مفلوج کر کے سارے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں۔ پیپلز پارٹی نے قانون سازی کو مذاق بنا دیا ہے اور قانون سازی میرٹ پر نہیں بلکہ سیاسی مفادات اور ایک جماعت کے فائدے کیلئے ڈھٹائی کیساتھ کی جا رہی ہے۔ اپنی پسند کا 3 رکنی ڈھانچہ قانون بنایا گیا اور اس کے تحت جو احتساب کمیشن بنے گا وہ حکومت کے ماتحت ہوگا جو حکومت کی مرضی کے بغیر کسی کیخلاف کارروائی نہیں کر سکے گا۔ اس قانون کیساتھ نیب قانون غیر موثر ہو جائے گا۔ احتساب کمیشن کے ڈائریکٹر جنرل وزراء اور ارکان اسمبلی کو جوابدہ ہوں گے۔

دریں اثناء میگا سٹی میں تسلسل کیساتھ قانون نافذ کرنے والوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ پولیس اہلکاروں کیساتھ ٹریفک کانسٹیبلوں کی ٹارگٹ کلنگ دوبارہ شروع ہو گئی۔ جس میں طالبان کی ایک نئی تنظیم انصار الشریعہ ملوث ہے۔ پولیس کے مطابق اس تنظیم نے پرتشدد کارروائیوں کا آغاز اپریل میں کیا تھا۔ گزشتہ جمعہ کو کورنگی میں پولیس موبائل پر حملہ کی ذمہ داری طالبان قبول کر چکے ہیں۔ جس روز لاہور میں سانحہ ہوا چند گھنٹوں بعد کراچی کے ابوالحسن اصفہانی روڈ پر تعینات ٹریفک پولیس پر شب خون مارا گیا۔ جس میں ایک کانسٹیبل ہلاک اور دوسرا زخمی ہو گیا۔ یہ پولیس والے بیچ ٹریفک کی ڈیوٹی انجام دے رہے تھے۔ انسداد دہشت گردی ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ عمر خطاب نے نشاندہی تو کر دی کہ ملزمان کون ہیں؟ اور مقابلوں کے ماہر پولیس افسر نے رات کو چار جنگجو موت کے گھاٹ اتار دیئے لیکن پولیس اپنے ساتھیوں کے قاتلوں کی گرد تک نہیں پہنچ سکی۔ کراچی اور لاہور کے واقعات میں یہ مماثلت ہے کہ تمام سانحات میں ایک ہی تنظیم ملوث ہے جو قانون نافذ کرنے والوں کو نشانہ بنا رہی ہے۔ کراچی میں ٹریفک پولیس کو نشانہ بنانے کا یہ پہلا واقعہ نہیں۔ اب تک بے شمار واقعات میں ٹریفک کے درجن بھر سے زائد افسروں اور کانسٹیبلوں کو نشانہ بنایا جا چکا ہے۔ ان واقعات کے بعد ٹریفک پولیس کو پستول اور اسلحہ بھی دی گئیں۔ جمعہ کو عوامی کالونی کورنگی میں پولیس والوں پر اس وقت گولیوں کی بوچھاڑ کی گئی جب وہ تاش کھیل رہے تھے۔ جائے وقوعہ سے 45 خول ملے جس پر سی ٹی ڈی کے انچارج عمر خطاب کا کہنا تھا کہ ملزمان نے دل کھول کر گولیاں چلائیں۔ ملزمان نے پولیس والوں کے چہرے اور سینے کو نشانہ بنایا۔ قمرالدین کو 12، افضل کو 18، بابر کو 13 اور 12 سالہ بچے زاہد کو ایک گولی لگی۔ زخمی بچے عابد کو بھی ایک گولی لگی۔ پولیس والوں نے بلٹ پروف جیکٹ نہیں پہن رکھی تھی۔ سانحہ کے بعد بلٹ پروف جیکٹ نہ پہننا موضوع بحث بن گیا۔ کراچی میں اب تک جتنے پولیس والے دہشت گردی کا نشانہ بنے ان سب کے بارے میں یہ شکایات ملیں کہ وہ ایس او پی پر عمل نہیں کر رہے تھے۔ شہداء کی نماز جنازہ کے بعد ایک ہی دن مختلف علاقوں میں پولیس والوں کو جیکٹ پہنے دیکھا گیا۔ جس کا وزیر داخلہ سہیل انور سیال نے نوٹس لیا۔ شہداء کے نماز جنازہ میں وزیراعلیٰ سندھ مراد علی شاہ، ڈائریکٹر جنرل محمد سعید نے بھی شرکت کی۔ ڈی جی رینجرز نے کہا کہ بزدلانہ حملوں سے فورسز کے حوصلے پست نہیں ہوں گے۔ اے ایس آئی قمرالدین کا تعلق کشمور، محمد افضل کا حیدرآباد اور بابر علی کا تعلق کراچی سے تھا۔ مرنے والوں کے لواحقین کیلئے 50، 50 لاکھ روپے معاوضہ کا اعلان کیا گیا۔ ملزمان 3 موٹر سائیکلوں پر سوار تھے۔ وہ جس راستے سے آئے تھے اسی سے فرار ہو گئے۔ سندھ میں امن و امان کا جن اچانک بے قابو نہیں ہوا۔ آئی جی سندھ اے ڈی خواجہ نے ایک روز پہلے ہی وزیراعلیٰ سندھ کو خط لکھ کر امن و امان بگڑنے کی نشاندہی کر دی تھی۔ المیہ یہ ہے کہ حکومت سندھ جو کہ بیک وقت کئی محاذوں پر الجھی ہوئی ہے اس نے آئی جی کے خط کو درخور اعتنا نہیں سمجھا۔ جس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے آئی جی اور حکومت کے درمیان اختلافات کا خمیازہ میگا سٹی بھگت رہا ہے۔ کراچی اور سندھ میں پولیس کا ادارہ بری طرح متاثر ہے کوئی پرسان حال نہیں آئی جی کو وزیر داخلہ نے عضو معطل بنا دیا ہے۔ وزیراعلیٰ سندھ آئی جی کیلئے نرم گوشہ رکھتے ہیں اس لئے اے ڈی خواجہ نے ان کو رپورٹ دی اور بتایا کہ سینٹرل پولیس ہیڈ آفس کا انتظام چوپٹ ہو گیا ہے۔ میری مرضی کے بغیر تبادلے کئے جا رہے ہیں۔ پولیس ایکٹ کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔ محکمہ داخلہ میں پولیس افسران کو بلا کر دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ اسی دوران کراچی میں بلاول بھٹو نے گو نواز گو کے نعرے لگوا دیئے۔ مزار قائد انڈر پاس کی افتتاحی تقریب جلسہ عام میں تبدیل ہو گئی۔ جہاں تک کیا میرا شو گو نواز گو کی بازگشت سنائی دی۔ سندھ میں نئے اتحاد کا اعلان 14 اگست کو ہو سکتا ہے۔ جس کے سربراہ فنکشنل مسلم لیگ کے سربراہ پیر پگارو ہو سکتے ہیں۔ اس اتحاد کیلئے وسیع پیمانے پر رابطے ہو رہے ہیں بلکہ پیر پگارو کئی نشستوں کی صدارت کر چکے ہیں جن میں سابق وزراء اعلیٰ غوث علی شاہ، ارباب غلام رحیم کے علاوہ دوسرے سیاستدان بھی شامل ہیں۔ پیر پگارو ایک جانب حکومت کیخلاف نیا اتحاد بنانے کیلئے سرگرم ہیں تو دوسری جانب ان کی جماعت منگل کو سندھ اسمبلی میں وزیراعظم نواز شریف کی حمایت میں کھڑی ہوگی۔ سندھ اسمبلی میں جب وزیراعظم کے مستعفی ہونے کی قرارداد پیش کی گئی تو سب جماعتوں نے اس کی حمایت کر دی۔ مسلم لیگ (ن) کی جانب سے تو اس قرارداد کی حمایت کا کوئی امکان نہیں تھا لیکن فنکشنل مسلم لیگ واحد جماعت تھی جس نے اس قرارداد کا ساتھ نہیں دیا حالانکہ پیر پگارو حکومت کے مخالف ہیں۔

فیصل آباد

■ احمد کمال نظامی

facebook&tweeter:ahmedkamalnizami

محکمہ اینٹی کرپشن کا قبلہ درست کرنے کی ضرورت

ق لیگ اور ن لیگ نے بدعنوانی ختم کرنے کیلئے ٹھوس اقدامات نہیں کئے

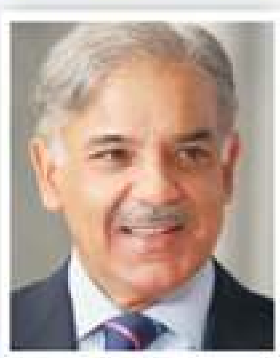

کون سا محکمہ ہے جہاں کرپشن نہیں پائی جاتی اور ان محکموں میں کام کرنے والے ملازمین جائز اور قانونی کام کیلئے رشوت وصول نہیں کرتے؟ حقیقت یہ ہے کہ کوئی اس وقت تک ان لوگوں پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا جب تک ان کے خلاف رشوت کا ثبوت فراہم نہیں کیا جاتا۔ کرپشن اور رشوت نے پورے معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ لیا ہے اور لوگ اسے معمول کا حصہ سمجھنے لگے ہیں کہ ان کی پیداوار نے پورے نظام کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ کرپشن اور رشوت کیخلاف جو انسدادی ادارے ہیں جیسا کہ اینٹی کرپشن کا نام ہی یا کوئی دوسرا ان کے اپنے اندر کرپشن اور رشوت خوری کی اتنی داستانیں گردش کرتی ہیں کہ یہ انسدادی کرپشن اور رشوت کی دکانیں بنے ہوئے ہیں۔ اس وقت جو حصہ بقدر جثہ وصول کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے ان میں ہمارے محکمہ اینٹی کرپشن والے بڑے ہی معصومیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ لوگ تو بلیک میلنگ کیلئے درخواستیں دیتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اینٹی کرپشن والوں نے کتنے بلیک میلروں کیخلاف کارروائی کی اس کا جواب گلی میں ہے اخبارات میں پنجاب اینٹی کرپشن کی کارکردگی کے حوالے سے ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے اس میں یہ سنسنی خیز انکشاف کیا گیا ہے کہ گزشتہ تین برسوں کے دوران فیصل آباد سمیت پنجاب بھر سے اینٹی کرپشن والوں کو شہریوں کی طرف سے رشوت خور کرپٹ، بدعنوان اور راشی سرکاری ملازمین اور افسروں کیخلاف پونے تین لاکھ کے قریب درخواستیں وصول ہوئیں اور اینٹی کرپشن والوں نے آئینی کرپشن کا کردار ادا کرتے ہوئے صرف 23 ہزار درخواستوں پر مقدمات کا اندراج کرتے ہوئے اپنی کارروائی شروع کی اور جو مقدمات درج کئے ملزمان کیخلاف شواہد جمع کرنے اور اپنے مقدمہ کو ٹھوس بنیاد پر عدالت میں پیش کرنے کی بجائے ”مک مکا“ کی پالیسی پر عمل کیا اور سات ہزار سے زیادہ ملوث سرکاری ملازمین ناکافی ثبوتوں کی بنیاد پر صرف عدالتوں سے بری ہوئے بلکہ انہوں نے حکومت سے اس تمام عرصہ کے واجبات بھی وصول کئے۔ کہا یہ جاتا ہے ان واجبات میں اینٹی کرپشن والوں نے اپنا حصہ بھی وصول کیا جو کہ رہا ہوا اور مقدمہ عدالت میں پیش کرنے پر سودے بازی کی صورت میں طے ہوا تھا اس رپورٹ میں ایک اور سنسنی خیز انکشاف ہوا ہے کہ صرف محکمہ پولیس کیخلاف شہریوں کی طرف سے پولیس ملازمین جن میں چھوٹے بڑے سبھی شامل ہیں دو لاکھ 60 ہزار 315 درخواستیں موصول ہوئیں اور ان شہریوں کی درخواستوں میں سے ایک لاکھ 51 ہزار 521 درخواستوں کو محکمہ اینٹی کرپشن والوں نے بوگس اور جعلی قرار دے کر مسترد کر دیا جبکہ اینٹی کرپشن کے اپنے قانون کے ساتھ محکمہ اینٹی کرپشن کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر کوئی شہری کسی سرکاری ملازم یا افسر کیخلاف کوئی درخواست درج کرے اور انکوائری میں وہ بوگس اور بے بنیاد پائی جاتی ہے تو محکمہ اینٹی کرپشن اس کیخلاف مقدمہ درج کرنے کا پابند ہے لیکن پونے دو لاکھ درخواستیں کو بوگس اور بے بنیاد قرار دینے کے باوجود کسی ایک شہری پر بھی کوئی مقدمہ درج نہیں کیا گیا اور بعض درخواستوں کو اس ریمارکس کے تحت داخل دفتر کر دیا گیا کہ شہری بوگس درخواستیں دینے کا عادی ہے۔

حالانکہ قدرت اللہ شہاب نے اسی موضوع پر اپنی آپ بیتی میں لکھا ہے کہ جس شخص کی بدعنوانی، رشوت خوری اور کرپشن کیخلاف کوئی درخواست درج ہے تو مروجہ قوانین کے تحت اس راشی اور کرپشن سے رپورٹ طلب کی جاتی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پنجاب میں گزشتہ تین دوروں سے دو سیاسی جماعتوں کی حکمرانی رہی پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ سے کوئی بھی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ مسلم لیگ (ن) یا (ق) لیگ ان دونوں سیاسی جماعتوں نے کرپشن اور لوٹ مار ختم کرنے کے کام سے بہت کچھ کہا لیکن کسی ایک جماعت نے بھی اسمبلی کے طور پر اینٹی کرپشن یا کسی اور انسدادی ایجنسی کی کارکردگی کا جائزہ لینے کیلئے اسکے سربراہ کو اسمبلی میں طلب کیا یا متعلقہ وزیر سے جواب دہی کی؟ ہمیں تو یاد نہیں پڑتا کہ پنجاب اسمبلی میں کبھی محکمہ اینٹی کرپشن کی کارکردگی پر کوئی بحث ہوئی ہو حالانکہ ڈائریکٹر جنرل پنجاب اینٹی کرپشن اپنے بیانات میں ایسے دعوے کرتے ہیں جیسے پنجاب کے سرکاری محکمے کرپشن سے پاک ہو گئے ہوں اور ہم کرپشن فری معاشرہ میں داخل ہو چکے ہیں اور بدعنوانی کرپشن اور رشوت آئے دن ملک میں کرپشن کی جو داستانیں بیان کی گئی ہے اور جو سنسنی خیز انکشاف منظر عام پر آئے ہیں ان کے پیش نظر پنجاب اسمبلی میں اس پر بحث ہونی چاہئے اور اینٹی کرپشن کو اس کا قبلہ درست کرنے کی ضرورت ہے۔

دولت کی ریل پیل ہے وہ تمام کرپشن اور رشوت کی وہ پیداوار ہیں جو اصلاح کی بجائے بگاڑ پیدا کرتی ہیں اگر ایمان داری اور دیانت داری سے بات کریں تو ایک زمانہ تھا کہ کسی سرکاری افسر، ملازم یا کسی سرکاری و نیم سرکاری محکمہ کیخلاف کوئی اسکینڈل منظر عام پر آتا تھا تو پوری حکومتی مشینری حرکت میں آ جاتی تھی۔ پاکستان کے پہلے فوجی حکمران جنرل ایوب خان کے عہد حکومت میں اخبارات میں شائع ہونے والی کرپشن، رشوت، بدعنوانی اور دھاندلی کے بارے میں ایک سنگل کالمی مختصری خبر پر برق رفتاری سے کارروائی عمل میں آتی تھی اور پھر اس زمانہ میں ایک ایسا شعبہ بھی کام کرتا تھا جو براہ راست وزارت داخلہ کے تحت تھا جس کا کام اخبارات میں شائع ہونے والی سرکاری، نیم سرکاری محکمہ میں پائی جانے والی بدعنوانی، دھاندلی، رشوت اور کرپشن کی خبروں سے وزارت داخلہ کو آگاہ کرنا تھا۔ وزارت داخلہ اس محکمہ یا سرکاری ملازم کی سرزنش کیساتھ سرکوبی کرکے بحالی کے مرحلوں کو تلاش کرتی اور ان کو بند بھی کرتی تھی لیکن آج اتنی گنگا بہہ رہی ہے پہلے کرپٹ، راشی، بدعنوان سرکاری ملازمین جو گئے ہوتے یا چھپے ہوئے اگر ان پر کوئی داغ لگتا تو اپنا منہ چھپائے پھرتے تھے اور آج جو ہم ہوں گے تو ہم نے ہوگا کے مصداق فخریہ انداز میں اعلانیہ کہتے ہیں کہ ہمارا کوئی ادارہ ہوا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور ستم ظریفی یہ ہے کہ پہلے وقتوں میں لوگ کسی راشی اور کرپٹ افسر و اہلکار کیخلاف بہت کم درخواست دیتے تھے بلکہ اخبار میں شائع ہونے والی سنگل کالم خبر ہی دوسری درخواستوں پر بھاری ہوا کرتی تھیں ایک زمانہ تھا کہ حکومت تحقیق اور ریسرچ کے نام پر اگر کوئی فنڈز جاری کرتی تو اس کی منافع (?) لگاتی ہیں ان اداروں پر مرکوز ہوتی تھیں جنہوں نے ریسرچ اور تحقیق کی خدمات کو سرانجام دینا ہوتا تھا چونکہ پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے جہاں زراعت کی ترقی و فروغ کیلئے جو فنڈز جاری کئے جاتے ان کے نتائج پر بھی حکومت کی نگاہ ہوتی تھی اور اب کیا ہے کہ ریسرچ اور تحقیق کے نام پر اگر کسی ادارہ کو حکومت فنڈز جاری کرتی ہیں تو اس ادارہ کے افسران کے چہرے فنڈز جاری ہونے کی طرح سرخ ہو جاتے ہیں اور وہ جشن مناتے ہیں کہ اللہ نے ہماری امداد کر دی اور فنڈز گل چھروں کی طرح اڑا دیئے جاتے ہیں اور کرپشن کے انسدادی ادارے بھی۔

لاہوریات

■ سید شعیب الدین

shoaibchachu@gmail.com

5 رکنی بینچ کے فیصلے سے عدل کی نئی تاریخ رقم

کرپشن میں ملوث افراد اور اداروں کا بلاامتیاز احتساب ضروری

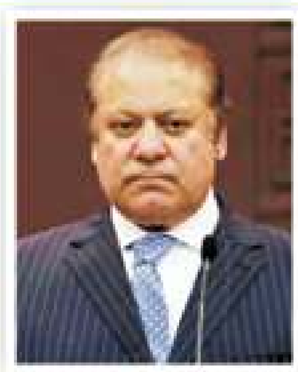

پاکستان کی 70 سالہ تاریخ کا سب سے بڑا عدالتی فیصلہ بالآخر سپریم کورٹ کے 5 رکنی بینچ نے سنا دیا۔ سابق وزیراعظم نواز شریف جو تین مرتبہ وزیراعظم بننے کے اعزاز کے حامل تھے کو نااہل قرار دے کر پاکستان کی سیاست پر 35 سال سے چھائے ایسے شخص کو گھر بھیج دیا گیا جس کے چاہنے والے یہ ”مانتے“ کو تیار نہیں تھے کہ ان کے لیڈر کا ”احتساب“ ہو سکتا ہے۔ 70 برسوں سے یہاں بے خبر آ کیں فیصلہ دھڑلے سے ہوا اور قانون سازی کرنے والوں نے جس طرح قانون کی پامالی کی اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ پاک فوج کے ”بہادر سربراہوں“ نے جب جب حکومت سنبھالی تو انہیں عدلیہ سے ”نظریہ ضرورت“ مل گیا۔ سول حکمرانوں کو ضرورت پڑی تو انہیں بھی اپنی مرضی کی ”مدد“ مل گئی لیکن ملا تو بے چارے عوام کو کبھی انصاف نہیں ملا۔ جسٹس ثاقب نثار نے چیف جسٹس کا عہدہ سنبھالا تو مسلم لیگیوں نے بغلیں بجائیں اور مخالفین کے چہروں پر پریشانی چھا گئی کہ میاں ثاقب نثار کا تعلق تو میاں نواز شریف سے بہت قریبی رہا ہے۔ میاں ثاقب نثار جہاندیدہ شخص ہیں۔ انہوں نے جسٹس آصف سعید کھوسہ کی سربراہی میں 5 رکنی بینچ بنا دیا جس نے پاکستان میں ”عدل کی نئی تاریخ“ رقم کر دی۔ دو بینچ جنہوں نے میاں نواز شریف کیخلاف فیصلہ دیا اور وہ چھ جے آئی ٹی ممبران جنہوں نے تمام تر دھمکیوں اور ”مثال“ بنا دیئے جانے کی خوفناک دھمکی کے باوجود کام جاری رکھا۔ جنہوں نے اپنے خاندان کو نہیں ملک کے مفاد، سلامتی اور مستقبل کو فوقیت دی وہ کر دکھایا جو اس ملک کے 22 گریڈ کے بااختیار ڈی جی نیب، ڈی جی ایف آئی اے کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ اعلیٰ عدلیہ کے دو ججوں بلکہ مستقبل کے دو چیف جسٹس نے تو وہ فیصلہ پہلے ہی کر لیا تھا جو ان کے ساتھی تین ججوں نے جے آئی ٹی کی رپورٹ کے بعد کیا۔ جسٹس آصف سعید کھوسہ اور جسٹس گلزار بظاہر زیادہ دو ٹوک دکھائی دیں گے مگر جسٹس شیخ عظمت سعید، جسٹس اعجاز الاحسن، جسٹس اعجاز افضل نے جے آئی ٹی کے ذریعے وہ کیا جو جے آئی ٹی نہ بنتی تو ہو نہ سکتا۔ نواز شریف کی نااہلی پر غصے سے بھرے مسلم لیگی لیڈر اور خصوصاً سابق وزراء فیصلہ کرنے والوں پر چڑھ دوڑے۔ مگر فیصلے کو قبول نہ کرنے والے بھول گئے کہ ماضی میں یہی انہیں ”انصاف“ ملا جب بھی ان پر مشکل وقت آیا۔ اس فیصلے کیخلاف اپیل صرف اسی بینچ کے سامنے ہو سکتی ہے اور مسلم لیگ (ن) کو بخوبی علم ہے کہ انہیں گاڈ فادر اور سسیلین مافیا قرار دینے والے جج ان کے بارے میں دوبارہ کیا فیصلہ دیں گے؟ فیصلہ آ چکا اب ”خاندان“ میں نئے وزیراعظم کی تلاش جاری ہے اور اب تک قرعہ میاں شہباز شریف کے نام نکلتا نظر آ رہا ہے۔ مگر ساتھ ہی حدیبیہ کیس کھلنے کی گونج بھی سنائی جاری ہے نیب اس حوالے سے تیاریاں کر رہا ہے اور حدیبیہ کیس کھلنے کے بعد میاں شہباز شریف بھی مشکل میں ہوں گے۔ اسحاق ڈار تو پہلے ہی ہیں اور حدیبیہ کے حوالے سے مزید مشکل میں پڑ گئے ہیں۔ ان حالات میں مسلم لیگ (ن) کا مستقبل کیا ہوگا؟ یہ اب بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ میاں نواز شریف کی نااہلی اور شہباز شریف نیب کے سامنے پیشیوں کے بعد وزیراعظم کیسے بن سکیں گے؟ یہ بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ مسلم لیگ (ن) اپنے نقصان کو کم کرنے کی کوششوں میں ہے مگر ایسا لگتا ہے کہ مشکلات مزید بڑھیں گی۔ جے آئی ٹی کے تیار کردہ دس والیم میں سے ابھی تو کھولا گیا ہے۔ دسویں والیم میں کیا ہے یہ شاید نیب کے ریفرنس تیار کرتے وقت یا ریفرنس نیب عدالت میں دائر کرتے وقت سامنے آ جائے لیکن اس حوالے سے جو کچھ کہا جا رہا ہے اور جو ”باخبر“ لوگ سنا رہے ہیں وہ نہایت خوفناک ہے۔ خدا کرے سچی خاتی باتیں درست نہ ہوں اور معاملہ صرف ”روٹی“ تک ہی محدود رہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم لیگ کے جذباتی کارکن ہنگامہ آرائی نہیں ہیں۔ خدا کرے کہ جو ہو پاکستان کیلئے بہتر ہو۔

تحریک انصاف، عوامی مسلم لیگ اور جماعت اسلامی کی خوشی دیدنی ہے۔ انہوں نے اس ”پہلوان“ کو صرف مار نہیں گرایا بلکہ ہمیشہ کیلئے ”اکھاڑے سے باہر“ کر دیا ہے جس کو ہرانا تو دور کی بات اس کے قریب آنے کا بھی حریف سوچتے تھے کہ اس طاقتور پہلوان (مسلم لیگ ن) سے دور ہی رہا جائے کیونکہ اس کا ”مقصد اور بدلہ“ دونوں اس قدر مشہور تھے کہ ان کے نزدیک آنے والوں کو ڈر لگتا تھا کہ پہلوان صرف مارتا نہیں گھسیٹتا بھی تھا۔ عمران خان کی کرشماتی شخصیت نے وہ کرشمہ کر دکھایا جس کا پانامہ کیس سامنے آنے کے بعد بھی تصور نہیں کیا جا رہا تھا۔ اب اس فیصلے کو ”عدلیہ اور فوج“ کی ”ملی بھگت“ قرار دینا زیادتی ہے اور اگر بالفرض محال ایسا ہے بھی تو کیا عدلیہ کو ملک کو کرپٹ افراد سے نجات دلانا عدلیہ کا جرم ہے اور کیا فوج کا کرپٹ افراد سے نجات دلانے میں عدلیہ کی مدد کرنا جرم ہے؟ کرپشن کے خلاف لڑائی جہاد ہے۔ کیا عدلیہ نے کرپشن کیخلاف جہاد کا آغاز کر دیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر بیوروکریسی، سیاستدانوں، جرنیلوں، ججوں، تاجروں، صنعتکاروں سمیت تمام سرکاری ملازمین کو سوچ لینا چاہئے کہ اب ”حساب“ ہوگا۔ بدقسمتی سے آج تک اس ملک میں حقیقی احتساب نہیں ہوا۔ احتساب کرنے والے نیب، ایف آئی اے، ایف بی آر، ایف سی پی سمیت تمام اداروں نے بڑی مچھلیوں سے اپنا حصہ وصول کر کے انہیں لوٹ مار کی اجازت دی۔ مگر اب جے آئی ٹی کے چھ افسران نے ثابت کر دیا ہے کہ ایماندار لوگ موجود ہیں۔ ان ایماندار افراد کو جمع کر کے ایک ادارہ بنا دیا جائے اور سب سے پہلے نیب، ایف آئی اے، ایف بی آر جیسے اداروں کا احتساب کیا جائے۔ پیپلز پارٹی خوفزدہ ہے کہ ان کا احتساب بھی ہوگا۔ اسی خوف کا شکار آصف زرداری بھی ہیں کہ سرے محل کا جواب تو انہیں اب دینا ہی پڑے گا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

منظر عام

خالد نجیب خان
khalednajeebkhan@gmail.com

اردن

ناکام حملے کے بعد اسرائیلی سفارتخانہ بند

اردن میں اسرائیل کے سفارتخانے پر ناکام حملے کے دوران فائرنگ کے نتیجے میں ایک شخص ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوگیا۔ ہلاک ہونے والے شخص کی شناخت اردن کے شہری جبکہ زخمی کی اسرائیلی باشندے کے طور پر ہوئی، یہ واضح نہیں ہو سکا کہ ہلاک ہونے والا حملہ آور تھا یا عام شہری۔ عمان میں اسرائیل کا سفارتخانہ جس مقام پر موجود ہے، اُسے رابعہ کہا جاتا ہے جہاں رہائشی و کمرشل عمارتیں موجود ہیں، قریب ہی فوجی کیمپ بھی ہے، اسی علاقے میں دیگر غیر ملکی اہم ادارے بھی موجود ہیں۔ اردن میں اسرائیلی سفارتخانے پر حملے کی اطلاع ایسے وقت میں آئی جبکہ یروشلم میں اسرائیل کی جانب سے مسجد اقصیٰ کے دروازے پر میٹل ڈیٹیکٹر لگائے جانے کی وجہ سے حالات کشیدہ ہیں۔

بیت المقدس: ایک اسرائیلی سپاہی فلسطینی مظاہرین پر آنسو گیس پھینک رہا ہے۔

پرتگال: شہر آگیڈا میں منعقد 23 روزہ جشن میں شوخ رنگ برنگی چھتریوں سے سجایا گیا راستہ دیکھنے کیلئے دور دراز سے سیاح آتے رہے ہیں۔

ملائیشیا: تاریکان کے سمندر میں ملائیشیا کی امدادی ٹیمیں الٹ جانے والی کشتی کے مسافروں کو امداد فراہم کر رہی ہیں۔

چین: مشرقی صوبہ جیانگسی کے دارالحکومت نانچانگ میں فوجی اسلحے کی نمائش کی گئی۔

ایران

عادی افراد کو منشیات حکومت دے گی

ایران میں یوں تو جرائم پیشہ عناصر کو سخت سزائیں دی جاتی ہیں مگر اب تہران کن طور پر منشیات کے عادی افراد میں حکومت کی جانب سے منشیات تقسیم کی جائیں گی۔ اس حوالے سے ملکی نوعیت کی منشیات تقسیم کرنے سے متعلق قانونی بل کا منصوبہ تیار کر لیا گیا ہے۔

اینٹی ایئرکرافٹ میزائل کی پیداوار شروع

ایرانی حکومت نے متنازعہ اینٹی ایئر کرافٹ میزائل صیاد تھری کی پیداوار شروع کر دی ہے۔ اس پیداواری عمل کی تصدیق ایرانی وزیر دفاع حسین دہقان نے ملکی ٹیلی ویژن پر کی ہے۔ میزائل کی رینج 120 کلو میٹر ہے جو فضا میں 27 کلو میٹر کی بلندی پر موجود ہدف کو نشانہ بنا سکے گا۔

سٹیلائٹ بردار راکٹ خلا میں بھیج دیا

ایران نے ''سمرغ'' نامی سٹیلائٹ بردار راکٹ V خلا میں بھیج دیا۔ اس راکٹ کا وزن 550 پاؤنڈ ہے جبکہ امریکہ ایران کے بیلسٹک میزائل کے تجربات پر تنقید کر رہا ہے۔ امریکہ سے کشیدگی بڑھنے کا خدشہ ہے۔

امریکہ

میں لوگوں کو معاف کر سکتا ہوں: ٹرمپ

صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اصرار کیا ہے کہ ان کے پاس لوگوں کو معاف کرنے کی مکمل طاقت موجود ہے۔ صدر ٹرمپ روس سے تعلقات کے معاملے پر اپنے خاندان کے افراد، ساتھیوں، بشمول خود کو معاف کرنے پر غور کر رہے ہیں۔ تاہم روس اور صدر ٹرمپ دونوں نے ان تعلقات کی تردید کی ہے۔ صدر ٹرمپ نے ان انکشافات کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا جن میں کہا گیا تھا کہ ان کے اٹارنی جنرل جیف سیشنز نے صدارتی انتخابی مہم کے دوران روسی سفیر سے ملاقات کی تھی۔

ایمیزون کے بانی امیر ترین شخص بن گئے

فیس بک کے بانی مارک زکربرگ دنیا کے امیر ترین افراد میں سے ایک ہیں، گزشتہ چھ ماہ کے دوران انہوں نے 20.1 ارب ڈالرز کمائے ہیں۔ بلومبرگ بلین ایئر انڈیکس کے مطابق مارک زکر برگ نے رواں سال حیران کن حد تک اپنے اثاثوں کو بڑھایا ہے۔ ادھر ایمیزون کے حصص میں اضافے نے جیف بیزوز کو امیر ترین افراد کی فہرست میں نمبرون پوزیشن پر پہنچا دیا ہے۔ مائیکرو سافٹ کے بانی بل گیٹس 2013 سے دنیا کے امیر ترین شخص کا اعزاز اپنے نام کیے ہوئے تھے۔ ان کے اثاثوں کی مالیت 90 ارب ڈالرز جبکہ جیف بیزوز کی 89 ارب ڈالرز تھی مگر ایمیزون کے حصص کے اضافے نے جیف بیزوز کے اثاثے 90 ارب ڈالرز سے تجاوز کر گئے یوں وہ بل گیٹس سے بھی کئی کروڑ ڈالرز زیادہ ہو گئے ہیں۔

ٹرک سے آٹھ لاشیں برآمد

جنوبی ریاست ٹیکساس کے شہر سان انتونیو میں ڈیپارٹمنٹل سٹور وال مارٹ کے باہر کھڑے ٹرک سے پولیس کو 8 لاشیں اور ڈیڑھ درجن سے زائد افراد تشویشناک حالت میں ملے ہیں۔ ٹرک میں کل 38 افراد سوار تھے جن میں سے کئی قریبی جنگل میں فرار ہو گئے۔ پولیس کے مطابق ٹرک کا ایئر کنڈیشنڈ خراب تھا جس وجہ سے یہ حادثہ پیش آیا۔ پولیس انسانی سمگلنگ کے حوالے سے معاملے کی تحقیقات کر رہی ہے۔ پولیس نے ٹرک ڈرائیور کو گرفتار کر کے نامعلوم مقام پر تفتیش کیلئے منتقل کر دیا ہے۔

گاؤں کا میئر بلا چل بسا

ریاست الاسکا کے ایک گاؤں کا میئر 20 سال کی عمر میں چل بسا۔ اپنے پسندیدہ میئر کی اچانک وفات سے پورا گاؤں سوگوار ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ میئر ایک بلا تھا جسے چند سال قبل گاؤں کے انتخابات میں اعزازی میئر چنا گیا تھا۔

انگولا

صدر کے اختیارات محدود کر دیئے گئے

انگولا کی پارلیمنٹ نے اس مسودہ قانون کی منظوری دے دی ہے، جس کے تحت اب صدر کے وسیع اختیارات کو محدود کر دیا گیا ہے۔ اس قانون کا اطلاق موجودہ صدر خوسے ایڈوارڈو دوس سانتوس کے بعد منتخب ہونے والے صدر پر ہوگا۔ صدر سانتوس 1979 سے منصب صدارت پر براجمان ہیں۔ اس قانون کی منظوری کے بعد ملک کے انتہائی اہم سرکاری اہلکاروں کو ملازمت سے برخاست کیا جا سکے گا۔ انگولا کے عوام رواں برس 23 اگست کو نیا صدر منتخب کریں گے۔

برطانیہ

لیڈی ڈیانا کے زیر استعمال اشیاء کی نمائش

برطانوی شہزادوں ولیم اور ہیری نے لیڈی ڈیانا کی 20 ویں برسی کے موقع پر اپنی والدہ کو یاد کرتے ہوئے انہیں دنیا کی ''شرارتی ترین ماں میں سے ایک'' قرار دیا۔ انہوں نے لیڈی ڈیانا کی برسی پر پیش کی جانے والی ایک دستاویزی فلم میں کہا کہ وہ محل کی دیواروں کے باہر کی حقیقی دنیا کو خوب سمجھتی تھیں۔ ان کی والدہ نے انہیں بڑے پرلطف انداز میں پالا وہ پوری طرح سے خود بھی بچی تھیں۔ لیڈی ڈیانا کی 20ویں برسی پر ان کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے ان کی ذاتی استعمال کی اشیاء کے علاوہ ان کا پسندیدہ میوزک کلیکشن نمائش کیلئے کینسنگٹن پیلس میں رکھ دیا گیا ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ ملکہ برطانیہ الزبتھ دوئم کی 1953ء میں تاج پوشی سے لے کر اب تک ملنے والے تحائف بھی بکنگھم پیلس میں نمائش کیلئے پیش کر دیئے گئے ہیں۔ اس نمائش میں 65 سالہ دور حکومت میں ملنے والے دو سو سے زائد تحائف رکھے گئے۔ نمائش کو دیکھنے کیلئے مقامی لوگوں کے علاوہ غیر ملکی سیاح بھی آرہے ہیں۔ دوسری طرف ڈیانا کے بھائی ارل اسپنسر کا کہنا ہے کہ 1997ء میں ایک کار حادثے میں انتقال کے بعد شہزادی کو دفنانے کے بعد اب تک کم از کم چار مرتبہ ان کی قبر کو کھودنے کی کوشش کی جا چکی ہے۔

شہزادہ ولیم بطور پائلٹ مستعفی

شہزادہ ولیم بطور پائلٹ اپنی ملازمت سے مستعفی دے رہے ہیں۔ وہ ایئر ایمبولینس ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کے طور پر فرائض انجام دے رہے تھے۔ انہوں نے 2015 میں ایک ریسکیو ادارے کی ایئر ایمبولینس کے پائلٹ کے طور پر ذمہ داریاں سنبھالی تھیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اب وہ ملازمت چھوڑ کر اپنی تمام توجہ شاہی ذمہ داریوں پر مرکوز کرنا چاہتے ہیں۔

ڈائریکٹر خیراتی ادارے کو 5 برس قید

برطانیہ میں بے گھر افراد کی مدد کرنے والے خیراتی ادارے کے ڈائریکٹر کو 5 برس قید کی سزا سنا دی گئی۔ مجرم پر ادارے کے فنڈ سے تقریباً 13 لاکھ پاؤنڈ چوری کر کے اس رقم کو پرتعیش زندگی گزارنے میں استعمال کرنے کا الزام ہے۔ 50 سالہ روبرٹ ڈیوس نے مذکورہ رقم پرتعیش ہوٹلوں میں قیام پر اڑا دی۔

ڈرون رکھنے والوں کی رجسٹریشن ہوگی

برطانیہ میں ڈرون رکھنے والے افراد کیلئے رجسٹریشن منصوبے کا اعلان کر دیا گیا۔ 250 گرام سے زیادہ وزن کے ڈرون پر رجسٹریشن کرانا ہوگی۔ ڈرون مالکان کو حفاظتی تدابیر کے کورس بھی کرائے جائیں گے۔

جہاز کا ایمرجنسی دروازہ کھولنے پر مسافر گرفتار

لندن کے لوٹن ایئرپورٹ پر ایک شخص کو مبینہ طور پر جہاز کا ایمرجنسی دروازہ کھولنے کی کوشش پر گرفتار کیا گیا ہے۔ ایئرپورٹ حکام کا کہنا ہے کہ (ٹی ایم ٹی) پولیس کو ایئرپورٹ طلب کیا گیا کیونکہ جہاز پر پولینڈ سے تعلق رکھنے والا شخص بہت زیادہ شور کر رہا تھا۔ پولیس نے تصدیق کی کہ اس شخص کو جہاز کو خطرے میں ڈالنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا اور اس شخص کو پہلے ہسپتال لے جایا گیا اور بعد ازاں اس سے پوچھ گچھ کی گئی۔

بھارت

باڈی بلڈر نوید پٹھان تشدد سے ہلاک

بھارت میں انسانیت کو شرما دینے والا ایک اور واقعہ سامنے آیا۔ مہاراشٹر میں گینگ وار کے دوران جنونیوں نے دن دہاڑے مسلمان باڈی بلڈر نوید پٹھان کو تلواروں، ڈنڈوں اور چاقوؤں کے وار کر کے قتل کر ڈالا۔ دل دہلا دینے والا یہ واقعہ اٹھارہ جولائی کو شام ساڑھے چھ بجے بھارتی ریاست مہاراشٹرا میں اس وقت پیش آیا جب تلوار اٹھائے تقریباً 10 جنونی افراد نے گولڈ میڈلسٹ مسلمان باڈی بلڈر نوید پٹھان پر حملہ کر دیا اور بھرے بازار میں تلواروں کے وار کر کے اسے مار ڈالا۔ 28 سالہ نوید پٹھان کو حملہ آور جسم سے گھسیٹتے ہوئے سڑک پر لائے اور اس پر تلواروں سے وار کرتے رہے۔ اس دوران لوگ سڑک سے گزرتے رہے لیکن کسی نے ان غنڈوں کو روکنے کی ہمت نہ کی۔ یہ تمام مناظر قریبی عمارت پر لگے سی سی ٹی وی کیمرے میں محفوظ ہو گئے اور ویڈیو لیک ہو کر سوشل میڈیا پر وائرل ہوگئی۔ پولیس نے 7 ملزموں کو حراست میں لے لیا ہے۔ تاہم باقی ملزموں کی تلاش جاری رکھنے کے بجائے اس بات کی تحقیقات شروع کر دی گئی کہ سی سی ٹی وی ویڈیو منظر عام پر کیسے آئی۔

مجلس علماء ہند کی جانب سے بہار میں علماء اور نمازیوں پر پولیس تشدد کی مذمت

مجلس علماء ہند کے سربراہ مولانا سید کلب جواد نے لکھنؤ میں ایک پریس کانفرنس میں ریاست بہار کے ضلع مظفر پور میں وقف مافیا کے خلاف مظاہرہ کرنے والے علماء اور نمازیوں پر پولیس کے تشدد اور وحشیانہ لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے گرفتار مظاہرین کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔ انہوں نے مرکزی وزیر داخلہ راج ناتھ سنگھ کو فون کر کے نمازیوں پر ہونے والے لاٹھی چارج، ان کی گرفتاری اور وقف مافیا اور ضلع انتظامیہ کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا۔

''وندے ماترم'' پڑھنا لازمی ہوگا

مدراس ہائیکورٹ نے حکم دیا ہے کہ ہفتے میں ایک مرتبہ سکول اور کالج سمیت تمام تعلیمی اداروں میں بھارت کا قومی ترانہ ''وندے ماترم'' گایا جائے جبکہ سرکاری اور نجی دفاتر میں مہینے میں ایک مرتبہ گایا جائے۔ جسٹس ایم وی مرلی دھرن نے حکم دیا کہ قومی ترانے کا انگریزی اور تامل زبان میں ترجمہ کر کے ان لوگوں کے ساتھ شیئر کیا جانا چاہیے جنہیں سنسکرت اور بنگالی میں گانے میں دشواری پیش آتی ہے۔ عدالت نے یہ فیصلہ تامل ناڈو ریکروٹمنٹ بورڈ کے ایک کیس میں سنایا ہے۔

5 برس میں 29 طیارے تباہ ہوئے

بھارتی اخبار کی ایک رپورٹ کے مطابق حکومت کی جانب سے تسلیم کیا گیا ہے کہ گزشتہ 5 برس میں مختلف تکنیکی خرابیوں اور انسانی غلطیوں کی وجہ سے بھارتی ائیرفورس کے 29 طیارے گر کر تباہ ہوئے جن میں درجنوں ہلاکتیں بھی ہوئیں۔ بعض حادثات کی تحقیقات تاحال جاری ہیں۔ وزیر دفاع کا کہنا ہے کہ ہر حادثے کی تحقیق کورٹ آف انکوائری کے ذریعے کی گئی تاکہ وجوہات کا پتہ لگایا جاسکے۔

خام تیل سمگل کرنے پر 25 افراد گرفتار

ریاست راجستھان میں آئل فیلڈ سے 7.75 ملین ڈالر کا خام تیل سمگل کرنے کے الزام میں پولیس نے 25 ملزم گرفتار کر لئے۔ پولیس کو سمگلر گینگ کے 75 افراد مطلوب ہیں۔ یہ ملزمان واٹر ٹینکروں میں تیل سمگل کرتے تھے۔

بلجیم

مشکوک رقوم بھیجنے کی ریکارڈ شکایات موصول

گزشتہ سال بلجیم میں منی لانڈرنگ یونٹ کو مشکوک رقوم بھیجنے کی ریکارڈ شکایات موصول ہوئیں۔ یہ شکایات بینکوں، منی ایکسچینج اور دیگر مالیاتی اداروں کی جانب سے بھیجی گئیں۔ بلجیم میں منی لانڈرنگ یونٹ کو ایک اعشاریہ چودہ بلین یورو مالیت کی مشکوک رقوم بھیجنے کی 9360 شکایات موصول ہوئیں۔

سعودی عرب

مکہ مدینہ کے درمیان ٹرین سروس کا تجربہ

سعودی ریلوے آرگنائزیشن (ایس آر او) نے حرمین ہائی اسپیڈ ٹرین کا پہلا مکمل ٹرائل کیا۔ 330 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والی ٹرین سے مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر ڈیڑھ گھنٹے میں طے ہو سکے گا۔ اس وقت دونوں شہروں کے درمیان سفر میں ساڑھے تین گھنٹے لگتے ہیں۔ کمپنی کے مطابق یہ ٹرین تین سو سے 330 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتی ہے، جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر مختصر کرنے کے ساتھ ساتھ جدہ کے ایئرپورٹ اور شاہ عبداللہ اکنامک سٹی تک بھی جائے گی۔ اس ٹرین سسٹم کو اسپین سے تعلق رکھنے والی ایک کمپنی Talgo نے تیار کیا ہے اور اسکے مطابق ہم باضابطہ افتتاح کیلئے مکمل تیار ہیں، ہر چیز مکمل طور پر تیار ہے اور سعودی انتظامیہ کی منظوری کے بعد آپریشن شروع ہو جائے گا۔ اس ٹرین سروس کا باقاعدہ آغاز 2018 کی پہلی سہ ماہی کے درمیان متوقع ہے اور اس سے سالانہ چھ کروڑ مسافروں کو سہولت مل سکے گی۔

سنگاپور

پھل اٹھا کر دوڑنے کے دلچسپ مقابلے

سنگاپور میں پھل اٹھا کر دوڑنے کے دلچسپ مقابلے کا انعقاد کیا گیا جس میں سینکڑوں افراد نے 5 کلومیٹر طویل ٹریک پر خوب دوڑ لگائی۔ منفرد نوعیت کی اس دلچسپ ریس میں سنگاپور سمیت مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے مرد و خواتین سمیت تقریباً 500 افراد کدو کی طرح کا پھل اٹھا کر 5 کلومیٹر طویل ٹریک پر ایک دوسرے سے آگے نکلنے کیلئے تیز رفتاری سے دوڑتے نظر آئے۔

فلسطین

اسرائیل کے ساتھ تعلقات ختم

فلسطین کے مقبوضہ مغربی کنارے کے وسطی شہر رملہ میں فلسطینی اتھارٹی کے ہیڈ کوارٹر میں اعلیٰ سطحی اجلاس کے بعد صدر محمود عباس نے اسرائیل سے تمام رابطے منقطع کرنے کا اعلان کر دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ جب تک اسرائیل فلسطینی قوم کے خلاف بالخصوص قبلہ اول اور بیت المقدس میں فلسطینیوں پر عائد کردہ پابندیاں نہیں اٹھاتا اس وقت تک تل ابیب سے رابطے معطل رہیں گے۔ نام نہاد سیکیورٹی وجوہات کی آڑ میں مسجد اقصیٰ پر پابندی کے قیام کیلئے اٹھائے گئے اسرائیلی اقدامات کو فلسطینی قوم نے مسترد کر دیا ہے۔ قبل ازیں محمود عباس نے امریکی صدر کے مشیر اور داماد جیرڈ کشنر سے بھی بات چیت کی۔

یمن

اہم ترین شہر باغیوں سے چھڑا لیا

یمن کے اہم ترین شہر میدی میں گھمسان کی لڑائی کے بعد باغی پسپا ہو گئے جسکے بعد میدی پر یمن کی آئینی فوج نے کنٹرول سنبھال لیا ہے۔ سرحدی گورنری حجہ کے شمال مغربی ساحلی شہر میدی میں باغیوں کی سپلائی لائن کاٹ کر ان کے خلاف آپریشن کیا گیا جس کے نتیجے میں باغی شہر سے بھاگ نکلے۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

شہر شہر سبز ہلالی پرچموں کی بہار

بدلتا، اُبھرتا اور جاگتا بلوچستان

گوادر سے ژوب تک جشن آزادی کی تیاریاں عروج پر

وطن یار خلجی

حکومت بلوچستان اور پاک فوج نے کوئٹہ سمیت صوبہ بھر میں پاکستان کے 70ویں جشن آزادی کو شایان شان طریقے سے منانے کا فیصلہ کیا ہے جس کیلئے یکم جولائی سے 14 اگست 2017ء تک بھرپور انداز میں شاندار پروگرام ترتیب دیئے گئے ہیں تاکہ گوادر سے ژوب تک پھیلے صوبہ کے نوجوانوں میں حب الوطنی کا جذبہ اور قومی سوچ کو اجاگر کیا جاسکے۔ عوام بالخصوص نوجوان جشن آزادی کو بھرپور طریقے سے منانے کیلئے انتہائی پُرجوش اور پاکستان سے والہانہ محبت کے بھرپور اظہار کیلئے مکمل طور پر تیار ہیں۔ اس مرتبہ جشن آزادی سابقہ روایات سے بڑھ کر منایا جائے گا۔ حکومت بلوچستان اور پاک فوج نے یکم جولائی سے 30 جولائی تک اضلاع اور ڈویژن کی سطح پر جشن آزادی کی تقریبات اور مقابلوں کا انعقاد کیا جبکہ پورا مہینہ اندرون بلوچستان مختلف سرگرمیاں منعقد ہوئیں جس کے تحت تعلیمی اداروں میں تقاریر، سٹوری رائٹنگ، سائنس اینڈ کرافٹس، ڈرائنگ، انٹرنیٹ فوٹو گرافی، پینٹنگ، ٹیلنٹ، موسیقی، ٹی ٹوئنٹی اور فٹبال کے مقابلے منعقد ہوئے ہیں۔ سکولز اور کالجز میں ان پروگراموں کا انعقاد ہوا ہے۔ جشن آزادی کی تقریبات میں خوبصورت رنگ بھرنے اور نوجوانوں کی صلاحیتوں کو ابھارنے کیلئے یونیورسٹیز کی سطح پر بھی فوٹو گرافی، پینٹنگ اور ٹیلنٹ موسیقی کے مقابلوں کا اہتمام کیا گیا جن میں طلباء و طالبات نے قومی جذبے سے سرشار ہو کر بھرپور انداز میں حصہ لیا۔ ضلعی انتظامیہ، محکمہ تعلیم اور پاک فوج ان سرگرمیوں کی نگرانی کر رہی ہے۔ 30 جولائی تک پہلا راؤنڈ مکمل ہو گیا جس کے بعد اب صوبائی دارالحکومت میں 7 اگست سے 10 اگست تک صوبائی سطح کے مقابلے ہو رہے ہیں۔ ان تقریبات کے بھرپور انعقاد کو ممکن بنانے کیلئے محکمہ تعلیم بلوچستان کے اعلیٰ افسران عہدالواسع کاکڑ اور عصمت اللہ کو نوڈل پرسن مقرر کیا گیا ہے۔

حکومت بلوچستان اور پاک فوج کے زیر اہتمام 70ویں جشن آزادی کو انتہائی پُرجوش انداز میں منانے کیلئے 11 اور 12 اگست کو کوئٹہ میں آزادی میلہ بھی پروقار انداز میں منعقد کیا جائے گا جو حسب روایت تاریخی ایوب سٹیڈیم میں منعقد ہوگا۔ پاک فوج اور حکومتی حکام اس کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ صوبہ کے تمام ضلعی اور تحصیل ہیڈکوارٹرز میں 13 اور 14 اگست کو جشن آزادی کے شاندار پروگرام بھی منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے جس میں شرکت کیلئے بلوچستان کی عوام بہت پرجوش ہے۔

اگر ہم 5 سال قبل اور آج کے حالات کا موازنہ کریں تو پانچ سال قبل تک صوبہ میں یہ جوش و جذبہ نظر نہیں آتا تھا لیکن اب لوگ دیوانہ وار جشن آزادی منانے کیلئے بے تاب ہیں۔ کچھ قوتوں نے غیروں کے ایجنڈے کی تکمیل کیلئے بلوچستان کے عوام بالخصوص نوجوانوں پر ایک ٹاسک کے تحت کام کیا اور انہیں ورغلا کر قومی قومی دھارے سے دور کرنے کی کوشش کی۔ یہ غیروں کا ایجنڈا تھا کہ نوجوانوں کے ہاتھ سے قلم چھین کر اسلحہ تھما دیا جائے۔ ان کی برین واشنگ کی جائے اور انہیں وطن اور لوگوں سے اس حد تک متنفر کر دیا جائے کہ وہ اپنے ہی عوام کیخلاف ہتھیار استعمال کرنا شروع کر دیں۔ اس ایجنڈے پر بلوچستان میں خوب کام ہوا اور کافی تعداد میں نوجوان اس کی زد میں آ گئے۔ دشمن کے اس ایجنڈے کو خاک میں ملانے اور اپنے نوجوانوں کو سینے سے لگا کر انہیں سمجھانے اور وطن عزیز کی محبت کا جذبہ ان کے دلوں میں اجاگر کرنے کیلئے پاک فوج اور حکومت بلوچستان نے حکمت عملی کے تحت بھرپور انداز میں کام شروع کیا جس کا آغاز "جیوے جیوے بلوچستان، جیوے جیوے پاکستان" کے خوبصورت سلوگن سے کیا گیا جس نے صوبہ کے نوجوانوں کے جذبات کو بیدار کرنا شروع کر دیا ہے۔

حکومت بلوچستان اور پاک فوج قومی ایام کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی حکمت عملی پر بھی بھرپور انداز میں کام کر رہی ہے۔ اسی حکمت عملی کے تحت ہی یوم آزادی، یوم پاکستان اور یوم دفاع پاکستان کو منانے کا آغاز ہوا۔ بلوچستان فیسٹیول، بلوچستان ٹی ٹوئنٹی سمیت دیگر اہم میلوں کا انعقاد بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے جن سے بلوچستان میں بیداری کا عمل شروع ہو گیا ہے۔ اب نہ صرف نوجوان قومی دھارے میں واپس آ رہے ہیں بلکہ مسلح ہو کر پہاڑوں پر چلے جانے والے بھی حکومت کے سامنے ہتھیار پھینک کر قومی دھارے میں شامل ہو رہے ہیں جس سے بدلتے بلوچستان کا شاندار آغاز ہو گیا ہے۔

گزشتہ تین سالوں سے جس طرح وطن عزیز کی محبت سے سرشار جشن آزادی یوم پاکستان اور یوم دفاع پاکستان کی تقریبات کوئٹہ سمیت بلوچستان بھر میں منعقد ہو رہی ہیں اور عوام جس طرح دیوانہ وار شرکت کر رہے ہیں وہ قابل دید ہے۔ شاید ہی پاکستان میں کہیں اور اس طرح ولولہ انگیز انداز میں جشن آزادی منایا جاتا ہو جس طرح بلوچستان کے دل کوئٹہ اور دیگر شہروں میں منایا جاتا ہے۔ اس حوالے سے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ اب یہ کہنا غلط نہیں جان جائے کہ ہم ان کے بہکاوے میں آ گئے تھے کیونکہ بلوچستان بدل رہا ہے، بلوچستان جاگ رہا ہے اور بلوچستان ابھر رہا ہے۔ حکومت بلوچستان اور پاک فوج کی شب و روز کی کاوشوں نے بلوچستان کو بدل دیا ہے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ گزشتہ سال کوئٹہ سمیت بلوچستان کے تمام شہروں میں یکم اگست سے ہی وہ جوش نظر آنے لگا تھا جو شاید ہی کسی نے 70 سالوں میں دیکھا ہو۔ کوئٹہ کی سڑکیں گلی کوچے، تعلیمی ادارے اور کھیل کے میدان یکم اگست سے ہی پرنور تھے ہر طرف سبز ہلالی پرچموں کی بہار تھی اور کوئٹہ دلہن کی طرح سج گیا تھا کوئٹہ اور بلوچستان کا ہر شہر پرجوش بلوچستان اور پرجوش پاکستان کی شکل پیش کر رہا تھا۔ دشمن نے جب بدلتا، ابھرتا اور جاگتا بلوچستان دیکھا تو ایک منصوبے کے تحت بلوچستان کی عوام کو خون میں نہلانے کیلئے 8 اگست کو سانحہ سول ہسپتال انجام دیا جس میں کئی سینئر وکلاء شہید ہو گئے وقتی طور پر تو دشمن جشن آزادی کا جوش و جذبہ غلط کرنے میں کامیاب ہو گیا مگر عوام کو بلوچستان اور پاکستان سے پرجوش محبت کرنے سے نہ روک سکا۔ 2017ء کو حکومت بلوچستان اور پاک فوج نے ایک بار پھر بلوچستان کے کونے کونے میں جشن آزادی کو پرجوش انداز میں منانے کیلئے تقریبات کا آغاز کر دیا ہے جس میں بلوچستان کی عوام بالخصوص نوجوان پرجوش انداز میں حصہ لے رہے ہیں۔ جشن آزادی کی یہ تقریبات یکم جولائی سے 14 اگست تک جاری رہیں گی جس سے نوجوانوں میں نہ صرف حب الوطنی کا جذبہ ابھرے گا بلکہ انہیں خداداد صلاحیتوں کے اظہار کے مواقع بھی ملیں گے جس سے وہ زندگی کی دوڑ میں آگے بڑھیں گے اور ان میں خود اعتمادی پیدا ہو گی۔

بلوچستان کے نوجوانوں پر خصوصی توجہ دینے پر بلوچستان کی عوام بالخصوص نوجوان پاکستان سے والہانہ محبت کے اظہار کیلئے بہت پُرجوش ہیں 11 اور 12 اگست کو ایوب سٹیڈیم میں آزادی میلہ پُروقار انداز میں منعقد ہوگا پہاڑوں پر چلے جانیوالے بھی ہتھیار پھینک کر قومی دھارے میں شامل ہو رہے ہیں

وزیراعلیٰ بلوچستان نواب ثناء اللہ زہری، کمانڈر سدرن کمانڈ لیفٹیننٹ جنرل عامر ریاض اور میجر جنرل ندیم ذکی ایچ جی سی او 33 ڈویژن کا کردار بھی لائق تحسین ہے کیونکہ نوجوانوں کو قومی دھارے میں واپس لانا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے جس پر بلوچستان حکومت بلوچستان اور پاک فوج کام کر رہی ہے۔ پاک فوج کے زیر اہتمام کوئٹہ میں تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ہنرمند بنانے کیلئے بھی باقاعدہ تربیتی مراکز قائم کئے گئے ہیں تاکہ وہ ہنرمند بن کر خود اپنے روزگار کیلئے مواقع تلاش کرنے کے اہل ہو سکیں۔ بلوچستان میں بدقسمتی سے فنی تعلیم کے ادارے نہ ہونے کے برابر ہیں، صرف کوئٹہ میں یہ ادارے موجود ہیں حالانکہ بہت کم لاگت سے اس طرح کے ادارے صوبہ کے دوسرے شہروں میں بھی قائم کئے جا سکتے ہیں جن سے نوجوان فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ بلوچستان میں نوجوانوں کی ذہن سازی پر بھی کام کی اشد ضرورت ہے۔

بلوچستان قومی ایام کو بھرپور انداز میں منانے اور اس میں نوجوانان بلوچستان کی شرکت بہت اہم ہے تاہم قومی ایام کو منانے کیساتھ ساتھ نوجوانوں پر بھی خصوصی توجہ دینا ہوگی کیونکہ دشمن قوتوں کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ بلوچستان کے نوجوانوں کو گمراہ کر کے انہیں ریاست کیخلاف استعمال کیا جا سکے۔ بلوچستان میں سپورٹس کی سرگرمیاں اس وقت نہ ہونے کے برابر ہیں، زیادہ تر سرگرمیاں قومی ایام کے موقع پر ہی منعقد ہوتی ہیں، اس مقصد کیلئے حکومت مقامی سطح پر سپورٹس کو فروغ دے اور صوبہ کے طول و عرض میں ان کا انعقاد ممکن بنایا جائے۔ ویسے تو حکومت کی جانب سے سالانہ بجٹ میں تمام اضلاع کیلئے سپورٹس فنڈز رکھا جاتا ہے مگر ضلعی انتظامیہ کی جانب سے یہ فنڈز اکثر استعمال نہیں ہوتا۔ تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیاں بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ حکومت بلوچستان کیلئے اس حوالے سے ایک تجویز ہے کہ ہر زکن صوبائی اسمبلی کے ارکان اپنے اپنے حلقے میں سپورٹس اور گالا فیسٹیول منعقد کروائے جائیں۔ 2015ء میں سابق کمانڈر سدرن کمانڈ لیفٹیننٹ جنرل ناصر خان جنجوعہ کی خصوصی دلچسپی سے ہر ایم پی اے نے اپنے اپنے حلقے میں 30 لاکھ کی لاگت سے سپورٹس و گالا فیسٹیول منعقد کروائے تھے جو لائق تحسین اقدام تھا اور اس کے بہت اچھے نتائج برآمد ہوئے۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ہنسی خوشی

ڈاکٹر شوکت محمود میکسم

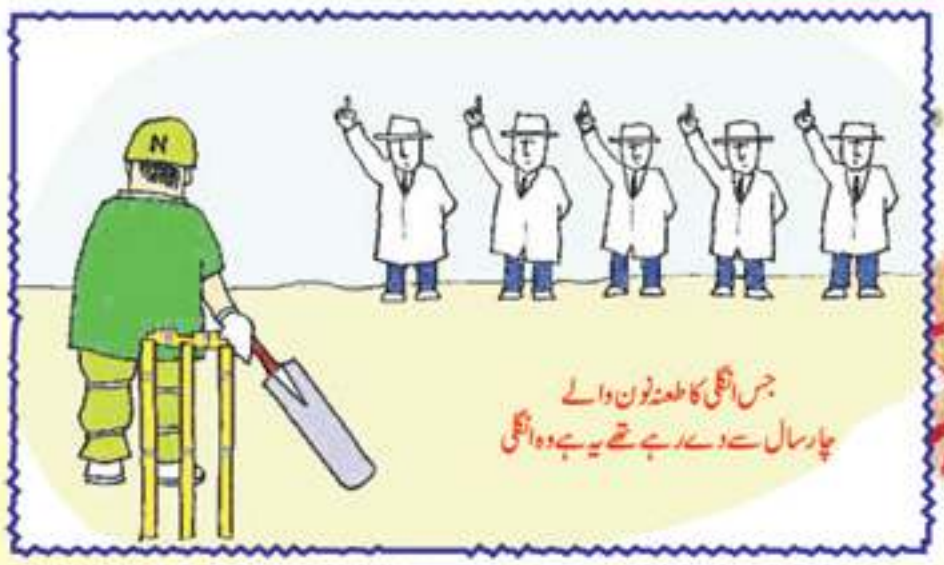

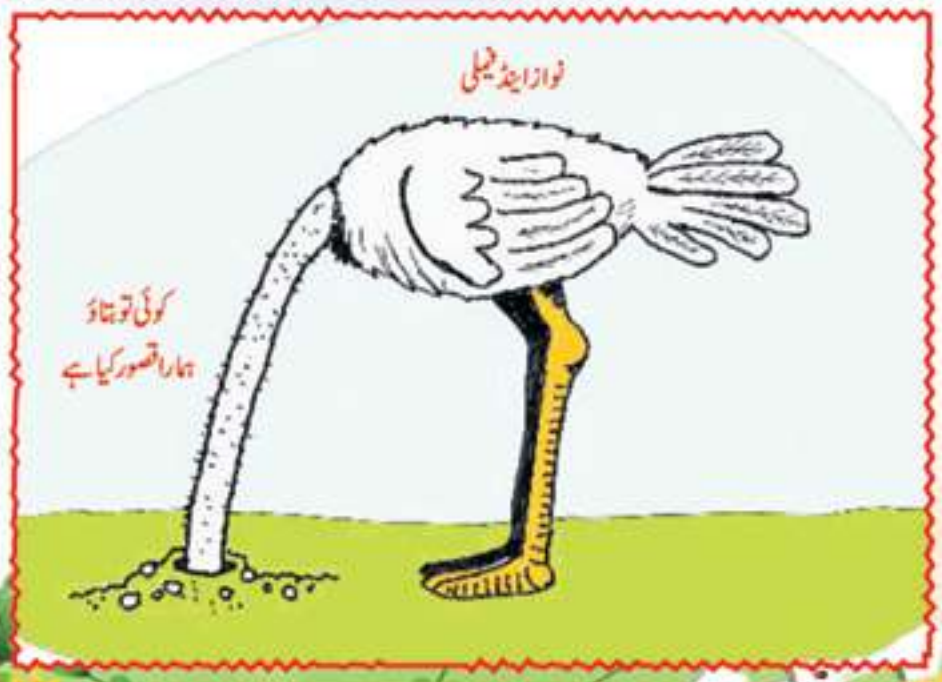

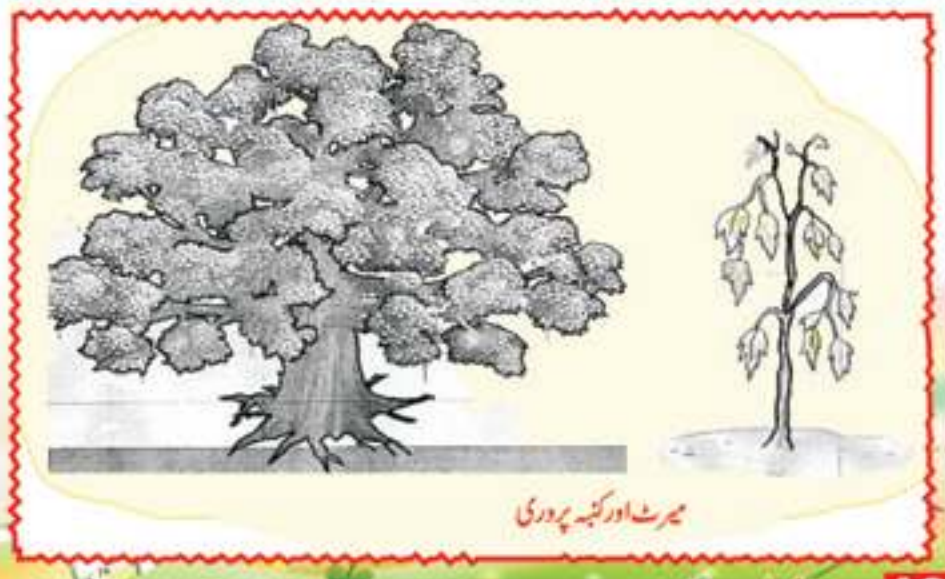

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

■ خالد بہزاد ہاشمی

khalidbehzad11@gmail.com

برہم ہونا شیخ رشید کا بوسے پر

نہ ہو برہم جو بوسہ بے اجازت لے لیا میں نے

سپریم کورٹ سے میاں نواز شریف کے خلاف نااہلی کا فیصلہ سننے کے بعد واہگہ پر عوامی مسلم لیگ پارٹی کے سربراہ شیخ رشید خوشی سے نڈھال اور بہت چہکتے ہوئے باہر آ رہے تھے کہ اسی اثنا میں اتنا ایک چاہنے والا جو شہد کی مکھی کی طرح ان کے گرد منڈلا رہا تھا دیوانہ وار آگے بڑھا اور یکلخت ان کے بائیں رخسار کا بوسہ لے ڈالا کوئی اور وقت ہوتا تو شیخ صاحب اس چومکھن کو تحفہ شیخ اور اپنی مقبولیت کے لئے استعمال کرتے لیکن اس گستاخ نے تو اتنی سہانی گھڑی میں رنگ میں بھنگ ڈال دیا تھا۔

شیخ رشید تو خارزار سیاست کے پرانے کھلاڑی اور کھاڑی ہیں۔ سیاسی ورکرز کی محبت، عقیدت، دیوانہ وار وارفتگی اور پھر اتنی ہی شدید نفرت اور بیزاری سے بھی بخوبی آگاہ ہیں انہیں اس ایک معصوم، بے ساختہ اور تھوک سے لتھڑے بوسے پر سر عام اتنا غصہ اور کراہت ظاہر نہیں کرنی چاہئے تھی۔ سیاست کو یونہی طوائف سے تشبیہ نہیں دی جاتی۔

ایک دور میں وہ وزیر اطلاعات کے رنگ رنگیلے اور آئینہ دار بگھوڑے میں بھی جھولتے رہے ہیں۔ اس دور میں جب آتش بھی جواں تھا اور لال حویلی کے در و دیوار بھی پری چہرہ، زہرہ جمال اداکاراؤں کے محرم، بے باک اور ذو معنی فقرتوں سے گونجتے رہتے اور وقت کی راہداریوں میں اس کی بازگشت شاید آج بھی سنائی دے جائے اور شیخ صاحب بھی:

جوانی میں تجھے ہم بھی بہت معشوق کے پورے
وہ کون سے گل رو تھے جو ہم نے نہیں گھورے

آج جبکہ وہ عمر عزیز کے 66 ویں سال میں ہیں اور جسم فربہ اور وزن بھی اتنا بڑھ چکا ہے کہ اگر وہ سنگل کرسی پر براجماں ہوں تو اس غریب کو بھی تکلیف ہوگی۔ عالم یہ ہے کہ:

پر جھڑ گئے، دم اڑ گئی، پھرتے ہیں لنڈورے

اس جوانہ سالی میں اگر ایک چاہنے والے نے اچانک اتنا منہ چوم ہی لیا تھا تو ان کا اتنا غصہ ہرگز نہیں بنتا۔۔۔! ہم تو شیخ صاحب سے یہی کہیں گے۔

نہ ہو برہم جو بوسہ بے اجازت لے لیا میں نے

چلو جانے دو بچپنا میں ایسا ہو ہی جاتا ہے

یہاں ہمیں اپنے میر تقی میر یاد آ گئے۔ فرماتے ہیں:

بوسہ اس منہ کا لے کر چھوڑا
بھاری پتھر تھا چوم کر چھوڑا

اگلی قسط مزاحی مشہور ہے دوران محفل بے ساختہ پھلجھڑیاں چھوڑتے رہتے ہیں اور کئی باتیں اشارے، کنایوں میں کہہ جاتے ہیں کہ سمجھنے والا بخوبی جان اور سمجھ لیتا ہے کہ وہ کس کی جانب ہے۔ تین دہائیوں سے زائد عرصے سے ہم بھی انہیں نوائے وقت لاہور آفس میں جنت مکانی مجید نظامی (مرحوم) سے ملنے آتا دیکھتے رہے ہیں جس کے بعد وہ ایڈیٹوریل، نیوز روم، رپورٹنگ اور میگزین میں بھی تشریف لاتے۔ اس وقت کے چیف رپورٹر سید انور قدوائی (مرحوم)، برادرم سلمان غنی اور چیف رپورٹر برادرم خواجہ فرخ سعید کے پاس بھی اکثر خوب محفل جمتی۔ ہم نے کئی مرتبہ ان کا نوائے وقت میگزین کے لئے انٹرویو بھی کیا۔ ایک پیشل انٹرویو میں نعیم الحسن المعروف "محبوب" اور عنوین ناظر بھی ہمراہ تھیں۔ نعیم الحسن جو خاصے دھان پان اور "مشرقی محبوب" کی طرح سمارٹ اور نازک بھی ہیں۔ شیخ صاحب ان کی صحت دیکھ کر پوچھنے لگے کہ "ناشتہ میں آپ کیا لیتے ہیں؟" انہوں نے کہا کہ "ایک پراٹھا" شیخ صاحب نے بے ساختہ کہا کہ "میں نظامی صاحب سے آپ کے لئے دو پراٹھوں کی فرمائش کروں گا" پھر اگلی مرتبہ نوائے وقت آفس آئے تو کمرے میں داخل ہوتے ہی دریافت کیا کہ "پراٹھوں میں اضافہ ہوا یا نہیں؟"

ہمارا شیخ صاحب کو یہ مخلصانہ مشورہ ہے کہ اپنے اس عاشق زار کو جو لوگوں سے منہ چھپاتے اور چھپتے پھر رہا ہے اسے خود لال حویلی بلا کر اپنا دوسرا گال بھی اس کے آگے پیش کر دینا چاہئے تاکہ وہ چٹاخ، پٹاخ کے بعد دگنے کی بوسے لے ڈالے اور پھر اس کے بیٹے دل میں بھی لڈو پھوٹ جائے اور وہ اپنی آہوں کے یوں اتنی جلد اور اچانک پورا ہونے پر حیران ہو جائے۔ پھر اپنے تجربے سے بھی یونہی تو نہیں کہا:

بہت برہم ہوئے وہ مجھ سے پہلے بوسے پر
خاموش ہو گئے آخر کو تین چار کے بعد

اجیشک بچن کا فلم "گستاخیاں" میں کردار

ساحر لدھیانوی کی روح تڑپ گئی ہوگی

بالی وڈ اداکار امیتابھ بچن نے فلم "گستاخیاں" کے لئے بارہ کلو وزن کم کر لیا۔ بھارتی ذرائع ابلاغ کے مطابق اداکار امیتابھ بچن فلمساز جے لیلا بھنسالی کی فلم "گستاخیاں" میں معروف شاعر ساحر لدھیانوی کا کردار ادا کریں گے اور فلم میں اپنے کردار کو اچھی طرح نبھانے کے لئے سخت محنت کر رہے ہیں جبکہ انہوں نے فلم کے لئے اپنا وزن بارہ کلو کم کر لیا ہے۔

اگر پاکستان میں سعادت حسن منٹو کا کردار سرمد کھوسٹ جیسے صحت مند نوجوان بخوبی کر سکتے ہیں اور پھر شہرہ آفاق اردو شاعر میر تقی میر کا تہذیب، دہلوی اور لکھنوی کردار فیض مصطفیٰ سندھی، گلابی اردو لہجے میں کر سکتے ہوں وہاں انقلابی شاعر ساحر لدھیانوی کا کردار امیتابھ بچن بھی بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ رہی زبان و بیان، شاعرانہ انداز و اطوار کی بات تو وہ بھلا ہم جیسے جہلا کے دور میں یہ قصہ پارینہ ہوئی۔ لدھیانہ سے لاہور آمد پر ساحر کی منگلی اردو ادب کی ایک بڑی اور نامور افسانہ نگار سے ہوئی تھی۔ ساحر نے ادبی حلقے میں اپنی معروف نظم اور غزل پیش کی، لہجہ وہی لدھیانے کا تھا۔ مشاعرے میں موجود کسی نے اگلی افسانہ نگار میگزین کو طعنہ دیا کہ "تمہارے میگزین کا اردو تلفظ ٹھیک نہیں بلکہ بہت گاؤدی اور دیہاتی لہجہ ہے۔ یہ سنتے ہی ان محترمہ نے ساحر سے اپنی منگنی توڑ ڈالی تھی۔ بعد ازاں ساحر سے خوفزدہ شاعر اور ادیب انہیں ایجنسیوں کا ان دیکھا خوف دلا کر اٹھا بھگانے میں کامیاب ہو گئے تھے اور اگلی افلاک پر بھی قبضہ ہو گیا تھا۔ اب رہے امیتابھ بچن جن کے پر کے لائل پور اور اتر پردیش کے رہنے والے تھے وہ ساحر جیسے خواب بننے والے جادوئی شاعر کا رومانوی کردار بھی کر ہی لیں گے۔۔۔!

اوتیرا کھ نہ رہوے

گو ٹرمپ گو

امریکی صدر ٹرمپ کے فوج میں خواجہ سراؤں کو بھرتی نہ کرنے کے فیصلے کے خلاف امریکہ بھر میں احتجاج کا آغاز ہو گیا۔ غیر ملکی میڈیا کے مطابق خواجہ سراؤں نے ٹرمپ کے فیصلے کی شدید مذمت کی ہے۔ امریکی صدر ٹرمپ ایک اور متنازعہ فیصلے کے باعث تنقید کی زد میں آ گئے ہیں۔ ٹوئٹر پر ٹرمپ نے خواجہ سراؤں کی فوج میں نوکری پر پابندی کا اعلان ٹوئٹر پر کیا۔ ٹرمپ نے ٹوئٹ میں کہا کہ خواجہ سرا اب فوج میں کسی قسم کا کام نہیں کر سکتے۔ ٹرمپ کے اعلان پر خواجہ سراؤں، ڈیموکریٹ ارکان کانگریس اور دیگر شخصیتوں نے سخت تنقید کی ہے۔

ٹائمز اسکوائر میں سینکڑوں خواجہ سراؤں نے ٹرمپ کے فیصلے کے خلاف احتجاج کیا اور ٹرمپ مٹ گو کے نعرے لگائے۔ امریکہ کی کل فوج کی تعداد بیس لاکھ سے زائد ہے جبکہ اس کی فوج کی بڑی تعداد افغانستان میں بھی 70 کی دہائی سے بھی افغان جہاد، نائن الیون اور بھی دہشت گردی کے نام پر جھونک رکھی ہے اور افغانستان میں اسے نیٹو ممالک کے اعلیٰ تربیت یافتہ چاق و چوبند فوجی دستوں کی معاونت بھی حاصل ہے۔ لیکن وہ افغان پہاڑوں کو سر مہ بنانے کے باوجود چار دہائیوں سے افغانستان میں کوئی قابل ذکر کامیابی دکھانے یا امن قائم کرنے سے قاصر رہی ہے۔ امریکی صدر ٹرمپ کو تو خواجہ سراؤں کا مشکور ہونا چاہئے کہ انکے خصوصی دستے کو افغانستان روانہ کریں جو یہاں گھروں سے ہزاروں میل دور نیٹو فورسز کا ٹھٹھ لگا کر اور تالیاں بجا کر دل بہلائیں گے جس سے ان کی کارکردگی بہتر ہوگی جبکہ افغان فورسز بھی امریکی خواجہ سرا فوجیوں کو دیکھ کر خوشی سے نہال ہو جائیں گے اور شاید انہیں اپنے کیمپوں میں بھی مدعو کر لیں اور ان سے رباب، طنبورہ، طبلہ اور ہارمونیم کی دھنوں پر امریکی ڈانس کی فرمائش کرائیں اور پھر ان پر بوریاں بھر کر افغان کرنسی نچھاور کر دیں جبکہ پاک افغان سرحد پر قائم درجنوں بھارتی قونصل خانوں کا سفارتی عملہ بھی انہیں دیکھنے کے لئے امنڈ پڑے گا اور ڈانس میں اتنا مصروف ہو جائے گا۔

روس کی خوبصورت ترین میتھ ٹیچر

اگر میں ممتحن ہوتا تو نمبر فل کے فل دیتا

ہمارے ہاں طلبہ کے ریاضی کے مضمون میں فیل ہونے کی شرح باقی تمام مضامین کی نسبت زیادہ ہے۔ اگر ہمارے ہاں بھی اس جادوئی ٹیچر جیسی ریاضی کی اساتذہ بھرتی کر لی جائیں تو آپ یقین کیجئے کوئی طالب علم فیل نہیں ہوگا۔ برطانوی اخبار ڈیلی میل کی رپورٹ کے مطابق روس کی اس خوبصورت لڑکی کا آج کل انٹرنیٹ پر بہت شہرہ ہے جو ویلا روس کے دارالحکومت ماسکو کے ایک سکول میں ریاضی کی ٹیچر ہے۔ اس کا نام اوکساناتیو سلیا ہے۔ انٹرنیٹ صارفین اسے دنیا کی خوبصورت ترین میتھ ٹیچر قرار دے رہے ہیں۔ اوکساناتیو کے کسی طالب علم نے اس کی کلاس روم میں بچوں کو پڑھانے کی ایک ویڈیو بنا کر انٹرنیٹ پر پوسٹ کر دی ہے جسے اب تک لاکھوں لوگ دیکھ چکے ہیں اور وہ راتوں رات کسی سلیبرٹی کی طرح دنیا بھر میں مشہور ہو گئی ہے۔ اس 45 سیکنڈ دورانیے کی ویڈیو کے انٹرنیٹ پر آنے سے قبل انسٹاگرام پر اس کے چند ہزار فالوورز تھے جو اب چند دنوں میں 1 لاکھ 73 ہزار تک جا پہنچے ہیں۔ اپنے فیس بک پیج پر اوکساناتیو نے پروفائل میں لکھ رکھا ہے کہ میں دنیا کو یہ دکھانے کا مصمم ارادہ کر رکھا ہے۔ بلاشبہ حسن اور ذہانت ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر بھی چل رہے ہیں۔ فیس بک پر بھی اس کی مقبولیت میں اس ویڈیو کے بعد بے تحاشا اضافہ ہوا ہے اور گزشتہ ہفتے کی نسبت کے فالوورز میں 3 ہزار فیصد اضافہ ہو گیا ہے۔

اگر ذہانت اور خوبصورتی یکجا ہو جائیں تو پھر اوکساناتیو جیسی شخصیات کھنچ کر ایک عالم میں اپنا لوہا منواتی ہیں۔ ویسے تو میتھ بڑا مشکل مضمون ہے اور عام طور پر درمیانے اور کند ذہن بچوں کی سمجھ میں اتنی آسانی سے نہیں آتا اور وہ بہت جلد بھول جاتے ہیں اور عام طور پر "حساب" میں فیل ہو کر شرمندہ بھی ہوتے ہیں۔ ہم اس خوبصورت ترین میتھ ٹیچر کے لئے اتنا ہی کہہ سکتے ہیں:

اگر میں ممتحن ہوتا تو نمبر فل کے فل دیتا
ذہانت کے الگ دیتا، لیاقت کے الگ دیتا

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

یہ بڑے کرم کے بین فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

اللہ کے مہمانوں کی تیاریوں کا احوال

اسلام آباد کا حاجی کیمپ آباد ہو گیا

رپورٹ: صائمہ عمران

تصاویر: سجاد حیدر

حج اسلام کا پانچواں اہم رکن ہے۔ دنیا کے کسی بھی خطے میں بستے ہوئے ہر مسلمان مرد و عورت کی دلی آرزو ہوتی ہے کہ وہ حج ادا کرے، خانہ کعبہ کی زیارت کرے اور روضہ رسولؐ پر حاضر ہو کر درود و سلام پیش کرے۔ یقیناً وہ لوگ بہت خوش نصیب ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے گھر کی حاضری اور اپنے محبوبؐ کے دربار کی زیارت کا موقع فراہم کرتا ہے لیکن اس مقدس سفر پر روانگی سے قبل کئی ایسے مراحل ہوتے ہیں جن سے حجاج کرام کو مرحلہ وار گزرنا ہوتا ہے۔ خدا کے گھر پہنچنے کیلئے حجاج یا تو سرکاری سکیم سے درخواست دیتے ہیں یا پرائیویٹ ٹور آپریٹرز کے ذریعے حج کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

2005ء سے قبل پرائیویٹ ٹور آپریٹرز کا تصور موجود نہیں تھا اور ہر پاکستانی سرکاری سکیم سے ہی ادائیگی حج کیلئے حجاز مقدس جایا کرتا تھا۔ 1986ء سے قبل حاجیوں کے سفری انتظام و انصرام اور حج کی تربیت کے حوالے سے سب کام حاجی کیمپ کراچی میں ہی طے پاتے تھے۔ بعد ازاں راولپنڈی اور اسلام آباد کے سنگم پر کئی ایکڑ پر محیط اسلام آباد حاجی کیمپ 1989ء میں قائم ہوا تو صوبہ پنجاب، سرحد، آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات کے حاجیوں کے تمام دفتری و تربیتی امور یہی طے پانے لگے۔ وقت کے ساتھ لاہور، پشاور میں بھی حاجی کیمپ کھلتے گئے تو اسلام آباد حاجی کیمپ سے مستفید ہونے والے حاجیوں کی تعداد ہزاروں تک آ گئی۔ اس وقت ملک میں 7 حاجی کیمپ اور لاہور حاجی کیمپ کے دو ذیلی حاجی کیمپ وزارت مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی کے زیر سرپرستی اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

اسلام آباد حاجی کیمپ کی مرکزی عمارت میں ادارے کے عملہ کے دفاتر کے علاوہ دیگر شعبہ جات استقبالیہ، معلومات، ایئر لائن کے دفاتر، بینک برانچز، ڈسپنسری، کینٹین، مسجد، رہائش گاہیں اور ضروری اشیاء کے اسٹال قائم کیے گئے ہیں۔ حاجی کیمپ کے داخلی دروازے پر دو مرحلوں پر سیکورٹی کلیئرنس ملنے کے بعد حاجی عمارت میں داخل ہو کر متعلقہ شعبہ کا رخ کرتے ہیں۔ کیمپ کے مرکز میں ڈائریکٹر، ڈپٹی ڈائریکٹر اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر اپنے عملہ سمیت موجود ہوتے ہیں۔ مرکزی عمارت کے دائیں طرف پی آئی اے سمیت دو پرائیویٹ ایئر لائنز کی برانچز بھی موجود ہیں جہاں سے حاجی اپنی روانگی سے قبل پاسپورٹ اور ٹکٹ وصول کرتے ہیں۔ ملک کے تین بڑے بینکس کی برانچز بائیں طرف حجاج کی سہولت کیلئے کھولی گئی ہیں کہ اگر مکہ و مدینہ شریف میں ان کی رہائش کے انتظام مکمل کرنے کے بعد ان کی جمع کرائی گئی رقم زائد ہو جائے تو حج پر روانگی سے قبل حجاج کرام ان بینکوں سے یہ رقم وصول کر لیں۔ وزارت مذہبی امور کی جانب سے سفر حج کے پروگرام کی اطلاع ملنے کے بعد حاجی روانگی سے دو دن قبل سفری دستاویزات لینے کیلئے حاجی کیمپ پہنچتے ہیں۔ دور دراز سے آنے والے حاجی کیمپ میں ہی رہائش بھی اختیار کرتے ہیں۔ اسلام آباد کے حاجی کیمپ میں تین رہائشی بلاک بنائے گئے ہیں جہاں ہر بلاک میں 16 کمرے اور ہر کمرے میں 21 زنجی بستر اور اٹیچڈ واش روم موجود ہیں۔ حاجی کیمپ کی مساجد اور کانفرنس ہال میں حاجیوں کی تربیت کیلئے وفاقی کارندے خواتین حج ٹریننگ دینے کیلئے ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ کیمپ کے داخلی دروازے کے ساتھ ہی بائیں جانب ڈسپنسری قائم ہے جہاں پر سرکاری اور پرائیویٹ دونوں سکیموں کے تحت جانے والے حاجیوں کے تمام طبی مراحل نمٹائے جاتے ہیں۔ گرمی کی شدت اور حاجیوں کی رش کے مقابلے میں یہ ڈسپنسری اگرچہ بہت چھوٹی ہے لیکن عملہ مستعدی سے اپنا کام سرانجام دیتا ہوا نظر آتا ہے۔ ڈسپنسری اور داخلی دروازے کے سامنے حاجیوں کی ضرورت کیلئے اشیاء کے اسٹال بھی لگائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ حاجی کیمپ میں رہائش پذیر حاجیوں کو ائرپورٹ لے جانے کیلئے وہ بسیں بھی ہر وقت موجود ہوتی ہیں۔ 2010ء سے پہلے تک حاجی کیمپ سے ہی حاجیوں کے سامان کی

بابو شفقت قریشی مرحوم

بابو عمران قریشی

پیکنگ ہوتی مگر تھیلے اور بورڈنگ کارڈ مل جاتے تھے لیکن اس کے بعد سیکورٹی وجوہات کی بنا پر ایئر لائنز نے حاجی کیمپ میں اپنے ذیلی دفاتر کھولنے سے انکار کر دیا کہ انہیں بڑی مشینیں لانے اور عملہ یہاں منتقل کرنے میں مسائل درپیش ہوتے ہیں، تو حاجیوں کیلئے بھی ضروری قرار پایا کہ دیگر بین الاقوامی سفر کرنے والے مسافروں کی طرح وہ بھی ایئر پیکنگ فلائٹ سے 6 گھنٹے پہلے ائرپورٹ پہنچ جائیں۔ اس سے پہلے سب حاجی ائرپورٹ کے تمام مراحل حاجی کیمپ میں ہی مکمل کرتے اور آخر میں، وہاں میں بیٹھ کر ائرپورٹ پہنچنے کے ساتھ ہی سیدھے جہاز میں بیٹھ جاتے تھے۔ اب بھی حاجی حکومت سے یہی مطالبہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ یہ سہولت دوبارہ سے حاجی کیمپ میں شروع کی جائے۔

اسلام آباد حاجی کیمپ سے پہلی فلائیٹ کے مسافر 24 جولائی کو روانہ ہوئے اور یہ سلسلہ روزانہ کی بنیادوں پر ہوتا ہوا 25 اگست تک جاری رہیگا۔ حج سیزن کی مناسبت سے اسلام آباد حاجی کیمپ کی گہما گہمی سے قارئین کو آگاہ کرنے کیلئے حاجی کیمپ کے حوالے سے خصوصی رپورٹ نذر قارئین ہے۔

اپنی ڈائریکٹر حاجی کیمپ اسلام آباد چوہدری ضیاء نے بتایا: 1985ء میں صرف کراچی کا حاجی کیمپ ہی تمام ملک کے حاجیوں کے انتظامات سنبھالے ہوئے تھا اس کے بعد 1989ء میں پاکستان کا دوسرا حاجی کیمپ اسلام آباد میں قائم ہوا۔ بعد ازاں 1999ء میں لاہور میں قائم ہو گیا لیکن یہ اسلام آباد کے حاجی کیمپ کی ہی خصوصیت ہے کہ یہ وسیع و عریض رقبہ پر مستقل عمارت کی صورت میں موجود ہے۔ پشاور اور ملتان وغیرہ کے حاجی کیمپ کھل گئے تو اس کا دائرہ کار تو محدود ہو گیا لیکن اس وقت بھی اسلام آباد حاجی کیمپ سے سب سے زیادہ تعداد میں حجاج کرام کے انتظامی امور نمٹائے جا رہے ہیں۔ 2005ء سے قبل تو پرائیویٹ ٹور آپریٹرز کا تصور موجود نہیں تھا اس وقت تمام حج کی منظور شدہ درخواستیں ہم ہی نمٹاتے تھے۔ اس مرتبہ اسلام آباد حاجی کیمپ سے گورنمنٹ سکیم کے ذریعے 19 ہزار اور پرائیویٹ سکیم سے 16 ہزار حجاج کرام حج کا مقدس فریضہ سرانجام دینے جائیں گے۔ وزارت مذہبی امور کو اس مرتبہ تین لاکھ 37 ہزار درخواستیں موصول ہوئیں جن میں سے سوا دو لاکھ درخواستیں منظور ہوئیں۔ اتنی بڑی تعداد میں درخواستوں کا موصول ہونا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ عوام کا وزارت مذہبی امور کے انتظامات پر مکمل بھروسہ ہے۔ مکہ و مدینہ شریف میں جو پاکستانی حکومت حجاج کو جو سہولیات فراہم کرتی ہے وہ اتنی بہترین اور سستی ہیں کہ زیادہ تر لوگوں کی یہی خواہش ہے کہ وہ حکومتی ذریعے سے ہی منتخب ہوں۔ ہمارے اسلام

> ہر حاجی کیلئے سفر حج سے دس دن قبل ویکسین کروانا ضروری ہے وگرنہ سعودی حکومت انہیں واپس بھیج سکتی ہے

آباد حاجی کیمپ سے پہلی فلائٹ حجاج کرام کو لے کر روانہ ہو گئی ہے اور ہمارے شیڈول کے مطابق آخری فلائٹ 25 اگست کو جائے گی۔ حج کے سیزن میں اسلام آباد حاجی کیمپ کا عملہ مکمل چاک و چوبند ہے۔ اسلام آباد حاجی کیمپ میں حاجیوں کی رہائش کے لئے تین رہائشی بلاکس بنائے گئے ہیں جہاں ہم نے ہر کمرے میں 21 گدے رکھے ہوئے ہیں اور ہر بلاک کے 16 کمرے ہیں، پیشانی اخراجات نہیں ہوتے اور کینٹین پر انتہائی کم قیمت پر کھانے پینے کی اشیاء میسر ہوتی ہیں۔ اگر ہمارے پاس فنڈز آ جائیں تو گھروں کی جگہ بیڈز لگانے کا پروگرام ہے۔ اسلام آباد حاجی کیمپ میں آنے والے حاجیوں کو ہم خصوصی کرائے کی بسوں

> حاجی کیمپ کے تین رہائشی بلاکس میں سے ہر بلاک میں 16 کمرے اور ہر کمرے میں 21 بستر اور اٹیچڈ واش روم موجود ہیں

سے ائرپورٹ پہنچاتے ہیں۔ یہاں چوبیس گھنٹے ڈسپنسری اور ایمبولینس کی سہولت میسر ہے۔ پولی کلینک کے اندر وارڈ مخصوص ہے جہاں حاجی کیمپ میں بیمار ہونے والے مریضوں کا علاج معالجہ کیا جاتا ہے۔ چند سال قبل تک وزارت حاجیوں کے ساتھ خط و کتابت کے ذریعے تمام مراحل نمٹایا کرتی تھی لیکن ڈیجیٹل دور شروع ہونے کے بعد اب حجاج کرام کو معلومات دینے کیلئے ویب سائٹ بنائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ حجاج کرام کے فون نمبر بھی لئے جاتے ہیں جس پر انہیں پیغام کے ذریعے آگاہ کیا جاتا ہے کہ ویکسین کب کروائیں، پاسپورٹ و ٹکٹ کب وصول کریں، حج کے تربیتی پروگرام کہاں کہاں ہو رہے ہیں"۔

حاجی کیمپ ڈسپنسری کی انچارج ڈاکٹر ارم صدیق نے طبی سہولیات کے حوالے سے ہمیں آگاہ کیا: "اس وقت ہم ڈسپنسری سے مرد و خواتین حاجیوں کو تین امراض، خنازیر، گردن توڑ بخار، پولیو سے بچاؤ کی ویکسینیشن کر رہے ہیں۔ ہر حاجی کی فلائٹ کے شیڈول کو دیکھتے ہوئے اسے ویکسین کی ہدایت کی جاتی ہے۔ سعودی عرب روانہ ہونے سے دس دن قبل ویکسین کروانا ضروری ہے دوسری صورت میں سعودی حکومت انہیں واپس بھی بھیج سکتی ہے۔ ویسے تو ہمارے پاس ہر طرح کی ویکسین موجود ہوتی ہیں لیکن دو سال سے کم عمر کے بچوں کیلئے گردن توڑ بخار کی خصوصی ویکسین باہر سے خریدتے ہیں۔ تمام حجاج یہ بات ذہن میں رکھیں کہ کسی بھی قسم کی ویکسینیشن کے کوئی پیسے نہیں ہوتے یہ تمام پیسے شروع میں لیے جانے والے حج کے اخراجات میں شامل ہوتے ہیں۔ ایسے حجاج جو کسی مرض میں مبتلا ہیں اور اس کیلئے انہیں پابندی سے دوائی لینی ہوتی ہے وہ چالیس دن کی دوائی ہمراہ ڈاکٹر کے نسخہ کے ہمارے پاس لائیں گے جہاں ہم اس دوائی کو چیک کرنے کے بعد سیل کر کے اس پر مہر لگا دیں گے۔ اگر کوئی حاجی ہم سے اپنی دوائیوں کی سیل نہیں بنوائے گا تو اسے ایئرپورٹ پر مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس سال حاجی کیمپ کی اس ڈسپنسری سے ہم سرکاری اور پرائیویٹ 32 ہزار حاجیوں کی ویکسینیشن کر رہے ہیں۔ یہ تعداد بہت زیادہ ہے سٹاف تو ہمارے پاس ہے لیکن عمارت چھوٹی ہونے کی وجہ سے حاجیوں کو مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسلئے ڈسپنسری کی عمارت کو توسیع دینے کی ضرورت ہے"۔

کوآرڈینیٹر پی آئی اے برانچ آفس حاجی کیمپ راجہ

ثمائمہ و فیملی میگزین صائمہ عمران ڈپٹی ڈائریکٹر چوہدری ضیاء کے ساتھ دوران گفتگو

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ظفر نے اپنے ادارے کی نمائندگی کرتے ہوئے بتایا: "حاجیوں کی روانگی سے دو روز قبل شیڈول کے مطابق ہمارے پاس کراچی سے ٹکٹ پہنچ جاتے ہیں۔ حاجی کیمپ کی طرف سے حاجیوں کو بھی آگاہ کر دیا جاتا ہے۔ لیکن دور دراز سے آنے والے حجاج عموماً آخری وقت میں آ کر پاسپورٹ، ٹکٹ اور دیگر دستاویزات وصول کرتے ہیں۔ انٹرنیشنل فلائٹ کیلئے چھ گھنٹے پہلے جانا ضروری ہوتا ہے اسلئے اگر حاجی لیٹ ہو رہا ہو تو ہم حاجی کیمپ کے عملہ کو صورتحال سے آگاہ کرتے ہیں"۔

حمزہ رزاق حاجیوں کی سہولت کیلئے حاجی کیمپ میں قائم سٹالز کے دکاندار ہیں انہوں نے بتایا: "ہم یہاں دس سال سے یہاں سٹال لگا رہے ہیں۔ دوران حج استعمال ہونے والی مرد و خواتین اور بچوں کی ضرورت کی ہر شے ہمارے سٹال پر موجود ہے۔ ریٹ لسٹ بھی ہمیں حاجی کیمپ انتظامیہ کی طرف سے دی گئی ہے۔ لوگ ہمارے اوپر اعتبار بھی کرتے ہیں۔ ہمارے سٹال کا سب سے بڑا مسئلہ بجلی کا نہ ہونا ہے۔ دوسرا حاجی کیمپ میں الگ سے واش روم نہیں بنائے گئے۔ ہم لوگ اور کیمپ میں آنے والے حجاج کرام مرد و خواتین مساجد کے واش روم ہی استعمال کرتے ہیں۔ ان مسائل کو حل ہونا چاہئے"۔

اسلام آباد حاجی کیمپ میں سفری دستاویزات مکمل کرتے، ڈسپنسری سے طبی سہولیات لیتے اور رہائشی بلاکس میں رکے افراد کو مناسک حج کی تربیت دیتے مرد و خواتین ٹرینرز سے بھی ہم نے حاجی کیمپ میں میسر سہولیات اور درپیش مسائل کے حوالے سے گفتگو کی جس کے چیدہ چیدہ نکات نذر قارئین کرتے ہیں۔

سفر حج پر روانگی سے دو دن قبل سفری دستاویزات لینے کیلئے حاجی اسلام آباد کیمپ پہنچتے ہیں

پاکستانی حکومت سعودی عرب میں حجاج کرام کو بہترین اور سستی سہولیات فراہم کر رہی ہے

اسلام آباد کے حاجی کیمپ کی ہی خصوصیت ہے کہ یہ وسیع و عریض رقبہ پر مستقلاً عمارت کی صورت میں موجود ہے

نائب صدر رفیق حجاج کمیٹی بابو عمران قریشی کے والد بابو شفقت قریشی نے اپنی زندگی حجاج کرام کی خدمت کیلئے وقف کی ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا: "1964ء میں میری دادی حج کیلئے روانہ ہوئیں تو انہیں حاجی کیمپ کراچی جانے کا اتفاق ہوا۔ پھر تو یہ سلسلہ ایسے چل نکلا کہ جب بھی حج سیزن کا آغاز ہوتا میرے والد کراچی روانہ ہو جاتے اور وہاں کے تربیتی پروگراموں میں علماء سے سیکھتے کہ کس طرح حج کے مناسک ادا کئے جاتے ہیں۔ پھر انہوں نے 1986ء میں حجاج کی رہنمائی کیلئے کتابچہ "رفیق حج" چھپوانا شروع کیا۔ وقت کے ساتھ جب اسلام آباد میں حاجی کیمپ کے قیام کا فیصلہ کیا گیا تو ہماری زمین، جو ایکڑوں میں تھی، کا انتخاب ہوا تو میرے والد نے اس پر نہایت خوشی کا اظہار کیا اور ہر معاملے میں حکومت سے مکمل تعاون کیا۔ اب جب اسلام آباد کا حاجی کیمپ بن گیا تو اس وقت سرکاری طور پر محکمہ اوقاف سے علماء اور خطیب حاجی کیمپ میں حاجیوں کی تربیت کیلئے لیکچرز دیتے تھے اور اس کا انہیں معاوضہ بھی ملتا تھا۔ میرے والد بابو شفقت قریشی مرحوم، ان لیکچرز میں نہایت ذوق و شوق سے شرکت کرتے تھے۔ جب ڈائریکٹر اسلام آباد حاجی کیمپ نے ان کا یہ شوق دیکھا تو انہیں اسلام آباد حاجی کیمپ کے پہلے ماسٹر ٹرینر کے طور پر کام کرنے کی اجازت دے دی۔ میرے والد صاحب کے ساتھ حجاج کی تربیت کے اس سفر میں میری والدہ بھی شامل ہو گئیں۔ اس طرح وہ ہمارے علاقے سے پہلی خاتون ماسٹر ٹرینر ہیں۔ میرے والد صاحب اور دیگر حکومت کے رجسٹرڈ ماسٹر ٹرینر حج یہ خدمات مفت سرانجام دیتے رہے ہیں اور اس وقت ہم رفیق حجاج کرام کمیٹی کے زیر اہتمام ہر سال 50 ہزار کتابچے چھاپ کر ملک کے 7 حاجی کیمپوں میں بھیجتے ہیں۔ ہم بھی اپنے والد کی طرح یہ کام رضائے الٰہی کیلئے کر رہے ہیں۔ میرے والد نے 30 حج اپنے خرچ پر کئے۔ جنرل (ر) ضیاء الحق نے انہیں سرکاری حج کا کہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ بابو شفقت قریشی ٹیلی ویژن، ریڈیو، اخبارات اور رسائل میں حجاج کی تربیت کیلئے پروگرام کرتے اور مضامین لکھتے تھے۔ اب ہم ان علاقوں، جیسے سکردو، چیلاس، جہاں کوئی تربیت کا بندوبست نہیں ہوتا وہاں بھی ہم مرد و خواتین حضرات کے تربیتی پروگرام کرنے جاتے ہیں۔ ہمارے ٹوٹل ممبران 12 ہیں اور دیگر دور افتادہ علاقوں میں ہماری سب تنظیمیں بھی ہیں۔ ہماری سرانگیل بلاک آزاد کشمیر اور شمالی علاقوں میں حجاج کرام کو تربیت دینے کے لئے بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے"۔

رضا کار حاجی محمد حنیف نے بتایا: "میں 1980ء سے بابو شفقت قریشی کے ہمراہ حجاج کرام کی خدمت کے مشن پر گامزن ہوں۔ اب تو کانفرنس ہال میں مائیک لگے ہیں اور ریز تکبیر پڑھاتے ہیں مگر بابو جی تو جب جوش و جذبے کے ساتھ تکبیر پڑھتے تھے تو حاجی کیمپ گونجتا تھا اس لئے انہیں بابائے لبیک کے نام سے پکارتے تھے۔ میں نے بھی حجاج کی خدمت کا سلیقہ حاجی کیمپ سے ہی سیکھا ہے۔ اور اسے میں بہت بڑی سعادت سمجھتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے مہمانوں کی خدمت میں اپنا حصہ ڈال رہا ہوں"۔

ماسٹر ٹرینر انجم افتخار قریشی کے مطابق: "پرائیویٹ سطح پر 5 سال سے حاجیوں کی تربیت کر رہا ہوں لیکن اس برس وزارت مذہبی امور نے سرکاری طور پر حاجیوں کو تربیت دینے کیلئے منتخب کیا ہے۔ عیدالفطر کے بعد سے حاجیوں کی تربیت کے یہ پروگرام شروع ہوتے ہیں اور عیدالاضحی تک جاری رہتے ہیں۔ ہر ڈسٹرکٹ کی سطح پر ہمیں وزارت مذہبی امور کی طرف سے حاجیوں کو تربیت دینے کی ہدایت ملتی ہے اور حاجیوں کو بھی متعلقہ ڈسٹرکٹ کے ہال کے متعلق آگاہ کر دیا جاتا ہے۔ ہم لوگ حاجیوں کی سہولت اور آرام کیلئے زیادہ تر پرائیویٹ ہال کرائے پر لیتے ہیں اور حاجیوں کی خدمت کھانے پینے کا سب انتظام اللہ کی رضا کیلئے کرتے ہیں لیکن اگر ڈسٹرکٹ کی سطح پر سرکاری عمارتوں اور ہالز میں ان تربیتی پروگرام کا اہتمام کیا جائے اور ان سرکاری اداروں کا عملہ بھی تعاون کرے تو زیادہ بہتر طور پر حاجیوں کی خدمت و تربیت ممکن ہو سکتی ہے۔ ہمارے ملک میں زیادہ تر لوگ زندگی میں ایک مرتبہ حج کرتے ہیں اور وہ بھی ریٹائرمنٹ کے بعد اسلئے ان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ حج کے تمام فرائض و احکامات مکمل اور صحیح طور پر ادا کریں۔ ان کی اس خواہش کو پورا کرنے کیلئے ہم ہر جگہ ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ پہلی سطح پر حاجی کیمپ میں اور پھر آخر میں اللہ کے گھر میں ہم اپنے خرچ پر ہر قدم پر ان کی خدمت کو تیار رہتے ہیں"۔

لیڈی ماسٹر ٹرینر حج طیبہ عمران نے اپنی ذمہ داریوں کے حوالے سے بتایا: "خواتین کو مناسک حج و عمرہ کی تربیت دینے کا آغاز چودہ برس قبل اپنی ساس کے ہمراہ کیا۔ میری ساس اور سسر دونوں نے اپنی زندگی حجاج کرام کی تربیت وتعلیم کیلئے وقف کی ہوئی تھی۔ اب میں اور عمران قریشی بھی ان کے اس مشن کو لے کر چل رہے ہیں۔ حج سیزن میں ہم جہاں بھی حجاج کرام کا تربیتی پروگرام کرتے ہیں وہاں پروگرام کے آخر میں کچھ وقت صرف خواتین حجاج کے مسائل کیلئے مخصوص ہوتا ہے جس میں ان کو بتایا جاتا ہے کہ حج کے واجبات و فرائض کیا ہیں؟ عبایا کس طرح پہننا ہے؟ احرام اور نیت کرنے کے بعد پابندیاں کونسی ہوتی ہیں؟ کچھ خواتین شرعی پردہ کرتی ہیں لیکن حج کے دوران چہرہ کھلا رکھنا ہوتا ہے۔ ایسی خواتین کی راہنمائی کرتے ہیں کہ کپڑا چہرے کے آگے کس طرح لٹکائیں کہ وہ چہرے کو چھوئے نہ ورنہ "دم" فرض ہو جائے گا۔ حج کے پانچ دنوں کے 3 فرض اور 6 واجب ہیں انہیں پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ خواتین کے مسائل میں نہایت اہم مسئلہ حیض کا ہے حج و عمرہ پر روانگی سے قبل اور دوران حج کسی بھی مرحلہ پر حیض آنے کی صورت میں کس طرح نیت کرنا ہوتی ہے کون سے مناسک ادا کرتے ہیں اور کون سے نہیں، کس طرح پاکی کی شرائط پوری کرتی ہیں اور حیض کو روکنے والی دوا کس طرح استعمال کرنی ہے۔ خواتین سے متعلق ایسے کئی مسائل ہیں جس کے متعلق تفصیلاً آگہی پروگرام کرتے ہیں۔ حال ہی میں سکردو، چیلاس وغیرہ کے شمالی علاقوں سے ہو کر آئی ہوں اور آپ سوچ نہیں سکتے کہ وہاں پر لوگوں میں حج کے واجبات و فرائض کے حوالے سے کتنی لاعلمی ہے اور میں جب بھی یہ تربیتی پروگرام کرتی ہوں تو آخر میں خواتین ہاتھ چومتی ہیں کہ آپ نے تو ہماری آنکھیں روشن کر دیں۔ میں خواتین کو یہی مشورہ دوں گی کہ وہ پڑھی لکھی ہوں یا ان پڑھ حج و عمرہ کی صحیح ادائیگی کیلئے روانگی سے قبل تربیت ضرور حاصل کریں"۔

لیڈی ماسٹر ٹرینر حج سعدیہ بانو ہاشمی نے کہا: "ہم پرائیویٹ ٹور آپریٹرز کے ساتھ حاجی کیمپ کے ٹریننگ پروگرام میں بھی شرکت کرتے ہیں۔ حال ہی میں آزاد کشمیر میں تربیتی پروگرام میں شریک تھی۔ وہاں کی خواتین میں سیکھنے کا بہت جذبہ ہے۔ صبح 9 بجے سے شروع ہو کر 1 بجے تک چلنے والے تربیتی پروگرام میں خواتین نے نہ صرف شرکت کی بلکہ سوالات و جواب کے سیشن میں بھی پیش پیش رہیں۔ اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ یہاں کی ان پڑھ اور پڑھی لکھی خواتین میں یہ شعور موجود ہے کہ ہم نے مناسک حج سیکھنے ہیں جبکہ راولپنڈی اور اسلام آباد کی تعلیم یافتہ خواتین میں میں نے یہ خصوصیت نہیں دیکھی۔ کئی خواتین تو میں نے دیکھا صحیح طرح سے نماز بھی نہیں پڑھتیں اور دوران حج تو نماز با جماعت "نماز جنازہ" پڑھنی ہوتی ہے یہ سب سیکھنے میں انہیں مشکل پیش آتی ہے لیکن ان تمام مناسک کا سیکھنا ضروری ہے اسلئے ہم پروجیکٹر، ماڈلز کے ذریعے انہیں ایک ایک نکتے سے آگاہ کرتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ خواتین حجاج میں حج کیلئے جانے کیلئے تیاری کا شوق پیدا کرنا ضروری ہے تبھی وہ حج کے مناسک اصل روح کے ساتھ پورے کر سکیں گی"۔

حاجی کیمپ سے اپنا پاسپورٹ وصول کرنے والی مسز وحید پہلی مرتبہ حج پر جا رہی ہیں۔ حاجی کیمپ کے متعلق ان کا کہنا تھا: "میں حاجی کیمپ سے ملنے والی تمام سروسز سے مطمئن ہوں آگے بھی خدا کرے سفر صحیح ہو"۔

ایک اور حاجی امجد رحمان کہتے ہیں: "میرا تعلق جہلم سے ہے اور میں اپنی اہلیہ کے ہمراہ ویکسینیشن کروانے اور کارڈ بنوانے آیا ہوں۔ ابھی تک تو ان کے انتظامات میں کوئی دشواری پیش نہیں آ رہی ہے ہمیں باقاعدہ موبائل میسج کے ذریعے تربیتی پروگرام سے بھی آگاہ کیا گیا تھا"۔

خولہ انجم جو اپنے اہل خانہ کے ہمراہ ایبٹ آباد سے آئی تھیں، نے بتایا: "وزارت اور حاجی کیمپ کی پروسیجرز تو ٹھیک ہیں لیکن اگر ہمارے اپنے شہروں میں ویکسینیشن کی سہولت میسر آ جائے تو ہمارے راولپنڈی کے چکر ختم ہو جائیں گے"۔ حاجی ملک محمد زمان جو اپنی بیٹی شاذیہ، بہو روبینہ اور دیگر اہل خانہ کے ہمراہ حاجی کیمپ آئے ہوئے تھے، نے کہا: "میں دوسری بار حج کی سعادت حاصل کرنے جا رہا ہوں۔ ہم نے تربیتی پروگرام بھی حاصل کر لئے ہیں اور اب یہاں سے حج کیلئے درکار ضروری اشیاء خرید رہے ہیں۔ عموماً لوگ تو قریبی دکانوں سے احرام، عبایا اور دیگر چیزیں خریدتے ہیں لیکن میں نے دیکھا ہے کہ حاجی کیمپ میں لگے اس اسٹال پر بھی میسر تمام اشیاء کی کوالٹی اچھی اور ریٹ مناسب ہے"۔

حجاج کرام کی تربیت کیلئے کئی مرد و خواتین رضاکارانہ طور پر اس شعبے سے منسلک ہیں۔ اسلام آباد حاجی کیمپ میں بھی جگہ جگہ پر لوگ ہم نے لوگوں کی تربیت کرنے میں مشغول دیکھے۔ رہائشی بلاک میں خواتین کو آگاہ کرتی ہوئی مرحوم [illegible] کی بہو زاہدہ نے بتایا کہ وہ رضاکارانہ طور پر اس کام سے منسلک ہیں اور گلی محلوں میں جا کر ان خواتین کے ساتھ تربیتی پروگرام کرتی ہیں جنہوں نے حج و عمرہ کیلئے جانا ہوتا ہے۔ وہ سمجھتی ہیں وزارت ایسا قانون بنائے کہ وہی مرد و خواتین حج کی درخواست دینے کے اہل ہوں گے جنہوں نے کسی مستند ادارے سے ایک مہینے کی تربیت حاصل کی ہوئی ہو ایسا کرنے سے حجاج اس قابل ہوں گے کہ وہ سو فی صد صحیح طریقے سے حج ادا کر سکیں۔

رخسانہ طارق (انسٹرکٹر) کہتی ہیں: "مجھے یہ مشن شروع کئے ہوئے ایک مہینہ ہوا ہے اور میں جب خود گزشتہ برس حج کرنے گئی تو میرے مشاہدے میں یہی آیا کہ زیادہ تر پاکستانی خواتین بغیر علم و تربیت کے مناسک حج ادا کرتی ہیں جبکہ انڈونیشیا، ترکی، ایران و دیگر اسلامی ممالک کی خواتین انتہائی نظم و ضبط اور سکون سے مناسک ادا کر رہی ہوتی ہیں۔ یہ دیکھتے ہوئے میرے اندر بھی یہی خواہش ابھری کہ ہمارے ملک کی خواتین کو بھی ایسا ہونا چاہئے اس کے بعد میں نے خواتین کی تربیت کا بیڑہ اٹھایا ہے"۔

طاہرہ قدیر (انسٹرکٹر) 14 سال سے اس تربیتی پروگرام سے منسلک ہیں۔ ان کی تجویز ہے کہ پاکستانی حکومت اپنے ملک کی خواتین حجاج کی پہچان کیلئے ایک جیسا عبایا کو لازمی قرار دے تاکہ یہ ان کی پہچان بن سکے۔ انڈونیشیا سمیت دیگر ممالک کے گروپ تو اپنے عبایا کے رنگوں، ایک جیسے بیگز کی وجہ سے دور سے ہی پہچانے جاتے ہیں۔

انچارج ڈسپنسری حاجی کیمپ ڈاکٹر ارم صدیق

ڈپٹی ڈائریکٹر حاجی کیمپ چوہدری ضیاء

کوآرڈینیٹر پی آئی اے برانچ آفس حاجی کیمپ رضیہ ظفر

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

انٹرویو

سماجی راہنما عبدالستار ایدھی مرحوم کے ساتھ یادگار تصویر

سابق گورنر سندھ عشرت العباد کے ساتھ گورنر ہاؤس میں ملاقات کے موقع پر

36 اضلاع کے پنشنرز کو آن لائن سہولت دینا بڑی کامیابی ہے

کرپشن پر زیرو ٹالرینس کا اُصول اپنایا

اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کرامت بخاری کا فیملی میگزین سے خصوصی انٹرویو

طارق منیر بٹ

فوٹو گرافر۔ اعجاز لاہوری

بیوروکریٹ حکومتی مشینری کا اہم ترین جزو ہوتا ہے جو ہیں پردہ رہ کر حکومتی پالیسیوں کو چلانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس حوالے سے اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کا عہدہ کلیدی حیثیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ اس عہدے پر 52 اکاؤنٹنٹ جنرل تعینات ہو چکے ہیں۔ ان میں ایک نام موجودہ اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کرامت بخاری کا بھی ہے۔ پنجاب بھر کے سرکاری ملازمین کی تنخواہ اور پنشنرز کی ماہانہ پنشن انہی کی جنبش قلم کی مرہون منت ہوتی ہے۔ وفاق کی جانب سے جاری کردہ دو ہزار ارب کے فنڈز پنجاب حکومت انہی کے دفتروں سے جاری کرواتی ہے۔ 36 اضلاع کے سرکاری ملازمین کو آن لائن تنخواہ اور پنشن فراہم کرنا اپنی بڑی کامیابی قرار دیتے ہیں۔ اکاؤنٹس کے پیچیدہ گورکھ دھندوں کے ماہر کرامت بخاری علم و ادب کے بھی ماہر ہیں۔ ان کے اندر ایک حساس شاعر چھپا بیٹھا ہے۔ تیرہ کتابوں کے مصنف ہیں۔ ادب برائے ادب اور ادب برائے زندگی کے قائل ہیں۔ اے جی آفس میں گزشتہ دنوں ان کے دفتر میں ملاقات پر بحیثیت اکاؤنٹنٹ جنرل ذمہ داریوں، کیریئر، شاعری اور ذاتی زندگی کے حوالے سے دلچسپ سوالات کئے جسے نذر قارئین فیملی میگزین کیا جا رہا ہے۔

س۔ مختصر تعارف، کب اور کہاں پیدا ہوئے، تعلیمی مراحل کن تعلیمی اداروں سے طے کئے؟

ج: میرا تعلق سید بخاری فیملی سے ہے۔ میانوالی میں پیدا ہوا اور وہاں پر جوانی کی سیڑھی پر قدم رکھا۔ میٹرک گورنمنٹ ہائی سکول بھکر، گریجویشن گورنمنٹ ڈگری کالج بھکر اور ماسٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور سے کیا۔

س: سول سروس میں کب آئے، ٹریننگ کہاں سے حاصل کی؟

ج: سی ایس ایس کا امتحان 1982ء میں (اکاؤنٹس گروپ) میں پاس کیا۔ دو سالہ تربیت سول سروس ٹریننگ اکیڈمی والٹن سے کی۔ ہمارا کامن بیچ تھا۔ معروف شاعرہ پروین شاکر میری بیچ میٹ تھیں۔

س: پہلی پوسٹنگ کہاں ہوئی، کن اہم محکموں میں کام کیا؟

ج: پروفیشنل کیریئر کا آغاز 1984ء میں اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب لاہور سے کیا۔ مختلف وفاقی اور صوبائی محکموں میں اہم عہدوں پر فائز رہا۔ اکاؤنٹنٹ جنرل سندھ اور اب اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے عہدے پر فائز ہوں۔ دوران کیریئر انکم ٹیکس آڈٹ، ریلوے، واپڈا، اور سول آڈٹ، اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹس، ڈیفنس آڈٹ، وزارت مذہبی امور، سوشل ایکشن پروگرام اور مختلف محکموں میں تعینات رہا۔

س: آپ ایک آئینی اور اہم عہدے پر فائز ہے۔ اس عہدے پر آنے کے بعد کیا ترجیحات مقرر کیں؟

ج: اس عہدے پر آنے سے قبل اکاؤنٹنٹ جنرل سندھ بھی رہا۔ موجودہ عہدہ سنبھالنے کے بعد پہلی ترجیح یہ بنائی کہ اس ذمہ داری کو عبادت سمجھ کر ادا کرتا ہے۔ میرے کریڈٹ پر اگر کوئی تھوڑا بہت کام ہے تو وہ پنجاب کے چار لاکھ پنشنرز اور چھ لاکھ ملازمین کی تنخواہ کو کمپیوٹرائزڈ کرنا ہے۔ اب انہیں اے جی آفس نہیں آنا پڑتا۔ وہ اپنے گھروں کے پاس بنک سے پنشن لے لیتے ہیں۔ اے جی آفس میں پنشنرز کیلئے ہماری طرز پر پنشن فسیلیٹیشن سنٹر بنا رہے ہیں۔ ائرکنڈیشنڈ ہال میں آرام دہ کرسیوں پر ٹوکن لیکر باری آنے پر پنشن وصول کرتے جائیں گے۔

س: پنجاب بھر کے تمام سرکاری ملازمین کو تنخواہیں آپ ہی کے دفتروں سے جاری ہوتی ہیں۔ کتنے سرکاری ملازمین اے جی آفس کے ڈیٹا پر رجسٹرڈ ہو چکے ہیں؟

ج: صحیح اعداد و شمار تو کمپیوٹر ہی سے معلوم کروا کر بتا سکتا ہوں۔ پنجاب کے 36 اضلاع میں لگ بھگ دس لاکھ کے قریب ملازمین تنخواہ اور پنشن وصول کرتے ہیں۔ ہر سال ہزاروں افراد ریٹائرڈ اور ہزاروں نئے ملازمین اس میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔

س: سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے کتنے عرصے بعد پنشن جاری کی جاتی ہے، واجبات میں تاخیر پر کیا کارروائی کرتے ہیں؟

ج: بعض محکموں میں تاخیر کی شکایات وصول ہوتی رہتی ہیں مگر ہمارے طرف سے اس میں ذرا بھی کوتاہی نہیں ہوتی۔ قانون کے تحت حکم ہے کہ اگر کوئی ملازم ریٹائرڈ ہو رہا ہے تو چھ ماہ قبل اس کا محکمہ کیس بنا کر اے جی آفس بھجوا دے۔ ہم فوراً کمپیوٹر سے ڈیٹا نکال کر ڈیپارٹمنٹس کو بھجواتے ہیں کہ یہ ملازمین ریٹائرڈ ہو رہے ہیں۔ ان کے کیسز جلدی جلدی بھجوا دیں۔ محکموں سے کیسز میں تھوڑی تاخیر سے ملتے ہیں۔ تاخیر کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ کیس کا طویل پراسس ہوتا ہے۔ اگر وہ چھ ماہ پہلے سے ہی اس پر کام شروع کر دیں تو ہر بندے کو وقت پر پنشن کا چیک جاری کر دیا جائے۔ ریٹائرمنٹ کے سات دن کے اندر پنشنرز کو چیک جاری کر دیتے ہیں۔ پہلے 21 دن میں جاری ہوتا تھا۔

س: پنشن چیک میں تاخیر کی کوئی شخص شکایت لیکر آئے تو اس کا ازالہ کیسے کرتے ہیں؟

ج: صرف اس صورت میں ایکشن لیتے ہیں۔ اگر کوئی اہم دستاویز مس ہو جائے۔ ہم محکمے کو لکھ کر اس سے جواب مانگتے ہیں۔ مثال کے طور پر ابھی 80 سال اور 85 سال عمر کے لوگوں کی پنشن ڈبل کی۔ اس کیلئے 27 ارب روپے درکار تھے مگر حکومت کی طرف سے صرف آٹھ ارب روپے دیئے گئے۔ ابھی تک 85 سالہ پنشنرز کو ڈبل پنشن دی ہے اور 80 سال والوں کا کیس رکا ہوا ہے۔ اگلے شیپ میں رقم آنے پر انہیں چیک جاری کریں گے۔

س: جنوبی پنجاب یا دور دراز علاقوں کے سائل کے مسائل آن لائن حل کیئے جاتے ہیں یا انہیں اے جی آفس آنا ضروری ہوتا ہے؟

ج: وہ ایڈوانس جو پے الاؤنس اور پنشن کے ہیں۔ یہ تو ورکشیپ پر حل ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات ان میں اختلاف آ جاتا ہے کہ کوئی شخص اپنی پرانی سروس بھی شامل کروانا چاہتا ہے۔ دو تین محکموں میں ملازمت کی وجہ سے بعض اوقات اس کا فنڈ، سنگری پنشن فنڈ یا ڈاکومنٹ نہیں آتے تو اس کیلئے اس شخص کو اے جی آفس آنا پڑتا ہے۔ دوسری صورت میں وہ اپنے متعلقہ اضلاع کے ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس

کیریئر کا آغاز اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ جنرل کی حیثیت سے کیا مختلف وفاقی اور صوبائی محکموں میں اہم عہدوں پر فائز رہا اور اس سے پہلے اکاؤنٹنٹ جنرل سندھ بھی رہا

میں جاتا ہے اور ڈسٹرکٹ اکاؤنٹ آفس ہم سے رجوع کرتا ہے۔ ہم فوراً آن لائن اور ان رائٹنگ میں بھی جواب دیتے ہیں۔

س: عام سائل کیلئے ون ونڈو یا ڈیسک کا نظام کیا؟

ج: اے جی آفس میں ون ونڈو آپریشن کی سہولت موجود ہے۔ مین گیٹ کے اندر داخل ہوتے ہی کمپلینٹ سنٹر میں پانچ سات سینئر اہلکار بٹھائے ہیں۔ کوئی بندہ آئے تو اسے بتاتے ہیں کہ ان کاغذات میں یہ کمی ہے۔ یہ چیزیں ساتھ لگاؤ اور فلاں سیکشن میں جاؤ۔ ون ونڈو پر ہر شخص کو راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

س: ایجوکیٹرز کی تنخواہوں کی کٹوتیوں، ڈگری مت

ریٹائرڈ ہونے والے ملازم کو سات یوم کے اندر پنشن چیک جاری کر دیتے ہیں، پہلے 21 دن میں جاری کرتے تھے

شاعری کا جنون ورثے میں ملا موجودہ دور ادب کا عہد زوال ہے

س: ادب کی طرف کب اور کیسے آئے؟

ج: شاعری کا شوق ورثے میں ملا۔ دادا سید منظور حسین شاہ اور والد ذوار حسین شاہ سے ملا۔ دونوں سرائیکی میں شاعری کرتے تھے۔ آباؤ اجداد اوچ شریف سے بھکر آئے اور وہاں سے میانوالی آ گئے۔ میرا ہر دلی کا علاقہ علم و ادب کے حوالے سے بڑا زرخیز ہے۔ کوٹ چندنہ مرحوم جگن ناتھ آزاد کے والد یہاں رہائش پذیر تھے۔ کوٹ چندنہ سے میرے والد پڑھتے تھے۔ جگن ناتھ آزاد، رام لعل، ہربنس چاولہ اسی علاقے کے رہائشی تھے۔ بھارت جا کر انہوں علم و ادب میں بڑا نام کمایا۔ والد اور دادا فارسی زبان کے ماہر تھے۔ البتہ میرا اردو کی طرف سے زیادہ میلان تھا۔ میرے چھ شعری مجموعے مارکیٹ میں آ چکے ہیں۔ تیرہ کتابوں کا مصنف ہوں۔

س: پہلا شعری مجموعہ کس نام سے مارکیٹ میں آیا؟

ج: 1988ء میں "تشنگی" کے نام سے مارکیٹ میں آیا۔ ان کا پہلا دیباچہ ڈاکٹر سجاد باقر رضوی نے لکھا۔ ایک مجموعہ "رنج رائیگاں" کے نام سے شائع ہوا۔ اس میں سے کئی غزلیں معروف گلوکاروں شمسہ کنول علی رضا اور سی پی یو (ریڈیو پاکستان لاہور) میں سے گلوکاروں نے گائی ہیں۔ میں چھوٹی بحر میں لکھتا ہوں اور گانے والوں کو بہت آسان معلوم ہوتی ہے۔

س: شاعری میں کس سے اصلاح لی؟

ج: ڈاکٹر سجاد باقر رضوی اور بعد میں سیف الدین سیف سے اصلاح لی۔ سیف فلمی صنعت کے شہرہ آفاق گیت نگار تھے۔ میرے استاد گرامی بھی تھے مگر ان سے کوئی فائدہ نہیں لیا۔ ان کے سدا بہار گانے "آئے موسم رنگیلے سہانے جیا نہیں مانے، چلتے ہیں ارمان میرا دل روتا ہے۔ جب تیرے شہر سے گزرتا ہوں، میں تیرا شہر چھوڑ جاؤں گا۔" آج بھی شائقین کانوں کا رس گھولتے ہیں۔ میں گیت نگاری کی طرف نہیں آیا، اس کی وجہ یہاں کی بے قدری تھی۔

س: پہلی مرتبہ کب مشاعرے میں کلام پڑھا، ردعمل کیا ملا؟

ج: لاہور میں 1982ء میں ایک بہت بڑا مشاعرہ قاسمی صاحب کی صدارت میں ہوا۔ کمپیئرنگ پروین شاکر مرحومہ نے کی۔ یہ ہماری سول سروس اکیڈمی کا سالانہ نائٹ مشاعرہ تھا۔ منظفر وارثی سے لیکر تمام بڑے بڑے لوگ موجود تھے۔ وہ پہلا مشاعرہ تھا جس میں نظم پڑھی اور سب نے پسند بھی کیا گیا۔

س: پروین شاکر مرحومہ کی شاعری نے ایک زمانے کو متاثر کیا، شخصی اعتبار سے کیسی تھیں؟

ج: سی ایس ایس اکیڈمی میں تربیت کے دوران وہ اتنی مشہور نہیں ہوئی تھیں۔ سی ایس ایس کرنے کے بعد اسلام آباد کسٹم میں ان کی پوسٹنگ ہوئی تو وہاں انہوں نے پی ٹی وی سے کئی پروگرام کئے۔ تب ان کا گراف اوپر گیا لیکن ایک بات بڑی حیران کن ہے کہ "خوشبو" ان کی شاعری کی پہلی کتاب تھی۔ اس کے بعد ان کی کوئی کتاب ٹھہری نہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کتاب کے لئے لاہور سے قاسمی صاحب، کراچی سے افتخار عارف اور پشاور سے احمد فراز جیسے بڑے شاعروں نے محنت کی۔ اب اگر تین بڑے شاعر اس میں شامل ہو گئے تو یہ کتاب بڑی ہونی تھی۔ بہر حال پروین شاکر ایک اوسط شاعرہ تھیں۔

س: مختلف عہدوں پر دوران پوسٹنگ کبھی خود بھی مشاعرے کرائے؟

ج: جہاں بھی بس چلا مشاعرے منعقد کرائے۔ اب دل چاہتا ہے کہ اے جی آفس پنجاب کا مشاعرہ کرواؤں مگر ڈائیریکٹ آرڈر صورتحال کی وجہ سے معاملہ تھوڑا سست پڑ گیا۔ یہ مشاعرہ ملکی سطح کا تو ضرور ہو گا، کوشش کروں گا کہ اس دوران بیرون ملک سے جو شاعر پاکستان آئے ہوں انہیں ضرور مدعو کروں۔

س: شاعری میں کسی سے انسپائریشن لی، کلاسیک اور جدید شعراء میں کون پسندیدہ ہیں؟

ج: میر و غالب سے کوئی بھاگ نہیں سکتا وہ اساتذہ میں آتے ہیں۔ ترقی پسند تحریک کے نامور شعراء ساحر، فراق، فیض، مجروح، کیفی، جاں نثار اختر، عاشور کاظمی، مجاز اور کسی حد تک جوش کی شاعری نے مجھے بہت متاثر کیا۔ ساحر لدھیانوی نے خاص طور پر نوجوانوں کو بہت زیادہ گرفت کیا۔ ان کی کتاب "تلخیاں" پوری یاد ہوتی تھی۔ عدم، حسرت اور ناصر بھی بہت اچھے لگتے تھے۔

س: اکثر شاعروں نے غم جاناں سے شاعری کا آغاز کیا، آپ نے کس سے متاثر ہو کر شاعری لکھی؟

ج: یہ ساری چیزیں عمر کے ساتھ ہوتی ہیں۔ سکول اور کالج لائف آئیڈیل عمر ہوتی ہے۔ ہر چیز پیار آتا ہے۔ پھول، خوشبوئیں، ہوائیں، جھرنے یہ سب چیزیں یک اسٹیج کی غمازی کرتی ہیں۔ اس عمر میں محبت کی شاعری ہوتی ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ محرومی، حادثات یا واقعات انسان کو متاثر کرتے ہیں۔ کچھ لوگ مجاز کی شاعری چھوڑ کر مذہب کی شاعری کی طرف چلے جاتے ہیں۔ حفیظ تائب کی مثال ہمارے سامنے ہیں۔ ہم نے انہیں گلین شیو میں کی پینٹ میں ملبوس دیکھا۔ الحمد للہ میں نے بھی نعت، منقبت اور درود و سلام لکھا۔

س۔ بیرون ملک مشاعروں میں شرکت کی، زیادہ مزا کہاں آیا؟

ج: تیرہ ممالک کے مشاعروں میں باقاعدہ شرکت کی۔ سب سے زیادہ مزا لندن کے مشاعروں میں آیا۔ وہاں ایک لاکھ پاکستانی آباد ہے۔ ماضی میں کراچی کے مشاعروں میں کلام سنانے کا بڑا مزا آیا۔

س: ترقی پسند تحریک کے شعراء اور آج کے شعراء میں کیا فرق محسوس کرتے ہیں؟

ج: آج کا شاعر محنت نہیں کرتا، زبان و بیان کا خیال نہیں رکھتا۔ ماضی کے شعراء زبان و بیان کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ترقی پسند تحریک زوال کے بعد شاعری مسلسل تباہی سے دوچار ہو رہی ہے۔

س: ریٹائرمنٹ کے بعد شاعری کو فل ٹائم وقت دینے کا ارادہ ہے؟

ج: میرے لئے سب سے زیادہ طمانیت کا معاملہ یہ ہے کہ جب ریٹائرڈ ہوں گا تو کوئی تنہائی محسوس نہیں کروں گا۔

س: موجودہ دور کے کس شاعر سے متاثر ہیں؟

ج: میں کہتا ہوں کہ یہ شاعری کا عہد زوال ہے اور اس میں ہم زندہ ہے۔ متاثر کرنے والی بات ترقی پسند تحریک کے بعد رک گئی ہے۔ سیف، سجاد باقر رضوی، احسان دانش، حفیظ، ناصر، عدم، حسرت یہ متاثر کرنے والے لوگ تھے۔ آگے احمد فراز نے غزل کی طرف بہت مضبوطی سے سفر طے کیا۔ کراچی سے رئیس امروہی، تقی شاہ اور جان ایلیا کی بھی شاعری پر بڑی گرفت رہی مگر آج بہت کم دکھائی دیتا ہے۔

س: مشاعرے ایک دور میں نئے شعراء کی ابتدائی درسگاہیں تھیں، آج فیس بک کو ادب کا قبول سمجھتے ہیں؟

ج: آغاز میں اخبارات کا ادبی ایڈیشن آیا تو بزرگ اور بہتر لوگ نے اعتراض کیا کہ اس کا وہ معیار نہیں جتنا کہ ادب کا معیار ہونا چاہیے۔ اب تو خیر کوئی معیار ہی نہیں ہے۔ فیس بک میں تو ایڈیٹر ہی غائب ہے۔ ہر بندہ اپنا فیس بک اکاؤنٹ بنا کر اسے چلا رہا ہے۔ اصلاح کا پہلو اس میں نظر نہیں آتا۔

س: شاعری اور نثر کس میں زیادہ مزا آیا؟

ج: شاعری دل کے قریب ہے۔ نثر، تنقید اور انٹرویوز پر بھی کتابیں لکھیں۔ نوے کی دہائی میں مشرق اخبار کے سنڈے میگزین میں میرا ایک صفحہ معروف ادبی شخصیات کے انٹرویوز پر مشتمل تھا۔ قاسمی صاحب، وزیر آغا، انور سدید، جیلانی کامران، سلیم اختر، شہرت بخاری، مظفر وارثی، سیف الدین سیف، عقیل ہوشیار، وحید قریشی سب کے انٹرویو کئے اور اسے کتابی شکل دی۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

انٹرویو

ایسوسی ایشن اور یونین والے بعض اوقات مشکل میں ڈال دیتے ہیں لیکن مذاکرات کے ذریعے مل بیٹھ کر معاملہ حل کر لیتے ہیں

اے جی آفس میں ون ونڈو کی سہولت دستیاب ہے، پنشن، جی پی فنڈ اور تنخواہ کیلئے کوئی بھی شخص آئے اس کو راہنمائی فراہم کرتے ہیں

اے جی آفس میں نادرا کی طرز پر پنشنرز فسلیٹیشن سنٹر بنا رہے ہیں جہاں انہیں آرام دہ ماحول میں پنشن مل سکے گی

ج: شعبے کی ترقی پر اسکے دوررس نتائج مرتب ہوں گے۔ اس میں ہمارا سارا انفراسٹرکچر ڈویلپ کر جائیگا۔ ریل، سڑکیں، پل، رسل و رسائل، ٹرانسپورٹیشن، انٹرنیشنل سطح پر لنک ہو جائے گا۔ عام آدمی کو تو اس منصوبے سے فائدہ ہو گا ہی ہر صنعت کو بھی بہت زیادہ فائدہ پہنچے گا۔ ویسے تو یہ مرکز سے کنٹرول کیا جا رہا ہے لیکن ہمارے حصے میں جو پورشن آئے گا اس کی ادائیگی ہم کریں گے۔ ریل اور سڑکوں کی اپ گریڈیشن کے پی سی ون منظور ہو گئے ہیں۔ کہیں عملی کام بھی شروع ہو گیا ہے۔ جوں جوں ڈونرز ایجنسی سے پیسے آئیں گے۔ کام بڑھتا چلا جائیگا۔ ابھی تک کوئی رکاوٹ نہیں آئی۔ البتہ اس کی رفتار میں تھوڑی کمی آئی ہے۔ اس میں ہمارے ملکی حالات بھی کارفرما ہیں۔ دو ہمسایہ ملک

سہولیات کی فراہمی کو کس حد تک ممکن بنایا؟

ج: اے جی سندھ کی حیثیت سے میں نے وہاں ایک ڈسپنسری، مسجد اور لائبریری بنوائی۔ اے جی آفس لاہور میں ہماری ڈسپنسری تو بہت اچھی ہے۔ یہاں تین ڈاکٹر بیٹھتے ہیں۔ ایک جدید ایمبولینس یہاں رکھنے کا ارادہ ہے کیونکہ یہاں بوڑھے پنشنرز آتے ہیں۔ خدانخواستہ ایمرجنسی کی صورت میں انہیں بروقت مناسب جگہ علاج کیلئے پہنچایا جا سکے۔

س: عوامی نمائندگان کی طرف سے فنڈز کے اجرا کیلئے کبھی آپ پر دباؤ ڈالا جاتا ہے؟

ج: مجھ پر کبھی دباؤ نہیں ڈالا گیا اور نہ ہی میں کسی دباؤ کو مانتا ہوں۔ ہم رولز کے تحت چلتے ہیں۔ البتہ ٹرانسفر اور پوسٹنگ پر بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔ 36 اضلاع کے 136 سٹرکٹ اکاؤنٹس آفس ہیں اور پھر ہر ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس میں خاصی تعداد میں ملازمین ہیں۔ بعض اوقات وہاں بڑی دلچسپ صورتحال پیدا ہو جاتی ہے جب ایک شخص کیلئے اس علاقے کے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس کو وہاں سے نکالا جائے اور کچھ کہتے ہیں کہ اسے رکھا جائے۔ ایسی صورت میں میرٹ پر فیصلہ کرتا ہوں۔

فیملی کو اپنا سب سے بڑا سرمایہ سمجھتا ہوں دونوں بیٹوں کے اچھے مستقبل کیلئے ہمیشہ دعا گو ہوں

س: شادی کب ہوئی، ارینج یا لو میرج تھی؟

ج: سی ایس ایس کرنے کے دو تین سال بعد شادی ہو گئی۔ شادی والد کی مرضی سے فیملی میں ہی، خالصتاً ارینج میرج تھی۔ بیگم زیادہ پڑھی لکھی نہیں۔ الحمدللہ ہماری ازدواجی زندگی بڑی اچھی گزر رہی ہے۔ دو بیٹے ہیں۔ بڑا بیٹا مسلم ہیڈ آفس میں ملازمت کر رہا ہے جبکہ چھوٹا بیٹا زاہد ایم بی اے کے آخری مرحلے میں ہے۔

س: اکاؤنٹنٹ جنرل کی حیثیت سے صوبے کے خزانے کی نگرانی آپ کے سپرد ہے، گھر کا نگران کون ہے؟

ج: گھر کی نگرانی میرے سپرد ہے، گھریلو امور بیگم چلاتی ہیں۔

س: شاپنگ اکٹھے یا الگ الگ کرتے ہیں؟

ج: بیگم اور بیٹے خود اپنی شاپنگ کر لیتے ہیں، میں خود ہی کر لیتا ہوں۔ البتہ عید کی شاپنگ اکٹھے سب مل کر کرتے ہیں۔ یہ میری ذمہ داری ہے۔

س: غصہ جلد آتا ہے یا ٹھنڈے مزاج ہیں؟ غصہ آئے تو اظہار کیسے کرتے ہیں؟

ج: نرم مزاج ہوں۔ غصہ آئے تو خاموشی اختیار کرتا ہوں۔

س: بیگم سے کھانوں کی فرمائش کرتے ہیں، کھانے میں کیا پسند ہے؟

ج: لسی، دہی، مچھلی، بھنڈی، ساگ بہت پسند ہیں۔ سبزیاں بڑی رغبت سے کھاتا ہوں۔ بیگم سے مکئی اور چنے کی دال کی روٹی کی فرمائش کرتا ہوں۔ مزاج کے اعتبار سے پکا دیہاتی ہوں۔

س: بیگم کی کونسی چیز زیادہ پسند ہے؟

ج: بیگم کی ہر چیز پسند ہے۔ وہ میری سب سے زیادہ مزاج شناس ہیں۔ ہر کام میرے مزاج کو مدنظر رکھ کر کرتی ہیں۔ ہمارے ہاں آج بھی چکی کا آٹا آتا ہے۔ خالص دودھ لگوا رکھا ہے۔ خود ہی جاتے ہیں اور گھی اسی سے بناتے ہیں۔

س: گھر کا ماحول مذہبی یا ہر ایک کو آزادی دے رکھی ہے؟

ج: الحمدللہ نماز، روزے کی پابندی کرتے ہیں۔ رمضان المبارک کے دوران پوری فیملی خیر و برکت سمیٹتی ہے۔ بلڈ پریشر کا مریض ہوں، ایک آدھ روزہ چھوٹ جاتا ہے۔ پہلے ہر عید گاؤں جا کر عید مناتے تھے۔ اب لاہور میں ہی عید مناتے ہیں۔ اب چھوٹا بھائی بھی لاہور آ گیا ہے۔ وہ محکمہ تعلیم میں ایڈیشنل سیکرٹری ہے۔

س: ماشاءاللہ آپ ایک اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں، آبائی علاقے کے لوگ کام کرانے کی غرض سے آئیں تو کیا ردعمل ہوتا ہے؟

ج: میں ہر ایک کے مسائل حل کرتا ہوں لیکن شرط ایک ہی ہے کہ وہ جائز ہوں۔ میرٹ سے ہٹ کر ہو تو خاموشی اختیار کرنا پڑتی ہے۔

س: موجودہ مہنگائی نے ہر شخص کو متاثر کیا ہے، گھریلو معاملات چلانے میں مشکل پیش آتی؟

ج: مہنگائی نے ہر شخص کا جینا مشکل کیا ہے لیکن یہاں ایک بات کہوں گا کہ غیر ضروری اخراجات ہم نے خود بہت زیادہ بڑھا لئے ہیں۔ ہر فرد کے پاس دو دو موبائل فون ہیں۔ ہم ایک گاڑی افورڈ کر سکتے ہیں لیکن دو تین رکھی ہوئی ہیں۔ دس مرلے کا گھر کافی ہو گا لیکن دو کنال کے گھر میں رہتے ہیں۔ گرمیوں کے آغاز میں دو تین پنکھے کولر سے گزارہ ہو سکتا ہے لیکن ہم نے ہر کمرے میں اے سی لگوا رکھا ہے۔ آمدنی اتنی ہوتی نہیں جتنے اخراجات ہو جاتے ہیں۔

س: فرصت کے لمحات میں موسیقی یا فلمیں دیکھتے ہیں؟

ج: فرصت کے لمحات میں صرف مطالعہ کرتا ہوں۔ گھر میں چھوٹی لائبریری بنائی ہے جس میں کم از کم پانچ سات ہزار کتابیں ہیں۔ کم از کم ایک سو میں پرچوں میں آج بھی لکھتا ہوں۔ ان کے خطوط کا خود جواب دیتا ہوں۔ یہ میرا مشغلہ بھی ہے۔

س: بیگم اور بیٹوں کو آؤٹنگ یا ہوٹلنگ پر بھی لے کر جاتے ہیں؟

ج: بیٹے چھوٹے تھے تو پورے پاکستان کی سیر کی۔ اب اپنی مرضی کرتے ہیں اور گاڑی لیکر نکل جاتے ہیں۔

س: سرکاری تقریبات میں بیگم کو لیکر جاتے ہیں؟

ج: بالکل نہیں، البتہ کہیں فوتگی ہو جائے یا کسی کی بچی کی شادی ہو تو پھر بیگم کو ساتھ لیکر جاتا ہوں۔ بیگم پردے کی سختی سے پابندی کرتی ہیں۔

سابق گورنر پنجاب شاہد حامد سے ایک تقریب میں ایوارڈ وصول کرتے ہوئے

اور رکے ہوئے الاؤنس کی ادائیگی کا معاملہ طویل عرصہ میڈیا کی زینت بنا رہا۔ اب یہ معاملہ کہاں تک پہنچا ہے؟

ج: یہ معاملہ محکمہ تعلیم اور فنانس کے درمیان تھا۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ ہمیں جو ایڈوائس جاری کرتا ہے ہم اس کے پابند ہوتے ہیں۔ یہ معاملہ تقریباً حل ہو چکا ہے۔ اکا دکا انفرادی کیس رہ گیا ہے۔ اس کی بڑی وجہ سروس ہسٹری میں کسی چیز کی کمی ہوتی ہے۔

س: حکومت پنجاب کے کسی منصوبے پر اعتراض لگا کر کبھی سمری واپس بھجوائی؟

ج: رولز کے تحت کاغذات میں کمی پائی جائے تو انہیں واپس بھجوا دیتے ہیں۔ اس کو ہم آبجیکشن کہتے ہیں۔ سندھ میں اسے سپر آرڈرز کہتے ہیں۔ ہم آرڈرز میں وضاحت کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ کس بل کے ساتھ کیا کاغذات ہونے چاہئیں۔ اسے واؤچر اکاؤنٹ کہتے ہیں۔ مجاز اتھارٹی کا کہاں کیا آرڈر ہونا چاہئے۔ اپروول کہاں ہونی چاہئے۔ یہ چیک دستاویز ہوتی ہیں۔ جہاں کمی ہو واپس بھجواتے ہیں اور اس پر عمل درآمد بھی ہوتا ہے۔

س: حکومت پنجاب کے کن منصوبوں کیلئے سب سے زیادہ فنڈز جاری کئے؟

ج: سڑکوں، پلوں اور ٹرانسپورٹ کے منصوبے حکومت پنجاب کی ترجیحات میں شامل ہیں۔ ٹریفک مسائل زدہ علاقوں پر بھی توجہ دی جاتی ہے۔ صحت کو دوسری اور ایجوکیشن کو تیسری ترجیح کے طور پر شامل کیا جاتا ہے۔

س: مالیاتی منصوبوں کیلئے حکومت پنجاب کو بھی مشاورت دی یا کبھی آپ سے رائے مانگی جاتی ہے؟

ج: حکومت پنجاب کا اپنا پلاننگ ڈیپارٹمنٹ ہے جو انہیں مشاورت فراہم کرتا ہے۔ ہمارے پاس انکی مالیاتی سائیڈ آتی ہے۔ فائنل ایڈوائس محکمہ فنانس دیتا ہے جبکہ آڈٹ اور پری آڈٹ ہمارا محکمہ کرتا ہے۔ البتہ بعض اوقات بلنگ، کنٹریکٹ، خریداری، رقم کی ادائیگی، کنٹریکٹ میں بڑھا کر رقم، کم ریٹ، ٹائم یا کاسٹ اوور رن ہے یعنی زیادہ وقت لگا، منصوبہ تین سال کا تھا پانچ پر چلا گیا، منصوبہ طویل ہونے کی وجہ سے مہنگا اور رقم بھی بڑھ گئی۔ ایسی چیزوں کو پری آڈٹ ملکس کہتے ہیں ان پر اعتراض لگا کر واپس بھجواتے ہیں۔

س: سابق اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب جمیل بھٹی نے اپنے دور میں اے جی آفس ملازمین کیلئے رہائشی سکیم بنائی، اسکا فیز ٹو بنایا جا رہا ہے؟

ج: اے جی آفس ملازمین کیلئے آڈٹ اینڈ ہاؤسنگ سکیم فیز ٹو کیلئے رائے ونڈ روڈ پر آگے جگہ تلاش کر رہے ہیں۔ پہلا سوسائٹی فیز بہت اچھا جا رہا ہے۔ جمیل بھٹی سوسائٹی کے معاملات اب بھی دیکھ رہے ہیں۔ میں بھی اس کیلئے تھوڑا بہت وقت دیتا ہوں۔

س: محکمہ پولیس اور محکمہ تعلیم میں گھوسٹ ملازمین کی کئی مرتبہ نشاندہی ہوئی، اس پر کیا کارروائی ہوئی؟

ج: پولیس سے زیادہ یہ محکمہ تعلیم کا ایشو ہے۔ محکمہ تعلیم میں گھوسٹ ملازمین، گھوسٹ سکول، گھوسٹ ٹیچر سب سے بڑا ایشو رہا ہے۔ اب ہمارے لئے جو بڑا ایشو آ رہا ہے۔ وہ فیک (فورجری) ڈاکومنٹ یعنی واؤچر سندیں ہیں۔ یہ سندیں جعلی طریقے سے تیار کروائی جاتی ہیں۔ کنٹرولر یونیورسٹی سے خود رابطہ کر کے انہیں دو تین کیس تصدیق کیلئے بھجوائے ہیں۔ اب ایک سرکلر بھی جاری کیا ہے کہ نئی آسامیوں کیلئے ڈگریاں سرٹیفائی ہونی چاہئیں۔

س: سابق اکاؤنٹنٹ جنرل جمیل بھٹی نے اپنے دور میں محکمہ پولیس میں ہزاروں جعلی ملازمین کی تصدیق کی، کیا یہ معاملہ حل کر لیا گیا؟

ج: خصوصی اصلاح میں محکمہ پولیس میں ایسے جعلی کیس ہوئے تھے جنہیں بروقت پکڑ لیا گیا تھا۔ اس طرح کی کوششیں ہوتی رہتی ہیں۔ مجرمانہ سوچ رکھنے والے افراد محکمے کی آڑ لیکر جعلی دستاویزات بنا کر ایسی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ فرض کریں اگر وہ دو چار مہینے کی تنخواہ لے بھی لیتے ہیں لیکن آڈٹ اور پری آڈٹ کے دوران پکڑے جاتے ہیں۔

س: وفاق کی طرف سے صوبے کے بجٹ کی فراہمی میں رکاوٹ آئے تو اسے کیسے دور کیا جاتا ہے؟

ج: ویسے تو وفاق کا اپنا فنانس کمیشن موجود ہے۔ اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کی حیثیت سے انہیں مسائل لکھ کر بھجواتا ہوں۔ ہمارا سنٹرل کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹس کا دفتر سی جی بھی ہے۔ سی جی کو تمام صوبوں کے اے جی اپنا کیس لکھتے ہیں۔ وہاں اے جی کانفرنس بھی ہوتی ہے۔ وہ تمام مسائل حل کر کے ہمیں بجٹ ریلیز کراتا ہے۔

س: تھانہ کرپشن کی نشاندہی پر کیا ایکشن لیتے ہیں؟

ج: کرپشن پر زیرو ٹالرنس کا اصول اپنایا ہوا ہے۔ دوسرے محکموں کی طرح ہمارے ہاں بھی ڈسٹرکٹ اور مین آفس میں یہ واقعات ہو رہے ہیں۔ اس کا ایک حل تو ہم نے پورے سسٹم کو کمپیوٹرائزڈ کر کے اسے مرکزی کنٹرول، اسلام آباد سے لنک کر دیا ہے۔ جہاں سے سسٹم میں کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔ یہاں پر انٹری میں اور منظور ہو سکتی ہے۔ اور منظوری میں پھر دو محکموں کو ملنا پڑتا ہے۔ یہ کام متعلقہ بندے کو ساتھ ملا کر کرے گا تو کچھ ہو گا۔ دونوں نہیں ملیں گے تو پھر کچھ بھی نہیں ہو گا۔

س: بجٹ میں مختص کردہ رقم اگر مقررہ وقت پر خرچ نہ ہو تو اس فنڈز کا کیا کرتے ہیں؟

ج: ہماری زبان میں اسے سرینڈر کہتے ہیں۔ وہ بروقت سرنڈر کرنی پڑتی ہیں۔ اگر بروقت سرنڈر نہ ہوں تو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی متعلقہ سیکرٹری کو پوچھتی اور کھینچتی ہے۔ فنڈز اگر بروقت سرنڈر ہو جائیں تو جہاں ضرورت ہوتی ہے ان کو دے دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر انہیں سال کے شروع میں جنوری، فروری اور مارچ میں سرنڈر ہونا چاہئے۔ ان مہینوں میں جو محکمے سیونگ سرنڈر کرتے ہیں جو محکمے ہم سے پیسے مانگ رہے ہوتے ہیں انہیں ایڈجسٹ کر دیئے جاتے ہیں۔

س: سی پیک (پنجاب) کیلئے فنڈز آپ کی وساطت سے ہی جاری ہوتے ہیں، کیا یہ منصوبہ واقعی گیم چینجر ہے؟

نہیں جانتے کہ یہ منصوبہ ہے۔

س: دیگر محکموں کے منصوبہ جات میں بےضابطگی سامنے آئے تو کیا کارروائی کرتے ہیں؟

ج: ہمارے پاس تمام محکموں کی منظوری کا کمپیوٹرائزڈ سسٹم ہے۔ تنخواہ میں تو ایسا ہو نہیں سکتا کیونکہ ہم اس کو ریویو کرتے رہتے ہیں۔ البتہ الاؤنس کی رقم تھوڑی بہت آگے پیچھے ہو جائے تو ہم اور منظوری میں اسے نکال دیتے ہیں لیکن جہاں میگا سکینڈل سامنے آ جائے تو اس میں بنیادی منظوری دینے والی اتھارٹی اہم ہوتی ہے اور وہ اسکا متعلقہ سیکرٹری ہوتا ہے۔ اس کو پرنسپل اکاؤنٹ افسر کہتے ہیں۔ وہاں سے وہ بچ نکلے تو پھر اس کے آگے وہ محکمے ہیں۔ ایک تو میں اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب جو منظوری کرتا ہوں۔ دوسرا ڈائریکٹر جنرل سول آڈٹ جو محکمے بھی آڈٹ کرتا ہے۔ وہ محکمے رپورٹ بھی بھیجتے ہیں کہ آپ سے یہ غلطی ہوئی۔ 99 فیصد غلطی نہیں ہوتی صرف ایک فیصد ہوتی ہے جہاں لوگ ملے ہوں۔

س: اے جی آفس ملازمین کیلئے میڈیکل اور دیگر

طارق منیر بٹ کو اپنے آفس میں انٹرویو دیتے ہوئے

س: آپ ایک آئینی عہدے پر فائز ہیں، اس آزادی کا فائدہ اٹھا کر کبھی اہم فیصلے کئے؟

ج: مجھے جو ذمہ داری دی گئی ہے۔ اللہ کو حاضر ناظر جان کر اسے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میں خود کو اللہ کے سامنے جواب دہ سمجھتا ہوں۔ ہر شعبے میں کالی بھیڑیں اور گندے لوگ ہوتے ہیں لیکن میں ایمانداری سے سمجھتا ہوں کہ آپ کیلئے سی ایس ایس کلاس بڑی جنگ لڑ رہی ہے۔ یہ لوگ اگر آفس میں بیٹھ کر پبلک کا سامنا نہ کریں تو ان کی مشکلات بڑھ جائیں۔ چھ لاکھ ملازمین کو تنخواہ اور چار لاکھ افراد کو پنشن ماہانہ بنیادوں پر فراہم کرنا کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔ مشینری یا کمپیوٹر کسی بھی وقت فیل ہو سکتے ہیں۔ الحمدللہ فیلور نہیں ہونے دیتے۔

س: اے جی آفس میں ملازمین اور پنشنرز کے مسائل کے حل کیلئے ساتھیوں آفیسرز کا کس حد تک تعاون میسر ہے؟

ج: الحمدللہ ساتھی آفیسرز کی طرف سے پورا تعاون ملتا ہے۔ البتہ تھوڑے سے ایشوز اس وقت آتے ہیں جب یونین کی طرف سے کوئی مسئلہ آئے۔ یہ لوگ کبھی کبھی ہمیں مشکلات میں ڈال دیتے ہیں۔ بہر حال مذاکرات کے ذریعے ان کے ساتھ بھی معاملات طے کر لئے جاتے ہیں۔

س: حادثے یا سانحے کے متاثرین کو دی جانے والی حکومتی امداد کے چیک باؤنس ہونے کی خبریں سامنے آتی رہتی ہیں، اس کی کیا وجوہات ہیں؟

ج: دیکھئے جی اب جو سانحہ احمد پور شرقیہ ہوا ہے۔ ایسے ناگہانی حادثات کے متاثرین کو حکومتی سطح پر اعلان کردہ رقم فوری مل جاتی ہیں۔ بعض اوقات تاخیر یا چیک باؤنس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ متاثرین مقررہ تاریخ سے دو تین دن پہلے بینکوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ ایسے بینکس کی جو رجسٹرڈ ڈاک ہوتی ہے انہیں چیک مل جاتے ہیں۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

پاکستان میں کھاد اور بجلی انڈیا سے تین گنا مہنگی ہیں

حکومتی ایوانوں میں پالیسی سازوں کا زراعت سے دور کا بھی واسطہ نہیں

پاکستان کسان اتحاد پنجاب کے صدر چودھری رضوان اقبال کا فیملی میگزین کو خصوصی انٹرویو

■ پیر امداد حسین
Pir.Imdad@gmail.com

زراعت کو ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام بھی پاکستان میں ہے۔ آبادی کا اکثریتی حصہ دیہات، قصبات، چک اور دور افتادہ حصوں میں مقیم ہے اور ان کا بڑا ذریعہ روزگار زراعت ہے۔ ملک میں گزشتہ چند دہائیوں سے زرعی شعبہ بری طرح نظر انداز اور گوناگوں مشکلات کا شکار ہے جس کے نتیجے میں نا صرف بے روزگاری میں اضافہ ہو رہا ہے بلکہ زرعی قابل کاشت رقبہ بھی سکڑ کر محدود ہو رہا ہے۔ زمیندار، کسان اور ہاری مسائل کے نہ ختم ہونے والے گرداب میں پھنسے کھڑے ہیں۔ انہیں بجلی، پانی، سبسڈی، بیج، باردانہ، کھاد، قرضوں، کیڑے مار ادویات اور دیگر محاذ درپیش رہتے ہیں۔ کسانوں کے مسائل کے حل کیلئے پاکستان کسان اتحاد ایک موثر اور بلند آواز ہے۔ چودھری رضوان اقبال پاکستان کسان اتحاد کے پنجاب کے صدر ہیں جنہوں نے پنجاب کے چھوٹے ضلع پاکپتن سے کسانوں کے حقوق کی آواز بلند کی اور کسانوں کی آواز بن کر حکومتی ایوانوں تک پہنچے۔ اس دوران انہیں کئی مرتبہ ریاستی تشدد، قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں۔ تمام تر حالات اور حکومتی رکاوٹوں کے باوجود وہ کسانوں کے حقوق کیلئے آواز بلند کئے ہوئے ہیں۔ یہاں گزشتہ دنوں چودھری رضوان اقبال سے زراعت کے حوالے سے ہونے والی گفتگو کو قارئین کیلئے پیش کیا جا رہا ہے۔

سوال: پاکستان کسان اتحاد بنانے کا مقصد کیا تھا؟

جواب: پاکستان کسان اتحاد بنانے کا بنیادی مقصد عام اور چھوٹے کسان کو ریلیف فراہم کرنا، ملک میں پیداواری لاگت بڑھ گئی ہے۔ دنیا بھر کے تمام ممالک نے کسانوں کو سبسڈی دے کر پیداواری لاگت میں کمی، سستی کھادیں اور 3 فیز سائز کسانوں کو فراہم کر کے سستی فصل پیدا کی۔ بدقسمتی سے پاکستان میں زراعت پر توجہ نہیں دی گئی۔ عالمی منڈی میں ہم اجناس کی فروخت نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارے ہاں زراعت کی اجناس مہنگی، زرعی اجناس پر بے جا ٹیکس اور سبسڈی نہ ہونے کی وجہ سے ہم خوراک پوری دنیا سے دوگنا مہنگی پیدا کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ سے ہمیں ضرورت محسوس ہوئی کہ کسانوں کے مسائل کے حل کے لئے ایک تنظیم بنانی چاہئے جس کی بنیاد ہم نے 6 سال قبل رکھی تھی۔

سوال: پاکستان کسان اتحاد اب تک کسانوں کے کون کونسے مسائل حل کروا چکا ہے؟

جواب: چھ سال قبل بجلی کا ریٹ 18 سے 19 روپے فی یونٹ تھا اور اس پر مختلف ٹیکس بھی تھے، کسانوں کو 23 سے 24 روپے فی یونٹ پڑتا تھا۔ پاکستان کسان اتحاد نے اسے کم کروا کر حکومت سے بجلی کا ریٹ 5 روپے 35 پیسے فی یونٹ کروایا۔

> واپڈا اہلکار زرعی ٹیوب ویلوں کو خراب ظاہر کرکے تیس، تیس ہزار وصول کرتے تھے جس کو کسان اتحاد مفت میں تبدیل کروا رہا ہے

اسی طرح کھادیں بھی سستی کروائیں۔ یوریا کھاد کسانوں کو 2200 روپے فی بوری ملتی تھی جبکہ ڈی اے پی کھاد 4 ہزار روپے تھی، ہماری جدوجہد کے نتیجے میں آج کسانوں کو یوریا کھاد 1300 روپے جبکہ ڈی اے پی 25 سو روپے میں مل رہی ہے۔ زرعی ادویات پر جی ایس ٹی ٹیکس کا خاتمہ کروایا، جگہ اندھار سے ٹیل تک پانی کی رسائی ممکن کروائی۔ جگہ اندھار موگہ چھوٹا کیا جس کے ذریعے پانی کی کرپشن کی جاتی، اسے ختم کروایا۔ وارہ بندی ختم کروائی، واپڈا کے اہلکار زرعی ٹیوب ویل کو خراب ظاہر کر کے کسانوں سے 30-30 ہزار روپے وصول کرتے تھے آج کسان اتحاد کے پلیٹ فارم سے کسانوں کو مفت میں تبدیل کروایا جا رہا ہے۔

سوال: تنظیمی ڈھانچہ بنانے کے باوجود کسانوں کا اپنے حقوق سے محروم ہونے کی بڑی وجہ کیا ہے؟

جواب: کسانوں کو اپنے مطالبات کے حق میں بار بار احتجاج کا راستہ اختیار کرنا پڑ رہا ہے جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ حکومتی ایوان میں بیٹھے پالیسی بنانے والوں کا زراعت سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہے۔ کسانوں کو اپنے مسائل کے حل کے لئے احتجاج کا راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کسان اپنے حقوق سے محروم ہیں۔

سوال: پاکستان کا نہری نظام دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام ہے، نہروں کے خشک ہونے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: بدقسمتی سے انگریز دور میں نہری نظام بنایا گیا تھا، اسے بہتر کرنے کی بجائے مزید خراب کیا گیا۔ اس کی بھل صفائی نہیں کی گئی۔ یہ نظام وجود میں لایا گیا تھا تب بیلدار ہوتے تھے، کوئی جانور نہروں پر نہیں لے جا سکتا تھا، آج حکمرانوں کی نااہلی کی وجہ سے کوڑا کرکٹ نہر میں پھینکا جا رہا ہے۔ 1937ء میں نہری نظام بنایا گیا تھا تو اس وقت پورا رقبہ آباد نہیں تھا، اس وقت پانی کی ضرورت کم تھی مگر جب رقبہ زیادہ آباد ہوا تو اسے بڑھایا نہیں گیا۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کا نہری نظام جو دنیا کا بڑا نہری نظام تھا نہیں رہا۔

> باردانہ اوپن نہ ہونے سے کسان شدید مشکلات کا شکار ہیں، اب ہمارا نہری نظام دنیا کا بڑا نہری نظام نہیں رہا

سوال: ملکی زراعت بدحالی کا شکار ہے اور بھارت سے زرعی تجارت پر آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: پڑوسی ملک بھارت میں کسانوں کو اتنی سبسڈی دی جاتی ہے کہ وہاں بجلی کے ٹیوب ویل اور نہری پانی مفت، کھادیں انتہائی سستی ہیں مگر پاکستان میں کھاد اور بجلی حکومت کی طرف سے سستی کرنے کے باوجود آج بھی انڈیا سے تین گنا مہنگی ہیں۔ اس کی وجہ سے فصل کے اخراجات 3 گنا زیادہ ہیں۔ پاکستانی کسان معاشی اعتبار سے پستی کی طرف جا رہا ہے۔ غریب مزدور کو مہنگی زرعی اجناس ملتی ہیں۔ اگر کسانوں کو اخراجات کم نرخوں پر دیئے جائیں تو ہم بھی آلو، ٹماٹر، گندم، پیاز اور چاول سمیت دیگر زرعی اجناس بھارت کے مقابلے میں پیدا کر کے دوسرے ممالک کو برآمد کر سکتے ہیں۔

سوال: کسانوں کو پانی، باردانہ مہیا کرنے کیلئے کیا اقدامات کئے گئے؟

جواب: باردانہ اوپن نہ ہونے کی وجہ سے کسانوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے کیونکہ چھوٹا کاشتکار جس کے پاس نہ تو ٹریکٹر اور نہ ہی مزدور ہیں۔ وہ مجبور ہوتا ہے کہ وہ اپنی گندم آڑھتی کو 1150 روپے میں فروخت کرے۔ اگر باردانہ اوپن اور وافر ہوتا تو یہی گندم 1290 روپے فروخت ہوتی۔ فصلوں کو سٹور کرنے کا حکومت کی طرف سے کوئی انتظام نہیں ہے کیونکہ چھوٹا کاشتکار اپنی فصلوں کو سٹور نہیں کر سکتا۔ اس کی وجہ سے وہ سستی اجناس فروخت کرتا ہے۔ اگر حکومت اس کے بارے میں واضح پالیسی بنائے اور یونین کونسل کی سطح پر سٹور تیار کئے جائیں جہاں کسان اپنی اجناس کو محفوظ کر لیں۔ محفوظ کی گئی اجناس کی آدھی قیمت بھی حکومت ادا کرے تو کسان اپنی آنے والی فصل کاشت کر کے وہ آڑھتی اور مڈل مین سے اپنا استحصال نہ کروائے۔

سوال: مڈل مین کا کردار، گنے کی زیادہ کاشت، گندم، چاول، بجلی، کھاد کی قیمت کے مسائل، کیڑے مار ادویات، مشرقی پنجاب کا ہم سے کم رقبہ، کیا ہمارے مقابلے میں بھارت کی مفت پانی اور بجلی زراعت خوشحالی پالیسی کی اہم وجوہات نہیں؟

جواب: کسان کی اجناس تیار ہو کر فروخت کیلئے غلہ منڈی میں آتی ہے تو مڈل مین ناپ تول کے ذریعے اس کی 10 فیصد اجناس غائب کر دیتا ہے۔ بدقسمتی سے آج جدید دور میں بھی ہماری غلہ منڈیوں میں کمپیوٹرائزڈ کانٹا کی بجائے ہاتھ سے ناپ تول کیا جا رہا ہے۔ کسان سے چونگی کی مد میں 20 کلو سے 40 کلو تک اجناس کی کٹوتی کی جا رہی ہے۔ چونگی سسٹم اگر ختم ہو جائے تو کسان کی 10 فیصد اجناس بچ سکتی ہے۔ بدقسمتی سے کسانوں کی سہولت کے نام پر حکومت کی طرف سے قائم کردہ مارکیٹ کمیٹیوں کے نمائندے کسان ہونے چاہئے تھے مگر صورتحال اس کے برعکس ہے۔ حکومت اپنے سیاسی ورکرز کو خوش کرنے کیلئے اس اہم عہدہ پر لگا دیتی ہے جو غلہ منڈی میں کسانوں کو سہولیات فراہم کرنے کی بجائے لوٹ مار میں برابر کے شریک ہیں۔ اگر یہ کہوں کسان ممبران کی چشم پوشی اور کرپشن میں برابر کی حصہ داری کی وجہ سے غلہ منڈیوں میں کسانوں کو لوٹا جا رہا ہے تو بیجا نہ ہوگا۔

سوال: ایک ارب 20 کروڑ کی آبادی والا ہمسایہ ملک اگر ٹیل تک پانی اور نہروں کی بھل صفائی کر سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں کر سکتے؟ بھل صفائی کی راہ میں کیا رکاوٹیں ہیں جو نہروں کیلئے بہت ضروری ہیں، اب ہر دور میں ٹیوب ویل نظام کیوں نہیں فعال کیا گیا؟

جواب: پاکستان اور انڈیا کی تقسیم ہوئی تو صوبہ پنجاب جس کا دارومدار زراعت پر ہے۔ اس کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے۔ بھارت کے حصہ میں 13 اضلاع جبکہ پاکستان کے حصہ میں بھی 13 اضلاع آئے جو ایک ارب کی آبادی کی خوراک کی ضروریات پوری کر رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں ہم صرف 20 کروڑ کی آبادی کی ضروریات پوری نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہی کہ انڈیا نے زراعت پر توجہ اور کسانوں کو

> حکومت مارکیٹ کمیٹیوں میں خوشنودی کیلئے سیاسی ورکرز کو لگا دیتی ہے جو غلہ منڈی میں لوٹ مار کرتے ہیں

سبسڈی دی جس کی وجہ سے بھارت کی تین گنا پیداوار بڑھ گئی، حکومت کی زراعت پر توجہ مرکوز نہ ہونے کی وجہ سے ہم ابھی تک اپنی اجناس کی ضروریات پوری کرنے کیلئے دوسروں کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اگر حکومت معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھنے والے شعبہ زراعت پر توجہ دے اور بھارت کی طرح کسانوں کو زرعی سہولیات فراہم کرے تو پاکستانی کسان اپنے ملک کی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ اتنی اجناس پیدا کر سکتا ہے جو دوسرے ممالک کو درآمد بھی کی جا سکتی ہیں۔

س: میٹھے پانی کا مسئلہ روز بروز سنگین صورتحال اختیار کرتا جا رہا ہے۔ حکومت نے جہاں شعبہ زراعت پر توجہ نہیں دی۔ اسی طرح آبی ذخائر بنانے اور میٹھے پانی کو ذخیرہ کرنے پر بھی توجہ نہیں دی۔ ٹیوب ویل کے زیادہ استعمال سے روز بروز زمین کے پانی کے لیول کی سطح کم ہو رہی ہے۔ پانی کی سطح مسلسل نیچے جا رہی ہے، حکومت نے فوری نئے ڈیم نہ بنوائے تو چند سالوں کے بعد ملک بھر میں میٹھے پانی کی شدید قلت پیدا ہو جائے گی۔ اس کی وجہ سے سرسبز لہراتے ہوئے کھیت خدانخواستہ بنجر ہو جائیں گے۔ ابھی کچھ نہیں بگڑا، اگر حکومت ترجیحی بنیادوں پر میٹھے پانی کو ذخیرہ کرنے پر توجہ دے کر نئے ڈیم بنائے۔ حکومت کو کالا باغ ڈیم کے مسئلہ کو بھی سنجیدگی سے لینا چاہئے۔ پاکستان مخالف قوتیں اس کی تعمیر میں بڑی رکاوٹ ہیں جو بھاری فنڈنگ کر کے اسکو بننے میں رکاوٹ ڈال رہی ہیں، حکومت کو چاہئے کہ کالا باغ ڈیم پر اپوزیشن کی تمام جماعتوں کو اعتماد میں لے کر اس کی بلاتاخیر تعمیر شروع کی جائے۔

سوال: زرخیز زرعی رقبہ سوسائٹیاں بنا کر کیوں ضائع ہو رہا ہے، اس کے تدارک کے لئے کیا اقدامات کئے؟

جواب: جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے۔ پاکستان کی آبادی میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس وقت ہماری آبادی تقریباً 20 کروڑ کے قریب پہنچ چکی ہے۔ شہروں کے ارد گرد زرعی رقبہ پر رہائشی کالونیاں اور سوسائٹیاں دھڑا دھڑ بنائی جا رہی ہیں۔ اس سے زرعی رقبہ کم ہو رہا ہے۔ اگر حکومت نے زرعی رقبہ کو بچانے کیلئے موثر قانون سازی نہ کی تو آنے والے وقتوں میں زرعی رقبہ کی قلت کے باعث پاکستان میں خوراک کا بحران پیدا ہو سکتا ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ زرعی رقبہ پر سوسائٹیاں بنانے پر فوری پابندی عائد کر کے رہائشی کالونیوں اور سوسائٹیوں کیلئے رقبہ مختص کرے۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں سبزیوں کو سیوریج کے گندے پانی اور زرعی ادویات دے کر اگایا جاتا ہے جو انسانی صحت کے لئے سخت خطرہ ہیں۔

> ٹیوب ویلوں کے زیادہ استعمال سے میٹھے پانی کی شدید قلت کا خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے

حکومت کو جدید ریسرچ کی طرف جانا چاہئے اور کسانوں کو ایسے بیج فراہم کئے جائیں جن کو ادویات کی ضرورت نہ ہو اور سیوریج کے پانی کو صاف کرنے کیلئے پلانٹ لگائے۔

سوال: زراعت کی کاشت کیلئے چائنہ اور دیگر ایجنسیاں اور گھروں کی چھتوں پر کر رہے ہیں۔ اس پر کیا کہیں گے؟

جواب: کچن گارڈن کیلئے محکمہ زراعت کے ذریعے مختلف اقسام کی سبزیوں کے بیج فراہم کئے گئے تھے جن کی تشہیری مہم تو بہت کی گئی مگر عملی طور پر اس مہم کو محکمہ زراعت کے عملہ کی عدم دلچسپی کے باعث یہ مہم ناکام ہو گئی اور جس طرح سے شہریوں کو کچن گارڈن کی طرف راغب کیا جانا تھا مگر ایسا نہ کیا جا سکا۔

سوال: کسانوں کی خوشحالی کیلئے مختلف سکیموں کے اجراء کے اعلانات کے باوجود کیا وجہ ہے کہ کسان حکومت سے شکوہ کرتے دکھائی دیتے ہیں؟

جواب: حکومت پنجاب کی طرف سے 12 ایکڑ زمین تک کے چھوٹے کاشتکاروں، مزارعین کو بلاسود قرضے فراہم کرنے کیلئے ایل آر ایم (لینڈ ریکارڈ مینجمنٹ) کے ذریعے رجسٹرڈ کیا گیا تھا۔ اس سکیم کے اجراء کے اشتہارات میں کہا گیا تھا کہ کسانوں کو سمارٹ فون مہیا کئے جائیں گے اور انہیں بلاسود قرضوں کی فراہمی کی جائے گی مگر یہ مہم اخبارات اور ٹی وی اشتہارات تک ہی محدود رہی، زمینی حقائق اس کے برعکس تھے۔ کسان ایل آر ایم سنٹروں کے چکر لگا کر ذلیل و خوار ہو گئے۔ انہیں ایل آر ایم سنٹرز میں دھکوں کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ اس سے قبل بھی حکومت نے مونجی کے کاشتکاروں کیلئے 5 ہزار روپے فی ایکڑ رقم کا اعلان کیا تھا مگر وہ بھی چند کسانوں کو ملی، باقی دھکے کھا کر گھروں کو نامراد لوٹ گئے۔

سوال: کسان بھائی اپنے کن مطالبات کی منظوری کیلئے 7 اگست کو اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ کر رہے ہیں؟

جواب: حکومت تمام کھادوں پر سے جی ایس ٹی اور جی ڈی آئی سی ٹیکس فوری ختم کرے، زرعی مداخل اور زرعی مشینری سے تمام ٹیکس ختم کئے جائیں۔ زرعی ٹیوب ویلز کیلئے بجلی کیلئے رات دن یکساں 4 روپے فی یونٹ مقرر کیا جائے۔ کسانوں کو بجلی کے بقایاجات بھی معاف کئے جائیں۔ چاول، مکئی اور آلو کی امدادی قیمتیں مقرر کی جائیں۔ زراعت میں جدید ریسرچ کر کے کپاس کے جدید بیج کی جدید ٹیکنالوجی متعارف کروائی جائے۔ آبپاشی کیلئے کالا باغ سمیت دیگر بڑے ڈیم بنائے جائیں۔ درآمدی اشیاء پر کم از کم 30 فیصد ڈیوٹی عائد کی جائے۔ پاکستان کے ازلی دشمن بھارت کے ساتھ ہر قسم کی زرعی تجارت فوری بند کی جائے۔ حکومت نے اگر ہمارے مطالبات تسلیم نہ کئے تو پاکستان کسان اتحاد 7 اگست کو ٹریکٹر ٹرالیوں پر اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ کرے گا۔

پیر امداد حسین کو خصوصی انٹرویو دیتے ہوئے

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

اصغر شاد کا سانحۂ ارتحال

نصف صدی کی قابلِ رشک صحافت کا عہد تمام ہوا

نوائے وقت راولپنڈی کے بیورو چیف رہے لیکن بالآخر تنگی کے زخم میں مبتلا ہوئے

■ محمد ریاض اختر

riazakhtar.nw@gmail

60 سالہ صحافتی سرپرستی اور رہنمائی کا باب تمام ہوا۔ اصغر شاد صاحب چلے گئے مگر پریس کلب، راولپنڈی، اسلام آباد یونین آف جرنلسٹ، ڈرامہ سکرپٹ رائٹنگ اور سیاحت سے وابستہ یادوں کے چراغ روشن رہیں گے۔ وہ مرتے دم تک رہنمائی اور سرپرستی کا روشن میناربن کر آسانیاں تقسیم کرتے رہے۔ یاد نہیں پڑتا کہ انہوں نے گفتگو میں کبھی اپنے بھائیوں یا صاحبزادوں کے فن اور شخصیت کو سراہا ہو۔ تاہم وہ صحافت کے میدان میں آنے والوں کے ٹیلنٹ اور بیانگ دل صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ان سے جب بھی کسی بات، مسئلہ اور مشکل ٹاسک میں مدد چاہی تو وہ مہربان سایہ کی طرح دوستوں اور احباب کیلئے میدان میں آجاتے۔ ان ہی خوبیوں نے انہیں مقبولیت کے اس درجے پر فائز کیا جہاں پہنچنے کیلئے لمبی مسافت کی ضرورت پڑتی ہے۔ شاد صاحب کا دل اور ہاتھ دونوں کھلے تھے وہ اپنائیت اور مہمان نوازی کا معتبر حوالہ تھے۔ ہم بہت سے ایسے احباب کو بھی جانتے ہیں جن کی شاد صاحب خاموش مدد کرتے تھے۔ ان کے حصے میں کبھی کسی ضرورت مند کی مدد کے بعد احسان جتانے کا منظر نہیں دیکھا۔ شاد صاحب کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ سابق وزیراعظم بے نظیر بھٹو کی سوانح حیات پر کتاب کو وہ اپنی صحافتی زندگی کا معرکہ کہتے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ کتاب کی تکمیل میں انہیں پی پی کے بعض کرداروں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ جن پر کسی صورت اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ ان کا قلم کوشش کے باوجود ان کرداروں کو بے نقاب نہ کر سکا۔ عالمی سیاحت پر مشتمل کتاب پڑھنے سے پتہ چلا کہ شاد صاحب نے مغربی ممالک کو کتنے قریب سے دیکھا۔ ایم پی ممالک کی تہذیب اور تہوار اس دلچسپ انداز میں بیان کئے کہ پڑھنے والا خود کو اس تہوار کا حصہ سمجھتا۔ شاد صاحب کی اہلیہ کا انتقال 2013ء میں ہوا اور وہ غم کی تصویر بنے گئے۔ شریک حیات کی جدائی کا دکھ، تکلیف اور الم کو زیادہ ہی محسوس کر لیا۔ یوں بیماریوں سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کا سلسلہ ایسا چلا جو جنوری 2015ء تا 2017ء تمام ساڑھے پانچ برس تک جاری رہا۔ شاد صاحب کی جدائی کو ہر کسی نے محسوس کیا۔ ذیل میں ہم کچھ شخصیات اور احباب کے خیالات قارئین کو دے رہے ہیں۔

جاوید صدیق، ریذیڈنٹ ایڈیٹر، اسلام آباد

اصغر شاد کی شخصیت ہر جہت تھی نوائے وقت "محفل کچہری" سے وقت چینل کے پروگرام "عوام" تک وہ ہر سطح پر عوامی مسائل اجاگر کرنے کی جستجو میں نظر آتے۔ راولپنڈی میں ان کی رپورٹنگ شہری مسائل کا معتبر حوالہ کا درجہ رکھتی تھی۔ ان کی کئی سطریں اب تک زیر بحث ہیں۔ وہ محنتی رپورٹر اور محبت کرنے والے انسان دوست جرنلسٹ تھے۔ چند سال قبل ایم ڈی بیت المال زمرد خان کے ساتھ مل کر انہوں نے پاکستان بیت المال کے اس وقت کے ایم ڈی زمرد خان کے ذریعے فری میڈیکل سنٹر کے آرگنائزیشن کے ذریعے فری میڈیکل سنٹر کے کامیاب تجربے کے بعد رمضان لنگر کا اجراء عالیہ بیگم رمضان کی افتتاری سے کیا وہ اس کی افتتاحی تقریب کے دولہا تھے اور ایسے لگتا ہے کہ انہیں کسی کی نظر لگ گئی تھی کہ اس کے بعد ان کی صحت دن بدن گرنے لگی۔ یہ ان کی انتہائی قربتی تھی کہ راقم کو اس پروقار تقریب کی سٹوری میں اپنا ذکر نہ کرنے کی تاکید کر دی۔ وہ غریب اور مستحق افراد کی امداد کے لئے جنون کی حد تک جرأت مند اور کمربستہ رہتے۔ خود ان کی درخواستیں لکھتے، شناختی کارڈ کی کاپیاں اٹھاتے اور ان کی مالی مدد کے لئے کوششیں کر کے سکون قلب حاصل کرتے۔ 2013ء میں اپنی اہلیہ کے اچانک انتقال کا صدمہ جان سہنا پڑا جس سے اندرونی طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے کے باوجود ان کی صحافتی اور سماجی سرگرمیوں میں کمی نہ آئی۔ ان کی سماجی خدمات کا دائرہ آزاد کشمیر تک پھیلا ہوا تھا۔ 2005ء کے قیامت خیز زلزلے کے بعد امدادی ٹیم اور سامان لے کر مظفر آباد گئے۔ پاکستان بیت المال کے اس وقت کے ایم ڈی زمرد خان کے ساتھ ان کا رابطہ، دوستی اور تعلق بھی اسی انسانی خدمت کے جذبے کے تحت تھا اور وہ سیلاب سے متاثرہ جنوبی پنجاب کے علاقوں میں بھی ان کے ساتھ شانہ بشانہ رہے۔ وہ صرف احترام انسانیت کے شرف سے بہرہ مند تھے بلکہ دفتر میں ساتھیوں کے ساتھ ہمیشہ احترام، محبت اور مروت سے پیش آتے۔ ان کی پیشانی پر مل اور دماغ میں تکبر کا شائبہ تک نہیں۔ اوصاف انہیں معاشرے میں نمایاں کرتے۔ وفات سے پانچ روز قبل میں حاجی چودھری کالا خان کی قیادت میں جاری کرنے گیا وہاں ان کے صاحب زادے عمران بھی موجود تھے۔ عمران نے اپنے والد کی طویل بیماری کے دوران خدمت گزاری میں جتنا کمایا ہے۔ میں کچھ دیر بیٹھنے کے بعد چلنے لگا تو اصغر شاد صاحب نے ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کے لئے کہا میں نے کہا کہ "آپ ٹھیک ہو جائیں گے" یہی ان سے آخری ملاقات ثابت ہوئی۔ ہمارے ساتھی فوٹو گرافر ایم جاوید کچھ دن قبل مل کر آئے اور تشویشناک صورتحال سے آگاہ کیا میں ابھی خود جانے کی تیاری میں ہی تھا کہ ان کی روح کے قفس عنصری سے پرواز کر جانے کی روح فرسا اطلاع ملی۔ وہ چیتے کا جگر اور شاہین کا تجسس رکھتے تھے۔ محبت ان کا کردار تھا عادت تھی۔ وہ پہلے بھی جگر کے عارضے کا شکار ہوئے اور اب دوسری بار تو ان کے جگر نے خون بنانا ہی چھوڑ دیا تھا۔ انفیکشن سرایت کر گیا اور ایک حساس، غریب پرور، ہمدرد انسان جو شجر سایہ دار تھا کی زندگی کا سورج شام ڈھلنے سے پہلے ہی غروب ہو چکا۔

ایم جاوید، سینئر فوٹو گرافر

شاد صاحب سے ہماری دوستی کا سلسلہ 29 سال پر محیط ہے۔ سولہ سترہ برس وہ نوائے وقت راولپنڈی کے بیورو چیف رہے۔ ہم نے کبھی ان کو برتری اور بالادستی کے زخم میں مبتلا نہیں دیکھا۔ وہ دوستوں کے دوست تھے۔ ہم کھلی کچہری کرنے اور اجتماعی طور پر ترجمانی کرتے۔ بحیثیت چیف رپورٹر میرا ان سے تعلق اچھا رہا۔ کبھی اختلاف بھی ہو جاتا مگر وہ عارضی رہتا جب بیمار تھے تو میں قائداعظم انٹرنیشنل ہسپتال ان کی تیمارداری کیلئے گیا اپنے بچوں سے تعارف کراتے ہوئے کہنے لگے نواز صاحب میرے بہت اچھے دوست ہیں۔ دوسری بار جب بیماری نے شدید حملہ کیا تو انہیں بستر پر نہایت کمزور دیکھ غمزدہ ہو گیا۔ شاید شاد صاحب کو بھی اپنی رخصتی کا اشارہ مل چکا تھا اس لئے انہوں نے بچوں سے اپنی اہلیہ کے قریب جگہ مختص کرنے کی فرمائش کی۔ اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت میں جگہ دے۔ بیماری اور علالت کے دوران راولپنڈی بیورو میں ان کے ساتھی رپورٹرز سے کہا گیا تھا کہ آپ نے زیادہ کام کرنا ہے۔ شاد صاحب کو صرف اتنا کام کرنے دیں جتنا وہ آسانی سے کر سکیں۔

ڈاکٹر زاہد حسن چغتائی، میگزین ایڈیٹر

اللہ کریم نے اصغر شاد کو بہت سی خوبیوں کا مالک بنایا۔ انسان دوستی کے ساتھ ان کی مہمان نوازی اور اپنائیت بہت مشہور تھی جو ان سے ایک مرتبہ ملاقات کرتا گرویدہ ہو جاتا۔ ان میں برتری یا بڑائی کا شائبہ نہیں تھا۔ شاد صاحب سے میرے تعلقات 4 عشروں تک پھیلے ہوئے تھے ہمیشہ ملنے پر محبت اور احترام کا مظاہرہ کرتے۔ ہر سوموار کو اسلام آباد آفس میں رپورٹرز کی ہفتہ وار میٹنگ ہوتی جس میں راولپنڈی بیورو سے سارے رپورٹرز اور فوٹو گرافر شریک ہوتے۔ اس طرح سوموار کو قریباً قریباً تمام دوستوں سے ملاقات ہو جاتی۔ اصغر شاد بطور خاص نیوز روم/ میگزین سیکشن میں آتے۔ علالت کے باوجود وہ بہادری سے صحافتی ذمہ داریاں پوری کرتے رہے اور کبھی مرض کو خود پر حاوی نہیں ہونے دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں جگہ دے۔ آمین

سردار سلطان سکندر، سٹاف رپورٹر

راولپنڈی شہر اور کینٹ کے سنگم پر واقع گوالمنڈی کے پسماندہ علاقے میں آنکھیں کھولیں۔ ایک سماجی میڈیا انسان کی حیثیت سے اس پسماندہ علاقے کے غریب عوام کی خدمت کے لئے خود کو وقف کر دیا۔ اس سلسلے میں کچھ کر گزرنے کی دھن ان کے دل و دماغ میں ہر وقت رہتی۔ انہوں نے وہاں رفاہی ویلفیئر کوئی آزاد کشمیر، یو (ٹیبر بکتونخوا) ہٹ، انک فتح جنگ، ایبٹ آباد، ٹیکسلا سمیت کئی شہروں میں گئے۔ شاد صاحب کو سفر اور دیگر مقامات پر بہت درد اور محسن پایا۔ وہ گزشتہ دو سال سے دفتر کم آتے مگر ان کی موجودگی سے سرپرستی کی خوشبو آتی تھی۔ اب ایسا لگتا ہے کہ جیسے مہربان سایہ کی چھتری ہٹ گئی ہے۔ اللہ پاک انہیں بہت زیادہ عزت اور رحمت سے نوازے۔ آمین

صفدر خان (نائب قاصد)

مجھے نوائے وقت سے منسلک ہوئے 50 برس ہو گئے ہیں اس ناطے شاد صاحب سے تعلق بھی پرانا ہے۔ میں نے اتنے عرصے میں شاد صاحب کو غصے میں ضرور دیکھا مگر اس غصے کے باوجود ان کے دوستوں اور سٹاف ممبر سے رویہ میں تبدیلی نہیں دیکھی۔ وہ بہت زیادہ پیار کرنے والے دوست تھے دل ابھی تک نہیں مانتا کہ وہ چلے گئے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ وہ ابھی آئیں گے، آوازیں دیں گے۔ یار پانی پلاؤ، جاؤ چائے لے کر آؤ، خود بھی پیو اور ہمیں بھی پلاؤ، وہ جب بھی کوئی شے منگواتے زیادہ مقدار میں لانے کو کہتے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ خود اکیلے کھائیں یا ان کے دوست کھائیں اور سٹاف ممبر شامل نہ ہوں۔ اسی طرح چائے / مشروب بھی زیادہ مقدار میں لانے کو کہتے تاکہ سب کی خدمت ہو جائے۔

صغیر احمد عباسی (ہیڈ قاصد)

میں نے گزشتہ 30 سال کے دوران کبھی شاد صاحب کو کسی کا مظاہرہ کرتے نہیں دیکھا۔ وہ خلیق اور ہمدرد تھے۔ دوستوں کا خیال رکھنے والے تھے۔ انہوں نے چپڑی آفس سے متعلق کبھی کسی سٹاف ممبر یا کیپر، نائب قاصد کی شکایت نہیں کی۔ البتہ انہوں کی نشاندہی ضرور کرتے۔ انہوں نے ہمیشہ دفتر کو قائم دیا اور رات گئے تک اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے رہتے۔ آپ یقین کریں اصغر شاد راولپنڈی کے تمام سیاستدانوں میں مقبول تھے۔ ہم انہیں ابھی تک یاد کر رہے ہیں۔

ساجد نوید، نائب قاصد بیورو آفس راولپنڈی

مجھے اصغر شاد صاحب کی جدائی کا بہت زیادہ دکھ ہے۔ میں اپنے احساس اور جذبات کا اظہار نہیں کر سکتا۔ وہ شفیق، ہمدرد، محسن اور سرپرست تھے۔ میں اور صفدر خان (سائیں) بورڈ کارکن بیورو آفس میں ہوتے ہیں۔ میری نوکری کو 26 برس ہو گئے۔ ہمیں کبھی بھی شاد صاحب نے ماتحت نہیں سمجھا۔ جب بھی آواز دی "نوید صاحب" کہہ کر مخاطب کیا۔ انہوں نے ہمیشہ عزت دی۔ عید اور دیگر تہواروں پر وہ ہمارا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ ان کے بعد دفتر "خاموش" لگتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ آفس کی ہر دل عزیز شخصیت رونق بھی اپنے ساتھ لے گئی۔

جاوید صدیق

محمد نواز رضا

ڈاکٹر زاہد حسن چغتائی

سردار سلطان سکندر

ایم جاوید

صفدر خان

صغیر عباسی

ساجد نوید

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

جنات کا پیدائشی دوست

جنات کی انوکھی زندگی، سائنس اور عصر حاضر میں بیتے مشاہدات

علامہ لاہوتی پراسراری کی جنات کے ساتھ بسر ہوتی آپ بیتی کا پُراسرار سفر

■ علامہ لاہوتی پراسراری

☆۔۔۔سرکش جن سمندر کی گہری اور اندھیری تہہ میں روپوش:

بہت دیر مراقبے کے بعد اللہ کے دیے ہوئے علم میں سے روحانی علم نے مجھے بتایا کہ وہ سرکش جن مکلی کی جیل سے نکل کر سیدھا سمندر کی طرف گیا اور سمندر کی اندھیری اور گہری تہوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ اب اس کو تلاش کیسے کیا جائے اس کیلئے میں نے حضرت سلیمانؑ کا وہ ورد، جو انہوں نے ایک دفعہ مجھے حالت مراقبہ میں بتایا تھا اور ویسے بھی اگر کوئی چیز گم ہوگئی ہو اس کو تلاش کرنے میں تیر بہدف ہے، میں نے وہ اسم جو قرآن کریم میں بھی ہے، یعنی ”فی سم الخیاط“ پڑھا لیکن لاہوتی دنیا میں جاکر پڑھا ہے عام شخص وہ اسی عالم میں پڑھے تو بھی نفع ہوگا سب کو اجازت ہے۔ بس اسی کو کثرت کھلا پڑھنا ہے۔

☆۔۔۔وہ سرکش جن کون تھا۔۔۔؟

خیر میں نے وہ اسم لاہوتی دنیا میں بکثرت پڑھا اور خوب پڑھا کہ میرا جسم پسینہ پسینہ ہوگیا کیونکہ مجھے وہ جن مطلوب تھا اس کا جرم یہ تھا کہ وہ لوگوں کے گھروں سے چوریاں کرتا رقم، زیور، سونا، چاندی، ہیرے، جواہرات اٹھاتا تھا اور عورتوں کے ساتھ زنا کرتا تھا حالانکہ اس کا والد میرا بہت عرصے کا جاننے والا ہے جو کہ نہایت شریف جن ہے۔ کپڑے کا کام کرتا ہے۔ میں نے اس کے دادا کو بھی دیکھا تھا جو کہ ساڑھے 11 سو سال کی عمر میں فوت ہوئے تھے۔ پہلے بھی کئی بار اس نے چوری کی لیکن طرفین کے درگزر سے ہمیشہ اس کو چھوڑ دیا اور معاف کر دیا گیا اب اس نے پھر ایک بہت بڑا گناہ اور چوری کی پھر ہمارے نگران طاقت ور جنات کے ہاتھوں پکڑا گیا اس کو بہت سخت جیل میں ڈالا۔

☆۔۔۔فی سم الخیاط کے شمسی موکلات:

سب حیران ہیں کہ آخر یہ چھوٹ کیسے گیا؟ بہرحال جب میں نے ”فی سم الخیاط“ کو لاہوتی عالم میں دھیان سے پڑھا اور خوب پڑھا تو کیا دیکھا کہ اس آیت کے شمسی موکلات سامنے آئے نہایت خطرناک اور بہت ڈراؤنے چہرے تھے ہر موکل کا قد ڈیڑھ سو فٹ سے کم نہ تھا اور جسم 50 فٹ کے پھیلاؤ سے زیادہ تھا۔ ایک ہاتھ کی انگلی ایک میٹر سے زیادہ تھی جسم سے سخت قسم کی خاص بو نکل رہی تھی ان کے جسم سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے ان کی آگ اتنی سخت تھی کہ قرب کی ہر چیز جل رہی تھی چونکہ میں ہر وقت حصار سلیمانی میں رہتا ہوں اسلئے مجھ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔

وہ سب یک زبان بولے کہ ہمارے لائق کیا خدمت ہے ہم حاضر ہیں آپ نے ہمیں لاہوت سے طلب کیا ہم آپ کے غلام ہیں ہمیں آپ کی خدمت کیلئے بھیجا گیا ہے میں نے انہیں کہا کہ کرکیل موقص نام کا جن جیل سے نکل گیا ہے ہمارے لاہوتی پراسراری علم کے مطابق سمندر کی تاریک تہہ میں چھپا ہوا ہے وہاں سے کوئی پکڑ نہیں سکتا اسلئے ہمیں آپ کو تکلیف دینی پڑی۔ لہٰذا اسے آپ گرفتار کرکے اور سلیمانی زنجیر میں باندھ کر لے آئیں۔ ہمارے بول پورے ہوتے ہی وہ یک دم غائب ہوگئے۔

☆۔۔۔کرکیل موقص جن فرار کیسے ہوا۔۔۔؟

اب میں نے صحابی جن سے عرض کیا کہ آپ بتائیں وہ اس طرح غائب کیوں ہوگیا اور نکل کیسے گیا؟ اس جیل کی تاریخ میں آج تک ایسا واقعہ ہر نہیں ہوا آخر یہ واقعہ کیسے ہوگیا؟

صحابی بابا جن فرمانے لگے میرے علم کے مطابق اسے کسی نے کوئی ورد بتایا ہے وہ اس ورد کی وجہ سے اس جیل سے نکل پایا ہے ورنہ آج تک یہاں سے کسی کے نکلنے کی جرات نہیں ہوئی۔ میں نے صحابی بابا سے عرض کیا کہ آپ اپنے علم کی طاقت سے معلوم کریں کہ اس نے کونسا ورد کیا ہے جبکہ وہ غیر مسلم ہے کوئی قرآنی اور روحانی ورد کیسے کرسکتا ہے۔ صحابی بابا مراقبے میں چلے گئے میں نے سب دوسرے جنات کے چہرے دیکھے بہت پریشان، خوفزدہ ندامت سے اٹے ہوئے تھے میں نے نگران جنات سے تحقیق کی کہ آخر آپ کے نگران جیل کے محافظ اور لاکھوں کا عملہ کہاں گیا تھا؟ کیا سب سو رہے تھے؟ آخر ایسا کیوں ہوا؟ سب خاموش جیسے کسی کے جسم میں جان تک نہیں۔

کوئی جواب نہیں دے رہا تھا آخر کیا ہوا؟ کیسے ہوا؟ بس ہوگیا اور جو ہونا ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد صحابی بابا نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ اس نے جیل سے رہائی کیلئے قرآن کی آیت کا سہارا لیا ہے کہ جیل میں موجود ایک مسلمان جن محافظ نے اسے بتایا ہے۔ وہ آیت (وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ) ہے آیت اس نے دن رات پڑھی ہے حتیٰ کہ اسے پڑھنا نہیں آتا تھا اس مسلمان محافظ نے کئی دن لگا کر اسے یاد کرائی ہے۔ اس کے بدلے میں اس نے اسے بہت سا مال دیا ہے اور وہ مال اس محافظ نے فلاں جوہڑ کے برگد کے درخت کے تنے کے اندر چھپا دیا ہے اور اب بھی وہ وہیں آیت سمندر کی تہہ میں بیٹھا پڑھ رہا ہے کیونکہ اسے محسوس ہوگیا ہے کہ اسے کوئی زبردست طاقتیں اسے پکڑنے کیلئے آرہی ہیں لیکن بچاؤ کیلئے وہ یہی پڑھ رہا ہے۔

آیت کے ہرشمسی موکل کا قد ڈیڑھ سو فٹ سے کم نہ تھا اور جسم 50 فٹ کے پھیلاؤ سے زیادہ تھا

یہ بات سنتے ہی میں حیران ہوگیا کیونکہ اس آیت کے کرشمات کا پہلے بھی بے شمار دفعہ تجربہ ہوچکا تھا اور لاتعداد بے گناہ قیدی انسان رہا ہوگئے تھے کہ خود پڑھا یا اس کی طرف سے ایک یا کئی آدمیوں نے پڑھا اور خوب کھلا پڑھا اور بہت کثرت سے پڑھا تو قیدی کی غیب سے رہائی ہوگئی۔ لیکن کسی غیر مسلم نے یہ آیت پڑھی ہو اور اس کی قید سے رہائی ہوگئی ہو پہلا موقع تھا تجربہ ہے۔

روحانی علم نے مجھے بتایا کہ وہ سرکش جن مکلی کی جیل سے نکل کر سمندر کی اندھیری تہوں میں چھپا ہوا ہے

☆۔۔۔کرکیل موقص جن دوبارہ گرفتار:

بہرحال کچھ ہی دیر کے بعد وہ لاہوتی ”فی سم الخیاط“ کے موکلات اس سرکش قیدی کو پکڑ لائے، کہنے لگے ہمیں اس کے پکڑنے میں دیر لگی ہے وہ اسلئے کہ یہ کوئی وظیفہ پڑھتا تھا اور ہماری نظروں سے اوجھل ہوجاتا تھا ہم پریشان ہوئے ہم پھر اس کے قریب ہوئے اور پھر یہ وظیفہ پڑھے اور ہماری نظروں سے اوجھل ہوجائے۔ آخر ہم نے لاہوتی دنیا میں اپنے آقا سے رجوع کیا تو انہوں نے اس کا حل بتایا کہ آپ طاقت سے اسم ذات ”اللہ“ پڑھیں۔ واقعی جب ہم نے اسم ذات پڑھنا شروع کیا تو اس کی زبان بند ہوگئی اور ہم اسے گرفتار کرکے لے آئے۔ وہ سرکش جن نہایت ذلت میں ڈوبا ہوا سخت پریشان اور اس پریشانی میں اس کے جسم سے سمندر کی تہہ کی کیچڑ جو کہ اس کے جسم میں لگی ہوئی تھی اور اس سے سخت بدبو آرہی تھی۔

☆۔۔۔لاہوتی کوڑے نے زبان کھلوا دی:

میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ آیت کس نے بتائی لیکن وہ خاموش تھا جب زیادہ اصرار پر بھی اس نے نہ بتایا تو پھر جیل کے نگرانوں نے محافظوں کو حکم دیا تو انہوں نے اس پر تشدد کیا ایسا سخت تشدد کہ وہ لاہوتی کوڑا جو اس جن پر برستا تھا کسی ایک انسان نہیں اگر بیس انسانوں پر پڑ جائے تو وہ قیمہ کی طرح پس جائیں، کچھ دیر کے تشدد کے بعد وہ بولا اور وہی بولا جو پہلے صحابی بابا نے بتایا تھا۔

☆۔۔۔محافظ جن کی مجبوری:

اب اس محافظ مسلمان جن کو پکڑ دیا گیا تو اس نے انکشاف کیا کہ دراصل مجھے ایک عامل نے قابو کیا ہوا ہے اور وہ مجھ سے رقم اور مال منگواتا رہتا ہے۔ میں مجبور ہوں کہ میری آمدنی اتنی نہیں کہ میں کہاں سے لے آؤں آخر ایک دن اس نے مجھ سے بڑی رقم کا مطالبہ کیا میں وہ رقم نہ دے سکا تو اس نے مجھے تکلیف دی۔ میری اولاد کو تکلیف دی، مجبوراً اس غیر مسلم جن جو کہ عرصے سے کہہ رہا تھا کہ سنا ہے کہ قرآن میں سب کچھ ہے مجھے بھی کچھ بتا دیں۔

(جاری ہے)

ہم یہ مقناطیسی حلقہ توڑ سکتے ہی نہیں

معروف دینی سکالر، محقق، دانشور اور ادیب حکیم طارق محمود مجذوبی چغتائی اسرار کے پردوں اور لبادوں میں لپٹی ایسی شخصیت کے حامل ہیں۔ جھنگ چوبرگی لاہور کے ... عالم تبحر خان عبقری فراست اور وجدان ... رکھتے ہیں۔ وہ معروف عبقری میگزین کے مدیر اعلیٰ بھی ہیں، جس کی مقبولیت کے چرچے ہر زبان پر ہیں۔ حکیم طارق محمود مجذوبی چغتائی پہلی نظر میں ہی اسلاف کی نشانی، خاندانی شرافت و نجابت کا مرقع دکھائی دیتے ہیں۔ انہیں یہ بلند و رفیع مقام یونہی حاصل نہیں ہوا بلکہ اسکے پیچھے ان کی زندگی بھر کے مجاہدات اور تصوف کے پُرخار اور دشوار گزار راستوں پر سفر کی کلفت بھی شامل ہے۔ انکی عالمگیر شہرت پر کئی دہائیوں سے منبر و مسند پر براجمان ملتیان دین وملت آتش چنار کی طرح حسد میں جلتے اور سلگتے رہتے ہیں۔ وہ کسی بھی شخص کو اس کی خوبیوں اور خامیوں سمیت پہچاننے کا وصف بھی رکھتے ہیں اور ماہر نفسیات بھی ہیں۔ ان کا سب سے بڑا وصف انسانیت نوازی، مظلوم و مجبور اور مقہور عوام کے دکھوں کا مداوا ہے اور پھر ان کا مداوا کرتا ہے، بقول پروین شاکر:

دل دکھا ہے تو گلہ ہے میرے وجدان کی آنکھ
اک شگوفہ تھا کہ شبنم کے بکانے سے کھلا

اور پھر یہ دل جتنا شکستہ ہوگا بنانے والے کی نظر میں بھی اتنا ہی محترم، عزیز و ارفع مقام کا حامل ہوگا، حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ نے یونہی تو نہیں فرمایا:

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

عزت ... معافی و درگزر اور دعاؤں کا طلبگار رہنا ان کی ... وصف ہیں۔ بھلا ان خوبیوں اور اوصاف کا حامل شخص بلند مقام و مرتبہ کا حامل کیوں نہ ہوگا؟ وہ بزرگان دین اور اولیاء کرام کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے انہیں حرز جاں رکھتے ہیں۔

وہ صاحب مطالعہ اور شعر و سخن کا اعلیٰ اور نفیس ادبی ذوق رکھتے ہیں کہ مقابل و مخاطب متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان کی طلسماتی شخصیت کی پرتیں اور گرہیں یکے بعد دیگرے کھلتی چلی جاتی ہیں اور ذہن و فکر کو جلا بخشتی اور روحانی بالیدگی عطا کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ ان کے حلقہ دام کے اسیروں کی تعداد لاکھوں سے کروڑوں تک پہنچ چکی ہے اور بقول مجھے:

ہم یہ مقناطیسی حلقہ توڑ سکتے ہی نہیں

ایسے میں جبکہ شہرت و ناموری ہمیشہ انکے تعاقب میں رہتی ہے وہ اس سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ درویشی و جہاں بینی کی ہمہ جہت شخصیت کے حامل حکیم طارق محمود مجذوبی، چغتائی کا کہنا ہے کہ لوگ انہیں علامہ لاہوتی پراسراری سمجھتے ہیں جو وہ نہیں جبکہ انہیں شہرت کیلئے بنانا انہیں بھی پسند ہوگا۔

قارئین فیملی میگزین کی دلچسپی کیلئے علامہ لاہوتی پراسراری کی معروف کتاب ”جنات کا پیدائشی دوست“ کا قسط وار سلسلہ شروع کیا جارہا ہے۔ اس کے بارے میں ”حال دل“ کے عنوان سے حکیم طارق محمود چغتائی مجذوبی لکھتے ہیں کہ جنات چاہے نیک ہوں یا شیطان، ہماری اس انسانی بستی کی ایسی جیتی جاگتی مخلوق ہے جو ہمارے ساتھ ہی رہتی اور بستی ہے اور زندگی کے ہر موڑ پر ان سے ہمارا واسطہ پڑتا رہا ہے۔ وہ ہم سے اتنے قریب ہیں کہ ہماری رگوں میں دوڑنے والے خون کے ساتھ وہ بھی ہمارے اندر آباد، ہمارے نفس پر سوار، دماغوں اور خیالات میں رہتے ہیں، کھانوں میں شریک، معاملات میں دخیل، بیوی اور بچوں میں حائل، کہیں رہنما کی شکل میں کہیں دشمنوں کی فوج میں، غرض اس انسانی بستی میں جہاں جہاں انسان آباد ہیں وہاں وہاں یہ بھی ساتھ ہیں اور انسانوں کے دوش بدوش کارزار حیات میں برسرپیکار ہیں۔ ”جنات کا پیدائشی دوست“ میں قرآن و احادیث کے ان حوالہ جات کا ذکر کیا گیا ہے جن میں جنات و شیاطین کا تذکرہ ہے۔ واقف اسرار الٰہی علامہ لاہوتی پراسراری کے بہت ممنون ہیں جن کی بدولت یہ کاوش منظر عام پر آئی۔ مجھے یقین ہے کہ قارئین کرام آپ ”جنات کا پیدائشی دوست“ سے مستفید ہوں، جو یقیناً آپ کو ایک ان دیکھے پراسرار وجود والی دنیا سے روشناس کرائے گا۔

ایڈیٹر فیملی میگزین
خالد شہزاد ہاشمی

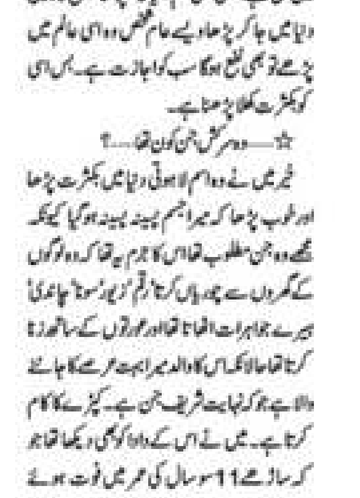

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

قدیم عظمت

عروج وزوال کا عبرتناک انجام

البرامکہ

تاریخ کا ناقابل فراموش باب، جو قاری کو اپنے سحر سے نکلنے نہیں دیتا

تاریخ کا فسوں

■ مولانا عبدالرزاق کانپوری

■ قسط نمبر 51

مسرور: امیرالمومنین! اگر حکم ہو تو تلوار اپنے پیٹ میں پار کروں؟
ہارون الرشید: ہاں مجھ کو تجھ سے ایسی ہی امید ہے تو جعفر برمکی کو پہچانتا ہے؟
مسرور: ہاں جانتا ہوں اور ایسا کون ہے جو اس بزرگ شخص کو نہ جانتا ہو۔
ہارون الرشید: تو نے دیکھا ہوگا کہ میں نے آج صبح کو اس کو کس شان سے رخصت کیا ہے۔
مسرور: ہاں امیرالمومنین!
ہارون الرشید: اچھا اب تو رخصت ہو اور جعفر کا سر کاٹ کر میرے سامنے پیش کر۔
مسرور: (کانپ کر) امیرالمومنین! یہ تو سخت مشکل کام ہے اگر یہ خدمت کسی اور کے سپرد کی جائے تو مناسب ہے۔
ہارون الرشید: نہیں ہرگز نہیں۔ یہ کام تجھی کو کرنا پڑے گا۔ اب اگر کوئی عذر کیا تو تیرا سر قلم کر دیا جائے گا۔ جب مسرور نے ہارون الرشید کا غصہ بڑھتے ہوئے دیکھا تو جان کے خوف سے رخصت ہوا۔ معاملہ اہم تھا لہٰذا رشید نے حماد بن سالم، ابن عصمہ اور ہرثمہ بن اعین کو حکم دیا کہ تم بھی مسرور کے ساتھ جاؤ اور سوڈان کے حبشیوں سے چالیس سوار اپنے ہمراہ لیتے جاؤ چنانچہ مسرور اس جماعت کے ساتھ جعفر کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا اور سب کو باہر کھڑا کر کے تنہا خیمہ کے اندر داخل ہوا۔ جعفر کی مختصر صحبت اپنے رنگ پر جمی ہوئی تھی اور ابوزکار عود پر یہ اشعار گا رہا تھا جس کی ہر تان سے جعفر کے قتل کی صدا نکل رہی تھی۔

جب جعفر کو یقین ہو گیا کہ کمبخت مسرور کسی طرح اس کو زندہ نہیں چھوڑے گا تو اس وقت کلمہ طیبہ با آواز بلند پڑھنے لگا

تو دور نہ ہو (یعنی زندہ رہ) ہر جوان کو موت آئے گی۔
رات کو آنے والا صبح کو اور ہر ذخیرہ
گویا ہوا ایک دن ختم ہو جائے گا
اور حوادث زمانے کے مقابلے میں اگر فدیہ دے کر
تجھ کو بچایا جا سکتا تو میں ہی پرانی
سب چیزیں تیرے فدیہ میں دیتا

ابوزکار نے دوسرے مصرعہ کو اچھی طرح ادا بھی نہیں کیا تھا کہ یکایک جعفر نے مسرور کو دیکھا مسرور نے جعفر کو سلام بھی نہیں کیا اور ابوزکار سے مخاطب ہو کر کہا۔
مسرور: ہاں ابوزکار کیا خوب اور حسب حال گا رہے ہو میں بھی اسی لئے آیا ہوں اور وقت بھی رات کا ہے۔
جعفر: ابو ہاشم تمہارے آنے سے مجھ کو مسرت ہوئی لیکن بلا اجازت چلے آنے کا افسوس ہے۔
مسرور: بے شک آپ کو افسوس ہوگا لیکن میں جس غرض کے لئے حاضر ہوا ہوں وہ تو اس سے بھی زیادہ قابل افسوس ہے۔
جعفر: مسرور یہ موقع اشارہ و کنایہ کی گفتگو کا نہیں ہے جو کچھ کہنا ہے صاف صاف کہو۔
مسرور: (نہایت غصہ سے) امیرالمومنین نے آپ کے قتل کا حکم دیا ہے۔
جعفر: یہ تمہاری غلطی ہے خدا کی قسم نبیذ کے نشے میں غلط ایسا حکم دیا ہوگا تو لوٹ جاؤ۔
مسرور: مذاق کیسا، میں تو آپ کا سر کاٹنے آیا ہوں اور حکماً آیا ہوں۔
جعفر: مسرور تم اس وقت واپس جاؤ اگر صبح کو امیرالمومنین کو پشیمان پاؤ تو کہہ دینا کہ جعفر زندہ ہے اور اگر وہ اپنے حکم پر مستقل رہا تو مجھے کوئی عذر نہ ہوگا اور چند گھڑیوں کی مہلت کا صلہ اس قدر دوں گا کہ جس کا حساب نہیں ہے اور اگر یہ ناممکن ہے تو مجھ کو امیرالمومنین کے سامنے لے جا کر کھڑا کر دے کیا عجب ہے کہ مجھے دیکھ کر رحم آ جائے اور اپنے حکم کو منسوخ کر دے۔

مسرور: مجھے خوب معلوم ہے امیرالمومنین آپ کو کسی طرح زندہ نہیں چھوڑیں گے اور نہ اب کسی عذر و حیلہ کا وقت باقی ہے۔
جب جعفر نے مسرور کی یہ گفتگو سنی تو اس کو اپنے قتل کا یقین ہو گیا اور مسرور سے کہا کہ "اچھا میرے قتل میں تھوڑا سا اور توقف کر اور اس مہلت کے صلہ میں یہ پچاس ہزار دینار موجود ہیں اس کو قبول کر اور امیرالمومنین سے جا کر کہہ کہ حکم کی تعمیل کر دی گئی اور میں بھی یہ حکم اپنے کانوں سے سننا چاہتا ہوں" چنانچہ مسرور نے یہ منظور کیا اور رشید سے جا کر اطلاع کی کہ میں نے جعفر کو قتل کر دیا ہے۔ ہارون الرشید اس وقت غضبناک بیٹھا ہوا تھا پوچھا او بدکار عورت کے بچے! جعفر کا سر کہاں ہے؟ مسرور نے عرض کیا کہ فلاں خیمے میں جہاں قتل کیا گیا ہے حکم دیا کہ فوراً پیش کر۔ چنانچہ مسرور جعفر کے پاس گیا اور کہا کہ اب تو میرے قول کی آپ کو تصدیق ہو گئی اس وقت جعفر رونے لگا اور مسرور کے قدموں پر گرنا چاہا اور نہایت عاجزی کے لہجے سے کہا کہ "مجھے اس قدر مہلت دے کہ میں حرم میں جا کر جو وصیت کرنا ہے کر آؤں لیکن مسرور نے یہ درخواست نامنظور کی اور کہا کہ "جو وصیت کرنا ہے اس خیمہ کے کر لیجئے، اندر جانے کی اجازت نہیں مل سکتی ہے" جب جعفر نے کہا کہ "اے مسرور! میرے جس قدر حقوق تجھ پر ہیں کیا اس کے مکافات میں ایک ساعت کی مہلت دینے کی تجھ کو قدرت نہیں ہے" مسرور نے کہا میں مجبور ہوں امیرالمومنین کے حکم کے خلاف کیوں کر کروں؟ جب جعفر کو یقین ہو گیا کہ کمبخت مسرور کسی طرح اس کو زندہ نہیں چھوڑ سکتا اس وقت کلمہ طیبہ با آواز بلند پڑھا اور حاضرین جلسہ کو مخاطب کر کے کہا کہ
جعفر کی وصیت: تم گواہ ہو میرے جس قدر لونڈی غلام ہیں وہ آج سے فی سبیل اللہ آزاد ہیں اور میرا جس قدر مال ہے وہ مساکین پر وقف ہے۔ جس قدر امانتیں اور قرضہ لوگوں پر ہے میں اس کو بھی معاف کرتا ہوں۔ حاضرین جلسہ کا اس وقت برا حال تھا سب زار زار رو رہے تھے۔

فیملی میگزین میں "البرامکہ" کا قسط وار سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے جو جتنا دلچسپ اور حیرتناک ہے اور اس سے کہیں بڑھ کر عبرتناک بھی ہے۔
"البرامکہ" معروف مصنف اور محقق مولانا عبدالرزاق کانپوری کی شہرہ آفاق تصنیف ہے جو نظام الملک طوسی، سفرنامہ ناصر خسرو، یادایام، الفاروق اعظم، تاریخ اسلام (چھ جلدیں) تاریخ جاہلیت، تاریخ یمن، تاریخ افغان، تاریخ بھوپال، مامون الرشید جیسی کتب لکھ چکے ہیں۔ البرامکہ 1315ھ میں پہلی بار شائع ہوئی اور 1357ھ میں مصنف نے مزید حاصل شدہ ماخذوں سے اس کی تکمیل فرمائی، ایک ایک لفظ کو چالیس سال کی مدت میں بار بار دیکھا اور درست کیا۔ البرامکہ بلاشبہ ایک بالغ نظر محقق اور مصنف کی نصف صدی کی کاوش کی اعلیٰ ترین تصنیف ہے۔ البرامکہ پر اس سے زیادہ اہم اور معلومات افزا کوئی اور کتاب نظر نہیں آئی۔
"البرامکہ" میں خاندان برامکہ کی وجہ تسمیہ، ابتدائی تاریخ، بنو امیہ کی سلطنت کا زوال اور دولت عباسیہ کا آغاز، قدیم بغداد، تعمیر بغداد، فصیل، طلائی محل، قصر الخلد، جامع منصور عباسی، رجال خالد برمکی کا علم و فضل، وکلی اقتدار، ابوالفضل، یحییٰ بن خالد برمکی، ہارون الرشید کی تخت نشینی، یحییٰ برمکی کی وزارت اور اقتدار، یحییٰ کے علمی کارنامے، ہندوستان کا علمی ذخیرہ، بغداد میں ایران کا تاریخی سرمایہ عربی میں، ہزار افسانہ الف لیلیٰ کی اشاعت، دربار برامکہ کے شعراء، مغنی، خلفائے عباسیہ کی بزم طرب، حرم سرا کی محفلیں، ہندوؤں کا شگون، یعقوب بن اسحاق سے یحییٰ کا فال دکھلانا، فضل برمکی، جعفر برمکی، وزارت فضل برمکی، جعفر کی مستقل وزارت، ہارون الرشید اور جعفر کا اتحاد، جعفر کا فضل و کمال، شعراء کی قدر دانی، فصاحت و بلاغت، جعفر برمکی کا ہارون الرشید کی بہن عباسہ سے نکاح، ہارون الرشید کی جعفر سے بدگمانی، اسباب زوال برمکی، تعمیر قصر جعفر برمکی، خریداری باندی کنیز، گمنام خطوط سے اشتعال، جعفر کو اپنے قتل کا یقین ہونا، جعفر برمکی کا اندوہناک قتل، آل برامکہ کی گرفتاری، محلات، جائیداد اور جاگیر کی قرقی، آل برمک پر مظالم، قید میں فضل پر تشدد، جعفر کی نعش کا پل پر لٹکانا اور بعد ازاں جلانا، جعفر کے قتل کے بعد ہارون الرشید کا نادم ہونا، محمد یحییٰ اور فضل برمکی کی موت، برامکہ کی تباہی اور تباہی پر نوحہ خوانی، امین و مامون کی ولیعہدی، شبستان عیش میں قصہ خوانی، کنیزوں کی خوش طبعیاں، ان کی برجستہ گوئی، زبیدہ بیگم، ہارون الرشید کا سفر طوس اور موت، ازواج، اولاد، معاصر سلطنتیں اور خاتمہ اور بہت کچھ تفصیل سے پڑھنے کو ملے گا۔
"البرامکہ" کے عروج و زوال اور عبرت انگیز انجام کا فسوں قاری کو اپنے سحر سے نکلنے نہیں دیتا اور ان کی فیاضی، دریا دلی، ذوق علمی، اہل علم کی قدر دانی، بزرگان دین کی خدمت اور دیگر یادگار ناقابل فراموش کارنامے اور واقعات ذہن پر نقش اور کندہ ہو جاتے ہیں، خاص کر جعفر برمکی کا تذکرہ جتنا دلچسپ ہے اتنا ہی عبرتناک بھی ہے کہاں تو یہ محبت کہ ہارون الرشید نے اس کی ماں کا دودھ پیا تھا، اسے وزارت پر فائز کیا، ایک پلیٹ میں کھانا، ایک ساتھ اور ساتھ سونا، ایک ہی قسم کے لباس اور چوغے پہنتے اور بھی ایک ہی لبادہ میں آتے، اپنے ساتھ ... جعفر کو ہمیشہ بھائی کہہ کر بلاتا، جعفر کا شاہی محل میں کسی سے پردہ نہ تھا پھر اچانک اس نے جعفر جیسے شخص کو کیسے قتل کرا دیا اور آل برامکہ کو برباد اور صفحہ ہستی سے مٹا دیا؟ جعفر کی فصاحت و بلاغت کا یہ عالم تھا کہ جاحظ بری کی روایت ہے کہ جعفر کے سامنے ایک ہزار سے زیادہ عرضیاں گزریں اور اس نے اپنے قلم سے حکم لکھے اور ہر حکم میں مکرر الفاظ نہیں آئے۔ اس کے حکم نامے بازاروں میں لوگ اشرفیوں کے عوض خریدتے تھے۔ اس کے بڑے بھائی فضل برمکی نے شاعر مروان بن ابی حفصہ کو ایک شعر کا صلہ سات لاکھ درہم دیئے اس سے بڑی ادبی قدر دانی کی مثال ملنا مشکل ہے۔
امید ہے "البرامکہ" کا یہ دلچسپ سلسلہ قارئین کو اپنے طلسم سے نکلنے نہیں دے گا اور صدیوں کی گرد میں دبے اس خاندان کے عروج و زوال اور نشیب و فراز سے بھی آگاہ کرے گا۔
(ایڈیٹر فیملی میگزین خالد بن ہاشمی)

فضل کی تقریر سُن کر ہارون الرشید چپ چاپ خفا ہو کر چلا گیا پھر ان قیدیوں پر جو سختی کی گئی وہ ناقابل بیان ہے

آل برمک کا بغداد میں قید ہونا اور مصائب

اطلاع یحییٰ کا ہارون الرشید سے رہائی کی درخواست کرنا اور نامنظور ہونا مع دیگر واقعات
جعفر کا غم سب سے زیادہ فضل برمکی کو تھا اور اپنے عزیز بھائی کے فراق میں کسی وقت اس کو آہ و زاری سے فرصت نہ تھی۔ خالد بن عثمان، فضل کا ایک مصاحب راوی ہے کہ جعفر کے قتل کے بعد فضل کا کھانا پینا بالکل چھوٹ گیا اور یہ ارادہ کر لیا تھا کہ اسی حالت میں دنیا سے رخصت ہوں۔ جب ہارون نے یہ حال سنا تو رات کے وقت فضل کے پاس گیا اور جب فضل نے ہارون کو آتے ہوئے دیکھا تو تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا اور ہارون کو سلام کر کے بے ساختہ رونے لگا۔

ہارون اور فضل کی گفتگو

ہارون نے فضل کو مخاطب کر کے کہا کہ "جعفر کے قتل کا تم کو اس قدر افسوس کیوں ہے؟ وہ تو فاسق اور بد چلن تھا اور تم سے اس کو دلی رنج تھا۔ کیونکہ مجھے اکثر جعفر نے اس پر آمادہ کیا تھا کہ میں تم کو مضرت پہنچاؤں علاوہ ازیں تمہاری ماں اور ہے اور جعفر کی ماں اور" ہارون کی تقریر سن کر فضل سے ضبط نہ ہو سکا اور رونے لگا۔ جب ہارون نے گلے لگا لیا اور چوبدار اور سے تھے وہ فضل کو ازحد ادب پھر کھانا منگایا اور قسمیں دلا کر کسی قدر کھلایا اور فضل سے کہا کہ "تم جعفر کا غم نہ کرو وہ تم سے نہ صرف عداوت ہی رکھتا تھا بلکہ تم کو معزول کرانا چاہتا تھا" فضل نے جواب دیا کہ "میں نے مانا کہ جعفر ایسا ہی تھا لیکن اس کا قصور ایسا نہ تھا جس پر امیرالمومنین نے قتل کر دیا تو آپ کو معلوم ہے کہ اب جعفر جیسا وزیر آپ کو میسر نہیں آ سکتا ہے اور وہ بے گناہ قتل کیا گیا ہے۔ جب اس کے ساتھ یہ برتاؤ کیا گیا تو میں نہیں کہہ سکتا ہوں کہ یحییٰ اور نیز میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔"
فضل کی تقریر سن کر ہارون چپ ہو رہا اور خفا ہو کر چلا گیا پھر ان قیدیوں پر جو سختی کی گئی وہ ناقابل بیان ہے۔

قید میں فضل پر تشدد

ابوالحسن احمد بن حسین (عدالت میں محرر تھا) راوی ہے کہ ایک دن مسرور نے چند غلاموں کو طلب کیا اور ان کو جیل روانہ کیا اور پھر چند غلام ساتھ لے کر خود روانہ ہوا۔ منڈیل سر پر بندھی ہوئی تھی اور ایک تازیانہ ہاتھ میں تھا۔ میں سمجھ گیا کہ فضل کو سزا دینے جاتا ہے۔ میں بھی ساتھ ہو لیا اور مسرور کو سلام کیا مجھے دیکھ کر کہنے لگا کہ تم بھی چلو دیکھو تو آج فضل کے ساتھ کیا کرتا ہوں" یہ سن کر میرے ہوش جاتے رہے۔ کیونکہ میں فضل کا پروردہ تھا اور ہر روز دو مرتبہ جا کر دیکھ آتا تھا مسرور نے جیل میں پہنچ کر فضل کو بلایا اور نہایت حقارت آمیز کلمات سے مخاطب ہوا۔ فضل نے کہا کہ "مسرور ہم پر یہ عتاب کیوں ہے" جواب دیا کہ امیرالمومنین نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تمہارے مال و دولت کی تصدیق کروں کہ کس قدر ہے اور جو کچھ ہے وہ پیش کیا جائے کیونکہ امیرالمومنین کو روپے کی سخت ضرورت ہے۔ اگر سچ سچ نہ بتاؤ گے تو دو سو تازیانے لگائے جائیں گے۔" فضل نے کہا "اے مسرور تو خدا سے نہیں ڈرتا ہے میں تجھے اس کے قہر سے آگاہ کرتا ہوں جو تجھے حکم ہے اس کو پورا کر البتہ اس قدر اچھا ہے کہ کوڑے کی آواز بابا جان کے کانوں تک نہ پہنچے ورنہ ان کے دل پر سخت صدمہ پہنچے گا۔ دوسرے یہ کہ امیرالمومنین سے کہہ دے کہ ہمارے پاس جو دولت تھی وہ سب خرچ ہو چکی ہے۔ بلکہ اس ایثار و کرم سے امیرالمومنین رضامند تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ "تم پر خدا کی رحمت ہو کیا اچھی زندگی بسر کرتے ہو اور یہ بھی معلوم ہے کہ نہ ہم نے چوری کی ہے نہ خیانت جو مال تھا وہ سب فی سبیل اللہ صرف ہو چکا ہے" مسرور تو خوب جانتا ہے کہ ہم اپنی عزت کو مال سے بچاتے ہیں اور جان تو مال سے کہیں زیادہ عزیز ہے بجائے ایک کوڑا کھانے کے جان دے دینا آسان ہے۔" مسرور نے فضل کی باتیں سنیں تو غصے سے آگ بگولہ ہو گیا اور چاروں غلاموں کو جو اس کے ہمراہ تھے حکم دے دیا کہ ہر ایک پچاس پچاس کوڑے فضل کو پیٹھ پر ماریں چنانچہ ان غلاموں نے نہایت بے دردی سے حکم کی تعمیل کی اور شدت ضرب سے فضل بے ہوش ہو گیا۔ جب مسرور چلا گیا تو میں نے فضل کا سر گود میں لے لیا۔ تھوڑی دیر میں فضل نے آنکھ کھولی میں نے تسلی دی اور کہا کہ ہارون الرشید پر خدا کی لعنت ہو جس نے تم کو صدمہ پہنچایا ہے۔ فضل نے کہا کہ اس کی جواب دہی قیامت میں ہو گی۔ اور مجھے حکم دیا کہ ایک ہوشیار جراح کو لاؤ کیونکہ میرے جسم کا اکثر حصہ پھٹ گیا ہے اور زخموں کی تو کوئی انتہا نہیں ہے۔ میں نے جراح کو حاضر کر دیا اور علاج شروع ہو گیا۔ جب یحییٰ کو فضل کی خبر ہوئی تو خودکشی پر آمادہ ہو گیا۔ لیکن پہرے کے سپاہیوں نے اس کو اس ارادے سے روکا۔ جس وقت بغداد میں یہ خبر مشہور ہوئی اس وقت لوگوں کا برا حال تھا۔ مگر ہارون کے خوف سے سب چپ تھے۔ میں روزانہ جراح پری کو جایا کرتا تھا۔ چنانچہ چند روز میں فضل کو صحت ہو گئی۔ غسل صحت کے دن یحییٰ بن معاذ سے قرض لے کر دس ہزار دینار اس جراح کو انعام دیئے۔ لیکن اس نے لینے سے انکار کیا۔ فضل نے سنا تو دس ہزار دینار اور بڑھا دیئے لیکن جراح نے اب بھی یہ انعام قبول نہ کیا۔ (حقیقی فیاضی اس کو کہتے ہیں) اور مجھ سے کہا کہ "بھائی صاحب! دیکھتے ہو ہارون نے میرے ساتھ کیا کیا ہے؟

فضل نے ہارون کو جواب دیا، جعفر کا قصور ایسا نہ تھا جس پر اسکو امیرالمومنین نے قتل کر دیا، اب جعفر جیسا وزیر آپ کو میسر نہیں آسکتا

فضل کی ایک تقریر

میرے باپ نے ہارون پر ہزاروں احسان کئے ہیں۔ خلیفہ ہادی، ہارون کے قتل پر تلا ہوا تھا۔ میرے باپ کی سعی کا نتیجہ ہے کہ وہ زندہ رہا اور ہماری ہی کوشش سے ہارون کو تخت سلطنت پر بیٹھنا نصیب ہوا ہے۔ میری ماں کا اس نے دودھ پیا ہے اور جس قدر ممالک فتح ہوئے ہیں وہ ہماری ہی جانفشانی کا نتیجہ ہے جو خدمت ہمارے سپرد تھی اس میں اور نیز جاگیرات میں ہم نے کوئی خیانت نہیں کی ہے نہ کبھی بدخواہی کا خیال ہمارے دل میں آیا ہے۔ ہمارے ساتھ ہارون نے بڑے بڑے وعدے اور عہد کئے ہیں لیکن افسوس ہے کہ اس وقت اس نے سب کو بھلا دیا ہے۔

جب یحییٰ کو فضل کی خبر ہوئی تو خودکشی پر آمادہ ہو گیا۔ لیکن پہرے کے سپاہیوں نے اس کو اس ارادے سے روکا

مال کے حیلے سے ہم کو قید کر دیا ہے نہ اس کو خدا کا خوف ہے نہ لوگوں سے شرم ہے کہ آخر اس ظلم کو دیکھ کر خلق خدا مجھ کو کیا کہے گی۔ ہارون الرشید کی بے وفائی اور عہد شکنی مسلمانوں کو یاد رہے گی اور ہم تو اب چند روز کے مہمان ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ ہمارے بعد ہارون کو بھی بقا نہیں ہے۔
(جاری ہے)

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ہمسفر

حسن و عشق کی چاشنی اور پھلجڑیوں سے آراستہ

معاشرتی خوبیوں اور خامیوں کا مرقع، اصلاحی تحریر

■ ایم اے راحت

■ قسط:20

ردا ان خرابیوں پر غور کرنے لگی۔ ابھی تک بظاہر اسے شہاب صاحب کی طرف سے ایسی کسی بات کا احساس نہیں ہوا تھا۔

شام تک اس نے دل ہی دل میں یہ فیصلہ کر لیا کہ کچھ بھی ہو اپنے مستقبل کا دفاع کرے گی۔ ابھی اس جگہ سے یا ان لوگوں سے بددل ہونا مناسب نہیں ہے۔ شام کے معاملات جوں کے توں تھے کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی۔ دوسرے دن وہ پھر دفتر آ گئی۔ تنویر نے اسے تھوڑی دیر بعد اپنے کمرے میں بلا لیا ایسا دوسری بار ہوا تھا۔ ردا اس کے کمرے میں پہنچی تو اس نے کچھ کاغذات خصوصی طور پر اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"ردا آپ کو تھوڑا سا میرا کام بھی سنبھالنا ہوگا، میری مصروفیات کچھ بڑھ گئی ہیں آپ پر بار تو نہیں ہوگا"۔

"نہیں نہیں، کام کیلئے میں کبھی کسی کوتاہی کا مظاہرہ نہیں کروں گی"

"حالانکہ دل چاہتا ہے کہ آپ کو سکون سے آپ کے آفس میں بیٹھنے دیا جائے کوئی کام نہ کرنا پڑے آپ کو۔ لیکن میرا خیال ہے اس طرح آپ خود بھی بور ہو جائیں گی۔"

"ہاں تنہا بیٹھے رہنا کیا معنی رکھتا ہے" ردا نے سادگی سے جواب دیا۔

"شہاب سے آپ کے بارے میں بہت زیادہ معلومات نہیں ہو سکیں ردا ان سے آپ کا کیا رشتہ ہے؟"

"کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ یہ بات آپ ان سے ہی پوچھیں"۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں، کیوں نہیں، اگر نہ بتانا چاہو تو میں ضد نہیں کروں گا، بھئی آپ کی شخصیت ایسی ہے کہ خواہ مخواہ دل میں تجسس پیدا ہوتا ہے کہ کیا آپ نے کبھی خود پر غور کیا ہے ردا؟"

"ہر شخص خود پر ہمیشہ غور کرتا ہے" ردا گول مول لہجے میں بولی۔

"شاید ایسا نہیں ہے، میں نے تو کبھی اپنے آپ پر غور نہیں کیا۔ بس ایک عام سی زندگی ہے میری۔ صبح جاگتا ہوں، دن گزارتا ہوں اور رات کو سو جاتا ہوں۔ زندگی میں کوئی جدائی کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ البتہ خواہش ضرور ہوتی ہے کچھ دوست ہوں، کچھ ساتھی ہوں، ان کے ساتھ اٹھا بیٹھا جائے، زندگی کی دلچسپیوں میں حصہ لیا جائے۔ آپ کا کیا خیال ہے ردا اس بارے میں؟"

"یقیناً انسان کی کچھ خواہشات ہوتی ہیں"

"آپ کے دل میں کبھی ایسی کوئی خواہش پیدا نہیں ہوتی؟"

"جی نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے شہاب صاحب کی کوٹھی میں دوستیاں حاصل ہیں۔ شاید میری دوست ہیں اور بھی چند لڑکیاں ہیں جن کے ساتھ میرا بہتر وقت گزرتا ہے"۔

"آپ کسی کے بارے میں ہمدردی سے سوچنے کی قائل ہی نہیں ہیں؟"

"میں نہیں سمجھی آپ نے کس کے بارے میں کہا؟"

"مثلاً میں، بتا چکا ہوں آپ کو کہ بے کیف زندگی گزار رہا ہوں اگر اس زندگی میں کسی دوست کی خواہش محسوس ہو تو کیا غلط ہے"۔

"شہاب صاحب سے آپ کا کیا رشتہ ہے؟" ردا نے چبھتے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

"رشتہ ـــ رشتہ نہیں دوستی ہے" تنویر بے اختیار بولا۔

"آپ تو فرما رہے ہیں کہ آپ دوستوں سے محروم ہیں۔ اور اب آپ اعلان کر رہے ہیں کہ شہاب صاحب سے آپ کی دوستی ہے۔"

"ہاں وہ تو ٹھیک ہے ایسے بہت سے دوست ہیں۔ لیکن لیکن ـــ"

"کیا آپ شہاب صاحب کی دوستی سے غیر مطمئن ہیں؟" ردا نے دوسرا وار کیا۔

"نہیں ایسی بات بھی نہیں ہے، بس۔" تنویر چند لمحات کیلئے لاجواب ہو گیا تھا اسے اس معصوم لڑکی سے ایسی لفظی گرفت کی توقع نہیں تھی۔ ردا سنجیدگی سے بولی:

"تنویر صاحب میں اپنے دائرے میں رہنے والوں میں سے ہوں۔ میری زندگی کا ایک معمول ہے اور میں اس معمول میں تبدیلیاں نہیں پیدا کر سکتی، بہتر یہی ہوگا آپ میرے پاس رہیں، میں اپنی حیثیت سے بڑے لوگوں سے دوستی کی قائل بھی نہیں ہوں اور پھر دوستی کا لفظ میں صرف اپنی صنف کیلئے مخصوص رکھنا چاہتی ہوں۔ مرد دوستوں سے کبھی میں متعارف ہوئی ہوں اور نہ آگے زندگی میں میرا ایسا کوئی خیال ہے۔ بہتر ہوگا کہ میرے بارے میں کوئی مناسب فیصلہ کر لیجئے"۔

تنویر ششدر رہ گیا تھا۔ یہ حسین لڑکی اتنی زیرک اور اتنی محتاط ہوگی۔ اس کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔ ردا اس سے اجازت لے کر اپنے کمرے میں چلی آئی۔ تنویر نے ٹیلی فون پر شہاب کو تلاش کرنا شروع کر دیا لیکن شہاب سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ اسی رات کلب میں شہاب تنویر کو مل گیا۔

"کہاں مر گئے تھے یار آج دن بھر تمہیں مختلف جگہوں پر فون کرتا رہا"

"خیریت کیا ضرورت پیش آ گئی میری؟"

"بھائی گھپلا ہو گیا میرے خیال میں" تنویر نے کہا۔

"کیا مطلب؟" شہاب صاحب نے پوچھا اور تنویر نے اپنی اور ردا کی گفتگو بتا دی۔ شہاب صاحب چند لمحات سوچتے رہے پھر غصیلے انداز میں بولے

"مجھے تم سے اتنی جلد بازی کی توقع نہیں تھی تنویر۔ خواہ مخواہ میری پوزیشن خراب کر دی۔ ردا نے اگر یہاں تک سوچ لیا تو پھر یہ بھی سوچا ہوگا اس نے کہ میں بہر طور تمہارا دوست ہوں اور میری مرضی کے بغیر تم اس سے اس حد تک گفتگو نہیں کر سکتے تھے"۔

"مگر یار میں نے تو کوئی ایسی بات کہی بھی نہیں تھی"

"تنویر! تمہیں ابھی خاموشی اختیار کرنی تھی، بہر حال اب جو کچھ کر بیٹھے ہو اسے بھگتنا ہوگا۔ اب اپنے رویے میں پہلے جیسی تبدیلی کر لو۔ جو گناہ تم اسے دے رہے ہو اگر وہ بنا گناہ گزار رہی ہے تو اس کی ادائیگی میرے ذمے"۔

"نہیں یار ایسی کوئی بات نہیں بس شاید واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی ابھی تو اسے کچھ دن بھی نہیں گزرے"۔

"اس غلطی کو بھگتو میری پوزیشن بھی اس میں شامل ہے"۔ شہاب صاحب نے کہا اور تنویر گہری گہری سانسیں لینے لگا۔

دو نمبر کے گھر میں ایک چھوٹا سا پتھر گرا اور عصمت چونک پڑی۔ یہ پتھر کس نے پھینکا۔ وہ پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"کون تھا؟" بمشکل اس نے سرگوشی کے انداز میں پوچھا۔

"مسز جمن" ندرت نے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر باورچی خانے میں لے آئی"۔ یہ تمہارا حال کیوں خراب اور ہانپ رہی ہو باجی"

"یہ سب ـــ یہ سب کیا ہے ندرت؟" عصمت نے کہا۔ ندرت چاولوں کی ٹرے باورچی خانے میں ہی لے آئی تھی۔

"لطف آ رہا ہے باجی، خدا کی قسم بڑا لطف آ رہا ہے" ندرت نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا بکواس کر رہی ہے، دماغ خراب ہوا ہے تیرا؟"

"پوری بات تو سن لو باجی، بعد میں ڈانٹ لینا۔ جمن سے میرا ٹکر چل رہا ہے"۔ ندرت نے کہا اور عصمت اسے گھورنے لگی۔ چند لمحات وہ خاموشی سے ندرت کو دیکھتی رہی اور پھر اس نے نفرت بھرے انداز میں کہا۔

"تیرے یہ ہتھکنڈے کتنے گھٹیا ہیں ندرت اس پر غور کیا تو نے ـــ"

"تو ہم کون سے بڑھیا ہیں باجی، جس ماحول کے لوگ ہیں اسی ماحول کی زبان استعمال کرنی چاہئے ہمیں، تمہارا کیا خیال ہے مجھے یہ الفاظ مہذب انداز میں کس طرح کہنے چاہئے تھے؟"

باورچی خانے سے باہر نکل گئی۔ امی اور اماں بی اپنی اپنی کمرے میں تھیں۔ ندرت سامنے بیٹھی چاول چن رہی تھی۔ عصمت تھوڑی دیر تک سوچتی رہی، پھر وہ بھی باورچی خانے کی طرف جا رہی تھی کہ اتنا ہی جڑا ایک پتھر اندر آ گیا اور اتفاق سے ندرت کے بالکل قریب گرا۔ اس بار عصمت نے پتھر کی سمت دیکھی تھی۔ یہ تین نمبر کے صحن سے پھینکا گیا تھا۔

ندرت چاول کی ٹرے رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"یہ جمن کی ماں اب اوچھی حرکتوں پر اتر آئی ہے۔ دیکھو یہ دوسرا پتھر ہے"۔ عصمت نے تنتنے بھلاتے ہوئے کہا۔ ندرت نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر عصمت کو خاموش رہنے کیلئے کہا اور پھر چارپائی دیوار کے سہارے کھڑی کر کے اس پر چڑھ گئی۔ صحن میں جمن تیسرا پتھر لئے تیار کھڑا تھا۔

ندرت نے سرگوشی کی "اے کیا کر رہے ہو؟"

"سلام عرض" جمن نے گردن خم کر کے کہا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے جمن"

"اماں، خالہ شیرا کے گھر گئی ہیں"۔

"تو پھر ـــ؟"

"کل آئیں گی ـــ ہی ہی ہی" جمن نے ہنس کر کہا۔

"پتھر کسی کے لگ جاتا تو؟"

"بہت چھوٹا تھا" جمن بولا۔

"پھر بھی آئندہ ایسی حرکت مت کرنا"۔

"آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں"۔

"اس وقت؟"

"پھر کس وقت اماں خالہ ـــ" جمن نے کہنا چاہا لیکن ندرت نے اس کی بات کاٹ دی۔

"میری امی کسی خالہ کے ہاں نہیں گئیں، رات کو کوارٹر کے پیچھے املی کے درخت کے پاس آ جانا اس پچھلے کے بعد"۔

"انتظار کروں گا"

"خدا حافظ" ندرت نے کہا۔ عصمت چارپائی سے لگی کھڑی تھی۔ وہ بار بار اندرونی کمرے کی طرف دیکھ رہی تھی جہاں اماں بی وغیرہ موجود تھیں اور اس کا رنگ پیلا پڑتا جا رہا تھا۔ یہ سب کچھ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ ندرت نیچے اتری تو وہ پھٹی

"ندرت! تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے" عصمت بول کر بولی۔

"ہاں پاگل ہو گئی ہوں میں مسز جمن کے لئے"۔

"ندرت ـــ ندرت ـــ خدا کیلئے کیا حماقت کر رہی ہو، کیا وہ ہمارے معیار کا آدمی ہے، کیا ـــ کیا ایک باورچی اس قابل ہو سکتا ہے تجھے کیا ہو گیا ہے، بیوقوف لڑکی؟"

"آہ ـــ اسے باورچی نہ کہو وہ خانساماں ہے اور آپ جانتی ہیں باجی کہ خانساماں کیا چیز ہوتا ہے۔ یہ تو موجودہ دور کی ناقدری ہے اس وقت

تاول

جب حجام اور جانی ہیئر ڈریسر اور بیوٹی آرٹسٹ بن گئے ہیں باورچی بیچارہ ـــ باورچی ہی رہا، کاش اس کیلئے بھی کوئی گنجائش نکالی جاتی" ندرت بولی۔

"ندرت، یہ اگر کوئی مذاق ہے تو میری قسم اسے بند کر دے ورنہ میرے دل کی حرکت بند ہو جائیگی" عصمت نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

"تمہارا دماغ بالکل ہی خراب ہو گیا ہے۔ باجی کیا فضول باتیں کئے جا رہی ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ میں اس ستھوں باورچی اور اس کی ماں کو کسی عزت کی نگاہ سے دیکھوں گی جو بدتمیزیاں ان لوگوں نے کی ہیں جو توہین اماری کی گئی ہے کیا اسے آسانی سے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔" ندرت نے کہا اور عصمت پھر چونک پڑی۔

"تو پھر ـــ؟"

"ذرا انسان بن کر سوچو اپنی بہن کے بارے میں یہ بدگمانی اچھی تو نہیں۔ ندرت کو جانتی ہو اور اس کے بعد ایسی باتیں کر رہی ہو"۔

"مگر ندرت یہ سب کچھ ـــ آخر اس کی اتنی جرأت کیسے ہوئی؟"

"تفصیل پوچھنا چاہتی ہو تو چائے پلاؤ ممدوحی" ندرت نے آنکھیں بند کر کے کہا اور عصمت اسے گھورنے لگی۔

"پاگل کر دیا ہے تو نے مجھے۔ تیری ان حرکتوں نے تو میری زندگی اجیرن کر دی ہے کیا کروں کیسے تجھ سے نجات حاصل ہو جائے گی۔" ندرت نے کہا اور عصمت بے اختیار مسکرانے لگی۔

"اگر یہ بات میرے بس میں ہو تو سب سے پہلے میں کروں۔"

"چلو چائے کا پانی رکھو ورنہ کچھ نہیں بتاؤں گی" ندرت ضدی انداز میں کہا اور عصمت نے گہری سانس لے کر چھوٹی سی دیگچی میں چائے کا پانی چڑھا دیا۔

"ہوں جب تم اس میں پتی ڈالو گی باجی اور اس کی سوندھی سوندھی خوشبو فضا میں منتشر ہو گی تو میری زبان کھلے گی"۔

"بدتمیزی آخر اس نے کیوں کی"

"میں نے شہ دی تھی اسے"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ مسز جمن ان دنوں میرے بارے میں سوچ رہے ہیں ان کی ماں نے ہمارے لئے اپنے بیٹے کا پیغام دینے کی کوشش کی تھی اور اس کے بعد جو انہوں نے حرکتیں کی تھیں کیا آپ کے خیال میں باجی انہیں اس کی سزا نہیں ملنی چاہئے تھی"۔

"آپ تو فرما رہے ہیں کہ آپ دوستوں سے محروم ہیں۔ اور اب آپ اعلان کر رہے ہیں کہ شہاب صاحب سے آپ کی دوستی ہے۔" ردا نے کہا

"نہیں ایسی بات بھی نہیں ہے، بس۔" تنویر چند لمحات کیلئے لاجواب ہو گیا تھا اسے اس معصوم لڑکی سے ایسی لفظی گرفت کی توقع نہیں تھی

ردا سنجیدگی سے بولی: "تنویر صاحب میں اپنے دائرے میں رہنے والوں میں سے ہوں۔ بہتر یہی ہوگا آپ میرے پاس رہیں، میں اپنی حیثیت سے بڑے لوگوں سے دوستی کی قائل بھی نہیں ہوں....."

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ناول

"سزا تو دے دی تھی ہم نے اب کوئی سزا باقی رہ گئی تھی اب اس کی جرأت کبھی نہیں ہو سکتی مگر یہ جو کچھ کر رہی ہے ندرت یہ بہت خطرناک ہے۔"

"ارے چھوڑو باجی خطرناک ــــ خطرناک کیا کھڑکا ہے تم نے آخر کیسے خطرناک ہے کوئی ہماری توہین کر کے صاف نکل جائے جاہل ہے کہیں کا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے ندرت مگر جمن کو ــــ جمن کو ــــ" وہ ہکلا کر رہ گئی۔

"پانی کھول رہا ہے، پتی ڈالو" ندرت نے کہا اور عصمت نے چائے کی پتی دیگچی میں ڈال دی ندرت گہری سانسیں لیتی ہوئی بولی۔

"آہ وہ ایک حسین شام تھی جب ہوٹل میں میری ملاقات جمن صاحب سے ہوئی۔ کتنے حسین لگ رہے تھے وہ دیگچی میں کفگیر چلاتے ہوئے۔ کیا شخصیت ہے کیا انداز ہے اور مسٹر جمن معلوم کر کے ششدر رہ گئے کہ میں وہی لڑکی ہوں جس کیلئے ان کی ماں نے رشتہ دیا تھا اور جس کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں ہے۔"

عصمت کبھی ہنس رہی تھی اور کبھی پریشان ہو جاتی تھی۔ ندرت اپنی دھن میں مسلسل بولے جا رہی تھی۔

"میں نے مسٹر جمن سے کہا کہ مجھے خود معلوم نہیں تھا کہ وہ حسین شخصیت ان کی ہے جس کیلئے میری زندگی بھر کی رفاقت مانگی گئی تھی۔ میں نے ان سے کہا مجھے اب اس رشتے کے ٹھکرانے کا بڑا افسوس ہے۔ اس کے بعد میری مسٹر جمن سے تین چار ملاقاتیں اور ہوئیں میں نے ان سے کہا کہ ان کی شخصیت میں جو بانکپن ہے میں اسے اس کے اصل روپ میں دیکھنا چاہتی ہوں اور جب مسٹر جمن میرے خوابوں کے شہزادے بن کر میرے سامنے آ گئے گے تو میں ــــ تو میں ــــ ہائے باجی ذرا یہ چاول چھانو۔" ندرت نے چاولوں کی ٹرے عصمت کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کمبخت کرتوتوں کو میرا دماغ خراب کر کے رکھ دیا ہے تو نے" عصمت نے ٹرے اس کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا اور چائے کا برتن صاف کرنے لگی۔

"کمال ہے یار ذرا سے چاول نہیں چن سکتیں میرے لئے۔"

ندرت نے منہ بناتے ہوئے چاولوں کی ٹرے پھر اپنے قریب سرکالی۔

"تیرے حصے میں کام ہی کیا آتا ہے۔ اس مفت خوری کی عادت بڑھتی ہی جا رہی ہے" عصمت نے کہا۔

"ہائے باجی، راج کر رہی ہوں آپ کے زیر سایہ کل کو اپنے گھر کی ہو جاؤں گی تو پھر یہ ساری ٹینشنیں میرے ہی کندھوں پر تو آ پڑیں گی اور پھر ایسے کام۔ توبہ توبہ چاول چھانا آتا کو ندرت مت جھاڑو لگانا تم غور کرو باجی مجھ جیسی سیماب صفت لڑکی ایسے کاموں کے لئے ہے؟"

"پھر کون سے کام کریں گی حضور؟"

"ہوائی جہاز اڑاؤں گی محاذ جنگ پر پہنچ دو دیکھو تمہیں کیا کر کے دکھاتی ہوں۔ کسی خلائی مشن پر پہنچ دو دیکھنے والے دیکھیں گے ندرت کو" ندرت نے سینہ تان کر کہا۔

عصمت نے چائے تیار کر کے اس کے سامنے رکھ دی اور ندرت نے چاولوں کی ٹرے پھر اس کی طرف سرکا دی۔

"تیری یہ حرکتیں مجھے بالکل پسند نہیں ہیں ندرت، بہت تیزی سے دوڑ رہی ہے۔ ٹھوکر نہ کھا جائے"

"ایک وعدہ کرتی ہوں باجی ٹھوکر کھا کر گری بھی تو کسی کے اوپر ہی گروں گی مجھے چوٹ نہیں آئے گی"

"خدا کرے تجھے زندگی میں کبھی چوٹ نہ آئے"

"ہائے باجی چائے کی خوشبو" ندرت نے چائے سے اٹھنے والی بھاپ کو سونگھتے ہوئے کہا۔

"مجھے اڑانے کی کوشش مت کرو ندرت واقعی میں پریشان ہو گئی ہوں"

"اب آپ کو پریشانیاں مول لینے کا شوق ہے تو میں کیا کر سکتی ہوں"

عصمت کی آنکھوں میں بے چینی کے آثار منجمد تھے۔ ندرت چائے کے گھونٹ لیتی ہوئی بولی" جمن کی ماں اور مسٹر جمن کو سزا ملنی چاہیے باجی اور میں نے اس پروگرام پر کام شروع کر دیا ہے۔"

"یہ پھر اسی پروگرام کا حصہ تھے؟" عصمت نے طنز کیا۔

"بالکل سو فیصدی"

"ابوجی یا امی یا کچن میں ہوتے تو ــــ؟"

"جمن کو تین نمبر سے باہر گھسیٹ کر مار لگائی جاتی۔ اس میں میرا کیا قصور؟"

"اور اگر وہ تمہارا نام لے دیتا تو؟"

"ہائے باجی میرا جمن ایسا نہیں ہے" ندرت نے جلدی سے کہا اور عصمت جھلاہٹ کے باوجود ہنس پڑی۔

"کیوں اپنی زندگی برباد کرنے پر تلی ہوئی ہے ندرت ابو بدنام ہو گئے تو سر چھپانے کا یہ ٹھکانہ بھی جائے گا اب کہاں جائے گی یہاں سے؟"

"ارے واہ۔ ایسے ہی بدنام ہو جائیں گے یہ دو کوڑی کے لوگ ہمارے گھر آ کر ہماری توہین کریں اور ہم خاموش بیٹھے صبر کرتے رہیں۔ معاف کرنا باجی اب یہ نہیں ہو سکتا؟"

معاشرتی آئینہ

ادب کے کہنہ مشق نثر نگاروں نے زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیے رکھیں۔ ایم اے راحت کا نام بھی ان چند نثر نگاروں میں نمایاں حیثیت کا حامل ہے جنہوں نے نثر میں اصلاحی پہلو کو ہمیشہ اولیت دی ہے۔ ان کے فن پاروں میں کئی ہزار ناول، جاسوسی سلسلے، ناولٹ اور بے شمار طبع زاد کہانیاں قارئین کی دلچسپی کا محور رہے ہیں۔ جن میں صدیوں کا بیٹا، زہریلا، وحشت، وادی الموت، علینہ، وحشت، صندل، صدیوں کا سفر، جن زادہ، کالا دیوی اور دیگر بے شمار لاجواب ناول شامل ہیں۔

پیش کردہ ناول بھی ہمارے گھر کے خاندانی نظام کا آئینہ دار اور گرتی معاشرتی اقدار کا نوحہ بھی ہے۔ یہ ایم اے راحت کا ایک بہترین شاہکار ہے۔ جسے پڑھ کر آپ ان کی اس طبع آزمائی سے یقیناً لطف اندوز ہوں گے۔ اس یادگار ناول کی اشاعت کے دوران وہ اچانک اللہ تعالیٰ کی رحمت میں چلے گئے اور اپنے قارئین کو سوگوار چھوڑ گئے۔ انقلابی چھوٹا ناول ان کے فن کی دلیل ہے۔

والدین کبھی اولاد کے دشمن نہیں ہوتے۔ تجربہ عمر کی میراث ہے اور بزرگوں کے فیصلوں کو ٹھکرانے والے اکثر عمر بھر خون کے آنسو روتے ہیں۔ یہی اس کہانی کا مرکزی خیال ہے جسے بڑی خوبصورتی سے معاشرے کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی کرتے ہوئے آگے بڑھایا گیا ہے۔

اس میں حسن و عشق کی چاشنی بھی ہے اور اخلاقی پھلجھڑیاں بھی۔ جیتے جاگتے معاشرے کی خوبیوں اور خامیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے ایک خوبصورت انجام دیا گیا ہے۔ ناول پیش خدمت ہے۔ امید واثق ہے کہ یہ معزز قارئین کو اپنے سحر میں لے رکھے گا!

(ادارہ)

"تو ان باتوں کو نہیں جانتی ندرت، لڑکی کی عزت بڑی نازک چیز ہوتی ہے۔ ذرا سی بھی بال پڑ جائے تو ــــ"

"میری عزت بہت مضبوط ہے اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے کہ جمن کو معاف نہیں کیا جائے گا اور پھر دوا اور شاہ بھی میرے ساتھ ہیں تم پریشان نہ ہو باجی یہ دوسری بات ہے کہ ابو ہمیشہ سے دبے دبے رہے ہیں لیکن اب یہ سب کچھ نہیں ہو گا"

"خدا تجھے عقل دے تو رات کو اس سے ملے گی؟"

"کیوں نہیں ملوں گی باجی؟"

"اور اگر کسی نے دیکھ لیا؟"

"دیکھ لے۔ کیا انسان کسی سے ملتا نہیں؟"

"ابو کو پتہ چل گیا تو؟"

"چلنا نہیں چاہیے۔ اور پھر اگر ایسا ہو بھی گیا باجی تو تم فکر مت کرو۔ یہ میرا کھیل ہے مجھے کھیلنے دو۔" ندرت نے کہا۔ عصمت اسے جانتی تھی چنانچہ گہری سانس لے کر خاموش ہو گئی۔

شام ہو گئی۔ رات کو بادل چھا گئے تھے پھر پونے دس بجے کے قریب بجلی کڑکا ہوا بارش ہونے لگی۔ ظاہر ہے سب اپنے کمرے میں جا گھسے گئے تھے۔ ندرت ٹھیک دس بجے کوارٹر کے پیچھے پہنچ گئی۔

جمن یہاں موجود تھا۔

"ہیلو جمن"

"جی ۔ جی۔ آپ آ گئیں اللہ رکھی؟"

"یقین نہیں تھا"

"نہیں۔" جمن نے کہا۔

"موسم کتنا خوشگوار ہے"

ندرت نے کہا۔

"ہاں آسمان سے بجلیاں برس رہی ہیں اور وہ فضاؤں میں گنے کا رس۔ مم میرا مطلب ہے بس اڑ کے رہا ہے" جمن نے اپنا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔

"گنے کا رس؟" ندرت حیرت سے بولی۔

"جی نہیں ۔ وہ ایسے ہی منہ سے نکل گیا"

"کیا نکل گیا؟"

"گنے کا رس" جمن گھگھیا کر بولا۔

"او تو کیا تم گنے کا رس پی کر آئے ہو؟" ندرت پریشان لہجے میں بولی۔

"جی نہیں تو ..."

"پوری بات تو سن لو باجی، بعد میں ڈانٹ لینا۔ جمن سے میرا افیئر چل رہا ہے"۔ ندرت نے کہا اور عصمت اسے گھورنے لگی

عصمت کی آنکھوں میں بے چینی کے آثار منجمد تھے۔ ندرت چائے کے گھونٹ لیتی ہوئی بولی" جمن کی ماں اور مسٹر جمن کو سزا ملنی چاہیے باجی اور میں نے اس پروگرام پر کام شروع کر دیا ہے۔"

"تم جیسے ذہین انسان کے منہ سے یہ بات اچھی نہیں لگتی جمن۔ ذرا سی ہمت کرو شہاب صاحب کے سوٹ تمہارے بدن پر بالکل فٹ ہو گے۔ دو چار سوٹ لے آؤ، کونسا مشکل کام ہے؟" ندرت نے کہا۔

"پھر منہ سے کیسے نکل گیا؟"

"پتہ نہیں"

"جمن تم بہت گھبرائے ہوئے ہو"

"ہاں یہ میری زندگی میں پہلی بار آئی ہے۔ آپ جیسی خوبصورت اللہ رکھی میری زندگی کی ..."

"کا ہے بن گئی ہے" ندرت نے لقمہ دیا۔

"ہاں وہی وہی۔ میرا جی چاہتا ہے کہ برف پر قلابازیاں کھاؤں اور کوئی گانا گاؤں۔ آپ دوڑتی ہوئی میرے پاس آؤ اور میں چھپ جاؤں۔ پھر آپ مجھے ڈھونڈو، آپ کی آنکھوں میں آنسو ہوں اور وہ گانا ہے کوئی مجھے جنگلی کہے ... ہو یا" جمن لرزتی آواز میں بولا۔

"یہ کسی فلم کا سین ہے؟"

"یہی میری ازلی فلم کا سین ہے۔"

"کم و بیش کہ جمن میں تمہیں آسمان کی بلندیوں پر دیکھنا چاہتی ہوں"۔

"کہاں؟"

"آسمان کی بلندیوں پر"

"وہاں تو میں راکٹ میں بیٹھ کر ہی جا سکتا ہوں۔ وہ جو خلا میں جاتے ہیں" جمن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھے خاصے ذہین انسان ہو۔ تمہاری معلومات شاندار ہیں۔ فکر نہ کرو۔ میں نے تمہیں آسمان کی بلندیوں تک پہنچانے کا معقول انتظام کر لیا ہے"۔ ندرت نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں ہر جگہ تمہارے ساتھ جاؤں گا اللہ رکھی" جمن جذباتی لہجے میں بولا۔

"خدا نہ کرے" ندرت جلدی سے بولی اور پھر کہنے لگی "تم نے اپنے آپ کو سنوارنے کا کوئی انتظام کیا؟"

"کیسا انتظام؟"

"اعلیٰ سوسائٹی میں اٹھنے بیٹھنے سے انسان بہت کچھ سیکھتا ہے۔ تمہاری شکل و صورت بے حد شاندار ہے اعلیٰ قسم کے لباس پہنو تو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ تم باورچی ہو گے"۔

"اعلیٰ قسم کے لباس؟"

"سوٹ کوٹ پتلون"

"اوہ" جمن کے حلق میں تھوک اٹک گیا۔ "وہ میں کہاں سے لاؤں گا؟"

"تم جیسے ذہین انسان کے منہ سے یہ بات اچھی نہیں لگتی جمن۔ درزی سے لمبا چوڑا ناپ دے کر سلا سکتے ہو یا گھر سے سوٹ نہیں۔ ذرا سی ہمت کرو شہاب صاحب کے سوٹ تمہارے بدن پر بالکل فٹ ہو گے۔ دو چار سوٹ لے آؤ کون سا مشکل کام ہے؟" ندرت نے کہا۔

جمن سوچ میں ڈوب گیا۔ شاید وہ اس پروگرام پر غور کر رہا تھا۔ پھر اس نے کہا "ٹھیک ہے اللہ رکھی، میں کوشش کروں گا تمہارے قابل بنوں گا۔ تم فکر مت کرو"۔

"سوٹ حاصل کرو گے؟"

"بس تماشہ دیکھنا" جمن نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

"یہ ہوئی مردوں والی بات۔ تم سوٹ جمع کر لو اس کے بعد میں تمہیں دوسرا پروگرام بتاؤں گی مگر سنو سوٹ شاندار ہونے چاہئیں۔ بالکل نئے اور ان کے ساتھ قمیص اور ٹائی بھی"۔

"فکر ہی نہ کرو، جمن ایسے کام چٹکی بجاتے کر لیتا ہے" جمن نے کہا۔

"بس اب جاؤ جمن، بہت دیر ہو گئی ہے"۔

"ابھی سے ..."

"ہاں جاؤ درختوں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ میں نہیں چاہتی کہ ہماری محبت کا راز وقت سے پہلے کھل جائے۔ خدا حافظ"۔

"محبت" جمن نے فرطِ مسرت سے آنکھیں بند کر لیں۔ ندرت پھرتی سے اٹھ کر بے آواز دوڑ پڑی۔ جمن نے آنکھیں بند کر لیں۔ ندرت پھرتی سے اٹھ کر بے آواز دوڑ پڑی۔ جمن آنکھیں بند کئے بڑبڑاتا رہا تھا۔ الفاظ ندرت کی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے کیونکہ وہ آن کی آن میں دور نکل آئی تھی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ اندر داخل ہو گئی۔ پیٹ میں درد ہو رہا تھا۔ ہنسی روکنا اب مشکل ہو گیا تھا۔ کمرے میں عصمت موجود تھی۔ وہ عصمت کا انتظار کرنے لگی۔ شاید باتھ روم میں ہو۔ عصمت چند لمحات کے بعد اس کے پاس آ گئی۔ اس کا چہرہ بھی سرخ ہو رہا تھا۔

"خدا تجھے نیکی دے ندرت۔ مار ڈالا تو نے بے چارے جمن کو"۔ اس نے ہنسی روکتے ہوئے کہا۔

"ارے تم۔ تم باجی کیا تم وہاں موجود تھیں؟" ندرت نے کہا۔

(جاری ہے)

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

سچی کہانیاں

■ عبدالباسط ذوالفقار

اماں نے بہتے آنسوؤں کیساتھ نینا کے ہاتھ سے پیسے لیے اور چل دی

خُوشی کی تلاش

اُسے اپنی ٹیچر کی نصیحت یاد آئی "چھوٹی چھوٹی نیکیاں نظر انداز نہ کرو"

جون کا مہینہ تھا، گرمی جوبن پر تھی۔ سورج آگ برسا رہا تھا، دھوپ میں چلیں تو گرم ہوا اس کے تھپیڑے استقبال کرتے تھے۔ عین دوپہر کے وقت جب سورج سوا نیزے پر تھا وہ خیالوں میں گم گھر کی سمت چلے جارہی تھی کہ دھڑام سے کوئی چیز گرنے اور پھڑپھڑانے کی آواز آئی۔ اس نے دھڑکتے دل سے سہمتے ہوئے پیچھے مڑ کے دیکھا تو کلیجہ منہ کو آ گیا۔ ایک بے زبان پرندہ گرمی کی شدت سے گر چکا تھا اور پیاس کی شدت نے اس کی اڑان چھین لی تھی۔ اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ گئے۔ پرندے کی پھڑپھڑاہٹ اسے بے چین کیے جارہی تھی۔ یکایک اس کے دل میں خیال کوندا، کیوں نہ اسے اٹھا کے گھر لے جاؤں مگر ساتھ ہی اس نے اس خیال کو جھٹک دیا۔ اچانک اسے اس پانی کی بوتل کا خیال آیا جو صبح کالج آتے وقت اس کی ماں نے اسے دی تھی۔ اس نے بیگ سے پانی کی بوتل کو نکال کے دیکھا تو چند گھونٹ پانی تھا۔ اس نے اس پرندے کے منہ میں دو بوند پانی کے ٹپکائے تو پرندے کی پھڑپھڑاہٹ سکون میں بدل گئی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے پرندہ اس کے ہاتھوں سے اڑ کر دور درخت پر جا بیٹھا اور اپنی مخصوص بولی میں دعائیں دیتا ہوا اڑ گیا۔

اس نے پرندے کے اڑتے ہی بوتل بیگ میں رکھی اور گھر کی سمت چل دی۔ گرمی کافی بڑھ گئی تھی مگر وہ اپنے اندر عجیب سی ٹھنڈک اور سکون سرایت کرتا محسوس کر رہی تھی۔ وہ یہ سوچتے ہوئے ایک دکان کی طرف بڑھ گئی کہ چھوٹو کے لیے آئس کریم خرید لوں۔ وہ آئس کریم لے کر مڑی ہی تھی کہ ایک پھٹے پرانے کپڑے پہنے بچی کندھے پر بوری اٹھائے اسے گھور رہی تھی۔ بچی کے چہرے پر مسکنت کے آثار ریگ رہے تھے۔ اس نے وہ آئس کریم اس بچی کو تھمائی اور گھر کی جانب بڑھ گئی۔ ذرا سا ہی چلی ہوگی کہ ایک بڑھیا پہ نظر پڑی جو ایک بڑی سی گٹھڑی اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔ نینا کے دل میں خیال آیا کیوں نہ اس اماں کی مدد کر دی جائے۔ نینا نے بڑھیا سے پوچھا: "اماں اتنی سخت دھوپ اور جھلسا دینے والی گرمی میں پیدل چل رہی ہیں، سر پر اتنا وزن بھی اٹھا رکھا ہے، کسی گاڑی وغیرہ میں چلی جاتی ہیں؟" اماں نے [illegible] سے نینا کی طرف دیکھا اور بولیں: "بیٹا! [illegible] کا کام نہیں کرتی تو ہی پاؤں میں اتنی سکت ہے کہ چل سکوں، مگر مجبوریاں وزن اٹھانے پہ مجبور کرتی ہیں۔ میں یہ کپڑے بیچ کر بچوں کا پیٹ پالتی ہوں۔ آج تو جو کمائے وہ بھی [illegible] کہاں گرا دیے۔ اب آنہ چونی تو ہے نہیں کہ گاڑی میں جانے کا سوچوں، سو پیدل ہی چل پڑی۔ اب سانس لینے تھوڑا سا یہاں بیٹھی ہوں اس میں رکی تھی اور یہی بستی تک ہی تو جانا ہے۔"

نینا نے اماں کے ساتھ گٹھڑی اٹھوانے میں مدد کی۔ بڑھیا ذرا سا آگے بڑھی تو نینا نے اپنے پرس میں سے کچھ روپے نکال کر زمین پر گرائے اور پھر اماں کو آواز دی۔ پیسے اٹھا کر اماں کو تھماتے ہوئے بولی: "اماں! یہ لیں آپ کے پیسے شاید یہاں گر گئے تھے۔" اماں نے بہتے آنسوؤں کے ساتھ نینا کے ہاتھ سے پیسے مٹھی میں تھام لیے اور آنسو پونچھتے ہوئے آگے بڑھنے ہی والی تھیں کہ نینا نے اپنے بیگ سے پانی کی بوتل نکالتے ہوئے کہا: اماں ٹھہریں پانی پی لیں۔ اماں نے بوتل میں بچا ہوا پانی پیا اور دونوں اپنے اپنے راستے ہو لیں۔

آج نینا کے دل میں عجیب سکون کا احساس جاگ رہا تھا۔ دل محبت، سرشاری اور سکون سے لبریز تھا۔ اسے "مس تقی" کی باتیں یاد آنے لگیں تھیں۔

"بڑے بڑے کاموں کا انتظار نہ کیا کرو کہ پیسے آئیں گے تو خیراتی ادارے میں دیں گے، یتامیٰ و فقراء کی مدد کرو، بیوہ کی بچی کی شادی کرو، بلکہ چھوٹی چھوٹی نیکیاں کرو۔ اللہ تعالیٰ کو ہم سجدوں، مسجدوں، کلیساؤں میں تلاش کرتے ہیں۔ اس ذات تک پہنچنے کے لیے خیراتی ادارے، دارالامان، یتیم خانے قائم کرتے ہیں۔ جبکہ وہ چھوٹے چھوٹے بہانوں سے ہمیں دعوت دیتا ہے۔ وہ انسان کو ایک گلاس پانی، چند ٹکے روٹی، گرمی میں سایہ، منجمد کر دینے والی سردی میں ایک لحاف کے عوض مل سکتا ہے۔ جس خوشی، راحت، سکون، اور کرم کو ہم بڑے بڑے کاموں میں تلاش کرتے ہیں وہ سکون، خوشی اور کرم اللہ تعالیٰ کے بندوں کی چھوٹی چھوٹی امیدوں، حسرتوں میں رہتی ہے۔ خدا تک پہنچنے کے راستے کمزور، ناتواں، مظلوم و بے بس لوگوں کے دلوں سے ہو کر گزرتے ہیں۔ جب تک ان کا دل ہمارے لیے نہیں کھلتا اس وقت تک نہ تو ہم خوشی کو پا سکتے ہیں اور نہ ہی سکون، راحت اور کرم کو اور نہ ہی خدا کی تلاش میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔"

نینا نے پرس میں سے کچھ روپے نکال کر زمین پر گرائے اور بولی: "اماں! یہ لیں آپ کے پیسے شاید یہاں گر گئے تھے"

اسے مغربی سائنسدان "سگمنڈ فرائیڈ" کا قصہ یاد آنے لگا، جب اس کے پاس ایک امیر ترین شخص آیا اور اس سے کہا: "میرے پاس دنیا کی تمام نعمتیں، سہولیات، آرائش و زیبائش کا سامان موجود ہے مگر مجھے پھر بھی نہ سکون آتا ہے نہ قرار ملتا ہے۔"

فرائیڈ نے کہا: "تم روزانہ سو روپے کے پھول خرید کر بچوں، بیواؤں، بوڑھوں، اور غریبوں میں تقسیم کر دیا کرو۔" اس شخص نے ایسا ہی کیا کچھ دن بعد وہ خوشی محسوس کر رہا تھا۔ نینا بھی جب کبھی اداس سی ہوتی تو کالج سے واپسی پر ٹافیوں کے دو چار پیکٹ، چھوٹے سے کھلونے، غبارے، گیند وغیرہ خرید کر کچی بستی کی طرف چلی جاتی۔ جب بچوں میں تقسیم کے بعد گھر کی طرف روانہ ہوتی تو اس کا دل خوشی سے سرشار، چہرہ پرسکون و مطمئن ہوتا۔

وہ سوچتی تھی کہ واقعی کسی نے ٹھیک کہا تھا کہ "بڑی نیکیوں کے راستے لمبے اور چھوٹی نیکیوں کی مسافتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے چھوٹی چھوٹی نیکیوں سے ابتدا کر دو خدا مل جائے گا۔"

■ حبیب موہانا

بوڑھا مسلسل کھانس رہا تھا میرا جی چاہ رہا تھا کہ اسکا گلا گھونٹ دوں

ادھوری نیند

ماسٹر بولا "بیٹا پیدا ہوا ہے اللہ نے بڑی آسانی کر دی"

ہر سال گرمیوں کی چھٹیاں میں کرم ایجنسی میں گزارتا تھا۔ ایک دفعہ میں پاراچنار میں تھا کہ مجھے تحصیلداری کے امتحان کا لیٹر ملا۔ میں نے بیگ سنبھالا اور ڈیرہ اسماعیل خان کا رخ کیا۔ دامان ویب میں گرمی کا راج تھا۔ پاراچنار کے دیو قامت گھنے چناروں کے نیچے بیٹھ کر جب بھی میں اپنے گاؤں کا تصور کرتا تو مجھے لگتا کہ گاؤں والے گرمی میں بھن کر سڑ گئے ہوں گے۔ اور ان کی لاشیں گلیوں میں بکھری پڑی ہوں گی۔

عشاء سے ذرا پہلے میں گاؤں پہنچا۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ دامان ویسے کا ویسے تھا جیسے میں اسے چھوڑ گیا تھا۔ گلیوں میں بچے کھیل رہے تھے، جوان ریڈیو اور موبائلوں پر گانے سن رہے تھے اور چوک سے مردوں کے قہقہے ابھر رہے تھے۔

میں ہر روز پرچہ دینے ڈی آئی خان آتا اور عصر تک واپس پہنچ جاتا۔ امتحان ہفتہ بھر رہا۔ آخری پرچہ دن کے کوئی بارہ بجے ختم ہوا۔ میں بھاگتا اڈے پر پہنچا اور پاراچنار جانے والی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ گاڑی ایک بجے روانہ ہوئی، شام کی اذان کے بعد ہم صدہ پہنچے۔ اب گاڑی میں صرف دو سواریاں رہ گئی تھیں۔ ڈرائیور نے گاڑی بند کر دی اور کہا کہ وہ آگے نہیں جا رہا۔ دوسرا مسافر سیدھا ہوٹل چلا گیا مگر میں ہوٹل میں ٹھہرنے سے کترا رہا تھا۔

صدہ میں میرے دوست صابر کا ایک کوئیک رہتا تھا۔ وہ ماسٹر کہہ کر پکارتا تھا۔ میں ماسٹر سے دو دفعہ مل چکا تھا۔ میں نے ماسٹر کو فون کیا کہ میں عجب خان چوک پر کھڑا ہوں، مجھے لینے آ جاؤ۔ کچھ دیر بعد میرا میزبان آیا اور مجھے اپنے گھر لے گیا۔ ہم نے کھانا کھایا، قہوہ پیا۔ ماسٹر دیر تک مجھے افغانستان کے کامریڈوں کے قصے سناتا رہا۔ اس کے بعد وہ مجھے سونے والے کمرے میں لے آیا۔ کمرے میں کوئی بلب نہیں جل رہا تھا مگر کھڑکی کے میلے دھندلے شیشوں سے ہلکی ہلکی روشنی آرہی تھی۔ میزبان نے زمین پر بچھے ہوئے بستر کی طرف اشارہ کیا اور چلا گیا۔

میں بستر پر لیٹ گیا۔ کمرے سے دوائیوں اور میلے کپڑوں کی بو آرہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد مجھے محسوس ہوا کہ میں کمرے میں اکیلا نہیں۔ دوسرے کونے سے ہلکے خراٹوں کی آواز آرہی تھی۔ میں نے خراٹے لینے والے آدمی کو نظر انداز کرنے اور سونے کی کوشش کی۔ چند لمحے بعد خراٹوں میں دمے کی سائیں سائیں بھی شامل ہو گئی۔ میں نے اندازہ لگایا کہ میرا روم میٹ بوڑھا ہے۔ میری آنکھ لگی ہی تھی کہ بوڑھے کو کھانسی کا دورہ پڑا۔ کھانسی اور دمے کی آوازوں کا اک آرکسٹرا بج رہا تھا۔ میرا دم گھٹنے لگا۔ میں خود کو کوسنے لگا۔ اگر میں ہوٹل میں ٹھہر جاتا تو اچھا تھا۔ یہ بوڑھا مجھے چین سے نہیں سونے دے گا۔ مجھے اس پر غصہ آرہا تھا۔

میرا پڑوسی کراہتے ہوئے اپنی جگہ سے تھوڑا سا کھسکا اور ساتھ پڑے ہوئے پاٹ میں تھوکنے لگا۔ بڈھے کے تھوکنے سے بلغم کی بھنبھناہٹ آرہی تھی۔ پھر اس نے ساتھ پڑی ہوئی چائے کی کیتلی سے پیالہ بھرا اور دیوار سے ٹیک لگا کر چسکیاں لینے لگا۔ تین چار پیالیاں چڑھا گیا۔ اس کے بعد وہ دوبارہ خراٹے بھرنے لگا اور بڑبڑاتا رہا۔ پتہ نہیں وہ دعا مانگ رہا تھا یا کسی کو گالیاں دے رہا تھا۔ بہت جلد اسے نیند نے آ لیا۔ اس کے بعد میری بھی آنکھ لگ گئی۔ میں ابھی چند منٹ سویا ہوں گا کہ مریض کو کھانسی کا دورہ پڑا۔ بلغم کے گولے وقفے وقفے سے دیوار پر [illegible] رہا۔ پھر اسے ابکائیاں آ گئیں اور اس کے منہ سے الٹی کے فوارے چھوٹنے لگے۔ میرے جی میں آیا کہ ماسٹر کو فون کر کے اس سے کہوں کہ مجھے اس کمرے سے نکالو۔ مگر یہ سوچ کر اسے فون نہ کیا کہ اس کے ہاں دوسرا کمرہ نہیں ہوگا۔ اگر ہوتا تو مجھے یہاں نہ سلاتا۔

مریض بستر پر اوندھا پڑا تھا۔ اس کے سینے سے طرح طرح کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ میرا جی چاہ رہا تھا کہ اس کا گلا گھونٹ دوں۔ مجھے پیاس لگی ہوئی تھی۔ پانی کا جگ میرے قریب پڑا تھا۔ میں نے گلاس بھر کر منہ سے لگایا اور واپس رکھ دیا۔ مجھے پانی سے دوائیوں کی بو آرہی تھی۔ میرا پڑوسی کچھ دیر آرام سے سویا رہا مگر اس کے منہ، نتھنوں اور سینے سے آوازیں نکل رہی تھیں جیسے مچھروں کی بارات گزر رہی ہو۔ میں نیند کی پھسلن پر پھسلا جا رہا تھا۔

بوڑھے کو کھانسی نے ایک دم ایسا دبوچا کہ اس کی سانس رکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ "میرے اللہ کیا مصیبت ہے!" میں اپنی جگہ سے اٹھا، بلب جلایا۔ نیند اور تھکاوٹ سے میرا سر چکرا رہا تھا۔ دل ہی دل میں صابر اور ماسٹر کو کوس رہا تھا۔ میں مریض کے پاس آیا اسے سرہانوں کا سہارا دے کر بٹھا دیا۔ میں اس کا سینہ اور ہاتھ سہلاتا رہا۔ بوڑھا مجھے ماسٹر سمجھ رہا تھا۔ جب اسے ہوش آیا تو اس نے ساتھ پڑی ہوئی دوائی کی بوتل کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے اسے دوائی پلائی اور وہ دوائی کے چمچ کو چوسنے کی طرح چاٹتا رہا۔

میں نے مریض کو لٹا دیا۔ یہ نشے والی دوائی ہوگی اور اب وہ مزے سے سو جائے گا۔ میں نے خود کو تسلی دی اور واپس اپنی جگہ پر آ گیا۔ سرہانے پر سر رکھتے ہی مجھے نیند نے دبوچ لیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بوڑھے کو کندھے پر اٹھا کر ہسپتال لے جا رہا ہوں۔ قابل سول سرجنز کی ٹیم اس کے گھٹیا بدبودار، پیلے پھیپھڑوں کو پٹ سن کی [illegible] سے کستی ہے۔ اس کی کھانسی اور دمہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی سانسوں سے گلابوں کے عرق کی خوشبو آتی ہے۔ وہ شیر خوار بچے کی طرح میٹھی اور معصوم آوازیں نکالتا ہے۔ میں اسے لوری [illegible] وہ چوستا رہتا ہے۔

اچانک میرے کانوں میں ٹریکٹر چلنے کا شور آیا۔ مجھے لگا کہ میں سڑک کے بیچ میں سو رہا ہوں اور ٹریکٹر میرے سینے پر چڑھ دوڑنے کو آرہا ہے۔ میں ایکدم جاگ گیا۔ مجھ میں ہلنے جلنے کی طاقت نہیں تھی۔ بوڑھا کراہ رہا تھا اور ساتھ ساتھ اس کی سانس سیٹیاں بجا رہی تھیں۔ میرے بس میں ہوتا تو اس پر رضائیوں اور کپڑوں کا ڈھیر ڈال کر اس کی آواز کو بند کر دیتا۔ میرے ہمسائے پر کھانسی کا حملہ ہوا۔ میں اس کے پاس آیا وہ گٹھڑی بنا پڑا تھا۔ اس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ میں نے ماسٹر کا نمبر ملایا مگر اس نے فون نہیں اٹھایا۔ میں نے مریض سے بات کرنے کی کوشش کی مگر وہ نہ بولا۔ وہ بے ہوش پڑا تھا۔ مجھے اپنے پاؤں تلے زمین کھسکتی ہوئی محسوس ہوئی۔ میں نے اپنے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا، پھر ماسٹر کو دیوانہ وار آوازیں دیں۔ مگر کہیں سے کوئی جواب نہ ملا۔ میں نے بوڑھے کی نبض پر ہاتھ رکھا۔ اس کے ہاتھ ٹھنڈے ہو رہے تھے۔ میں دروازہ کھول کر چیختا چلاتا رہا مگر جواب ندارد۔ میں نے آسمان پر نگاہ ڈالی۔ پرسکون وسیع آسمان آسمانی قمقموں سے سجا ہوا تھا۔ فرحت بخش ہوا صبح کے استقبال میں بچھی جارہی تھی۔ میرا جی چاہ رہا تھا کہ چھلانگ لگا کر وہاں سے اڑ جاؤں۔ مگر نہ چاہتے ہوئے دوبارہ کمرے میں آیا۔ بوڑھا اس دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔ میں نے اس کی تھوڑی باندھی، اسے سیدھا لٹایا۔ میں دل ہی دل میں خوش تھا کہ بوڑھے کا شور شرابہ ختم ہو گیا ہے اور اب میں چین سے سو سکوں گا۔ میں بستر پر دراز ہو گیا مگر نیند مجھ سے روٹھی رہی۔

فجر کی اذان ہوئی۔ مجھے سر میں کھلبلی مچی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اور میری آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ روشنی اور چڑیوں کی چہچہاہٹ کھڑکی کے شیشے پھلانگتی ہوئی داخل ہو رہی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ ماسٹر آئے گا تو اسے بوڑھے کے مرنے کی خبر کیسے سناؤں گا۔ پھر دروازہ کھلا ایک چھوٹا بچہ ہاتھ میں چائے کی کالی کیتلی اٹھائے کمرے میں داخل ہوا۔ "دادا جی چائے" اس نے کیتلی دادا کے بستر کے قریب رکھی۔ میں اس سے بات کرنے کے لیے سنبھل رہا تھا کہ بچہ الٹے پاؤں واپس ہوا، میں اسے آوازیں دیتا رہا مگر اس نے میری ایک بھی نہ سنی۔

میں نے ماسٹر کو کال کی۔ اس نے موبائل کو بزی کر دیا۔ پانچ چھ منٹ بعد میرا میزبان آیا۔ میں اسے آتا دیکھ کر اٹھ بیٹھا۔ میرا انگ انگ دکھ رہا تھا اور نیند کی پیاسی آنکھیں پرائی پرائی لگ رہی تھیں۔ وہ میرے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس سے پہلے کہ میں اس سے کچھ کہتا وہ مسکراتے ہوئے بولا "رات ہمارا کاکا ہوا ہے۔ کل رات جب میں تمہیں سلا کر اپنے کمرے میں گیا تو میری بیوی...... میں اسے ہسپتال لے گیا...... ہم فجر کی اذان کے قریب واپس آئے۔ اللہ نے آسانی کر دی۔"

کہانیاں مرتب کرتے وقت مقامات اور کرداروں کے نام تبدیل کر دیے جاتے ہیں لہٰذا ان سے کسی قسم کی مطابقت محض اتفاقی ہوگی۔ رومانوی اور عشقیہ کہانیاں شائع نہیں کی جاتیں۔ کہانی بامقصد اور سبق آموز ہونی چاہیے جس میں معاشرہ کے کسی پہلو کی نشاندہی کی جائے۔ تحریر کاغذ کے ایک طرف اور صاف لکھ کر ارسال کیجئے۔ اپنا پتہ لکھنا مت بھولیے ورنہ کہانی شائع نہیں کی جائے گی۔ (ادارہ)

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

منی باجی چلہ کر رہی تھیں اور مجھے مدد کیلئے بلایا تھا

انتقام کی آگ

مجھے رات گئے بکرے کا دل اور شراب کی بوتل لیکر پہنچنا تھا

■ جاوید راہی
rahirung@gmail.com

آخری قسط

جاوید راہی گزشتہ چالیس برس سے صحافت اور قلم کی دنیا سے منسلک ہیں۔ اس دوران وہ ملک کے کئی اخبارات و جرائد میں مختلف موضوعات پر تحریریں لکھتے رہے ہیں۔ جرم و سزا، اسرار، سسپنس، سچی اور حقائق پر مبنی کہانیاں آپ کی خاص پہچان ہیں۔ آپ کی یادگار کہانیوں میں ناگ دیوتا کی واپسی، سبز موت، پراسرار بستی کا مہمان اور دیگر شامل ہیں۔ فیملی میگزین کے قارئین کے لیے تجسس اور اسرار پر مبنی کہانیوں کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ آپ ان کی اس طبع آزمائی سے یقیناً لطف اندوز ہوں گے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ قارئین اس سلسلے کو پسند اور اپنی آراء سے آگاہ کریں گے۔

"میں نے بہت صفائیاں پیش کیں کہ وہ مجھے اپنی بیٹی ہی سمجھتے ہیں مگر اس ظالم نے میری کوئی بات نہ سنی"

یہ سب بتاتے ہوئے وہ رو پڑیں اور روتے روتے بتایا کہ "مجھے یہ چلّہ گھر میں کام کرنے والی نے اپنے سسر جو کالے علم کا ماہر ہے سے لیکر دیا ہے اس کے مکمل ہونے پر میں کچھ بھی کر سکوں گی۔ میں نے کامیاب ہو کر دونوں سابق شوہروں سے انتقام لینا ہے چاہے اس میں میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے" یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئیں۔

"تو کب تک یہ سلسلہ مکمل ہوگا؟" میں نے نظریں اوپر اٹھاتے منی باجی سے پوچھا۔

"ابھی تو بہت دن پڑے ہیں۔" یہ بتا کر اس نے کچھ توقف کیا اور پھر بولی:

"صمد بھائی میں نے تمہیں ایک کام کیلئے یہاں بلایا ہے"

"ہاں بولیں۔"

"ایک بوتل شراب اور کالے بکرے کا دل جو کاٹا نہ ہو جس کے اندر خون موجود ہو مجھے چاہئے۔ یہ لو ہزار روپے۔" منی باجی نے ہزار کا نوٹ میری طرف بڑھا دیا۔

"شراب تو مل جائے گی مگر بکرے کا ثابت دل

افضل کھانا کھانے باہر گیا تو میں نے منی باجی کی مطلوبہ چیزیں اٹھائیں اور کونے میں رکھ کر واپس آ گیا

مجھے تلاش کرنا ہوگا اس بارے میں پوچھ کر جواب دوں گا۔" میں نے نوٹ پکڑ کر جیب میں ڈال لیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ "اب میں چلتا ہوں" میں نے اجازت مانگی۔

"ٹھیک ہے۔" منی باجی بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئیں اور جانے کیلئے سیڑھیوں کی طرف چل دیں۔ میں واپس گودام کی جانب چل پڑا۔ ابھی میں چند قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ پیچھے سے منی باجی کی آواز آئی۔ میں رک گیا وہ قریب آ کر بولیں "یہ سامان مل جائے تو ادھر ہی رکھ دینا کونے میں جہاں کباڑ پڑا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" یہ کہتے ہوئے میں آگے بڑھ گیا۔ شراب کی بوتل تو مجھے کرشن کالونی سے مل گئی جبکہ بکرے کے دل کیلئے کوئی قصاب حامی نہیں بھر رہا تھا۔ آخر کار ایک ملازم جو مٹن شاپ پر بکرے ذبح کر کے تیار کرتا تھا اس نے پانچ سو روپے کے عوض مکمل دل مہیا کرنے کا وعدہ کر لیا۔ میں نے اسے پانچ سو روپے ادا کر دیے۔ اس نے دوسرے دن لانے کا کہا کہ میں تمہارے گودام آ کر دے جاؤں گا۔ دونوں کام مکمل ہو گئے اب میں نے دونوں چیزیں وہاں رکھنی تھیں۔

دوسرے دن حسب وعدہ وہ کالے بکرے کا دل مجھے کھالوں والے گودام میں آ کر دے گیا۔ افضل نے پوچھا کیا ہے؟ تو میں نے بہانہ بنایا کہ بکرے کا گوشت منگوایا تھا پاؤ بھر والدہ کو یخنی بنا کر دینی ہے۔ وہ مسکراتا ہوا دوبارہ کام میں لگ گیا۔

دوپہر کو وہ کھانا کھانے چلا گیا تو میں نے شراب کی بوتل اور بکرے کا دل جو شاپنگ بیگ میں بند تھا اٹھایا اور نمبردار کھاتہ کی طرف چل پڑا۔ منی باجی کی بتائی جگہ پر دونوں چیزیں چھپا کر واپس گودام میں آ گیا۔ وہ دن گزر گیا دوسرے دن آ کر میں نے سب سے پہلے وہ جگہ دیکھی جہاں بوتل اور کالے بکرے کا دل چھپایا تھا۔ وہاں دونوں چیزیں موجود نہیں تھیں۔ مجھے تسلی ہو گئی کہ منی باجی نے وہ اٹھا لی ہوں گی اور واپس گودام میں آ کر کام میں الجھ گیا۔ جس دن سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ منی باجی وہاں کوئی چلّہ کاٹ رہی تھی دل کو تسلی ہو گئی۔ اب میرا دھیان ادھر کم ہی ہوتا تھا۔ ایک دو بار آمنا سامنا ہوا منی باجی سے لیکن نہ انہوں نے مجھے مخاطب کیا اور نہ ہی میں نے۔

ایک دن پھر انہوں نے مجھے اشارہ سے بلا کر اسٹیشن آنے کا کہا اور آگے بڑھ گئیں۔ میں اسی طرح ان کے پیچھے چلتا ہوا اسٹیشن پہنچ گیا۔ وہ مجھے ایک طرف کھڑی مل گئیں۔ میرے سلام کا جواب دیتے انہوں نے بڑے پیار سے میرا شکریہ ادا کیا

یکدم موم بتیوں کی مدھم روشنی کے دائرہ میں ایک خوفناک شکل کا سایہ سا ابھرا اور منی باجی کو گھورنے لگا

اور مجھ سے مخاطب ہو گئیں۔

"جی منی باجی؟"

"صمد بھائی ایک گذارش کرنا تھی آپ سے"

"جی باجی فرمائیں۔" میں نے انکساری سے جواب دیا۔

"کل منگل ہے اور آپ نے میرے پاس بیٹھنا ہے۔"

پہلے تو میں ان کی بات سن کر پریشان ہو گیا پھر دل بڑا کر کے بولا۔ "منی باجی کوئی خطرہ تو نہیں۔ میرا مطلب آپ تو چلّہ کر رہی ہیں اور میں ---؟" میرے لہجہ کا خوف محسوس کرتے وہ جواباً بولی:

"صمد بھائی کوئی خطرہ نہیں بس میری مدد کرنی ہے آپ نے وہ جو چیزیں آپ لائے تھے ان کی باری ہے کل۔ میں جب پڑھ رہی ہوں گی تو آپ نے دل کے پانچ ٹکڑے کر کے شراب چھڑکنی ہے اور پھر شراب کو آگ لگا کر ایک ایک دل کا ٹکڑا اس آگ پر پھینکنا ہے اور بس۔ میں آپ کو اس کام کے دو ہزار روپے دوں گی یہ رکھو۔" انہوں نے اپنے پرس سے دو ہزار روپے نکال کر میرے ہاتھ میں دے دیے۔ واپس آ کر میں کام کرنے کے دوران یہی سوچتا رہا کہ وہ عورت ذات ہو کر رات کی تاریکی میں نمبردار کھاتہ میں بیٹھ کر چلّہ کشی کرتی ہے تو تم تو مرد ہو کر ڈر رہے ہو۔

رات بھر میں سوچ سوچ کر ہلکان ہوتا رہا پھر منگل کی رات منی باجی کے پاس بیٹھنے کا فیصلہ کر لیا۔ شام کو فارغ ہو کر میں گھر آیا اور آتے وقت بڑی سی ایک چھری بھی گودام سے ساتھ لیتا آیا تھا کہ نہ جانے کیسا لمحہ آ جائے۔ جب گھر والے سونے کیلئے اپنی اپنی چارپائی پر پہنچ گئے تو میں چپکے سے اٹھا چھری کو چھپا کر بیٹھک سے باہر نکل آیا۔

جس جگہ کا میں نے سوچا تھا وہ کھیتوں کی جانب والا حصہ تھا۔ گندہ نالہ کراس کر کے میں چلتا ہوا دیوار تک پہنچ گیا ایک جگہ دیوار کی اونچائی قدرے کم تھی میں اس پر ہاتھ جماتے دوسری طرف اتر گیا۔ دیوار کے سائے کے ساتھ رینگتا ہوا میں اس کونے میں پہنچ گیا جہاں منی باجی نے اینٹیں جوڑ کر بیٹھنے کی جگہ بنائی ہوئی تھی مگر ابھی تک منی باجی وہاں نہیں پہنچی تھی۔ مجھے زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا تو میرے سامنے منی باجی بڑے محتاط انداز میں نمبردار کھاتہ کی طرف آتے دکھائی دی۔ میں نے ان کو اور انہوں نے مجھے دیکھ لیا۔

"آ گئے صمد بھائی؟"

"جی منی باجی۔" میں نے ان کے قریب آتے جواب دیا۔

ان کے ہاتھ میں ایک بڑا سا شاپنگ بیگ تھا جو انہوں نے اس چھوٹے سے چبوترے پر رکھا اور اس میں سے ایک سرخ رنگ کا بڑا سا چوکور کپڑے کا ٹکڑا نکالا جس کی تہہ کھولتے ہی کافور کی تیز بو میرے ناک میں گھسی۔ وہ کپڑا اس جگہ ڈال کر منی باجی اس پر بیٹھ گئی اور مجھے بھی قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا میں بھی چند فٹ دور زمین پر بیٹھ گیا۔ انہوں نے شاپنگ بیگ سے میری لائی شراب کی بوتل اور اسی شاپنگ بیگ میں لپٹا بکرے کا دل بھی نکال کر میرے سامنے رکھ دیا اور مخاطب ہوئیں۔

"صمد بھائی آپ کو پتہ ہے یہ جو آپ نے کرنا ہے؟"

"جی منی باجی۔" میں نے ان کی بتائی ہوئی ترکیب دہرائی۔ پتہ نہیں کیا بات تھی کہ میرے وجود سے خوف کا احساس سرے سے ہی ختم ہو چکا تھا۔

منی باجی نے چھوٹی سی چھری نکال کر میرے اور اپنے گرد ایک دائرہ کھینچا اور سفید موم بتیاں ترتیب سے رکھ کر ان کو جلا دیا اب موم بتیوں کے تھرکتے شعلوں کے درمیان منی باجی جو خود بھی سیاہ کپڑوں میں ملبوس کوئی عجیب مخلوق دکھائی دے رہی تھیں منہ میں کوئی منتر پڑھنے لگی۔ میں نے ہاتھ لگا کر اپنے ساتھ لائی چھری کو محسوس کیا اور منی باجی کے اشارے کا منتظر ہو گیا۔ منہ میں پڑھتے پڑھتے ایک دم وہ بڑبڑانے لگی جیسے کسی کو للکار رہی ہو یکدم موم بتیوں کی مدھم روشنی کے دائرہ میں ایک خوفناک شکل کا سایہ سا ابھرا اور منی باجی سے مخاطب ہوا۔ "کیوں پریشان کیا ہے ہمیں؟ کیا چاہتی ہو؟" مارے خوف کے میں تھر تھر کانپ رہا تھا مگر وہ دونوں مجھ سے بے نیاز ایک دوسرے سے سوال جواب کر رہے تھے۔ منی باجی نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے اپنا کام کرنے کا اشارہ دیا۔ میں نے فوراً وہ بدبو مارتا بکرے کا دل نکال کر چھری سے پانچ ٹکڑے کیا پھر بوتل سے شراب زمین پر انڈیل کر ماچس کی تیلی جلا کر اس پر پھینکی۔ شراب تیز اور اچھی تھی فوراً ہی بھڑک اٹھی اور میں نے ایک ایک کر کے دل کے ٹکڑوں کو آگ میں ڈالنا شروع کر دیا۔

گندی بدبو جو جلتے دل کے گوشت سے اٹھ رہی تھی اور گہرا سیاہ دھواں بھی۔ وہ ہیولا جو موم بتیوں کی لو میں تھرک رہا تھا ایکدم اس دھوئیں میں آ گیا اب وہ سائے سے بدل کر مکروہ اور کراہت شکل میں سامنے تھا۔ مجھے وہ یا تو دیکھ نہیں رہا تھا یا نظر انداز کر رہا تھا۔ منی باجی سے ہی مخاطب تھا۔ "کیا چاہتی ہو مجھ سے؟" وہ غرا کر بولا۔

"تمہاری حاضری اور اپنے کام۔"

"ایک نوزائیدہ بچے کا دل نکال کر یہی عمل کرنا ہوگا تمہیں مگر اکیلے میں کوئی تمہارے ساتھ نہیں ہوگا۔ کل ہر حال میں ورنہ ---" کہتے ہوئے وہ دھوئیں میں غائب ہو گیا۔

"اب تم جاؤ مجھے تھوڑی دیر اور بیٹھنا ہے یہاں" منی باجی نے چھری کی مدد سے کچھ پڑھا اور میرے گرد کھینچا دائرہ ختم کر دیا۔ میں کوئی جواب سوال کے بغیر گولی کی طرح وہاں سے اٹھا اور گرتا پڑتا دیوار پھلانگ کر کھیتوں اور گندے نالے کو پیچھے چھوڑتا نمبردار کھاتہ کی حدود سے نکل کر گھر کی طرف ہو گیا۔

گھر پہنچ کر جب میں اپنے بستر پر گرا تو ایک ہی بات ذہن میں گردش کر رہی تھی کہ جس طرح کالے بکرے کا دل شراب کی آگ میں جلتا تھا اب بچے کا دل بھی نکال کر وہ ایسا ہی کرے گی مگر بچہ لائے

اشارہ پاتے ہی میں نے بکرے کا دل نکال کر اسکے ٹکڑوں کو آگ میں ڈالنا شروع کر دیا

گی کہاں سے؟ صبح تک مجھے نیند نہ آئی میرے دل اور ذہن میں خوف اور آنے والے حالات گردش کرتے رہے۔

صبح جب میں گودام آیا تو چھڑا منڈی کی پرانی جگیوں میں شور مچا ہوا تھا کہ رات کوئی نامعلوم بلا تین چار ماہ کا بچہ اس کی ماں کے ساتھ سے لیٹا اٹھا کر لے گئی تھی اور اسے تلاش کیا جا رہا تھا۔ یہ سنتے ہی میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی مجھے منی باجی کی کرتوت کا پتہ چل گیا کہ رات کو نمبردار کھاتہ میں کیوں رک گئی تھی۔ جگیوں پر صرف گھاس پھوس کی چھتیں یا پرانے کپڑے ڈال کر صرف سایہ ہی کیا جاتا تھا وہ بھی چاروں جانب سے اوپن۔ بس بدنصیب ماں کے ساتھ لیٹے بچے کو منی باجی اچک کر لے گئی پتہ نہیں وہ زندہ تھا یا اسے سفاک عورت نے مار ڈالا تھا۔ میں ڈر سے اس بات کا تذکرہ کسی سے نہیں کر رہا تھا کہ میں بھی اس کے ساتھ رات بھر جادو ٹونہ میں شریک رہا تھا۔ بس اب صرف ایک ہی فیصلہ تھا میرے پاس کہ رات کو میں منی باجی کو وہ چلّہ نہ کرنے دوں۔ میں نے جو فیصلہ کیا وہ انتہائی تھا ایسی سفاک اور بدبخت عورت کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں تھا۔

میں نے بڑی چھری کو خوب تیز کر رکھا تھا اور رات کی تاریکی میں گھر سے نکل کر چھڑا منڈی کی طرف چل پڑا۔ دیوار پھلانگتے میرا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ منی باجی کے پاس شیطانی طاقت میں دیکھ چکا تھا اور جس مقصد کو لے کر میں نمبردار کھاتہ آیا تھا اگر اسے ذرا سا بھی شبہ ہو گیا تو میری موت یقینی تھی مگر میں بڑی احتیاط سے چلتا ہوا انگوروں کی بیلوں کے ڈھیر کے پیچھے دبک گیا۔

میری نظریں اس راستے پر تھیں جدھر سے منی باجی اس روز نمبردار کھاتہ کی طرف سے اس جگہ آئی تھی جہاں بیٹھ کر وہ شیطانی چلّہ کشی کرتی تھی۔

وہ رات کا پچھلا پہر ہوگا بدبو اور مچھروں نے میرا برا حال کر رکھا تھا۔ رہائشی حصہ کی طرف سے سیاہ چادر میں لپٹا انسانی وجود نمبردار کھاتہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ چاند کی روشنی گو کہ بڑی کم تھی مگر منی باجی کو میں پہچان گیا۔ وہ سیدھی اس چبوترے کی طرف بڑھ رہی تھی اس کا اور میرا فاصلہ برائے نام ہی تھا۔ میں نے اپنا سانس روک لیا اس نے چادر کے اندر چھپایا بچہ نکالا جو حرکت کر رہا تھا مگر اس کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ سب کچھ اپنی نظروں کے سامنے دیکھ کر میرا خون کھول اٹھا اور میرے ہاتھ اپنے ساتھ لائی چھری پر مضبوط ہو گئے۔

اس نے موم بتیاں روشن کیں اور کپڑے میں لپٹا بچہ نکال کر اس دائرہ کے اندر رکھا۔ بچہ شاید بھوکا پیاسا تھا جو صرف برائے نام ہی حرکت کر رہا تھا۔

میں نے جو فیصلہ کیا وہ انتہائی تھا ایسی سفاک اور بدبخت عورت کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں تھا

پھر وہ کچھ پڑھنے لگی اور چھری جو اس کے ہاتھ میں تھی اس نے بلند کی اور بچے کے جسم میں اتارنے ہی والی تھی کہ میں برق رفتاری سے بیلوں کے ڈھیر کی اوٹ سے نکلا اور منی باجی کی طرف جھپٹا اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی میرا چھری والا ہاتھ اس کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ دوسرا وار اس کے دل والے حصہ پر کیا اور وہ تڑپ تڑپ کر میرے سامنے ٹھنڈی ہو گئی۔

میں بچے کی طرف متوجہ ہوا جس کے منہ پر ٹیپ چپکی ہوئی تھی۔ میں نے ٹیپ ہٹائی تو اس کے منہ سے ہلکی سی کراہ ابھری میں نے اسے جلدی سے اٹھایا اور تقریباً بھاگتا ہوا رہائشی حصہ کی طرف آیا اور زور زور سے گیٹ پر دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد گیٹ پر حاجی صاحب اور دوسرے لوگ آ گئے میں نے منی باجی کو قتل کرنے اور بچے کو بچانے کے بارے میں بتایا۔ حاجی صاحب نے بچہ میرے ہاتھ سے لیکر اندر کی خاتون کے سپرد کیا اور ایمرجنسی لائٹس لئے وہ لوگ منی باجی کی لاش کی طرف بڑھ گئے۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

گزشتہ 6 سال میں 5 کروڑ افراد بے گھر ہوئے

ممکنہ سیلاب سے نمٹنے کی حکمتِ عملی

ہائی فلڈ ایریاز میں ایمرجنسی کا نفاذ ہوگا: ڈی جی ریسکیو رضوان نصیر

برہان الدین
burhanmalik49@gmail.com

یوں تو پاک دھرتی قدرت کے ہر رنگ سے مالا مال ہے۔ محنتی اور قابل عوام، سونا، قیمتی معدنیات، دریا، کالے پہاڑ، بلند و بالا چوٹیاں، چاروں موسم، گیہوں، چاول اور کپاس جیسی اہم فصلیں یعنی سب کائنات نے وطن عزیز کو ہر نعمت سے مالا مال کیا ہے۔

بڑی خوبیوں کے باوجود ہمارے ہاں چند ایسے مسائل اور پریشانیاں بھی ہیں جن کا پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد سے لے کر اب تک کوئی حل نہیں تلاش کیا جا سکا، ان میں سے ایک بڑا مسئلہ سیلاب ہے۔ خشک دسمبر کے مزے لینے کے فوری بعد جونہی موسم گرما شروع ہوتا ہے تو ملک کے بیشتر حصوں کے مکین ایک ایسے خوف میں مبتلا ہونے لگتے ہیں جس کا کوئی حل ہی نہیں اور یہ خوف ہے مون سون کے موسم میں نازل ہونے والے ایسے عذاب کا جو آتا تو خاموشی کے ساتھ ہے لیکن جاتے جاتے لاکھوں پاکستانیوں کی زندگی تباہ کر جاتا ہے۔ پاکستان میں اس عذاب کو سیلاب کہا جاتا ہے۔ جب جون میں سورج اپنی تپش دکھا کر تھکتا ہے تو خدا اپنی رحمت کے دروازے کھولتا ہے اور بادل گھٹائیں اس موسم میں رنگینیں پیدا کرتی ہوئی ابر رحمت برسانا شروع کرتی ہیں۔

بارشوں سے موسم میں بہتری آتی ہے اور ہر چہرہ پر خوشی دکھائی دینے لگتی ہے کہ اچانک مون سون آن وارد ہوتا ہے۔ ہر طرف گرجتی بجلی اور موسلا دھار بارش دکھائی دیتی ہے۔ مون سون میں تین سے چار سلسلوں میں آسمان سے ابر رحمت برستا ہے۔ پہلے دو سلسلے معمولی طور پر ہلکی بارش پہنچی ہوتے ہیں لیکن بارشوں کے آخری دو سے تین سلسلے اور اس کے ساتھ ساتھ ناقص منصوبہ بندی کے باعث ابر رحمت زحمت اور تکلیف کا باعث بن جاتے ہیں۔ مون سون کے آخری مرحلوں میں ملک کے بیشتر حصوں میں سیلاب تباہی مچانا شروع کر دیتا ہے۔ سندھ سمیت پنجاب سیلاب کی تباہ کاریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ قیمتی انسانی جانوں کا ضیاع، مویشیوں کی اموات اور کروڑوں روپوں کی تیار فصل سیلاب کی نذر ہو جاتی ہے۔ انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ گزشتہ سات دہائیوں سے سیلاب تباہی مچاتا چلا آ رہا ہے لیکن عوام کو اس عذاب سے چھٹکارا نہیں مل سکا۔

گو کہ سیلاب ایک قدرتی آفت ہے اور قدرت پر کسی کا بس نہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ اگر دوسری دنیا اس مسئلے کا حل نکالنے میں کامیاب ہو گئی ہے تو پاکستان میں ایسا ممکن کیوں نہیں ہو پایا۔ سیلاب سے ممکنہ بچاؤ پر بات کرنے سے قبل ضروری ہے کہ پہلے اس پہلو پر بات کی جائے کہ آخر سیلاب آتا ہی کیوں ہے؟ عموماً مسلسل اور موسلا دھار بارشیں اس کا سبب بنا کرتی ہیں۔ جب بارشیں ضرورت سے زیادہ ہوتی ہیں اور پانی جمع کرنے کے ذخائر بھر جاتے ہیں تو زائد پانی سیلاب کی شکل میں

سیلاب سے متاثرہ مانگی جانیوالی امداد سے نصف اخراجات میں متعدد بڑے بڑے ڈیمز تعمیر کیے جاسکتے تھے

دریاؤں اور نہروں کے بہنے سے زرخیز فصلوں اور آبادیوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ پاکستان میں سیلاب ان قدرتی آفات میں سے ایک ہے جن کا نقصان سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ صرف گزشتہ چھ سے سات سالوں میں سیلاب کے باعث بے گھر اور متاثر ہونے والے افراد کی مجموعی تعداد دیکھی جائے تو ایک محتاط اندازے کے مطابق یہ پانچ کروڑ تک پہنچ جائے گی۔ اگر تاریخ کے پنوں کو کھنگالا جائے تو یقین جانیے حقائق اس قدر تلخ ہیں کہ ہر باشعور انسان خون کے آنسو روئے۔ پاکستان کے قیام سے اب تک ملک میں 20 بڑے سیلابوں کا سامنا کرنا پڑا ہے، جن میں سے چار سیلاب ایسے ہیں جن کے باعث ہماری کمزور معیشت آخری سانسوں کو پہنچ گئی۔ 2010، 2011، 2012 اور 2014 میں خیبر کے پی، پنجاب اور آزاد کشمیر کے باسیوں کو بدترین صورتحال کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق 2010 سے اب تک سیلاب کی تباہ کاریوں میں ساڑھے تین ہزار سے زائد جانوں کا نقصان ہوا جب کہ مالی نقصانات کا تخمینہ دس ارب ڈالر تک لگایا گیا ہے جب کہ پچھلے دو سے تین دہائیوں کا ریکارڈ دیکھا جائے تو جانی نقصان کا اندازہ تقریباً 11 ہزار جانوں سے زائد ہے جب کہ ملک کی معیشت پر اربوں روپے کا بوجھ پڑ چکا ہے۔ صرف 2010ء کے سیلاب میں 3 کروڑ لوگ متاثر ہوئے تھے۔

اب بات کرتے ہیں گزرتے وقت کے ساتھ سیلاب کے باعث ہونے والے نقصان کی بڑھتی شدت کے پیچھے موجود وجوہات کی۔

سیلاب آنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ دنیا کا درجہ حرارت چار ڈگری سینٹی گریڈ تک بڑھنے کا خدشہ ظاہر کیا گیا ہے۔ گلوبل وارمنگ کے باعث درجہ حرارت بڑھ رہا ہے، جس کی وجہ سے بارشیں تسلسل زیادہ ہونے لگی ہیں، جو کہ سیلاب کا باعث بن رہی ہیں۔

لیکن اس سے بھی اہم بات دشمن ملک بھارت کی آبی جارحیت ہے۔ بھارت ہمارے دریاؤں پر سو کے قریب چھوٹے بڑے ڈیم اور بند تعمیر کر چکا ہے۔ عام حالات میں بھارت ان دریاؤں کا پانی بند کیے ہماری دھرتی کو خشک سالی کے آگ میں جھونکنے کی کوشش کرتا ہے لیکن مون سون کے دوران جب بارشیں زیادہ ہوتی ہیں اور بھارتی ڈیم گنجائش کے مطابق بھر جاتے ہیں تو بھارت بنا کسی اطلاع دریاؤں میں پانی چھوڑنا شروع کر دیتا ہے اور یوں بھارت کی جانب سے آنے والے سیلابی ریلے پنجاب کی خوبصورت زندگی کو تباہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ تیسری اور اہم وجہ بارشوں کا زیادہ ہونا اور دشمن ملک بھارت کی کوئی کارستانی نہیں بلکہ ہمارے حکمرانوں کی جاہل اور ذاتی مفادات ہیں۔

ماضی میں جب پنجاب میں بہنے والے تین مشرقی دریاؤں بیاس، راوی اور ستلج جبکہ جموں و کشمیر سے نکلنے والے مغربی دریاؤں چناب اور جہلم میں سیلاب آتا تھا تو بھارت کو بھی سیلابی صورتحال کا سامنا کرنا پڑتا تھا لیکن ڈیموں کی تعمیر کے بعد بھارت نے اپنی سرزمین میں سیلابوں پر بڑی حد تک قابو پا لیا ہے۔ وہاں کئی دنوں کی متواتر بارش کے بعد بھی پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش رہتی ہے۔ جب ڈیم بھر جاتے ہیں تو بھارت کی طرف سے زائد پانی آگے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جب یہ پانی پاکستانی علاقے میں داخل ہوتا ہے تو یہاں پانی ذخیرہ کرنے کے خاطر خواہ انتظامات نہیں ہوتے، جس کی وجہ سے یہ پانی سیلاب کی شکل اختیار کر کے آس پاس کی آبادیوں میں تباہی مچاتا ہے۔ یہ بات تو ان سیلابوں کی ہے جو بھارت سے پاکستان میں داخل ہونے والے دریاؤں میں آتے ہیں۔ دریائے سندھ بھارتی علاقے سے نہیں گزرتا مگر سیلاب یہاں بھی آتا ہے اور بڑے زوروں کا، جس سے خیبر پختونخوا سمیت ہمارے تین صوبے متاثر ہوتے ہیں۔ یہاں ہم کسی اور کو الزام نہیں دے سکتے۔ تربیلا ڈیم کے بعد اتنے بڑے آبی ذخائر پر کوئی بڑا ڈیم نہیں بنایا گیا۔ کالا باغ ڈیم ایسا منصوبہ ہے کہ جو انتظامی مرحلے کے قریب پہنچ کر سیاست کی نذر ہو گیا۔ اس قسم کا کوئی دوسرا منصوبہ بھی گزشتہ کئی برسوں میں شروع نہیں کیا جا سکا لہٰذا پانی کے متعدد ذخائر کی لپیٹ میں آنا قوم کا مقدر بن چکا ہے۔

یہ حقیقت کوئی نہیں جھٹلا سکتا کہ آبی ذخائر کی تعمیر سے ہم قدرتی آفت سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ البتہ ڈیمز اور واٹر ریزروائرز کی تعمیر سے سیلاب کی تباہ کاریوں میں کسی حد تک کمی لائی جا سکتی ہے چونکہ سیلاب سے بچنے کا یہ طریقہ کار عالمی سطح پر استعمال کیا جاتا ہے۔

یہ تو سیلاب سے متعلق چند حقائق تھے، اب ممکنہ سیلاب سے بچاؤ سے متعلق اداروں کی حکمت عملی پر بات کرتے ہیں۔

برسات میں پنجاب میں ڈی جی خان، رحیم یار خان، راجن پور، مظفر گڑھ، لیہ، میانوالی اور بھکر میں بڑے سیلاب کا خطرہ ہوتا ہے جبکہ گجرات، گوجرانوالہ، منڈی بہاؤالدین، ٹی ٹی سنگھ، جھنگ، شیخوپورہ، سیالکوٹ، خانیوال، لودھراں، بہاولپور، قصور اور اوکاڑہ میں درمیانے درجے کے سیلاب کا خطرہ منڈلاتا رہتا ہے۔

ممکنہ سیلاب سے نمٹنے اور لوگوں کو سیلاب سے بچانے کے لیے پاک فوج، ریسکیو 1122، سول ڈیفنس اور پروونشل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کافی خدمات انجام دیتے ہیں۔ گزشتہ چند سالوں سے پاک فوج اور ریسکیو عوامی خدمت میں سب سے آگے نکل آئے ہیں۔ اسی تناظر میں اس سال بھی ریسکیو 1122 نے ممکنہ سیلاب سے نمٹنے کے لیے بھرپور تیاری کر لی ہے۔ گو کہ ابھی تک برسات کا موسم اپنے جوبن کو نہیں پہنچا اور گزشتہ سالوں کی طرح بارشیں بہت زیادہ نہیں ہوئیں اور دریاؤں کا پانی زرعی علاقوں اور آبادیوں کی جانب بڑھنا شروع نہیں ہوا لیکن پھر بھی ریسکیو 1122 سیلاب کے ممکنہ خطرے سے آگاہ ہے اور تیاریوں میں مصروف ہے۔

پنجاب کی تمیں ڈسٹرکٹس میں سیلاب کی زد میں آتی ہیں۔ ڈسٹرکٹ لاہور میں شاہدرہ سے مانگا منڈی تک دریائے راوی کے قریبی علاقے، ڈسٹرکٹ قصور، ڈسٹرکٹ مظفر گڑھ میں رنگ پور، بندہ، بیٹ محمد والی، مراد آباد، دوآبہ بند، تنگو والا بند، ڈوگری والا بند، تونسہ بیراج، کوٹ ادو، تحصیل جتوئی، شہر سلطان، بیٹ بھور، تحصیل علی پور، ڈسٹرکٹ راجن پور، روجھان، شیر و ہند، راجن پور، حاجی پور، جھوک، ڈسٹرکٹ ڈی جی خان میں دانتلی، غازی گھاٹ، گدائی، جام پور، بہاولپور میں ہیڈ سلیمانکی، عبداللہ پور، باکر پور، اسماعیل پور سیلاب سے متاثر ہو سکتے ہیں۔

ڈی جی ریسکیو ڈاکٹر رضوان نصیر کا کہنا ہے کہ گزشتہ دور کو مدنظر رکھتے ہوئے تیاریوں کو عملی جامہ پہنایا گیا ہے۔ سیلاب سے قبل تمام ڈسٹرکٹس میں ایمرجنسی پیرا میڈیکس منعقد کی جا رہی ہیں۔ جن علاقوں میں سیلاب کے زیادہ خطرات ہیں ان کی میپنگ مکمل کی جا چکی ہے۔ محکمہ موسمیات سے موسم کی صورتحال پر تفصیلی بریفنگ حاصل کر چکے ہیں۔ ممکنہ سیلاب میں استعمال ہونے والے آلات اور مشینری کی ٹریننگ بھی کروا دی گئی ہے۔ سیلاب میں مختلف حالات سے متعلق ڈویژنل سطح پر ہفتہ وار بنیادوں پر مشقیں بھی جاری ہیں۔ مشقوں میں سول ڈیفنس کمیونٹی ایمرجنسی ریسپانس ٹیمز، ضلعی انتظامیہ اور علاقائی لوگوں کی معاونت بھی حاصل کی جا رہی ہے۔

ڈی جی ریسکیو کا کہنا ہے کہ سیلاب کی اطلاع کی صورت میں ہائی فلڈ ایریاز میں ایمرجنسی کا نفاذ کر دیا جائے گا۔ سیلاب کے دوران ایمرجنسی ریسپانس ٹیمز کم سیلابی علاقوں سے زیادہ سیلاب والے علاقوں میں منتقل ہوں گی۔ ریسکیو اہلکار بارہ بارہ گھنٹے کی شفٹ کریں گے اور شہریوں کو جان و مال کا تحفظ فراہم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

تاہم حکومت اور ریاست کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ زمینی اور سائنسی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے حسب ضرورت طویل المیعاد منصوبہ بندی کرے اور اپنی عوام کو اس قسم کی صورتحال میں محفوظ رکھنے کی حتی المقدور کوشش کرے۔ ایک جانب دیکھا جائے تو انٹرنیشنل ریڈ کراس کے اعداد و شمار کے مطابق 2025 تک پاکستان سمیت دنیا کے

دیگر ترقی پذیر ممالک کے 50 فیصد سے زیادہ لوگ سیلاب اور طوفانوں کے خطروں سے دوچار ہوں گے جو کہ یقیناً ایک انتہائی خطرناک وارننگ ہے۔ پاکستان وسائل کی کمی اور ناقص منصوبہ بندی کی وجہ سے ان قدرتی آفات کا سامنا کرنے کے لیے بالکل تیار نہیں ہے۔

سیلاب سے خبردار کرنے والے صوبائی ادارے فلڈ سیل محکمہ آبپاشی حکومت خیبر پختونخوا کی روز جاری کردہ روزانہ رپورٹ کے مطابق دریائے سندھ میں اٹک، خیر آباد اور دریائے سوات میں چکدرہ کے مقامات پر نچلے درجے کا سیلاب ہے جہاں پانی کا اخراج بالترتیب 225500 اور 27300 کیوسک ریکارڈ کیا گیا جبکہ صوبے کے باقی تمام دریا معمول کے مطابق بہہ رہے ہیں۔ صوبائی محکمہ آبپاشی رواں مالی سال کے دوران سیلاب سے بچاؤ کے لیے شروع کیے جانے والے مختلف منصوبوں پر مجموعی طور پر 2 ارب 29 کروڑ روپے خرچ کیے جا رہے ہیں۔ ان منصوبوں کی تکمیل سے دریاؤں اور برساتی ندی نالوں میں ہر سال آنے والی طغیانی کے نتیجے میں انسانی آبادیوں اور فصلوں کی تباہی سے بچاؤ ممکن ہو گا۔ بالخصوص سیالکوٹ، نارووال، شیخوپورہ، گوجرانوالہ اور راجن پور میں برساتی نالوں اور رود کوہیوں سے زیر آب آنے والے علاقوں کے بچاؤ کے لیے موثر اقدامات کیے گئے ہیں۔ ماضی میں ہاتھ ڈیک اور پلکھو میں آنے والی طغیانی سے وسیع پیمانے پر رقبہ زیر آب آ جاتا تھا جس سے بچاؤ کے لیے 7 ارب 70 کروڑ روپے کی لاگت سے ہاتھ ڈیک کی چینلائزیشن کی جا رہی ہے جبکہ اس میں پانی کی گنجائش بڑھانے کے لیے اس کے کنارے اونچے اور مضبوط کیے جا رہے ہیں۔ اسی طرح شیخوپورہ کے علاقے میں ہاتھ ڈیک کا رخ تبدیل کر کے شہری آبادیوں کو محفوظ بنایا جا رہا ہے۔ اس منصوبے پر 2 ارب 5 کروڑ روپے لاگت آئے گی۔ ضلع لیہ کو دریائے سندھ میں آنے والے ریلے سے محفوظ بنانے کے لیے لالہ کریک کے مقام پر بند تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اس منصوبے پر 50 کروڑ روپے لاگت آئے گی۔ اسی طرح میانوالی کے علاقے میں عمر خان کینال سسٹم تحصیل عیسیٰ خیل کے علاقے میں تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اس منصوبے پر 2 ارب 50 کروڑ روپے لاگت آئے گی۔ اسی طرح کا ایک بڑا منصوبہ جلال پور اریگیشن پراجیکٹ ہے جو 26 کروڑ روپے کی لاگت سے ضلع جہلم کے علاقے میں آبپاشی اور سیلاب سے بچاؤ کے مقاصد پورے کرے گا۔ امید ہے ان منصوبوں کی تکمیل سے اریگیشن، ڈرینج اور سیلاب سے بچاؤ کے اقدامات کو تقویت ملے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم نے سیلاب سے جتنے نقصانات اٹھائے ہیں اور ان کی تلافی کے لیے ہمیں امداد مانگ مانگ کر جتنا خرچ کرنا پڑا ہے، اس سے نصف اخراجات میں پاکستان میں متعدد بڑے ڈیمز بنا کر عوام کو سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچایا جا سکتا تھا۔ قدرتی آفات شروع سے ہی انسانی آزمائشوں کا سلسلہ بنتی آئی ہیں، وہ قومیں ان آفات سے نمٹنے میں سرخرو ہوتی ہیں جو کہ باقاعدہ منصوبہ بندی اور اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کرتی ہیں

ڈویژنل سطح پر ہفتہ وار مشقوں میں سول ڈیفنس کیمونٹی ایمرجنسی، ریسپانس ٹیمز، انتظامیہ اور علاقائی لوگوں کی معاونت حاصل ہوتی ہے

بدقسمتی سے ہماری قوم میں دونوں چیزیں مفقود ہیں۔ ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے نہ تو ہمارے پاس کوئی موثر منصوبہ بندی ہے نہ ہی اتحاد کا وہ مظاہرہ جو ان آفتوں سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے۔ اس وقت ہمارے سیاسی رہنماؤں کی ضد اور انا پرستی سے پوری قوم ایک عجیب طرح کے انتشار کا شکار ہے۔ لیکن ان غریب لوگوں کو پوچھنے والا کوئی نہیں، جو اپنی جمع پونجی ان بارشوں اور سیلاب کاریوں میں ہار بیٹھے ہیں۔ قوم اس وقت ایک کڑے امتحان سے گزر رہی ہے جس کا مقابلہ کرنے کے لیے ہم سب کو ایک جان بننا ہوگا۔ شاید اسی میں ملک و قوم کا مفاد پوشیدہ ہے۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

وقار اشرف

washraf77@gmail.com

کسی زمانے میں کہا جاتا تھا کہ "کھاؤ من بھاتا اور پہنو جگ بھاتا" آج تک بھاتا پہنا جائے یا نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ملبوسات کے انداز رنگ اور کپڑے کا انتخاب موسم کی مناسبت سے ہی کیا جاتا ہے۔ آج کل موسم تبدیل ہو رہا ہے سہانا برس رہا ہے اور اس موسم میں ڈیزائن کا رنگ اور بھی کھل جاتا ہے۔ ویسے بھی دوسروں سے منفرد دکھائی دینا تو ہر کسی کا شوق ہوتا ہے لیکن صنف نازک میں تو یہ شوق اپنے عروج پر ہوتا ہے۔ تقریب چاہے شادی کی ہو یا کوئی اور خوشی کی خواتین ہر حوالے سے نمایاں اور دوسروں سے منفرد دکھائی دینا چاہتی ہیں جس کا سب سے موثر ذریعہ ملبوسات ہوتے ہیں جو موسم اور فیشن کے مطابق بدلتے رہتے ہیں۔ ویسے بھی فیشن میں ان اور آؤٹ کا چکر چلتا رہتا ہے یعنی جو ملبوسات موسم کے حوالے سے آج ان ہیں وہ کل آؤٹ ہو جائیں گے۔

ہماری فیشن انڈسٹری سب سے زیادہ تیزی سے ترقی کرنے والی انڈسٹری ہے جس میں جہاں بڑے بڑے نام موجود ہیں تو وہاں نئے نام بھی اس کا حصہ بن رہے ہیں اور اپنے کام سے اپنی الگ پہچان بنا رہے ہیں ان نئے ناموں میں ایک نام فراز عابد شیخ (FAS ڈیزائن سٹوڈیو) کا بھی ہے جو اپنے ریگل ڈیزائن اور منفرد سٹائل کی وجہ سے معروف ہیں۔ انہوں نے 3 افراد کے ساتھ کام شروع کیا اور آج ان کا برینڈ پاکستان کا مقبول برینڈ ہے۔ وہ اپنی برائیڈل کولیکشن "محرم" کے نام سے برائیڈل کمپین ویک 2016ء میں پیش کر چکے ہیں۔ برائیڈل کے ساتھ ساتھ پرنٹ اور ملبوسات اور شوز بھی ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی کولیکشن میں رنگوں کا انتخاب خواتین کی حس جمالیات کو مدنظر رکھ کر کیا گیا ہے۔ FAS نے بہت کم وقت میں مقبولیت حاصل کی ہے کیونکہ ان کے ملبوسات میں روایت کو جدید کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

اب اگست کا مہینہ شروع ہے اور ستمبر میں موسم قدرے بہتر ہو جائے گا جس کے ساتھ ہی شادیوں کا سیزن بھی شروع ہو جائے گا جو جاڑے کی آمد کے ساتھ عروج پر پہنچ جائے گا۔ اس موسم میں فیشن ویکس کا سلسلہ بھی شروع ہو جائے گا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

نام بھی لسانی
معیار بھی لسانی

کا نمبر 1 برانڈ

www.lasaniindustries.com

وزن گھٹائیں
صحت پائیں

ہر قسم کے موٹاپے کی وجوہات کو
کم کرنے کیلئے مؤثر دوا

ای میل lasanipharma@yahoo.com

کھلے گلابی تیرے پیرہن کا
سماں ہیں

بند آنکھوں میں کوئی سپنا جھانکتا ہے

فیملی سیریز

فوٹوگرافی : ہیرا گون سٹوڈیو

ماڈل : زارا عابد

ڈیزائنر : FAS Design studio

میک اپ اینڈ ہیئر : عمران شیخ

آرٹ ڈائریکٹر : حسنین اویس

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

پاکستان میں سالانہ 30 ہزار سے زائد خواتین دوران زچگی لقمۂ اجل بن جاتی ہیں

دیہی حاملہ خواتین کیلئے ایمبولینس سروس کا اجراء

صحت مند معاشرے کی بنیاد صحت مند ماں ہے

■ راحیلہ مغل

rrahilamughal28@gmail.com

ماں خدا کی عظیم نعمت ہے۔ اس کے پیار کا انداز سب سے الگ اور نرالا ہے۔ لیکن پاکستان دنیا کے ان چند ممالک میں شامل ہے جہاں اکثر مائیں دوران زچگی زندگی کی بازی ہار جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس ملک میں نومولود بچوں کی شرح اموات بھی بہت زیادہ ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق ایک لاکھ زچگیوں میں ایک سو اسی خواتین اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں اس طرح سالانہ تقریباً پانچ لاکھ بچے ہلاک ہوتے ہیں جو پانچ سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان میں دو تہائی بچے ایسے بھی ہیں جو پیدائش کے ایک ماہ کے اندر اللہ کو پیارے ہو جاتے ہیں۔ انہیں خطوں کا مداوا کرنے کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے دیہی علاقوں کی حاملہ خواتین کے لئے ایمبولینس سروس برائے حاملہ خواتین کا اجراء کیا ہے۔ آغاز میں 193 ایمبولینسز ریسکیو 112 کی طرز پر کام کر رہی ہیں۔ اس سروس کی ایپ لائن 1034 ہے۔ مزید دو سو ایمبولینسز جلد اس سسٹم میں شامل کر دی جائیں گی۔ دیہی ایمبولینس سروس ہر ضلع میں کلسٹر سسٹم پر کام کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ حاملہ خواتین کو LHW اور LHV کے ذریعے رجسٹرڈ بھی کیا جا رہا ہے۔ تاکہ ضرورت پڑنے پر متعلقہ خاتون اگر کال کرے تو اس کا ڈیٹا پہلے ہی سسٹم میں موجود ہو۔

دراصل صحت مند معاشرے کی بنیاد صحت مند ماں ہے اگر ماں کی صحت اچھی ہوگی تو بچے کی صحت بھی بہتر ہوگی۔ صحت مند معاشرے کو پروان چڑھانے کے لئے ماں کا صحت مند ہونا انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ پاکستانی معاشرے میں بدقسمتی سے معلومات کی کمی، روایت پرستی اور وسائل کی عدم دستیابی کی وجہ سے ماں بننے کا عمل نہایت تکلیف دہ ہو چکا ہے چونکہ پاکستان کی 60 فیصد آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے اور شرح خواندگی بھی کم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماں بننے اور بعد کے عرصے ماؤں کو کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اکثر اس طرح کی خبریں سننے کو ملتی ہیں کہ ڈلیوری کے لئے جانے والی خاتون راستے میں ہی دم توڑ گئی یا کسی خاتون نے رکشے میں ہی بچے کو جنم دے دیا۔ ان حالات کے پیش نظر دیہی علاقوں میں حاملہ خواتین کے لئے ایمبولینس کا آغاز ایک احسن قدم ہے۔ لیکن اس سروس کا اجراء اگر شہر میں بھی کیا جائے تو قابل ستائش ہوگا۔

پاکستان میں اوسطاً 45 لاکھ خواتین سالانہ ماں بننے کے عمل سے گزرتی ہیں دوران زچگی یا زچگی کے بعد تیس ہزار خواتین میڈیکل بنیادوں پر لقمہ اجل بن جاتی ہیں یہ تعداد دنیا بھر کے تمام ممالک سے زیادہ ہے۔ حاملہ خواتین کو جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان میں گھریلو روایتیں اور خاندانی بندشیں حاملہ خواتین کو ڈاکٹر کے پاس جانے سے روکتی ہیں۔ اس کے ٹیسٹ کروانے کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض اوقات مالی حالت بھی آڑے آ جاتی ہے ایسے میں حاملہ خواتین کے لئے ایمبولینس کی سہولت ایک اچھی کوشش ہے اگر اسے روایتوں کی بھینٹ نہ چڑھایا گیا تو.....!

حاملہ خواتین کا دوسرا بڑا مسئلہ نزدیکی مقامات پر ایسے سنٹرز کی عدم دستیابی ہے جہاں ان کو میڈیکل کی سہولتیں میسر ہوں۔ ان حالات میں ایمبولینس کی یہ سروس کسی نعمت سے کم نہیں جو مریضہ کو قریبی ہیلتھ سنٹر پہنچانے کے بعد اس بات کی تسلی کرتی ہے کہ خاتون کے کیس میں کوئی پیچیدگی نہیں اس دوران ایمبولینس وہیں کھڑی رہے گی اگر کیس میں کوئی پیچیدگی ہوگی تو ایمبولینس مریضہ کو لے کر بڑے ہسپتال پہنچے گی۔ اس ایمبولینس سروس کے اجراء سے نہ صرف دیہاتی خواتین کو سہولت حاصل ہوئی ہے بلکہ دیہی علاقوں میں تربیت یافتہ برتھ اٹنڈنٹس کے ذریعے سرکاری صحت مرکز پر ڈلیوری کروانے کا رجحان حوصلہ افزائی ہو رہی ہے جس سے ہزاروں حاملہ خواتین اور دنیا میں آنے والے بچوں کی زندگیاں محفوظ ہو گئی ہیں۔

دیہات میں خصوصاً رات کے وقت ضرورت پڑنے پر حاملہ خواتین کے لئے لیبر روم کی سہولیات موجود نہیں ہوتی۔ خواتین روایتی دائیوں سے ڈلیوری کرواتی ہیں جس کی وجہ سے پیچیدگیاں جنم لیتی ہیں۔ اس طرح بعض اوقات حاملہ خواتین اور دنیا میں آنے والے بچے کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی تھی اس مسئلے کے حل کے لئے حکومت کے بنیادی مراکز صحت کو ایک سسٹم کے تحت بیلتے کے ساتھ گرانی میں لیبر روم کی سہولت فراہم کی جا رہی ہے اس حکمت عملی سے ہزاروں محفوظ ڈلیوریاں ہو رہی ہیں جو ماں اور بچہ دونوں کی صحت کی ضامن ہیں۔

امید کی جاتی ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں میں آگاہی بڑھے گی اور خادم پنجاب میاں شہباز شریف دیہی ایمبولینس سروس کی مقبولیت میں بھی اضافہ ہوگا۔ یہ ایمبولینس سروس ان ہزاروں حاملہ خواتین اور بچوں کی جانیں بچانے میں اہم کردار ادا کرے گی جو محض سواری نہ ہونے کی وجہ سے ہسپتال تک نہیں پہنچ پاتے تھے اور اس طرح انکی زندگیاں بڑا پرلگ جاتی تھیں۔

اس سروس کے بارے میں بات کرتے ہوئے نرسنگ سپرنٹنڈنٹ فریدہ گورنمنٹ ٹیچنگ ہسپتال شاہدرہ نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ دیہی علاقوں کے لئے یہ سہولت کسی نعمت سے کم نہیں اسکی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اسطرح ہماری دیہاتی خواتین کی زندگیاں محفوظ ہو جائیں گیں اور وہ کئی پیچیدگیوں سے بچ جائیں گیں۔

ڈاکٹر عبدالستار بنیادی مرکز صحت پر بطور میڈیکل آفیسر اپنی ذمہ داریاں سرانجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے حاملہ خواتین اور نومولود بچوں کے لیے کی جانے والی حکومت کی اس کاوش کو سراہا ہے۔ ان کے مطابق شہروں میں تو لوگ باآسانی پرائیویٹ ایمبولینس کو کال کر لیتے ہیں یا پھر 1122 کی ایمبولینس سروس سے مستفید ہو جاتے ہیں لیکن دیہات کی سطح پر ایمبولینس کی بروقت دستیابی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ دور دراز ایمبولینس سروس کی بدولت یہ مسئلہ کافی حد تک کم ہو جائے گا۔

ڈاکٹر عظمیٰ حسین گنگارام ہسپتال کے گائنی ڈیپارٹمنٹ سے منسلک ہیں انہوں نے اس منصوبے کو سراہتے ہوئے کہا کہ یہ ایک اچھی کاوش ہے۔ ایسا ترقی یافتہ ممالک میں ہوتا ہے اب ہمارے ملک میں بھی یہ سہولت دی جا رہی ہے تو اسکے لئے ہم اعلیٰ حکام کے بہت شکر گزار ہیں۔ کیونکہ ہمارے ملک میں زچگی کے دوران شرح اموات بہت زیادہ ہے اس سہولت کی بدولت بہتری کی امید کی جا سکتی ہے

ڈاکٹر عظمیٰ حسین

خواجہ عمران نذیر

ریجنل ہیڈ بنیادی مرکز صحت 110 سیون آر میں بطور میڈیکل آفیسر تعینات ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ لیڈی ہیلتھ ورکرز کی مدد سے اس سہولت کے متعلق عوام کو آگاہ کیا جا رہا ہے تاکہ وہ ضرورت پڑنے پر اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ وہ پرامید ہیں کہ اس سروس کی بدولت حاملہ خواتین کو بنیادی مرکز صحت پر پہنچنے میں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ زچگی کا عمل تربیت یافتہ عملے کی زیر نگرانی میں ہوگا جس سے دوران زچگی شرح اموات کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔

خواجہ عمران نذیر نے اس سہولت کے بارے میں بتایا کہ ابتدائی طور پر 193 فری ایمبولینسز چلائی جا رہی ہیں جبکہ 207 گاڑیاں جلد پروگرام میں شامل ہو جائیں گی۔ وسائل کی کمی کے باوجود شعبہ صحت کے افراد محنت کر رہے ہیں۔ اس مرتبہ صوبے کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ پیش کریں گے۔

یہ ایک قابل ستائش کاوش ہے کیونکہ ہمارے ملک میں دوران زچگی شرح اموات بہت زیادہ ہے: ڈاکٹر عظمیٰ حسین

193 فری ایمبولینسز چلائی جا رہی ہیں جبکہ 207 گاڑیاں جلد پروگرام میں شامل ہو جائیں گی: خواجہ عمران نذیر

ماں کا دودھ ..... بچے کا پیدائشی حق

ماں کے دودھ میں جادوئی اثر پایا جاتا ہے۔ بچے کی پیدائش کے بعد کے چند ہفتوں کے دوران اس کا مکمل نظام ہضم ماں کے دودھ سے ہی نشوونما پاتا اور مضبوط ہوتا ہے۔ ماں کا دودھ بچے کو آنتوں کی انفیکشن سے بچاتا ہے، اس کے نظام ہضم کو مضبوط بناتا ہے۔ ماں کا دودھ پینے والے بچے کے پیٹ میں ابھار یا سوجن نہیں ہوتی، نہ ہی اسے قبض کی شکایت ہوتی ہے۔ بچے کا مدافعتی نظام مضبوط بنانے اور اسے مختلف الرجیز سے محفوظ رکھنے میں ماں کے دودھ سے بہتر دنیا کی کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ ماں کا دودھ پینے والے بچے کے مسوڑے اور جبڑے بھی مضبوط ہوتے ہیں۔ کمزور بچوں کو خاص طور سے ماں کا دودھ زیادہ پلانا چاہیے۔

ماں کے دودھ میں موجود اجزاء کی فہرست بہت لمبی ہے۔ ان میں اہم ترین اجزاء معدنیات، وٹامن، پکٹائی، لائیکوٹائیڈ وغیرہ ہیں۔ اس کے علاوہ ڈی این اے کے لیے بنیادی اہمیت کے حامل نامیاتی مرکب نیوکلیوٹائیڈ، توانائی فراہم کرنے والا کاربوہائیڈریٹ موجود ہوتا ہے جو بچے کی جسمانی نشوونما کے لیے نہایت ضروری ہے۔

ماں کا دودھ قدرتی طریقے سے مسلسل بنتا رہتا ہے۔ بچے کی پیدائش کے بعد پہلے دن چھاتی میں پیدا ہونے والا صاف سیال نظافت سے بھرپور اور انتہائی مناسب ہوتا ہے۔ چوتھے دن سے مجوری دودھ بننا شروع ہوتا ہے۔ قدرت کا نظام کچھ ایسا ہے کہ ماں کے دودھ میں پائے جانے والے اجزاء بچے کی نشوونما کے مراحل کے مطابق اس کی ضروریات پوری کرنے کے حساب سے بنتے رہتے ہیں۔

عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او) اور مختلف قوموں کے کمیشن ماؤں کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ بچے کو کم از کم چھ ماہ تک دودھ پلائیں اور چوتھے مہینے سے بچے کو اضافی غذا دینا شروع کریں۔

حکومت پنجاب کی جانب سے پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ فیڈنگ ایکٹ 2012 پر سختی سے عمل جاری ہے اس ایکٹ کے تحت نومولود ملک کی ماں کے دودھ کے نعم البدل کے طور پر تشہیر، فروخت اور بلا جواز تجویز کو قانوناً جرم قرار دیا گیا ہے۔

ماؤں پر لازم ہے کہ 6 ماہ کی عمر تک صرف اور صرف ماں کا دودھ پلائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہسپتالوں کام کرنے کی جگہوں اور عوامی مقامات پر بریسٹ فیڈنگ کارنرز کا قیام بھی عمل میں لایا جا رہا ہے۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

نونہالوں کے سوالوں کا جواب دینے کیلئے

ماؤں کا اپ ڈیٹ ہونا ضروری

حالات حاضرہ، جدید ٹیکنالوجی اور بچوں کے رجحانات سے باخبر ہونا ہوگا

غلام زہرا
ghulamzahira@yahoo.com

عمیر کو آج سکول سے چھٹی تھی وہ مسلسل اپنی چھوٹی بہن آمنہ کو ستا رہا تھا کبھی اُس سے چاکلیٹ چھیننے کی کوشش کرتا' کبھی آمنہ کا پسندیدہ کھلونا لے کر اسے چھیڑتا' عمیر کی امی اس کی شرارتوں سے سخت نالاں تھی تنگ آ کر بولی اب اگر تم شرارت سے باز نہ آئے تو تمہارے پاپا سے شکایت لگاؤں گی۔ عمیر بھلا کہاں باز آنے والا تھا، جھٹ بولا پاپا مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں وہ مجھے کچھ نہیں کہیں گے۔ ٹھیک ہے عمیر کی امی بولی تو میں پھر تمہارے دادا جان سے کہتی ہوں کہ عمیر میری کوئی بات نہیں مانتا۔ دادا جان تو مجھے کہانیاں سناتے ہیں اور جو بھی بات یا سوال اُن سے پوچھتا ہوں وہ مجھے بہت اچھی طرح سے سمجھاتے ہیں۔ وہ مجھے کچھ نہیں کہتے۔ ہاں امی جان اگر آپ چاہتی ہیں کہ میں شرارت سے باز آ جاؤں تو آپ مجھے کوئی کہانی سنائیں یا پھر میرے ساتھ موبائل گیم کھیلیں۔ آپ بھی خوش میں بھی خوش۔

عمیر کی امی بیٹے کی یہ بات سُن کر سوچنے لگیں کہ ہمارے بچے کتنے چالاک اور تیز ہو گئے ہیں۔ مگر یہ بات بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ کہیں نہ کہیں ہم ماؤں کا بھی قصور ہے۔ موجودہ دور میں نت نئی اختراعات و ایجادات نے انسانی سوچ کے بہت سے در وا کے کر دیئے ہیں تو ہمارے بچے بھی اس سے متاثر ہیں۔ وہ متجسس ہیں اور اپنے سوالات کے جوابات کے متلاشی ہیں ایسے میں والدین خاص طور سے ماؤں کو اپنا بھرپور کردار ادا کرنا ہوگا۔

قابل فہم امر یہ ہے کہ مائیں اپنے نونہالوں کی تربیت کس انداز سے کریں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جس پر جتنا بھی غور و خوض کیا جائے کم ہے۔ بچے ہمارا مستقبل اور قومی سرمایہ ہی ان کی تعلیم و تربیت بھرپور توجہ کی متقاضی ہے۔

ماں کی گود بچے کی اولین درسگاہ ہے بچہ جو کچھ ماں سے سیکھتا ہے اُس کا نقش عمر بھر کے لئے اس کی شخصیت پر ثبت ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ماحول و حالات و واقعات کے بھی انسانی شخصیت پر دیرپا اثرات ہوتے ہیں۔ ہمارے بہت سے گھرانوں میں بچوں کی تربیت اس انداز سے کی جاتی ہے جیسا ماحول ہوتا ہے حالانکہ بتدریج تبدیلی کی ضرورت ہے کہ بچوں کی تربیت کے حوالے سے ایسی منصوبہ بندی کی جائے کہ وہ وقت کے تقاضوں کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال سکیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت اپنے اخلاق و حالات کے مطابق نہ کرو کیونکہ انہیں ایسے زمانے کیلئے پیدا کیا گیا ہے کہ جو تمہارے زمانے سے مختلف ہے۔"

روایات کی پاسداری کرنا اپنی جگہ مسلم مگر لکیر کے فقیر کی طرح اُن سے چمٹے رہنا درست نہیں بلکہ زمانہ کے مطابق ہی اپنے آپ کو ڈھالنے والے کامیاب ہوتے ہیں۔

اب جبکہ کمپیوٹر کا دور ہے۔ گلی ڈنڈا، پٹھو گرم اور دیگر روایتی کھیل معدوم ہو کر رہ گئے ہیں۔ آج سنوکر اور ویڈیو گیمز کا دور ہے بچے کمپیوٹر پر گیم کھیلتے ہیں تو اپنی ماں سے بھی کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ کھیلو، اب جو ماں کمپیوٹر کی الف ب سے واقف نہیں اس کے لئے یہ بات انوکھی سی ہے۔ اسی طرح کئی بچے کمپیوٹر اور موبائل کا استعمال کرتے ہیں تو وائی فائی کا پاسوڈ بھول جانے پر ماں سے کہتے ہیں کہ آپ کو وائی فائی کا پاسوڈ یاد ہے اگر نہیں تو یاد کر لیجئے۔ یوں اب ماؤں کو انٹرنیٹ ٹیکنالوجی کے دور میں اپنے آپ کو اسی طرح ڈھالنا ہوگا۔

بعض اوقات بچے ماں سے سوال کرتے ہیں کہ یہ میکرز کون ہوتے ہیں اب جدید ٹیکنالوجی سے متعارف ماں تو یہ بات بچوں کو تفصیل سے بتا سکتی ہے جو ماں یہ سب نہیں جانتی بچے اس سے خائف ہو جاتے ہیں۔

سوال اٹھتا ہے کہ نونہالوں کے سوالوں کے جوابات کے جواب دینے اور انہیں مطمئن کرنے کے لئے مائیں کیا کریں تو یقینی طور پر جواب یہی ہوگا کہ وہ موجودہ دور کی تعلیم اور نت نئی ایجادات و اختراعات سے واقفیت حاصل کریں۔ اس کے لئے ان کو چاہیے کہ اخبار اور کتاب کا مطالعہ معمول بنالیں، کم از کم ایک گھنٹہ حالات حاضرہ کی خبروں کا جائزہ بھی لیا کریں۔ سیاست کے موضوعات میں دلچسپی لے تاکہ بچے جب آئے دن سیاست دانوں کی ہونے والی نوک جھونک سے متعلق سوال کریں تو وہ اُن کو آسانی سے بتا سکے۔ ماضی کے حالات و واقعات پر بچے کئی سوال کرتے ہیں کبھی کبھار انکو بھی ایک ماں کے لئے ازبر کرنا بہت ضروری ہے۔ بعض مائیں بچوں کی پیدائش کے بعد دیگر پیدائش اور ذمہ داریوں کے باعث یہ سب نہیں کر سکتیں۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ کام کے دوران چلتے پھرتے ٹیلی ویژن پر خبریں وغیرہ سُن لیا کریں۔ کوشش کریں کہ میگزین یا رسالہ وغیرہ کا ایک آدھ صفحہ پڑھ لیا کریں۔ معلوماتی کتابوں پر نظر ڈال لیا کریں۔ اس طرح وہ کافی حد تک بچوں کے سوالوں کے جواب دے سکتی ہے صحت مند ماں نسبتاً مستعد اور چوکس رہتی ہے۔ ایک ماں کو اپنی صحت سے بھی غافل نہیں رہنا چاہیے۔ ماں تندرست ہوگی تو بچوں پر اس کا اثر اچھا پڑے گا۔ مثبت سوچ، مثبت رجحانات کا باعث بنتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ایک تعلیم یافتہ اور باشعور ماں بچوں کی تربیت بہتر انداز میں کر سکتی ہے اور اپنے آپ کو اپ ڈیٹ کرنے کیلئے اسے مذکورہ بالا تدابیر اختیار کرنا ہوں گی۔

بقول پروین شاکر:

بچوں کو دن کے وقت پرکھنے کی ضد کریں
بچے ہمارے عہد کے چالاک ہو گئے

لہٰذا ماں کو اس عہد کے تقاضوں سے نبرد آزما ہونے کیلئے چاق و چوبند ہونا ہوگا۔

> موجودہ دور کی تعلیم اور نت نئی ایجادات سے واقفیت حاصل کرنا ماؤں کے لئے بہت ضروری ہے

> آج سنوکر اور ویڈیو گیمز کا دور ہے، بچے کمپیوٹر پر گیم کھیلتے ہیں تو اپنی ماں سے بھی کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ کھیلو

> بچہ جو کچھ ماں سے سیکھتا ہے' اس کا نقش عمر بھر کے لئے اس کی شخصیت پر ثبت ہو جاتا ہے

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ادرکی چرغہ

اشیاء: مرغی ڈیڑھ کلو، ہلدی، نمک، ادرک لہسن موٹا پسا ہوا ایک کھانے کا چمچ، لال مرچ ایک چائے کا چمچ، لیموں چار عدد، سفید زیرہ بھنا ہوا ایک چائے کا چمچ، تیل 3 کھانے کے چمچ، تیل تلنے کیلئے

ترکیب: سب سے پہلے مرغی کو اچھی طرح دھو کر سرکہ، زردہ کا رنگ اور نمک لگائیں پھر لیموں کا رس نکال کر مرغی پہ اچھی طرح مل دیں پھر ادرک لہسن اور باقی مصالحہ لگا کر چار گھنٹے کیلئے فریج میں رکھ دیں۔ کڑھائی میں تیل گرم کریں اور ہلکی آنچ پر ڈیپ فرائی کر دیں۔ ادرکی چرغہ تیار ہے سلاد کے ساتھ گارنش کر کے پیش کریں

افغانی گوشت

اجزاء: گوشت بغیر ہڈی ایک کلو، ادرک 50 گرام، ٹماٹر آدھا کلو، سیاہ مرچ، دھنیا حسب ضرورت، پیاز 100 گرام، آلو آدھا کلو، گھی 100 گرام، نمک حسب ذائقہ

ترکیب: گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لیں ایک برتن میں گھی ڈال کر تل لیں۔ اس میں دھنیا اور ہلدی اور ادرک ڈال کر بھونیں اور پانی اتنا ڈال دیں کہ گوشت گل جائے۔ پیاز، ٹماٹر کے 6-6 ٹکڑے کر لیں۔ آلو ابال کر ان کی ٹکیاں بنا لیں جب گوشت گل جائے تو تمام اشیاء شامل کر کے ہلکی آنچ پر 5 منٹ پکائیں۔ افغانی گوشت تیار ہے۔

منٹوں میں کریں گھر کی صفائی

یہ تمام اہل خانہ کی صحت اور تندرستی کیلئے ضروری ہے۔

■ راحیلہ مغل

گھر کی صفائی ستھرائی یوں تو آسان کام معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت اس کے لیے کافی وقت اور محنت درکار ہوتی ہے۔ خاص طور پر موسم برسات میں گھر کی صفائی پر خاص توجہ دی جاتی ہے کیونکہ اس موسم میں بیماریاں پھیلنے، گندگی پر مکھیاں پیدا ہونے اور مچھروں کی افزائش کا خدشہ ہوتا ہے۔

گھر کی صفائی کا مطلب محض سینہ ہی نہیں بلکہ گھر کو جراثیم سے پاک رکھنا بھی ہے۔ تحقیقات اور طبی ماہرین کے مطابق وبائی امراض پھیلنے کا آغاز اکثر گھر سے ہی ہوتا ہے۔ اسی لیے گھر اور اس میں موجود تمام سامان کی صفائی ستھرائی تمام اہل خانہ کی صحت اور تندرستی کے لیے ضروری ہے۔

اکثر خواتین سارا دن گھر کی جھاڑ پونچھ میں صرف کر دیتی ہیں۔ جس سے انہیں شدید تھکن طاری ہو جاتی ہے اور ان میں کسی دوسرے کام کی ہمت نہیں رہتی۔ گھر کی صفائی تو ضروری ہے لیکن اس کے لیے کسی مشقت میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ آپ تھوڑی سی سمجھداری سے کام لے کر اس کام کو آسان بنا سکتی ہیں۔ مندرجہ ذیل آسان ٹوٹکوں پر عمل کریں اور گھنٹوں کی صفائی منٹوں میں مکمل کر لیں:

اسٹیل کے برتن اور دیگر سامان پر پانی اور ہاتھ کے نشان پڑ جاتے ہیں۔ چولہے، اون اور برتن دھونے کے سنک کی صفائی اگر نہ کی جائے تو یہ گندے میلا اور بدنما معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر یہ ہی چیزیں چمکدار اور صاف ستھری لگ رہی ہوں تو پورے کچن کی ہی شان بڑھ جاتی ہے۔

☆ بیکنگ سوڈا ایک بہترین کلیننگ ایجنٹ ہے۔ تھوڑا بیکنگ سوڈا صاف کی جانے والی جگہ پر چھڑکیں اور اتنا پانی ڈالیں کہ پیسٹ سا بن جائے۔ رات بھر کے لیے ایسے ہی چھوڑ دیں۔ صبح کسی صاف کپڑے سے جگہ کو صاف کر دیں۔

☆ اسٹیل پر سرکے کا اسپرے کریں۔ تھوڑی دیر بعد کسی صاف کپڑے سے جگہ کو پونچھ دیں۔ اب کسی بھی تیل میں ایک صاف کپڑے کو بھگوئیں اور اس جگہ پر ملیں۔ اسٹیل نہ صرف صاف ہو جائے گی بلکہ چمکنے بھی لگے گی۔

کسی بھی گھر میں سب سے زیادہ جراثیم باتھ روم میں ہی پائے جاتے ہیں لہٰذا اس کی صفائی بھی زیادہ اہم ہے۔ باتھ روم کی صفائی ایک دفعہ کا کام نہیں ہوتا بلکہ اسے مستقل صاف ستھرا رکھنا ضروری ہے۔ تمام گھر والوں کی یہ عادت ہونی چاہیے کہ وہ باتھ روم سے نکلتے ہوئے ایک نظر باتھ روم پر ضرور ڈالیں۔ برش اپنی جگہ پر رکھیں، فرش خشک کریں اور گیلا تولیہ باتھ روم میں نہ چھوڑیں۔

☆ باتھ روم کے آئینے کی صفائی کے لیے آئینے پر شیمپو کا اسپرے کریں اور کسی صاف کپڑے سے جس پر ریشے نہ ہوں گیلا کر کے آئینے پر ملیں۔ شیمپو اچھی طرح سے صاف ہو جائے تو سوکھے کپڑے سے آئینہ پونچھ دیں۔

☆ سنک کو کسی اچھے ڈش واشر میں مکس کریں۔ کسی پرانے کپڑے یا اسکرب سے ٹائلز پر ملیں۔ تھوڑی دیر کے لیے ایسے ہی چھوڑ دیں پھر پانی سے دھو کر واپس کر دیں۔

☆ پرانے دھبوں یا نشانات کو صاف کرنے کے لیے ٹوتھ پیسٹ کو بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جیل والے ٹوتھ پیسٹ کے بجائے سفید والا ٹوتھ پیسٹ استعمال کریں۔

عام طور پر خواتین کو سب سے مشکل پلکھوں کی صفائی لگتی ہے۔ پلکھوں میں مٹی جمع ہو کر ان کا رنگ سیاہ پڑ جاتا ہے۔ پنکھے صاف کرنے میں ہاتھ الگ تھک جاتے ہیں اور وقت بھی بہت لگتا ہے۔ اس آسان طریقے سے آپ محض پانچ منٹ میں پنکھے صاف کر سکتی ہیں۔

☆ ایک اسپرے بوتل میں پانی بھریں اور دو بڑے چمچے سرکہ شامل کریں۔ ایک تکیے کا غلاف اور ایک صاف کپڑا، کسی اونچی کرسی یا سیڑھی پر چڑھ کر ایک ایک کر کے پنکھے کے بلیڈ پر غلاف چڑھائیں اور پنکھے کو پونچھتے ہوئے غلاف اتار دیں۔ سب مٹی غلاف میں آ جائے گی۔ اب پنکھے پر سرکے کا اسپرے کر کے صاف کپڑے سے ایک بار پونچھ دیں۔ پنکھے چمکنے لگیں گے۔

لکڑی کچھ عرصے بعد اپنی چمک کھو دیتی ہے۔ اس لیے اس پر پالش کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ بازار میں لکڑی پالش تو دستیاب ہوتی ہے لیکن وہ کافی مہنگی ہوتی ہے۔ ان طریقوں سے آپ گھر پر لکڑی کی پالش تیار کر سکتی ہیں:

☆ ایک کپ سرکے میں آدھا کپ لیموں کا عرق شامل کر لیں۔ دونوں سیال جب اچھی طرح مکس ہو جائیں تو ایک نرم کپڑے کی مدد سے فرنیچر اور دروازوں پر مل لیں۔

☆ لکڑی کو گیلے کپڑے سے پونچھنے کے بعد دوسرے صاف کپڑے کو تارپین کے تیل میں ہلکا سا ڈبوئیں۔ اسے ہلکے ہاتھ سے لکڑی پر ملیں۔

پلکیں اور بھنویں بنائیں خوبصورت

بڑا سورما اور اچھا دکھنا تو ہر لڑکی کی ہی خواہش ہوتی ہے۔ لمبی گھنی خوبصورت پلکیں اور بھنویں آنکھوں کی خوبصورتی میں اضافہ کرتی ہیں۔ لمبی اور گھنی پلکوں کا حصول اب خواب نہیں رہا آنکھوں کی پلکوں کو خوبصورت اور جاذب نظر بنانے کے لئے ان قدرتی طریقوں پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

☆ تھوڑا کیسٹر آئل اپنی پلکوں پر ڈالیں انگلیوں کی مدد سے پلکوں اور بھوؤں پر لگائیں یہ عمل نہ صرف آپ کی پلکوں کو خوبصورت اور گھنا بنانے کا کام کرتی پلکوں کو بھی روک دیگا۔

☆ تازہ اور ٹھنڈے پانی کا استعمال پلکوں کے لئے نہایت مفید ہے جو انہیں صحت مند اور گھنا رکھنے کے ساتھ ساتھ تر و تازگی بھی بخشتا ہے۔

☆ سیب کا سرکہ روئی کی مدد سے دن میں دو بار پلکوں پر لگائیں پلکیں لمبی اور گھنی ہو جائیں گی۔

☆ خوبصورت اور لمبی پلکوں کے لئے اپنی غذا میں اپنی مصنوعات مثلاً دودھ، مکھن، کو شامل کریں۔

☆ اپنی غذا میں تازہ پھل اور سبزیوں کے استعمال کو بڑھائیں یہ نہ صرف پلکوں اور بھنوؤں بلکہ آپکی مجموعی صحت کے لئے بھی نہایت فائدے مند ہے۔

☆ رات کو سونے سے پہلے زیتون کا تیل روئی کی مدد سے پلکوں پر لگائیں یہ پلکوں کو مضبوط بنائے گا۔

ایک بیٹی، ایک کہانی

سچ ہے رحمت تو رحمت ہوتی ہے۔

■ شائستہ جبین

عورت سراپا رحمت ہے۔ ماں، بیوی، بہن اور بیٹی کی صورت میں وہ سب کا خیال رکھتی ہے اس کے باوجود بیٹی کی پیدائش کو پسند نہیں کیا جاتا۔ دراصل بات ہے آپ کی نیت کی اور اگر آپ کی نیت نیک ہے تو آپ اس رحمت کے حقدار بن جائیں گے اور اگر آپ کی نیت میں فتور ہے تو سراپا رحمت تو کیا رحمت خداوندی بھی آپ سے روٹھ جائے گی۔

وہ چار بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی۔ باپ مزدور تھا۔ بھائی بھی مزدور تھے۔ بھائیوں نے مل کر اس کی شادی ایک مزدور کے ساتھ کر دی۔ اس مزدور کی نیت اچھی تھی اس نے سوچا کہ بیوی کی صورت میں وہ ہر قسم کی رحمت کا حقدار بن چکا ہے۔

شادی کے بعد قسمت نے اسے بیرون ملک جانے کا موقع دیا۔ وہ دبئی چلا گیا۔ کچھ وہ پہلے محنتی تھا خدا نے کاروبار میں برکت دی اس نے اپنی بیوی کو بھی اپنے پاس بلا لیا۔ غریب کی بیٹی خوشحال ہو گئی۔ اب اس کی زندگی کا ہر دن یوم عید اور ہر رات شب برات تھی حتیٰ کہ اس عالم میں وہ اپنے ابو اور بھائیوں کو بھولی ہوئی تھی۔ پردیس میں دو برس گزرنے کے بعد ایک دن اسے ابو اور بھائیوں کی یاد نے تڑپایا۔ اس نے اپنے شوہر سے پاکستان جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ شوہر نے اس کی خواہش کا احترام کیا۔ آخر ایک دن وہ وطن واپس لوٹ آئی۔

اس نے اپنی واپسی کی اطلاع کسی کو نہ دی وہ اپنے گھر پہنچ کر سب کو سرپرائز دینا چاہتی تھی۔ وطن پہنچ کر وہ سب سے پہلے اپنی امی کے پاس گئی۔ اس کی امی شہر خموشاں میں ابدی نیند سو رہی تھی۔ پھر وہ اپنے گھر پہنچی اسے اچانک اپنے سامنے دیکھ کر اس کے بھائی خوشی، حیرت اور پریشانی میں مبتلا ہو گئے ان کے عجیب سے تاثرات دیکھ کر اسے عجیب سا محسوس ہوا کیونکہ اسے گھر خالی خالی سا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے پوچھا گھر میں سب خیریت ہے ابو کہاں ہیں؟ اب بھائیوں کی حالت دیدنی تھی۔ اس کے سوال کا جواب دینا ان کے لئے مشکل ہو رہا تھا۔ پھر اسے پتہ چلا کہ اس کے بھائیوں نے باپ کو گھر سے باہر نکال دیا ہے اور اب وہ ریلوے کے کنارے جھونپڑی بنا کر رہ رہے ہیں وہ اسی وقت اپنے باپ کے پاس پہنچی اپنے والد کی حالت دیکھ کر بہت روئی اور کہنے لگی ابو آج سے آپ میرے ساتھ رہیں گے۔ اس نے اپنی بیٹی کا ہاتھ تھام لیا اور بولا میں نے ساری زندگی، زندگی کا مقابلہ کیا لیکن دو بار میری آنکھوں سے آنسو نکلے ایک بار جب تو پیدا ہوئی اور ایک آج جب تو نے مجھے سہارا دینے کی بات کی۔ بیٹی بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور باپ کو لے کر گھر پہنچی۔ بھائیوں کو شرمندگی کا احساس ہوا۔ انہوں نے باپ سے معافی مانگی اور انہیں عزت و احترام سے گھر میں جگہ دی۔ سچ ہے رحمت تو رحمت ہوتی ہے۔

اگر آپ کی زندگی میں کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہو جو خواتین کیلئے دلچسپ اور سبق آموز ہو۔ ہمارے ساتھ شیئر کرنا چاہیں تو اس پتے پر ارسال کریں: "گھر گرہستی" ہفت روزہ فیملی میگزین 23 شارع فاطمہ جناح لاہور

email: family@nawaiwaqt.com.pk

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

فیملی ڈائجسٹ

نعت شریف

جو میرا نام عزت سے پکارا جا رہا ہے
یہ سب میرے نبیؐ کے فیض کا ہی سلسلہ ہے
ہوائیں تو چراغوں کو بجھاتی جا رہی ہیں
کوئی دل کے دیے لیکن جلاتا جا رہا ہے
مجھے مطلوب ہے بس گنبد خضریٰ کا سایہ
مسلسل دھوپ ہے اور جسم میرا موم کا ہے
مری مٹی سے گرتی ریت کی صورت ہے دنیا
مری جاگیر تو میرے نبیؐ کا آسرا ہے
قدم سوئے مدینہ اٹھے جاتے ہیں مسلسل
عطاء اب درمیاں گھٹتا ہوا اک فاصلہ ہے

(کیپٹن (ر) عطا محمد خان)

عبدالستار ایدھی

انسان تھا فرشتہ، کوئی سمجھ سکا نہ
حیران کر گیا ہے عبدالستار ایدھی
انسانیت پہ دولت اپنی سکون اپنا
قربان کر گیا ہے عبدالستار ایدھی
دنیا کے سب درندوں اور سارے وحشیوں کو
انسان کر گیا ہے عبدالستار ایدھی
دکھ خود سہے مگر یارو زندگی ہماری
آسان کر گیا ہے عبدالستار ایدھی
دیکھو ذرا سخاوت مر کر بھی آنکھیں اپنی
وہ دان کر گیا ہے عبدالستار ایدھی
معراج پا گیا ہے انسانیت کی تازہ
ایمان کر گیا ہے عبدالستار ایدھی
انسانیت پہ کتنے، یاسین کیا بتاؤں
احسان کر گیا ہے عبدالستار ایدھی

(ایم یاسین آرزو)

دلچسپ و عجیب

خوبصورت نظر آنے کیلئے 190 آپریشن کروالیے

چہرے کی پلاسٹک سرجری کروانا عام سی بات ہوگئی ہے لیکن کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو اپنے پورے جسم کو ہی تبدیل کروانے کے جنون میں مبتلا ہیں ایسا ہی ایک شخص جسٹن جیڈیکا بھی ہے جس نے سنہرے بالوں والا گڈا نظر آنے کے لئے کروڑوں خرچ کرکے اپنے پورے جسم میں 190 آپریشن کروالے۔ برطانوی اخبار کی رپورٹ کے مطابق یورپی ملک سلواکیہ سے تعلق رکھنے والا جسٹن جیڈیکا وہی شخص بننا چاہتا ہے جو اس سے پہلے دنیا میں کسی نے بھی نہ کیا ہو اور اس مقصد کیلئے وہ سر سے پاؤں تک اپنے جسم کی پلاسٹک سرجری کیلئے اب تک 191 آپریشن کروا چکا ہے جس میں اس نے مجموعی طور پر ایک لاکھ 50 ہزار برطانوی پاؤنڈ کی رقم خرچ کی ہے جو پاکستانی کرنسی میں 2 کروڑ 35 لاکھ روپے سے زائد ہیں۔ جسٹن جیڈیکا اپنی تمام پلاسٹک سرجری کا اس قدر شوقین ہے اس نے باربی ڈول والا کاروبار جو بیوٹی پارلر کی پیشانی پر ابھرتی ہوئی رگوں کو چھپانے پر ظاہر کرنے کے لیے کئی آپریشن کروائے اور اس کیلئے اس نے اپنی بینائی ضائع ہونے کا خطرہ بھی مول لے لیا جب کہ اسکا کہنا ہے کہ اس وقت تک پلاسٹک سرجری کرواتے رہیں گے جب تک وہ مکمل طور پر پلاسٹک کے انسان نہیں بن جاتے۔ جسٹن جیڈیکا کی پلاسٹک سرجری کرنے والی ٹیم کے ایک ماہر ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ اپنی پیشہ وارانہ زندگی میں انہوں نے کسی انسان کو خود کو تبدیل کرنے کیلئے اتنے آپریشن کراتے نہیں دیکھا۔

صحت مند زندگی کے لیے کھڑے ہو کر کام کریں

بیٹھ کر کام کرنے کے بجائے، ہر روز کم از کم 4 گھنٹے کھڑے ہو کر کام کریں، صحت مند زندگی کا خواب، حقیقت بنائیں۔ طبی ماہرین نے یہ مشورہ ایک طویل تحقیق کے بعد دیا ہے۔ امریکی اور برطانوی ماہرین کا کہنا ہے کہ آج کل زیادہ تر افراد کا کام دفاتر میں کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ کر ہوتا ہے۔ اوسطاً ایک شخص دن میں 10 گھنٹے بیٹھ کر گزارتا ہے جب کہ ای میل پڑھنے اور فون کال کرنے جیسے کام با آسانی کھڑے ہو کر بھی کیے جا سکتے ہیں۔ دن بھر میں صرف چار گھنٹے کھڑے رہ کر کام کیا جائے تو دل کی بیماریوں، شوگر اور موٹاپے سے بچاؤ بھی ہوگا اور خون کی روانی بہتر ہونے سے جسم میں چستی بھی آئے گی۔

(مرسلہ: فیصل خلیل۔ ریالہ خورد)

زہریلے برتن

کیا آپ کے گھر میں ایلومینیم کے برتن استعمال ہوتے ہیں؟ اگر آپ کا جواب ہاں میں ہے تو فوری طور پر ان برتنوں کا استعمال بند کر دیں۔ جی ہاں! ایلومینیم کے برتنوں میں کھانا پکانا صحت کیلئے حد درجہ نقصان دہ ہے۔ حال ہی میں اسکے بارے میں ایک برطانوی ڈاکٹر جارج ڈوجسن نے تجربات کے بعد ثابت کیا ہے کہ ایلومینیم کے برتنوں میں کھانا پکانے سے بعض اجزاء زہریلے مرکبات میں تبدیل ہو کر کھانے میں شامل ہو جاتے ہیں اور مہلک اثرات کا سبب بنتے ہیں۔ بعض لوگ فوراً ان اثرات کو قبول کر لیتے ہیں بعض لوگ بتدریج قبول کرتے ہیں۔ ایلومینیم کے زہریلے اثرات شروع میں بہت معمولی ہوتے ہیں لیکن اگر ان اثرات کو نظرانداز کیا جائے تو پھر بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ مریض بنا دیتے ہیں۔

سوڈے کا پانی ایلومینیم کے برتن میں ڈالا گیا تو اس میں جھاگ پیدا ہونے لگا۔ جب اس پانی کو شیشے کے برتن میں ڈالا گیا تو جھاگ پیدا نہ ہوا۔ اسی طرح کھانا پکانے کے دوران ایلومینیم کے اجزاء حل ہو کر کھانے میں مل جاتے ہیں اور مختلف امراض پیدا کرتے ہیں۔

ایلومینیم کے برتن میں نصف گھنٹے تک پانی کو جوش دینے سے اس میں ایلومینیم ہائیڈرو اکسائیڈ شامل ہو جاتا ہے۔ یہ ایک زہریلا مرکب ہے جو صحت کیلئے بہت مضر ہے۔

اگر آپ ایلومینیم دھات کے کسی برتن کو چاقو سے کھرچیں اور زبان سے چھلی سطح کا ذائقہ چکھیں تو پھٹکڑی کا سا ذائقہ محسوس ہوگا۔ پھٹکڑی بھی ایلومینیم کا ایک مرکب ہے۔ ایلومینیم کے تمام مرکبات نقصان دہ ہیں۔ بعض میں زہریلا مادہ زیادہ ہوتا ہے بعض میں کم۔ جب یہ مرکبات غذا کے ساتھ معدہ میں جاتے ہیں تو اپنا کام شروع کر دیتے ہیں۔

ایلومینیم کے نقصانات کا اندازہ لگانے کیلئے ایک تجربہ کیا گیا۔ چار مختلف سبزیوں کو ملا کر چار حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک حصہ تام چینی کے برتن میں پکایا گیا۔ باقی تین حصے ایلومینیم کے برتن میں پکائے گئے۔ تام چینی کے برتن والی سبزی میں ایلومینیم کا کوئی مرکب نہ ملا جب کہ ایلومینیم کے برتن والی سبزی میں ایلومینیم کے اجزاء موجود تھے۔

ایلومینیم کے برتن میں چائے تیار کرکے اسکو کسی چھلنی میں چھاننے سے چائے میں اس کا کافی حصہ شامل ہو جاتا ہے۔ گاجر، اجوائن اور کئی دوسری سبزیوں کا شوربا ایلومینیم کے برتنوں میں تین منٹ تک رہنے سے اسکے مرکبات سے محفوظ نہیں رہتا۔ ایلومینیم کے برتن میں کچے آم پکا کر کھائے جائیں تو فوراً قے اور دست شروع ہو جاتے ہیں۔ ایلومینیم کے مرکبات آنتوں کو کمزور اور معدے میں زخم پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ مرکبات غذا کے مختلف اجزاء انسان کو طاقت نہیں پہنچاتے۔ معدے میں غذا ہضم ہو جاتی ہے۔ لیکن ایلومینیم کے اجزاء معدے میں ہی رہ جاتے ہیں۔ ان سے رگوں اور معدے پر برا اثر پڑتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی بتا دینے کے قابل ہے کہ ایلومینیم کے بعض مرکبات انسانی صحت کے فائدے کیلئے استعمال بھی کیے جاتے ہیں مگر اس کیلئے طبی دواسازی سے واقفیت شرط ہے۔

(مرسلہ: شمیم غوری۔ منڈی بہاؤالدین)

میٹھا کھانے سے ذہنی تناؤ اور مایوسی سے چھٹکارہ ممکن ہے

طبی تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ میٹھا کھانے سے ذہنی تناؤ اور مایوسی سے چھٹکارا ممکن ہے۔ برطانیہ میں ہونے والی ایک طبی تحقیق میں یہ ثابت ہوا ہے کہ اگرچہ مٹھاس کا بہت زیادہ استعمال صحت کے لیے مضر ہو سکتا ہے، تاہم مشکل یا مایوس کن حالات میں اگر منہ میٹھا کرلیا جائے تو ذہنی حالت کو اعتدال میں لانے میں مدد ملتی ہے۔ ماہرین کے مطابق میٹھی اشیاء مزاج میں خوشگوار تبدیلی لاتی ہے اور اس سے بچپن کی خوشگوار یادیں بھی تازہ ہو جاتی ہیں۔

(تحریر: مرتضیٰ حسن۔ پشاور)

سگریٹ صحت کا دشمن

O۔۔۔ سگریٹ کے بارے میں دنیا جانتی ہے کہ یہ ایک خوفناک زہر ہے جو انسانی صحت کو ہی نہیں بلکہ زندگی کو بھی دیمک کی طرح کھا جاتا ہے۔ سگریٹ کی ہر ڈبیہ پر یہ الفاظ لکھنا قانون کے تحت لازم قرار دیے جا چکے ہیں کہ (خبردار تمباکو نوشی صحت کے لئے مضر ہے) لیکن اسکے باوجود لوگ سگریٹ پیئے جا رہے ہیں۔ (انہیں پتہ نہیں کہ وہ سگریٹ دراصل نہیں پی رہا ہوتا ہے بلکہ اس زہر سے اپنی صحت تباہ کئے جا رہے ہیں۔ سگریٹ کی قیمت جتنی بھی بڑھ جائے اسکی طلب اتنی ہی بڑھ جاتی ہے۔

O۔۔۔ سائنسی تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ ایکسرے کرانے سے جتنی بیماری ایک انسانی جسم میں جاتی ہے اتنی بیماری آدھا پیکٹ سگریٹ پینے سے انسانی جسم میں جاتی ہے۔ سگریٹ نوشی صحت کے لئے اس قدر مضر ہے کہ کھانسی سے لیکر دمہ، ٹی بی اور کینسر جیسے موذی امراض کا سبب بنتا ہے۔

O۔۔۔ سگریٹ انسان کی اپنی صحت کو تباہ کرتا ہی ہے لیکن اسکے ساتھ ساتھ یہ مشاہدہ بھی کیا گیا ہے کہ سگریٹ پینے والے ڈرائیور سگریٹ نہ پینے والوں کے مقابلے میں پچاس فیصد زیادہ حادثات کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

O۔۔۔ ہمارے ملک میں فیکٹریوں، کارخانوں، گھروں اور دفتروں میں آتشزدگی کے زیادہ تر واقعات کے پیچھے سگریٹ کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ آتشزدگی کے اکثر و بیشتر حادثات اس طرح ہوتے ہیں کہ کسی نے سگریٹ کا جلتا ہوا ٹکڑا یونہی کسی جگہ پھینک دیا (حالانکہ اسے بجھا کر پھینکنا چاہیے) اور اس سے آگ بھڑک کر فیکٹری اور کارخانہ وغیرہ کو تباہ کر دیتی ہے جس سے مالی انسانی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے۔

O۔۔۔ سگریٹ اس قدر نقصان دہ چیز ہے کہ یہ اپنے پینے والے کی صحت ہی تباہ نہیں کرتا بلکہ آس پاس بھی تباہی کے اثرات اسی طرح پھیلاتا ہے جس طرح کوئی بم جس علاقے میں پھٹ جائے تو تباہی ہوتی ہے اور اس کی تباہی کے اثرات آس پاس کے علاقے تک بھی پہنچتے ہیں۔ اگر کوئی سگریٹ پینے والا کسی سگریٹ نہ پینے والے کے قریب بیٹھ کر سگریٹ پی رہا ہو تو سگریٹ کا دھواں جو سانس کے ذریعے باہر آتا ہے پاس بیٹھے ہوئے فرد کی سانس کے ذریعے اسکے پھیپھڑوں میں جا کر نقصان کی وجہ بن رہا ہوتا ہے۔ ایسے افراد ذیابیطس (شوگر) کے مریض بن جاتے ہیں (یہ جدید تحقیق سے پتہ چلا ہے)۔

O۔۔۔ ماحول کو آلودہ کرنے میں گرد و غبار، گندگی اور گاڑیوں کا دھواں بنیادی کردار ادا کرتا ہی ہے۔ وہاں سگریٹ کا دھواں بھی ان عوامل سے پیچھے نہیں ہے۔ سگریٹ کا دھواں بھی ماحول کو آلودہ کرتا ہے اور خاص طور پر بچوں کی صحت کیلئے تو بہت ہی نقصان دہ ہے۔

O۔۔۔ دنیا کے دوسرے ممالک میں سگریٹ نوشی سے منع کرنے کا شعور پیدا کیا جا رہا ہے اور جس طرح صحت کے اس دشمن سے نجات پانے کیلئے اقدامات ہو رہے ہیں۔ وہ پاکستان جیسے نظریاتی ملک کی حکومت اور عوام کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔ پاکستان کی حکومت کو اس سلسلے میں فوری اقدامات کرنے چاہئیں ورنہ اس کا انجام بہت برا ہو سکتا ہے۔

O۔۔۔ اسلامی نقطہ نظر میں سگریٹ نوشی حرام ہے۔ ماضی سے ہی علماء کرام سگریٹ نوشی کو مکروہ کہتے چلے آ رہے ہیں سگریٹ نوشی کر کے رقم کا ضیاع ہے۔ اگر بچا لی جائے اس رقم کو کسی نیک کاموں کیلئے استعمال کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ اللہ پاک سگریٹ نوشی کرنے والے کو ہدایت دے۔ (آمین)

(مرسلہ: انجم سلطان۔ حافظ آباد)

کیا آپ جانتے ہیں؟

☆ ترکی زبان رومن حروف تہجی پر مشتمل ہے۔
☆ روسی زبان میں 28 حروف تہجی ہوتے ہیں۔
☆ ملک امریکہ میں سب سے زیادہ انگریزی زبان بولی جاتی ہے۔
☆ روس کی دوسری زبان فارسی ہے۔
☆ روئے عالم کی زبان موسیقی کو کہا جاتا ہے۔
☆ انگریزی زبان کا لفظ آئی جملے کے درمیان میں بڑا لکھا جاتا ہے۔
☆ انگریزی میں "E" حروف تہجی سب سے زیادہ استعمال ہوتا ہے۔
☆ سب سے پہلے مصری قوم نے حروف ابجد ایجاد کئے تھے۔
☆ اردو کے حروف تہجی کی تعداد 37 ہے۔
☆ یونانی اور لاطینی زبانوں کو مردہ زبانیں بھی کہا جاتا ہے۔
☆ دنیا کی واحد زبان چینی زبان ہے جس میں حروف تہجی نہیں ہوتے۔
☆ "صورت" عربی زبان کا لفظ ہے۔
☆ دنیا میں سب سے زیادہ چینی زبان بولی جاتی ہے۔
☆ اٹک کو پنجاب کا دروازہ کہتے ہیں۔
☆ کویت دنیا کا وہ واحد ملک ہے جہاں کوئی دریا نہیں ہے۔
☆ "الاسکا" وہ واحد ملک ہے جہاں ہوائی جہاز برف پر چلتا ہے اور برف پر ہی رکتا ہے۔
☆ پاکستان کے قومی ترانے کے پچاس الفاظ ہیں۔
☆ ہاتھی اور ڈولفن دو ایسے جانور ہیں جو 24 گھنٹے میں صرف 2 گھنٹے سوتے ہیں۔
☆ مسجدوں کا شہر ڈھاکہ کو کہتے ہیں۔
☆ جارج اول انگلستان کا وہ پہلا بادشاہ تھا جسے انگلش نہیں آتی تھی۔
☆ آئس کریم میں 50 فیصد ہوا ہوتی ہے۔
☆ تیونس کا شہر مطماطہ زیر زمین آباد ہے۔
☆ سارس وہ پرندہ ہے جو گونگا ہے اور یہ کچھ بھی بول نہیں سکتا۔
☆ "جھاواں" وہ پتھر ہے جو پانی میں نہیں ڈوبتا۔
حضرت یعقوب علیہ السلام کے 12 بیٹے تھے۔

(محمد عادل خان بلوچ۔ ساہیوال)

قارئین کرام متوجہ ہوں

قارئین کرام ہم نے فیملی میگزین میں مختلف نئی چیزیں اور سلسلے متعارف کروائے ہیں۔ ہماری خواہش اور پوری کوشش ہے کہ فیملی میگزین کو زیادہ سے زیادہ دلچسپ، مفید اور ایسے مواد کا حامل بنایا جائے جو پوری فیملی کے لیے کارآمد ہو۔ ہمارے لیے آپ کی رائے بڑی اہمیت کی حامل ہے آپ ہمیں اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ آپ فیملی میگزین میں کچھ لکھنا یا کسی موضوع پر پڑھنا چاہیں تو ہمیں ضرور آگاہ کریں۔

برائے رابطہ: ہفت روزہ فیملی میگزین نوائے وقت۔ 23 شارع فاطمہ جناح لاہور۔

فون: 042-111-123-540 ای میل: family@nawaiwaqt.com.pk

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

نئی نسل کے نام اہم پیغام

میں ایک ایسی قوم سے تعلق رکھتا ہوں جس کے نوجوان زوال کی پستیوں میں ہونے کے باوجود اپنے عروج کے دعویدار ہیں اور اپنی قابلیت کے ڈھنڈورے پیٹتے دکھائی دیتے ہیں اپنی ناکامی پر اس طرح شاداں ہیں کہ گویا بہت بڑی کامیابی نے ان کے قدم چوم لئے ہوں۔ شعور ہونے کے باوجود حقیقت سے اس طرح بے رخی برتتے ہیں کہ کبھی اس سے آشنا ہی نہ تھے۔ کیا یہی نوجوان ہے جس کی اصلاح کی خاطر حضرت اقبال نے شاعری کی لاٹھی وہ مالا پرودی۔ کیا یہ وہی نوجوان ہے جس نے حضرت قائداعظم کے خواب کی تعبیر کو جلا بخشی ہے۔ مجھے نہیں لگتا کہ یہ وہی نوجوان ہے جسے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں شہیدوں کی امیدوں پر پورا اترنا ہے۔ میری قوم کے سپوت کچھ کر دکھانے میں کیسے کامیاب ہو سکیں گے جب ان کی قابلیت کو ٹھوکر مار کر ان کے تعلیمی نظام کو اس طرح مفلوج کر دیا گیا ہے کہ کچھ کر دکھانے کی سکت ہی نہیں رہی۔

میں مانتا ہوں کہ جس طرح اردو ہماری پہچان ہے اسی طرح انگلش ہماری ضرورت ہے اگر ضرورت ہی پہچان بن جائے تو پھر کیا ہوگا۔ اقوام عالم میں بیشتر قومیں ایسی ہیں جنہوں نے صرف اور صرف زبان کی وجہ سے زوال سے پیچھا چھڑا کر عروج کی بلندیوں کو چھولیا۔

بہرحال بات ہے میری ملت کے نوجوان کی جسے ایک بڑی سازش کے تحت زوال کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ قارئین کرام یہ میری ملت کے نوجوانوں کا قصور نہیں ہے تو ان کی بدنصیبی ہے کہ انہیں کرپٹ نظام کی سرپرستی نصیب ہوئی۔ ایک وقت تھا جب نوجوان نمازی اور قاری قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا کے امام تھے۔ کامیابی نے ان کے قدم چوم کر فخر محسوس کیا لیکن آج کا نوجوان نماز روزہ قرآن اور شریعت اسلامیہ سے بالکل ناواقف ہے حالت یہ ہے کہ مغربی پروپیگنڈے کی دلدل میں بری طرح پھنس چکے ہیں جس سے نکلنا مشکل دکھائی دیتا ہے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ میری ملت کے نوجوان کا کوئی مستقبل نہیں کوئی ایک منزل نہیں۔ ہمارے معاشرے میں غریب گھرانے کا جوان جسے اس کے والدین اپنا پیٹ کاٹ کر پڑھاتے ہیں نہ جانے وہ بیچارے والدین اس سے کیا کیا امیدیں لگائے بیٹھے ہوتے ہیں پھر جب ملازمت کی دوڑ دھوپ شروع ہوتی ہے تو اسے ناامید ہو کر واپس لوٹنا پڑتا ہے کیونکہ اس کے حق پر اعلیٰ گھرانوں کے نوابزادے رشوت کے ذریعے قابض ہو جاتے ہیں میرے نزدیک غریب طلبا کی تعلیمی قابلیت کو پارہ پارہ کرنے میں سب سے بڑا کردار ان رئیس زادوں اور اعلیٰ گھرانے کے سپوتوں کا ہے جنہوں نے ہر طرح سے انہیں مایوس کر دیا۔ افسوس وطن عزیز میں رہنے والے ایسے لوگ جو خاصا اثر و رسوخ رکھتے ہیں وہ بھی فرض حقیقی کو چھوڑ کر فکر دنیا میں مدہوش ہیں۔ نہ فکر ہے کسی کی نہ ہی کسی کی پرواہ۔

دل خون کے آنسو روتا ہے جب بھی کوئی نوجوان لایعنی امور میں مشغول ہوتا نظر آتا ہے۔ میں اپنے ہی کلاس فیلوز کو دیکھتا ہوں جو کالج چھوڑ کر شراب، جوا اور دیگر فضولیات میں مصروف رہتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم تعلیمی حوالے سے ناکام ہو چکے ہیں اور ناکام ہی رہیں گے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں مایوسی گناہ ہے قوموں پر عروج بھی آتا ہے اور زوال بھی۔ جو قومیں اپنے زوال کے اسباب پر غور کرتی ہیں ان کے سنبھل جانے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ ہمارے زوال کا سب سے بڑا سبب ہمارا تعلیمی نظام ہے جس کی بدولت آج کا نوجوان خدمت خلق سے قاصر ہے۔ کریم قادر مطلق عزوجل نے فرمایا: ترجمہ: اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بطور مسلمان ہم سب کو اس پر بخوبی عمل پیرا ہونا چاہئے اور ساتھ ہی ساتھ اللہ کریم عزوجل کی بارگاہ میں التجا بھی کرنی چاہئے کہ اے کریم پروردگار ہم سب کو فکر دنیا کا توڑ کرنے کی توفیق عطا فرما اور قوم کے حال زار پر اپنا خاص کرم فضل اور احسان فرما۔ آمین

(محمد بلال اسلم۔ آزاد کشمیر)

وہم

دادی نے نماز ختم کی تو ننھا شانزے اچھل کود کرتا دادی کی گود میں آ بیٹھا۔ دادی نے بڑی محبت سے شانزے کا گول مٹول گورا چٹا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے ہوئے اس پر پھونک مار کر دم کیا اور وہ کھلکھلا کر ہنس دیا۔ دادو چلیں ناشتہ کریں۔ وہ اچھلتا کودتا دادی کے ساتھ ناشتے کی میز پر آ بیٹھا اور زور زور سے پاؤں ہلانے لگا دادی نے شانزے کی ٹانگوں پر ہلکی سی چپت لگاتے ہوئے کہا "نا ٹانگیں نہیں ہلاتے شیطان جھولا جھولتا ہے۔" شانزے کے کان کھڑے ہو گئے۔ دادو کیا واقعی شیطان جھولا جھولتا ہے اسکو بہت برا بھلا اور منحوس کہتی ہیں میں اسے کیوں جھولا جھولاؤں اس نے جھٹ ٹانگیں ہلانا روک دیں۔ دادو مگر وہ نظر تو نہیں آتا آپ کہتی ہیں وہ ہر وقت ہمارے پیچھے لگا رہتا ہے۔ اسے کوئی اور کام نہیں ہے۔ شانزے اس موئے کا کام ہی انسان کو بھٹکانا ہے انسان سے برے کام کرواتا۔ دادو جب وہ گندہ ہے تو ہم اسکی بات کیوں مانتے ہیں ہم اللہ کی کیوں نہیں مانتے۔

شانزے جب ہم اللہ کی نہیں مانتے تو شیطان مردود کی مانتے ہیں لاحول پڑھو۔ اچھا شیطان جھولا کیسے جھولتا ہے۔ ناشتہ کرلو پھر بتاؤں گی۔ کائیں کائیں کوے کے بولنے کی آواز صحن میں لگے درخت سے آ رہی تھی۔ ضرور کوئی مہمان آئے گا دادی وثوق سے بولیں۔ جاؤ اڑاؤ اسے کپڑے خراب کرے گا۔

شانزے پھر بول پڑا کوے نے آ کر بتایا تھا کیا کوے کو مہمان ایس ایم ایس کرتے ہیں بات کچھ پلے نہیں پڑی۔ پھر بتاؤں گی چلو اٹھو پودوں کو پانی دیتے ہیں آج تمہارے سکول کی چھٹی ہے چھوٹے چھوٹے کام کر لیں مل جل کر۔ دادی شانزے کو ساتھ لیکر صحن میں آ گئیں اور پودوں کو پانی دینے لگیں۔ ننھا شانزے جوتے اتار کر گھاس پر اچھل کود کرنے لگا کھیلتے کودتے اس کا پاؤں جوتے سے ٹکرایا جوتے پر جوتا چڑھ گیا۔ دادی چیخیں شانزے جوتا سیدھا کرو سفر پیش آ جائے گا۔ کیا دادو واقعی؟ وہ حیران ہوتے ہوئے بولا۔ اسکے ذہن میں پہلے ہی کھلبلی مچی تھی اس کی بات سے وہ حیران تھا۔ وہ دادی سے وضاحت کی بجائے بڑوں کے پاس بیٹھا اور غور سے انہیں دیکھنے لگا ایسی کیا خاص بات ہے۔ اتنے میں گیٹ بجا کھولا تو سامنے شانزے کا دوست اور اسکی دادی تھیں۔ دونوں دادیاں باتیں کرنے لگیں شانزے دوست کے ساتھ کھیلنے لگا۔ صبح کی پہلی روٹی کھانے سے روزگار کھلتا ہے اسکے دوست کی دادی شانزے کی دادی کو بتا رہی تھیں۔ اب تو شانزے سے نہ رہا گیا وہ بولا جن باتوں کی کوئی حقیقت نہیں وہ کیوں کی جاتی ہیں دادی اب تو بتا دیں۔

شانزے بات دراصل یہ ہے بعض باتیں سمجھانے کے لئے اسطرح کی جاتی ہیں کہ جن میں سوچ کا پہلو نکلے اور ان پر غور کیا جائے اور مقصد ان کاموں سے روکنا اور ٹوکنا ہوتا ہے حالانکہ ان باتوں میں کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ بڑے تو باتوں سے صرف منع کرتے ہیں جیسے تم نے پاؤں ہلانے سوچا اور روک لیا تمہیں شیطان کے برے ہونے کا پتہ چلا اور لاحول پڑھنا آیا اور کھانے کی میز پر ادب سے بیٹھنے کا طریقہ معلوم ہوا۔ کوے کو کون اڑاتے تو وہ کپڑے خراب کرتا وہ بے محل بیٹھا بول رہا تھا۔ جوتے پر جوتے رکھنے سے منع کیا گیا انہیں ترتیب سے رکھنا چاہئے تھا مگر ہم نے ان باتوں کو وہم بنا لیا۔ حالانکہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے جو بھی ہوتا ہے۔ بعض بچوں کو مارنے کے بجائے ان کو چھوٹی چھوٹی کہانی بنا کر منع کیا جاتا اور سمجھایا جاتا ہے۔ شانزے مطمئن ہو گیا۔

(فرحین منیر۔ کراچی)

غزل

مشکل ہو گیا رہنا بیوی بچوں میں
باندھ گیا ہے رستے پیروں میں
پہلے تہذیبی اقدار پختہ تھیں
صحنوں، کمروں، ڈیوڑھیوں اور دالانوں میں
مادر پدر انصاف کا یہی تقاضا ہے
یکساں شفقت رکھئے بیٹیوں بیٹوں میں
بچہ! دن میں کہانی سننا ٹھیک نہیں
ورنہ مسافر کھو جائیں گے رستوں میں
حسن عمل پر سب کو پرکھنا جائز ہے
ویسے کچھ تفریق نہیں انسانوں میں
تکریم انسانی کی ضو ہے راشد
آیات قرآنی اور حدیثوں میں

(ممتاز راشد)

شگوفے

○ کیا بھلا دور تھا جب ماں کہتی تھی کہ بیٹا! اٹھ جاؤ فجر کی اذان ہو رہی ہے۔ صد افسوس! زمانے نے کیسی کروٹ لی کہ آج ماں کہتی ہے بیٹا! اب تو سو جاؤ کہ فجر کی اذان ہو رہی ہے۔

○ مدتوں بعد پوچھا اس نے اب کہاں رہتے ہو؟ میں نے کہا کہ جناب "اپنی اوقات میں....!"

○ حضرت بایزید بسطامی کے زمانے میں لوگوں نے ایک آتش پرست سے "جو ان کی عظمت کا معترف بھی تھا" مسلمان ہونے کو کہا۔ اس نے کہا اگر اسلام اس مذہب کا نام ہے جو حضرت بایزید کا ہے تو اس کو قبول کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں اور جس طرح کے تم مسلمان ہو یہ اسلام مجھے پسند نہیں۔

(تحریر: زاہد علی خان۔ سوات)

اقوال زریں

☆ خدا جس قوم کی تباہی چاہتا اس کی قیادت عیاش آدمیوں کے سپرد کر دیتا ہے۔ (رسول اللہ ﷺ)

☆ مجھے اس شخص پر رحم آتا ہے جس کی شہرت یہ ہو کہ وہ نیک ہے اور حقیقت وہ نہ ہو۔ (حضرت علیؓ)

☆ مسلسل عبادت سے مقام کشف و ہدایت ملتا ہے۔ (داتا گنج بخشؒ)

☆ بروں کی صحبت نیکوں سے بدگمان کر دیتی ہے۔ (حسن بصریؒ)

☆ نیک عمل وہ ہے جو دوسروں کی توقع سے بے نیاز ہو کر کیا جائے۔

☆ انسان ہو کر ایسے کام مت کرو جس سے انسانیت کا دامن داغدار ہو۔ (حضرت عثمان ثوریؒ)

☆ احسان نہ جتانا احسان کی زینت ہے۔

☆ صادق وہ ہے کہ جو دیکھو تو ویسا ہی پاؤ جیسا سنا تھا۔ لوگوں کے پاس اپنی ضرورتیں کم لے جاؤ کیونکہ اس میں ذلت اور رسوائی ہے۔ (امام مالکؒ)

☆ اسلام کی تاریخ بہادری اور مضبوط ارادوں کی داستانوں سے بھری پڑی ہے ہمیں چاہئے کہ ہم مصیبت کی پرواہ نہ کریں۔ (قائداعظم)

☆ شیریں زبان دنیا کی بہترین چیز ہے۔ (بوعلی سینا)

☆ برے کاموں سے بچنے کے لئے دل کی صفائی بہت ضروری ہے۔

☆ صادق وہ ہے کہ جو دیکھو تو ویسا ہی پاؤ جیسا سنا تھا۔

☆ صرف اسلام ایک ایسا دین ہے جو زندگی کے ہر پہلو میں مدد کرتا ہے۔ (مولانا رومی)

☆ جس عورت کا شوہر آخر دم تک اس سے راضی رہا وہ عورت جنتی ہے۔ (رسول اللہ ﷺ)

☆ زبان کی لغزش قدموں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہے۔ (حضرت عثمان غنیؓ)

☆ دعا کبھی بیکار نہیں ہوتی البتہ قبول ہونے کی صورتیں مختلف ہیں۔ (رسول اللہ ﷺ)

☆ مومن کی نشانی یہ ہے کہ مصیبت کو ہنس کر قبول کرتا ہے۔

☆ جن کی ضروریات کم ہوں گی وہی اپنے رب کے قریب ہوں گے۔

☆ جو حیات ابدی کا خواہشمند ہے اس کو نفسانی خواہشات کو ترک کر کے عبادت و ریاضت کرنی چاہئے۔

(مرسلہ: ظفر اریب۔ شرقپور)

غیر ملکی کہاوتیں

☆ محبت آمیز سلوک کی بدولت قرض سے کہیں زیادہ وصول ہوتی ہے۔ (روسی کہاوت)

☆ شمع کی مانند علم کے لئے گھلو اس کے بغیر خدا کی پہچان نہیں ہو سکتی۔ (ایرانی کہاوت)

☆ اگر تمہاری کوئی چیز تمہارے دوست کو مل جائے تو اسے کھویا ہوا افسوس نہ کرو۔ (یورپی کہاوت)

☆ اچھے الفاظ کہنے والے کے الفاظ پر غور کرو نہ کہ اس کی ذات پر۔ (جاپانی کہاوت)

☆ خدا پر اعتقاد کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ (یونانی کہاوت)

☆ دانا دل کی آنکھ سے وہ دیکھتا ہے جو جاہل اپنی ظاہری آنکھ سے بھی نہیں دیکھ پاتا۔ (جاپانی کہاوت)

☆ زندگی ایک متحرک سایہ ہے۔ (برطانوی کہاوت)

☆ انسان کو بلندی پر لے جانا مشکل ہے گرا دینا دشوار نہیں۔ (روسی کہاوت)

☆ تھوڑا سا منافع کمانا تجارت میں ناکام رہنے سے بہتر ہے۔ (جاپانی کہاوت)

☆ اپنے اسلاف کو بھول جانے والا اس چشمے کی مانند ہے جس کا کوئی دہانہ نہ ہو یا اس درخت کی طرح ہو جس کی کوئی جڑ نہ ہو۔ (چینی کہاوت)

(محمد عادل خان بلوچ۔ ساہیوال)

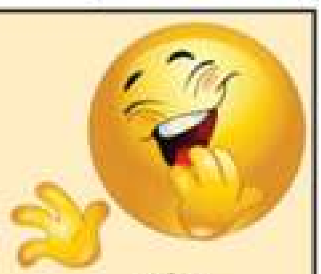

لطائف

انتظار

لڑکا: روزانہ بہت سی لڑکیاں تیار ہو کر سڑک پر کھڑی میرا انتظار کرتی ہیں۔

دوست: واہ یار! ایسا کیسے کرتے ہو تم؟

لڑکا: میں یونیورسٹی کی بس چلاتا ہوں!!!

"شکر"

بیٹے کا رزلٹ کارڈ دیکھ کر باپ نے غصے سے گرجتے ہوئے کہا۔ "خدا کی پناہ...! یہ رزلٹ ہے تمہارا...؟ بچوں کی کلاس میں تم آخری نمبر پر آئے ہو...؟ اس سے برا رزلٹ میں نے آج تک نہیں دیکھا..."

"ابو کیا ہمیں خدا کا شکر نہیں ادا کرنا چاہئے کہ کلاس میں اس سے زیادہ بچے نہیں تھے؟" بیٹے نے معصومیت سے سوال کیا۔

وجہ

"تم یہ کیوں سمجھتے ہو کہ پولیس والے جنت میں نہیں جا سکتے؟" باپ نے بیٹے سے پوچھا۔

"اس لئے کہ وہاں کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی کام نہیں ہوگا"۔ بیٹے نے جواب دیا۔

جانتے ہی نہیں

ایک کاؤبوائے نے ایک شخص کو دیکھا جو گھوڑے پر الٹی زین کس رہا تھا۔ کاؤبوائے نے بڑی نرمی سے اس سے کہا۔ "معاف کیجئے گا آپ گھوڑے پر الٹی زین کس رہے ہیں"۔

"یہ بات تم اتنے وثوق سے کیسے کہہ سکتے ہو؟" اس شخص نے ناراض ہو کر کہا "جب کہ تم یہ جانتے ہی نہیں کہ میں کس سمت سفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔"

"خاص بات نہیں"

ایک صاحب دوستوں کی محفل سے اٹھ کر رات دیر گئے گھر پہنچے۔ دوسرے دن دوستوں نے پوچھا۔ "ارے یار! رات کو بھابی نے کچھ کہا تو نہیں...؟"

ان صاحب نے قدرے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔ "کوئی خاص بات نہیں۔ یہ سامنے کے دونوں دانت تو میں کئی دنوں سے نکلوانا ہی چاہتا تھا..."

چھٹی

مالک نوکر سے: کبھی تمہاری بیٹی بیمار پڑ جاتی ہے اور کبھی تم اپنی ساس کے انتقال پر چلے جاتے ہو اور آج پھر تم چھٹی لینے آ گئے؟

نوکر: "جناب آج تو میری شادی ہے۔"

(مرسلہ: زاہد علی خان۔ لاہور)

اپنی پہچان کبھی نہ بھولو......!

آج کے دور میں جیسے ہماری قوم کی نوجوان نسل کو عام طور پر اپنے ذاتی عزت و وقار کی بھی اہمیت اور پرواہ نہیں رہی۔ دوسری قوموں کی تقلید میں غیر اسلامی اطوار اور پہناوے ماڈرنائزیشن کے نام پر اپنا کے اپنی بے حسی اور کمزور شخصیت اور ذات کی پہچان دے رہے ہیں جو ملک کیلئے تعمیر و تخلیق اور ترقی کے موجب ہیں وہ وہاں بڑے ہوٹلوں میں حرام کھا کھا کے اخلاقیات کے جنازے نکال رہے ہیں۔ لباس کے معاملے میں عورتوں کے جسم برہنہ اور بے انتہا بے حیائی کی کہ جس خالق کی ساتھ محفلوں یا پارٹیوں شوخ و شنگ اور طرح طرح سے رنگین تفریحات ہر عمر کے ہر طبقے کے درمیان حیا نے بے حیائی کا لبادہ اپنا فخر سمجھ لیا ہے۔ جبھی ملک میں ہر طرح کی ابتری انتشار اور فسادات آپسی اختلافات چل رہے ہیں قدرت کی طرف سے ان اعمال کے نتیجے کے طور پر بہرحال مہذب اور اپنی اقدار کا احترام رکھنے والوں کے نزدیک یہ طبقہ قابل نفرت و حقارت ہے۔ جنہیں دیکھ کے اپنے آپ پر شرم آتی ہے۔ ہمارے دوسرے سنجیدہ اور پختہ عمر خواتین و حضرات جنگی ذمہ داریاں اور فرائض گھرانے کے اس دور میں نوجوانوں کیلئے زیادہ توجہ کے طالب ہیں کہ وہ اپنی نسلوں کی ہر طرح سے رہنمائی اور بھلائی کیلئے اچھے راستوں کی ترتیب دیں۔ وہ خود ان آوارہ تفریحات اور عیاشیوں کو بالا پچھلا جان کے زندگی کا لازمی جزو بنا رہے ہیں۔ یوں ایک تو وہ اپنی سنجیدہ عمر کے عزت و وقار کو داغدار کر کے اس عمر میں اپنے گھٹیا پن اور کمزور ذات کی علامت بنے ہوئے ہیں دوسرے اس طبقے کی یہ غیر سنجیدہ بلکہ انتہائی عامیانہ روش نے تو خاندانی معاشرتی نظام کی سالمیت امن اور خوشحالی کی دھجیاں ہی اڑا دیں۔ نوجوان نسل کو مزید شہ ملی۔ رشتوں کا ادب تقدس قدر و قیمت حیا اور لحاظ معاشرے میں پھیلی ہوئی رنگینیوں اور عیاشیوں کے ریلے میں بہہ کے کھانے لگا۔ انسانیت دم توڑنے لگی۔ طرح طرح سے ظلم و زیادتیاں ہمارے سسٹم کا حصہ بننے لگیں رشتے جوڑ کے توڑنا پھر عام سی بات ہو بے دردی سے توڑ دینا بے معنی سا کھیل بن گیا بلکہ اس سے بھی بڑھ کے یہ کہ گھر بسانا بنانا اور ذرا سی بات پر گھر جیسے خوبصورت یونٹ اور اسکے اندر پیارے پیارے رشتوں کو بکھیر اور اجاڑ دینا بڑے ہلکے پھلکے کھیل تماشے کی صورت اختیار کر گیا۔ جس کے نتائج دردناک ثابت ہوتے ہیں۔ ہم نے ادھر ادھر کے گندے اور برے اطوار اپنا کے اپنے خاندانی معاشرتی سسٹم کو درہم برہم کر دیا ہے۔ پاکستان کا حصول عزتوں اور جانوں کی روح فرسا قربانیوں کے بعد قیام میں آیا۔ جس کا مقصد تھا کہ مسلمان آزادی سے اپنی مذہبی اسلامی روایات اور تہذیب و ثقافت کے مطابق زندگی گزار سکیں ہم تو اب اللہ تعالیٰ کے ہی احکام اور قوانین سے آزاد ہوئے انکی کھلی نافرمانیوں کے مرتکب بنے ہوئے ہیں۔ اور اسکے غضب کو بھلائے بیٹھے ہیں۔ یاد رکھو! آپکی عزت و وقار اپنی تہذیب و ثقافت اور مذہب کے احترام اور پیروی ہی میں ہے۔

(طلعت راجا)

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

بچوں کی دنیا

نکلے خزانے کی تلاش میں

• شیخ معظم الٰہی

بہت پرانی بات ہے، ایک امیر آدمی ایک بہت بڑی حویلی میں رہتا تھا وہ حویلی اُسکے بزرگوں کے زمانے کی تھی اور اتنی بڑی تھی کہ کوئی اجنبی وہاں پہنچ کر راستہ ہی بھول جاتا تھا لیکن امیر آدمی اُس حویلی میں اکیلا ہی رہتا تھا۔ اُسکے پاس دولت کا کوئی شمار نہ تھا لیکن پھر بھی وہ بہت کنجوس تھا۔

ایک مرتبہ اُس کے کسی جاننے والے نے اُس سے پوچھا کہ آخر ایسا کیوں ہے کہ آپ بالکل تنہا رہتے ہیں؟ آپکی بیوی ہے نہ بچے، کوئی رشتہ دار بھی نہیں ہے؟ اُس نے جواب دیا "میں نے بیوی بچوں کا جھمیلا نہیں پالا، بیویاں بہت بہت فضول خرچ ہوتی ہیں اور بچے بہت فرمائشیں کرتے ہیں۔ اگر میرے بیوی بچے ہوتے تو آج میں بالکل ہی ننگا ہوتا یا میرے بدن پر پیوند لگے کپڑے ہوتے"۔

وہ شخص بولا "کپڑے تو اب بھی آپ کے پیوند لگے ہی ہیں"۔ امیر آدمی نے جواب دیا "تو پھر سمجھ لو کہ جب آج یہ حال ہے تو بیوی بچوں کے ہوتے تو بدن پر پیوند لگے کپڑے بھی نہ ہوتے۔ چلو کوئی اور بات کرو"۔ یہ جواب سُن کر وہ شخص خاموش ہو گیا۔

ایک دن امیر آدمی نے حویلی کے ٹوٹے ہوئے ایک حصے کی مرمت کرانے کا فیصلہ کیا تو لوگوں نے کہا: "اس سے آپکی حویلی کی شان و شوکت میں اضافہ ہو جائے گا۔ مگر اس سے اُس کو کوئی سروکار نہیں تھا، پھر کسی نے کہا کہ اس طرح اُس کی حویلی کی اہمیت و مالیت بھی بڑھ جائے گی اور آپ پہلے سے زیادہ دولت مند آدمی بن جائیں گے۔

امیر آدمی نے حویلی کے اُس ٹوٹے ہوئے حصے کی تعمیر کیلئے ایک ٹھیکیدار سے بات کی۔ ٹھیکیدار نے کہا کوئی مسئلہ ہی نہیں میں کل ہی اپنے مزدور کام پر لگا دوں گا۔ امیر آدمی نے کہا "یہ کام سست رفتاری سے کرنا تاکہ مزدوروں کی اجرت زیادہ ہو جائے گی اور میں بالکل کنگال ہو جاؤں گا۔ تم صرف ایک مزدور کو جو سیدھا سادہ اور ایماندار ہو اسے کام پر لگا دو"۔

اگلے دن ٹھیکیدار نے ایک مزدور کو حویلی کے ٹوٹے ہوئے حصے کی بنیاد توڑنے پر لگا دیا۔ مزدور محنتی آدمی تھا، وہ اکیلا ہی کدال لے کر صبح سے شام تک کام پر لگا رہتا۔ ٹھیکیدار گھوم پھر کر آتا اور مزدور کو کام کرتا دیکھ کر چلا جاتا۔

ایک دن مزدور نے زور سے زمین پر کدال چلائی تو "کھن" کی آواز آئی۔ اُس نے کدال ایک طرف رکھ دی اور دونوں ہاتھوں سے مٹی ہٹا کر غور سے دیکھنے لگا وہ کوئی دیگچی تھا۔ اُس نے سوچا کہ ضرور اس میں کوئی خزانہ ہوگا کیونکہ پرانے زمانے کے لوگ اپنی دولت کسی دیگچی یا برتن میں بند کر کے گھر یا حویلی کی بنیاد میں دفن کر دیتے تھے۔ اسی دوران میں ٹھیکیدار بھی وہاں آ نکلا۔ مزدور نے کدال اُٹھا کر ادھر اُدھر چلانا شروع کر دی۔ اُس نے سوچا کہ اگر میں نے دیگچی کو ہاتھ لگایا تو ٹھیکیدار کو شک ہو جائے گا اور وہ سارا خزانہ سمیٹ لے گا۔ لیکن ٹھیکیدار نے تو مزدور کو ہاتھوں سے مٹی ہٹاتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ دال میں کچھ کالا ہے۔

ٹھیکیدار اُس وقت کا انتظار کرنے لگا کہ مزدور کام ختم کر کے گھر چلا جائے اور وہ بابا خزانہ نکال کر لے جائے۔ اُدھر امیر آدمی کو اس بات کی فکر تھی کہ مزدور آہستہ آہستہ کام کر رہا ہے اور ڈھیروں اُجرت کما رہا ہے۔ وہ کھڑکی سے لگا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اُس نے سوچا کہ ضرور اس مزدور نے خزانے کا پتہ چلا لیا ہے۔ تب ہی وہ دونوں ہاتھوں سے جلدی جلدی مٹی ہٹا رہا ہے۔ ان لوگوں کو چلا جانے دو پھر میں اپنا خزانہ نکال لوں گا۔

یوں امیر آدمی ٹھیکیدار اور مزدور تینوں ہی خزانہ نکالنے کی فکر میں تھے۔ تینوں ہی اپنی اپنی جگہ پر مستعد تھے اور ایک دوسرے کی غفلت کا فائدہ اُٹھانا چاہتے تھے۔ سہ پہر ہو گئی ٹھیکیدار وہاں جما رہا۔ امیر آدمی کی نظریں کام کرتے مزدور پر لگی ہوئی تھیں۔ اُس شام مزدور نے دیر تک کام کیا یہاں تک کہ وہ تھک کر چور ہو گیا۔ اُس نے سوچا بھاڑ میں جائے خزانہ یوں کام کرتے کرتے تو میں مر جاؤں گا۔

ٹھیکیدار کو گھر جانے کی جلدی تھی، کیونکہ اُسکی بیوی نے اُسکے لئے اچھے اچھے کھانے تیار کئے تھے اور اُس نے کہا تھا کہ شام کو واپسی پر دیر نہ لگانا لیکن دیر تو ہو گئی تھی۔ ٹھیکیدار نے افسوس سے ہاتھ ملتے ہوئے سوچا کہ خواہ مخواہ وقت ضائع کیا۔ امیر آدمی نے سوچا کہ دونوں کو جانے دو، رات کا وقت یہ کام کرنے کیلئے ٹھیک رہے گا ورنہ مزدور اور ٹھیکیدار تو سب ہضم کر جائیں گے۔

آدھی رات ہوئی تو بے چینی سے کروٹ لیتے ہوئے مزدور کی آنکھ کھل گئی اور وہ اُٹھ کر اپنی بیوی سے بولا: مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا ہے، ابھی آتا ہوں۔ ٹھیکیدار کی آنکھوں سے بھی نیند دور تھی وہ بھی اُسی وقت بستر سے اُٹھا اُس نے سوچا کہ اس وقت بھلا حویلی میں کون ہوگا؟ میں ابھی جا کر خزانہ نکال لیتا ہوں۔ امیر آدمی کنجوس ہونے کے ساتھ بزدل بھی تھا اُسے رات کے وقت گھر سے باہر نکلتے ڈر لگتا تھا لیکن باپ دادا کی دولت کو یوں آسانی سے چھوڑنا نہیں چاہتا تھا، ہمت کر کے اُٹھا اور حویلی کی بنیادوں کے قریب جا پہنچا۔

(جاری ہے)

عزم

اے پیاری امی
میں بھی پڑھوں گا
پڑھ کر سپاہی بنوں گا
خاطر وطن کی ہر دم لڑوں گا
اے پیاری امی
میں بھی پڑھوں گا
طارق بنوں گا نیچا بنوں گا
اپنے وطن پہ میں مر مٹوں گا
اے پیاری امی
میں بھی پڑھوں گا
پرچم ہلالی اونچا کروں گا
سر دشمنوں کا نیچا کروں گا
اے پیاری امی
میں بھی پڑھوں گا
اب تو کتاب اک مجھ کو بھی لا دو
درس فصاحت سارے پڑھا دو
اے پیاری امی
میں بھی پڑھوں گا
آگے بڑھوں گا

ایم یاسین آرزو

لکڑہارا اور پرندہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دن بوڑھا لکڑہارا جنگل کی طرف جا رہا تھا۔ اُسے راستے میں ایک زخمی پرندہ ملا۔ وہ اُسے اٹھا کر اپنے گھر لے آیا اور اُسکی بہت اچھے طریقے سے دیکھ بھال کی۔ وہ چند دنوں میں ٹھیک ہو گیا۔ لکڑہارا اُسے دانہ ڈال کر خود جنگل میں لکڑیاں کاٹنے چلا جاتا۔

ایک دن جب وہ واپس آیا تو پرندہ موجود نہیں تھا۔ لکڑہارے نے اُسے پورے گھر میں تلاش کیا لیکن وہ نہ ملا۔ لکڑہارے نے کھانا کھانا شروع کیا اور پھر سے لکڑیاں کاٹنے کیلئے چلا گیا۔ ایک دن وہ لکڑیاں کاٹ رہا تھا کہ وہی پرندہ اُسکے کندھے پر آ کر بیٹھ گیا۔ لکڑہارا دیکھ کر اُسے بہت خوش ہوا۔ جب بوڑھے لکڑہارے نے اُسے سامنے کی طرف دیکھا تو اُسے ایک پری نظر آئی۔ وہ پریشان ہو گیا پری نے کہا: پریشان نہ ہو! "یہ میرا پرندہ تھا، میں اس کی وجہ سے بہت پریشان تھی، یہ مجھے مل گیا، پھر اس نے تمام واقعہ مجھے سنایا کہ کس طرح سے آپ نے اس کی مدد کی۔ میں آپکی بہت مشکور ہوں بتاؤ میں آپ کی کیا مدد کروں۔ لکڑہارے نے کہا: "مجھے کچھ نہیں چاہئے، مجھے یہ ملا تو مجھے لگا کہ میں اس کیلئے تو ہی رہا ہوں۔ کیونکہ میرے بچے مجھے چھوڑ کر جا چکے ہیں اور میں اکیلا رہتا تھا۔ اُس وقت پری نے فیصلہ کیا کہ ہم دونوں آپ کے ساتھ رہیں گے۔ آپکی خدمت کریں گے۔ اسی طرح وہ ہنسی خوشی رہنے لگے۔

بچو! ہمیں اپنے بزرگوں کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہئے۔

تحریر: ثروت یعقوب لاہور

پہیلیاں

1: چھم چھم چھم چھم نیر بہائے
گرتی ہے وہ اندھیاروں سے
جادوئیں دکھلاتی جائے
آگ سے جل برساتی جائے
کوئی ایسی رات کی رانی
نام بتا اس کا جانی

2: خوب پلاؤ چنا جائے
پیاسا ہو تو رک جائے

3: راتی ہے وہ جال بچھائے
خود نہیں تھکتی سب کو تھکائے

4: اپنا کوئی گھر نہیں
ہر گھر لیکن اس کا ہے

5: سل نوٹے سل بنا نوٹے
وہ چیز کبھی نہ ٹوٹے

6: چپکا بیٹھا بور کرے
تھپڑ مارو شور کرے

جوابات

1: موم بتی، 2: فاؤنٹین پین، 3: سڑک
4: پیسہ، 5: سایہ، 6: اصول

مرسلہ: علی ٹیپو لاہور

فرق معلوم کریں

ملائشیا کے شہر کوالالمپور میں بچوں کی پسندیدہ فلم سپائڈر مین ہوم کمنگ کی نمائش شروع ہوئی تو مختلف مقامات پر سپائڈر مین کا روپ دھارے لوگ بھی آ گئے۔ ایسا ہی ایک شخص میٹرو میں گھس کر شہریوں کو محظوظ کر رہا ہے۔ ان دونوں تصاویر میں بہت باریک فرق ہیں آپ کو دونوں تصاویر کو بہت غور سے دیکھنا ہوگا

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

مبشر جاوید لاہور

کوزے میں دریا

☆ دوسروں کو کچلتے وقت یہ مت بھولو کہ ایک قوت ایسی بھی ہے جو تمہیں بھی کچل سکتی ہے

☆ فضیلت کا انحصار تین چیزوں پر ہے علم، حلم (نرم مزاجی) اور عبادت

☆ تجربہ عقل کا استاد اور سوچ کا رہبر ہے۔

☆ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں انکا مقام اور مرتبہ بلند فرما دیتا ہے۔

☆ جاہل احمق اور بدکردار سے اچھے مشورہ کی توقع ہرگز نہ کرو۔ اگر عورت بھی صاحب کردار ہے تو اُس سے مشورہ کرو تمہیں اچھا مشورہ دے گی۔

☆ صبر کا دامن انسان کو کسی حال میں نہیں چھوڑنا چاہیے، اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔

☆ اللہ کے ہر کام میں بہتری ہوتی ہے، تسلیم و رضا سے اسے منجانب اللہ سمجھ کر اس پر صبر و شکر سے کام لینا چاہیے۔

☆ نیکی بدی کے پردے میں پوشیدہ بھی ہو سکتی ہے اور اس سے بہت کر بھی اسلئے نیکی کرتے وقت اصل مقصد مثلاً رضائے الٰہی ہونا چاہیے۔

☆ تکبر علم کو کھا جاتا ہے۔

☆ اچھا سوال آدھا علم ہے۔

☆ جھوٹ بہت بڑی لعنت اور برائیوں کی جڑ ہے۔

☆ برا دوست کوئلے کی مانند ہے، گرم ہو تو جلائے گا، ٹھنڈا ہوگا تو ہاتھ کالا کرے گا۔

☆ اللہ کے دشمنوں سے محبت کرنا اللہ تعالیٰ سے دشمنی کرنا ہے۔

☆ ماں کے بغیر گھر قبرستان ہے۔

☆ علم کے بغیر انسان اللہ کو نہیں پہچان سکتا۔

☆ زندگی اس طرح بسر کرو کہ دیکھنے والے تمہارے درد پر افسوس کرنے کی بجائے تمہارے صبر پر رشک کریں۔

☆ جب آپ عروج پر ہوتے ہیں تو آپکے دوستوں کو پتہ چلتا ہے کہ آپ کون ہیں اور جب آپ زوال پر ہوتے ہیں تو آپ کو پتہ چلتا ہے کہ دوست کون ہیں۔

☆ جانوروں میں خواہش پائی جاتی ہے لیکن عقل نہیں ہوتی، فرشتوں میں عقل ہوتی ہے لیکن خواہش نہیں پائی جاتی، انسان میں دونوں چیزیں موجود ہوتی ہیں۔ اس میں عقل بھی ہے اور خواہش بھی۔ اگر انسان خواہش سے عقل کو دبا لیتا ہے تو جانوروں کی صف میں شامل ہو جاتا ہے اور اگر عقل سے خواہش کو دبا لیتا ہے تو اس کا شمار فرشتوں کی صف میں کیا جائیگا۔

☆ اللہ کی راہ بظاہر کانٹوں سے بھری ہے مگر درحقیقت اطمینان اور سکون کی دولت سے بھری پڑی ہے۔

☆ اچھا دوست چاہے کتنا بھی برا بن جائے کبھی اس سے دوستی نہ توڑو کیونکہ پانی چاہے کتنا بھی گندہ ہو جائے اُسے صاف بنانے کے کام تو آ سکتا ہے۔

یاسر رضا چودھری، وانڈا

صائم بٹ، آیان بٹ، محمد مصطفیٰ لاہور

بچوں کی دنیا

کلٹ آف چاکی

1980ء کی دہائی میں بچوں کی مقبول ترین فلم "چائلڈ پلے" جس نے بے پناہ بزنس کیا اور مناظر بھی کمایا، کے سلسلہ کی ساتویں فلم "کلٹ آف چاکی" جلد ہی نمائش کیلئے پیش کر دی جائے گی۔ "چائلڈ پلے" اور "کلٹ آف چاکی" کے درمیان پانچ مزید فلمیں بھی نمائش کیلئے پیش کی جا چکی ہیں اور ان سب نے ہی مقبولیت بھی حاصل کی ہے۔ گزشتہ 29 سالوں میں 7 سپر ہٹ فلمیں بنا کر شہرت حاصل کرنا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ "کلٹ آف چاکی" کے ڈائریکٹر اور مصنف دونوں ڈان منسی ہی ہیں۔ اس فلم میں چاکی نامی گڈا انتقام لینے کیلئے واپس آتا ہے اور اپنی ساتھ بیوی کے ساتھ مل کر ان لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچاتا ہے جو اُس کی موت کا باعث بنے ہوتے ہیں۔ چائلڈ پلے سیریز کی دیگر فلموں کی طرح یہ فلم بھی ایک پراسرار اور خوفناک فلم ہے۔ بچے ہوں یا بڑے پراسرار اور خوفناک فلمیں زیادہ دلچسپی اور انہماک سے دیکھتے ہیں۔ ماضی میں ریلیز کی گئی فلموں نے جس قدر پذیرائی حاصل کی ہے اس سے توقع کی جا رہی ہے کہ یہ فلم بھی بہت زیادہ مقبولیت حاصل کرے گی۔

یہ حقیقت ہے کہ گڈے اور گڑیوں سے کھیلنا بچپن کی اہم ترین سرگرمیوں میں سے ہوتا ہے۔ ہر رنگ، نسل، مذہب اور ذات کے بچے ہر دور میں گڑیوں سے کھیلتے رہے ہیں۔ ہمارے ہاں ایک تصور یہ بھی عام پایا جاتا ہے کہ گڈے گڑیوں سے کھیلنا صرف لڑکیوں کا کام ہے مگر مشاہدہ یہ ہے کہ لڑکے بھی ان سے کھیلنے کے معاملے میں کم نہیں ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کا تناسب قدرے کم ہوتا ہے یا پھر ان کا گڑیوں سے کھیلنے کا دورانیہ بھی کم ہوتا ہے۔ امیر بچوں کے گڈے اور گڑیاں اچھے میٹریل سے بنے ہوتے ہیں اور غریب بچوں کے گڈے ناقص اور ردی سائیکلڈ میٹریل سے بنے ہوتے ہیں۔ اب تو بازار میں ایسی گڑیاں بھی ملتی ہیں جن کی پیکنگ پر "نان ٹاکسک" لکھا ہوتا ہے۔ ایسی گڑیوں سے بچے بے اطمینان سے کھیل سکتے ہیں۔ غریب بچے یا تو اُمرا کے بچوں کی پرانی گڑیوں سے دل بہلا لیتے ہیں یا پھر پرانے میٹریل سے تیار شدہ گڑیا خرید لیتے ہیں جو اس سے نسبتاً سستی ہوتی ہیں۔ ماضی میں کپڑے اور بھوسے یا روئی سے بنی ہوئی گڑیائیں بھی ملتی تھیں جو آج ترقی کر کے بین بیبی لیسٹر بھری گڑیا ہو گئی ہیں۔

بچوں کے ادب میں گڑیا ہمیشہ ہی ایک معصوم کردار رہا ہے مگر اس فلم میں چاکی خوف اور دہشت کی علامت بن کر سامنے آیا ہے۔ اسکی وجہ شاید یہی ہے کہ اب اقدار بدل گئی ہیں۔ بہرحال اگر چائلڈ پلے سیریز کی فلمیں دیکھی جائیں تو پتہ چل جاتا ہے کہ چاکی بھی ایک معصوم ہی تھا مگر اسکے ساتھ جب زیادتی ہوئی تو وہ بدلہ لینے کیلئے اس نتیجے پر آ گیا۔

وہ سچا تھا

■ روبینہ ناز کراچی

شاہد اور شوکت دوست بھی تھے اور پڑوسی بھی۔ دونوں ایک ہی محلے میں رہتے تھے، ایک ہی سکول میں پڑھتے تھے۔ اُس وقت وہ سکول سے باتیں کرتے ہوئے گھر آ رہے تھے۔

"کل میں نے کمپیوٹر گیم میں چار بھیڑیے مار دیئے تھے۔ شاہد نے شوکت سے کہا اور ہنس پڑا۔ شاہد کمپیوٹر گیمز کا شوقین تھا اور شوکت ان چیزوں سے بچتا ہی تھا۔ کمپیوٹر وہ بھی استعمال کرتا تھا مگر ہر وقت نہیں۔ دوسری طرف شاہد تو کمپیوٹر کے حد سے زیادہ استعمال کی وجہ سے آنکھوں کی بیماری کا شکار ہو چکا تھا اور اُسے موٹا سا چشمہ بھی لگ چکا تھا۔

چلتے ہوئے شوکت نے شاہد سے کہا: "اچھا یہ بتاؤ کہ تم کل روزے سے فجر اور عشاء کی نماز میں کیوں نہیں آ رہے؟"

"وہ میں میں..." شاہد کوئی جواب نہ دے سکا تو شوکت نے کہا: "ذرا دیکھو تو سہی کہ تمہیں بہانے بنانے کیلئے کتنی محنت کرنی پڑ رہی ہے۔"

"کیا باتوں میں خود پریشان ہوں۔" شاہد نے کہا۔ شوکت نے اُسکے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا: "جب رات کو دیر تک کمپیوٹر کا استعمال کرو گے تو صبح نماز کیلئے کیسے آنکھ کھلے گی؟"

"سوری یار آئندہ نہیں ہوگا" شاہد کے لہجے میں شرمندگی تھی۔

"کیا نہیں ہوگا؟" شوکت نے پوچھا

"اب میں صبح پابندی سے نماز ادا کیا کروں گا، صحت مند تفریح کے ساتھ ٹی وی پر معلوماتی پروگرام دیکھوں گا، کمپیوٹر کا مناسب استعمال کروں گا" شاہد کے لہجے میں عزم تھا۔ شوکت کو اندازہ ہو گیا کہ وہ واقعی سچ کہہ رہا ہے۔

ورنہ سزا ملے گی

چل والا: جناب یہ آم کھا کر چھلکے پھینکیں اللہ دے اللہ دے کا نعرہ لگا کر۔ لیکن میں تو گھر سے آم خریدنے نکلا ہوں۔

☆☆☆

استاد: گورنمنٹ کسے کہتے ہیں۔

شاگرد: جو منٹ منٹ پر غور کرے۔

☆☆☆

ایک فرم کے مالک نے دوسری فرم کے مالک سے پوچھا: "سناؤ بھئی کاروبار کیسا چل رہا ہے۔"

"ففٹی ففٹی۔" اس نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟" دوسرا بولا۔

"صبح ایک آرڈر ملتا ہے، شام کو ایک آرڈر کینسل ہو جاتا ہے۔"

☆☆☆

استاد: اگر تمہارے پاس دو سیب ہوں اور تمہارے پاس دو مہمان آ جائیں تو تم کیا کرو گے۔

شاگرد: اُن کے جانے کا انتظار۔

☆☆☆

ایک شخص کو مذاق کرنے کی بڑی عادت تھی۔ انہوں نے اپنے دوست کو بیرنگ خط لکھا، خط میں صرف ایک جملہ لکھا کہ میں خیریت سے ہوں۔ جواب میں اُسے ایک بھاری بیرنگ لفافہ موصول ہوا۔ وصول کرتے ہی انہوں نے لفافہ کھولا۔ اندر سے ایک پتھر نکلا، اس پر لکھا تھا: "آپ کی خیریت کی اطلاع پا کر میرے دل سے یہ بھاری پتھر ہٹ گیا۔"

☆☆☆

بیٹا: ابا جان! کیا آپ اندھیرے میں لکھ سکتے ہیں۔

باپ: ہاں! کیوں نہیں۔

بیٹا: تو پھر بلب بجھا کر میری رپورٹ پر دستخط کر کے دکھائیں۔

☆☆☆

ایک آدمی کے سر پر بال کہیں کہیں تھے۔ چند لڑکے اس کے پیچھے آ رہے تھے۔ ان میں سے ایک بولا: "ان صاحب نے تو سر پر گھاس اُگا رکھی ہے۔" یہ سن کر دوسرا صاحب بولے: "تبھی تو گدھے میرے پیچھے آ رہے ہیں۔"

☆☆☆

استاد: بھینس کی کتنی ٹانگیں ہوتی ہیں۔

شاگرد: سر! یہ تو کوئی بے وقوف ہی بتا دے گا۔

استاد: اسی لیے تو تم سے پوچھ رہا ہوں۔

مرسلہ: ایان افضل سرگودھا

جنت جاوید

سفیان عارف لاہور

عدنر جاوید لاہور

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

فیصل آباد بورڈ میں کامیابی کا تناسب 81.68 فیصد رہا

میدانِ تعلیم میں درکار تبدیلیاں

شفاف امتحانی نظام کی بدولت بورڈز یونیورسٹیز کے نتائج حوصلہ افزا ہیں

■ احمد جمال نظامی

tweeter.nawaiwaqat.fsd

میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانات اس بنا پر انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں کہ ان کے نتائج سے کم از کم نسل نو کی ترجیحات اور ہمارے مستقبل کے کئی زاویے جانچے جا سکتے ہیں۔ اور یہ بھی پرکھا جا سکتا ہے کہ آئندہ ہماری نسل نو کس سمت میں گامزن ہے اور بین الاقوامی سطح پر دور جدید کے تقاضے کیا ہیں۔ آئی ٹی، بزنس ایڈمنسٹریشن، سائنس یا پھر کس میدان میں ہمیں اپنی قابل اور ہونہار نسل نو کو تعلیمی میدان میں تیار کر کے ملک اور قوم کے مستقبل کے لئے برسرپیکار کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں بیشتر ماہر تعلیم اور ماہر عمرانیات کی طرف سے متواتر مطالبات سامنے آتے ہیں کہ ہائر ایجوکیشن کے سلسلہ میں جتنے بھی ڈسپلنز ہماری سرکاری اور نجی تعلیمی درسگاہوں میں جاری ہیں ان میں دور جدید کے مطابق تبدیلیاں لائی جائیں اور صرف ان ڈسپلنز میں سلیبس کو ہی طالب علموں کا مقدر نہ ٹھہرایا جائے بلکہ جدید ریسرچ پیپرز کو بھی ان کے سلیبس کا حصہ بنایا جائے۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن اس بابت اپنا عملی کردار ادا کرے جس سے بلاتفریق ہر صوبے اور شہر میں تعلیمی مواد وقت کے جدید تقاضوں سے اپ ڈیٹ ہو اور اس سے روشناس ہو کر نہ صرف طالب علم تحقیق و ایجادات سے اپنے دل و دماغ کے دامن کو بہرہ مند کریں۔ میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانات ایسے تمام تقاضوں کے متلاشی ہیں جس کی طرف ہائر ایجوکیشن کمیشن، حکومت، تمام تعلیمی اداروں، اساتذہ اور سینئر طالب علموں کو بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ گزشتہ دنوں فیصل آباد بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کی طرف سے میٹرک کے سالانہ امتحانات 2017ء کے نتائج کا اعلان کیا گیا اور اس سلسلہ میں ایک تقریب بھی منعقد کی گئی جس کی روداد نذر قارئین ہے۔

فیصل آباد بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے تحت ہونے والے میٹرک کے سالانہ امتحانات میں مجموعی طور پر ایک لاکھ 50 ہزار 955 امیدواروں نے شرکت کی جن میں سے ایک لاکھ 17 ہزار 649 امیدوار کامیاب ہوئے اس طرح کامیابی کا تناسب 77.94 فیصد رہا۔ تقریب تقسیم انعامات جھنگ روڈ پر بورڈ آف ایجوکیشن کے ہال میں منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی ایم این اے ڈاکٹر نثار احمد جٹ تھے جبکہ ارکان صوبائی اسمبلی چوہدری تنویر حسین ڈوگر، حاجی الیاس انصاری، میاں محمد رفیق، ڈاکٹر نجمہ الفضل، بیگم ثریا نسیم، فاطمہ فریدہ، ضلع کونسل کے وائس چیئرمین رانا ذوالفقار، خالد پرویز ورک، چیئرمین بورڈ مہر غلام محمد جھنگر، سیکرٹری بورڈ خرم شہزاد قریشی، کنٹرولر امتحانات ڈاکٹر ظفر اقبال طاہر، چیف ایگزیکٹو آفیسر اسٹرکٹ ایجوکیشن انتظار مظفر جاوید اقبال چشتی، پوزیشن ہولڈرز طلباء و طالبات کے والدین، محکمہ تعلیم کے افسران، سرکاری و پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے سربراہان اور منیجرز بھی اس موقع پر موجود تھے۔ ارکان اسمبلی نے ایجوکیشن بورڈ کی سطح پر میٹرک کے اس امتحان میں ٹاپ پوزیشنز حاصل کرنے والے طلباء و طالبات میں لیپ ٹاپس، میڈلز، اسناد اور نقد انعامات تقسیم کئے۔ ایم این اے ڈاکٹر نثار احمد جٹ نے اعلیٰ پوزیشنز حاصل کرنے والے طلباء و طالبات اور ان کے والدین و ٹیچرز کو مبارکباد دی۔ انہوں نے کہا پاکستانی نوجوان بھرپور صلاحیتوں کے حامل ہیں لہٰذا انہیں اپنے آپ کو مستقبل کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے قابل بنانا چاہیے۔

ایم این اے ڈاکٹر چوہدری نثار جٹ، چیئرمین پروفیسر مہر غلام محمد جھنگر، سیکرٹری خرم شہزاد اسلم، کنٹرولر ڈاکٹر ظفر اقبال اور دیگر تقریب سے خطاب کر رہے ہیں

انہوں نے بورڈ آف ایجوکیشن کے انتظامی امور کو انفارمیشن ٹیکنالوجی کی مدد سے ہمکنار کرنے پر چیئرمین بورڈ اور ان کی ٹیم کی کاوشوں کو سراہا۔ ارکان صوبائی اسمبلی چوہدری تنویر حسین ڈوگر، حاجی الیاس انصاری، میاں محمد رفیق، ڈاکٹر نجمہ الفضل، بیگم ثریا نسیم، فاطمہ فریدہ اور چیئرمین بورڈ مہر غلام محمد جھنگر نے کہا کہ امتحانات کے انعقاد اور نتائج کی تیاری کے سلسلے میں زیر عمل سافٹ ویئر فیصل آباد بورڈ کا اعزاز ہے جسے نہ صرف صوبے کے دیگر تعلیمی بورڈز نے رائج کیا ہے بلکہ سندھ اور خیبر پختونخواہ کے بورڈز بھی اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ انہوں نے پوزیشن ہولڈرز طالب علموں کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ امتحانی نتائج انتہائی شفاف انداز اور احتیاط سے تیار کئے گئے ہیں۔ کیلی پوزیشن حاصل کرنے والی دو طالبات نے گیارہ سو میں سے ایک ہزار 90 نمبرز حاصل کر کے ریکارڈ قائم کیا ہے۔ میٹرک 2017 کے امتحان میں لیاقت گرلز ہائی سکول زرعی یونیورسٹی اور چناب گرلز کالج جھنگ کی دو طالبات مائرہ یونس اور مریم زہرہ نے گیارہ سو نمبروں میں سے ایک ہزار 90 نمبرز لیکر مشترکہ طور پر کیلی پوزیشن حاصل کی اور بورڈ میں ٹاپ کیا۔ دوسری پوزیشن چناب گرلز کالج جھنگ کی رکزا سعید نے ایک ہزار 87 نمبروں کے ساتھ حاصل کی۔ تیسری پوزیشن کیلئے بھی تین طالب علموں نے 1085 یکساں نمبر حاصل کئے جن میں سٹی گرلز ہائی سکول سٹیلز کالونی فیصل آباد کی مریم اشرف، ڈویژنل پبلک سکول کے ذوہیب احمد قریشی اور معاذ احمد شامل ہیں۔

میٹرک کے امتحان میں ٹاپ پوزیشن حاصل کرنیوالے طلباء و طالبات کا مہمانوں کے ساتھ گروپ فوٹو

ہونہار پاکستانی نوجوان خود کو مستقبل کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے قابل بنائیں، ڈاکٹر نثار احمد جٹ

سرکاری، نجی تعلیمی درسگاہوں میں جدید ریسرچ پیپرز کو سلیبس کا حصہ بنانے سے بہتر نتائج برآمد ہو سکتے ہیں

مُلتان بورڈ میں کامیابی کا تناسب 81.68 فیصد رہا

لڑکیوں نے لڑکوں کو مات دیدی

امتحانی نظام کو فول پروف بنا دیا، چیئرمین ریاض ہانجی

■ سلیم ناز

nazsaleem80@yahoo.com

تعلیمی بورڈ ملتان کا وسیع و عریض ہال طلباء و طالبات، والدین اور اساتذہ سے بھر چکا تھا۔ سٹیج پر مہمانان خصوصی صوبائی وزیر عشر و زکوٰۃ نفحہ مشتاق لانگ، چیئرمین بورڈ ریاض ہانجی اور دیگر مہمان براجمان تھے۔ طلبا و طالبات کے چہروں پر اطمینان اور مسرت عیاں تھی کیونکہ انہیں ایک روز قبل اپنی پوزیشنوں کا علم ہو چکا تھا۔ تقسیم انعامات سے قبل تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا تو صوبائی وزیر نفحہ مشتاق لانگ نے کہا حکومت پنجاب نے شعبہ تعلیم کے فروغ پر فوکس کیا ہے اس سلسلے میں صوبائی بجٹ میں خطیر رقم مختص کی گئی ہے اور 50 کے کالجز بنائے جا رہے ہیں۔ انہوں نے پوزیشن ہولڈر طلباء و طالبات کو مبارکباد دی۔ تقریب سے خطاب کے دوران چیئرمین تعلیمی بورڈ ملتان ریاض ہانجی نے کہا امتحانی نظام کو فول پروف بنا دیا ہے۔ ملتان تعلیمی بورڈ کے تحت ہونے والے پیپرز دیگر بورڈز میں چیکنگ کے لئے بھجوائے جاتے ہیں۔ نقل مافیا کے سدباب کے لئے بھی سخت ترین اقدامات کئے گئے ہیں اور نقل کرنے والوں کو عبرت پر سزائیں دی گئی ہیں اس کے بعد کنٹرولر امتحانات نے نتائج کا اعلان کیا۔ مسلم پبلک گرلز ہائر سیکنڈری سکول ممتاز آباد ملتان کی طالبہ وجیہہ یونس نے 1100 میں سے 1091 نمبرز لیکر بورڈ میں مجموعی طور پر اول پوزیشن حاصل کی۔ خمیر پبلک سکول ملتان کی طالبہ کشف الایمان اور مسلم پبلک ہائیر سیکنڈری سکول ممتاز آباد ملتان کے طالب علم محمد فہد ندیم نے 1089 نمبرز لیکر مشترکہ طور پر دوسری پوزیشن حاصل کر لی جبکہ لکن ہاؤس پبلک سکول فار گرلز ملتان کی طالبہ فاطمہ منیر نے 1088 نمبرز لیکر تیسری پوزیشن حاصل کی۔

سائنس گروپ (بوائز) میں مسلم پبلک ہائر سیکنڈری سکول ممتاز آباد ملتان کے طالب علم محمد فہد 1089 نمبر لیکر اول قرار پائے۔ مسلم پبلک سکول ممتاز آباد کے ہی طالب علم طفیل نے 1085 نمبر لیکر دوسری پوزیشن حاصل کی۔ سائنس گروپ (بوائز) میں تیسری پوزیشن مشترکہ طور پر تین امیدواران کے حصہ میں آئی۔ زکریا پبلک سکول ملتان کے طالب علم سعد امجد خان، علامہ اقبال ہائر سیکنڈری سکول شجاع آباد کے طالب علم محمد عزیر اور مسلم پبلک سکول ممتاز آباد ملتان کے طالب علم محمد انصب نے 1084 نمبر لیکر مشترکہ طور پر تیسری پوزیشن حاصل کی۔ سائنس گروپ (گرلز) میں اول پوزیشن مسلم پبلک گرلز سکول ممتاز آباد ملتان کی طالبہ وجیہہ یونس نے 1091 نمبرز لیکر اپنے نام کر لی۔ خمیر پبلک سکول چونگی نمبر 6 ملتان کی طالبہ کشف الایمان دلشاد نے 1089 نمبر لیکر دوم پوزیشن حاصل کی جبکہ تیسری پوزیشن لکن ہاؤس پبلک سکول برائے طالبات ملتان کی طالبہ فاطمہ منیر نے 1088 نمبرز لیکر حاصل کی۔ آرٹس گروپ (بوائز) میں خانیوال کے طالب علم امیر حمزہ نے 1031 نمبر لیکر اول پوزیشن اپنے نام کر لی جامع خیر المدارس کے طالب علم محمد عرفان نے 1021 نمبر کے ساتھ دوئم اور جامع العلوم معصوم شاہ روڈ ملتان اور طالب علم محمد عتیق نے 1016 نمبر لیکر سوئم پوزیشن حاصل کی۔ آرٹس گروپ (گرلز) میں اے ون شاہین ماڈل ہائی سکول برائے طالبات لطف آباد ملتان کی طالبہ حفصہ رمضان 1053 نمبر لیکر اول، سیدہ حیا 1049 نمبر لیکر دوم اور گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کچہری منڈی ملتان کی طالبہ ربیعہ ندیم 1038 نمبر لیکر تیسرے نمبر پر رہیں۔

کنٹرولر نے بتایا امتحان میں کل ایک لاکھ 796 امیدوار شریک ہوئے ان میں سے 82 ہزار 338 پاس اور 18 ہزار 458 فیل ہوئے۔ امتحان میں کامیابی کا تناسب 81.68 فیصد رہا۔ مطابق سائنس گروپ میں کل 81960 امیدواروں نے شرکت کی ان میں سے 69252 پاس ہوئے۔ سائنس گروپ کا نتیجہ 84.49 رہا۔ آرٹس گروپ میں کل 18836 امیدوار شریک ہوئے ان میں سے 13086 پاس ہوئے۔ آرٹس گروپ کے امیدواروں کی کامیابی کا تناسب 69.47 رہا۔ سائنس گروپ میں لڑکوں کی کامیابی کا تناسب 80.86 فیصد، لڑکیوں کی کامیابی کا تناسب 89.92 فیصد، آرٹس گروپ میں لڑکوں کی کامیابی کی شرح 55.35 اور لڑکیوں کی کامیابی کی شرح 76.83 فیصد رہی۔ پاس ہونے والے 85338 امیدواروں میں سے 17317 نے اے پلس گریڈ حاصل کیا اسی طرح 16374 امیدواروں نے اے گریڈ، 21038 امیدواروں نے بی گریڈ، 19954 امیدواروں نے سی گریڈ، 7398 امیدواروں نے ڈی گریڈ، 225 امیدواروں نے ای گریڈ حاصل کیا۔ سلیم پبلک ہائر سیکنڈری سکول سٹیلز کالونی کے طلباء و طالبات نے ناقابل یقین حد تک نمبرز حاصل کر کے بورڈ میں 6 پوزیشنیں حاصل کیں۔ اس موقع پر طلباء و طالبات نے اپنے عزائم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ڈاکٹر بن کر قوم کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ اور آل کیلی پوزیشن حاصل کرنے والی طالبہ وجیہہ یونس کا کہنا تھا کہ میری کامیابی اساتذہ کے کردار اور والدین کی دعاؤں کا نتیجہ ہے ڈاکٹر بننا میری خواہش ہے جس کی ایک منزل طے کر لی ہے۔ کشف الایمان کا کہنا تھا کہ مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ میری پوزیشن آئی ہے میں مستقبل میں ڈاکٹر بنوں گی۔ محمد فہد نے کہا پوزیشن کی امید تھی اساتذہ نے نویں کے نمبر کے بعد تیاری شروع کرائی میں بھی ڈاکٹر بنوں گا۔

فاطمہ منیر کا کہنا ہے کہ کامیابی اللہ کی دین ہے مستقبل کا فیصلہ والدین کی مشاورت سے کروں گی۔ علی طفیل نے کہا سکول انتظامیہ نے خصوصی توجہ دی یقین تھا کہ پوزیشن آئے گی مستقبل میں ڈاکٹر بننے کی خواہش ہے۔ آرٹس گروپ میں تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے محمد عتیق کا کہنا ہے کہ میرا تعلق پسماندہ علاقے جلالپور پیروالا سے ہے۔ والد کسان ہیں اس وقت مدرسے میں درس نظامی کا طالب علم ہوں مدرسے کی 11 برسوں سے پوزیشن آ رہی ہے۔ آرٹس گروپ میں دوسری پوزیشن حاصل کرنے والی سیدہ عشاء علی کا والد رکشہ چلاتا ہے جبکہ تیسری پوزیشن حاصل کرنے والی ربیعہ ندیم بھی غریب گھرانے سے تعلق رکھتی ہے پڑھائی میں اس کی دلچسپی کا شوق دیکھتے ہوئے پرنسپل نے توجہ دی اور خصوصی لوشن بنا کر دیئے۔ پرنسپل راجہ ظفر نے بتایا کہ طالبہ کے شوق دیکھتے ہوئے اس کا تمام تعلیمی خرچ اساتذہ نے اٹھایا یقین تھا کہ یہ پوزیشن حاصل کرے گی اس بچی نے اپنا اور ہمارے ادارے کا نام روشن کیا ہے۔

1091 نمبر لیکر اول پوزیشن حاصل کرنیوالی طالبہ وجیہہ یونس صوبائی وزیر نفحہ مشتاق لانگ سے پرائز وصول کرتے ہوئے

پوزیشنز حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کا مہمانوں کے ہمراہ گروپ فوٹو

پاس ہونے والے 85338 امیدواروں میں سے 17317 نے اے پلس گریڈ حاصل کیا

آرٹس گروپ میں تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے محمد عتیق کا تعلق پسماندہ علاقے اور والد کسان ہیں

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

لاہور بورڈ میں لڑکے بازی لے گئے

یتیم ریڑھی بان طلبہ کیلئے روشن مثال

پوزیشن ہولڈرز طلبہ کی اکثریت کا ڈاکٹر بننے کی خواہش کا اظہار

میاں علی افضل، لاہور

بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور نے میٹرک کے سالانہ امتحانات 2017 کے پوزیشن ہولڈرز کے ناموں کا اعلان کر دیا۔ میٹرک امتحان میں لڑکے بازی لے گئے لڑکے پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن لینے میں کامیاب رہے جبکہ ایک طالبہ بھی پوزیشن لینے میں کامیاب ہوئی۔ سائنس گروپ بوائز میں پہلی پوزیشن نکا ئے چائلڈ ہائی سکول کے عمر طارق نے 1087 نمبر حاصل کی جبکہ مسلم پبلک ماڈل ہائی سکول شیخوپورہ کے ثوبان خالد 1086 نمبر لے کر دوسری، یو ٹیک ہائی سکول مسلم ٹاؤن کے محمد عبداللہ اور گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول لوئر مال کے محمد عبداللہ سلیم نے 1085 نمبر لیکر سائنس گروپ بوائز میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ سائنس گروپ طالبات میں دی ایجوکیٹرز گرلز ہائی سکول شاہدرہ کی طالبہ کلیم نے 1086 نمبر لیکر پہلی پوزیشن حاصل کی جبکہ سائنس گروپ میں تین طالبات نے 1083 نمبر لیکر دوسری پوزیشن حاصل کی۔ جن میں علامہ اقبال پبلک ہائی سکول رائیونڈ روڈ کی زنیرہ خان کریسنٹ ماڈل ہائی سکول شادمان کی عقیقہ رحمان اور دی ایجوکیٹرز ہائی سکول چونگی کی مائرہ ظفر شامل ہیں۔ سائنس گروپ طالبات میں تیسری پوزیشن چھ طالبات نے 1082 نمبر لیکر حاصل کی جن میں دی ایجوکیٹرز سکول چونگی کی مصباح ناصر، دی لاہورین ہائی سکول شاد باغ، لاریب اصول، ایکن پاور گرلز ہائی سکول گلبرگ کیمپس کی فروہ، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ست گرگی حافظ خدیجہ مظاہر، یو ٹیک ہائی سکول برائے طالبات مسلم ٹاؤن کی فاطمہ اویس اور گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کوٹ خواجہ سعید کی عدین امتیاز نے حاصل کی۔ آرٹس گروپ بوائز میں پہلی پوزیشن گورنمنٹ ہائی سکول شیخوپورہ کے اسامہ اکرام اور پرائیویٹ امیدوار کے طور پر شرکت کرنے والے زریاب احمد نے 1020 نمبر لیکر حاصل کی آرٹس گروپ بوائز میں دوسری پوزیشن گورنمنٹ جامعہ اسلام ہائی سکول کے مظفر علی نے 1015 نمبر لیکر حاصل کی جبکہ تیسری پوزیشن لینے والے نجی حیثیت سے امتحان میں شرکت کرنے والے محمد افضل نے 1001 نمبر حاصل کئے۔ آرٹس گروپ طالبات میں پہلی پوزیشن سابق پی آر او برائے اعلیٰ تعلیم اور ڈی جی پی آر کے ڈپٹی ڈائریکٹر قدرت اللہ کی صاحبزادی حبیبہ بہاجت نے 1055 نمبر لے کر حاصل کی جبکہ آرٹس گروپ طالبات میں علامہ اقبال پبلک ہائی سکول برائے طالبات کی عائشہ نے 1052 نمبر لیکر دوسری اور گورنمنٹ پاک سٹینڈرڈ گرلز ہائی سکول شاد باغ کی فریحہ حق نے 1041 نمبر لیکر تیسری پوزیشن حاصل کی۔

میٹرک امتحان 2017 میں پوزیشن ہولڈرز کی اکثریت نے مستقبل میں ڈاکٹر بننے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ کامیابی اساتذہ کی محنت اور والدین کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ کامیابی پر انتہائی خوشی ہے اور اس پر اللہ کے شکرگزار ہیں۔ امتحان میں پہلی پوزیشن لینے والے عمر طارق اور دوسری پوزیشن لینے والے ثوبان خالد اور طالبہ کلیم کا کہنا ہے کہ مستقبل میں ڈاکٹر بنیں گے۔ انہوں نے دہشت گردی اور کرپشن کو پاکستان کے بڑے مسائل قرار دیتے ہوئے کہا کہ ملکی ترقی و خوشحالی کیلئے دہشت گردی اور کرپشن کا خاتمہ ناگزیر ہے۔ انہوں نے کہا کہ تعلیم کے ذریعے ہم تمام مسائل کا حل نکال سکتے ہیں طلبہ کو تمام تر توجہ حصول علم پر رکھنی چاہیے انہوں نے کہا کہ محنت کا پھل ملتا ہے اور محنت کی جائے تو کامیابی ضرور آپ کے قدم چومتی ہے۔ امتحان میں تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے طالب علم محمد عبداللہ افضل اور محمد عبداللہ سلیم نے کہا کہ لازوال قربانیوں سے حاصل کئے گئے پیارے پاکستان کی ترقی کے لئے ہمیں مثبت کردار ادا کرنا ہوگا انہوں نے کہا کہ آپس کی لڑائیوں کا خاتمہ ناگزیر ہے۔ ایک دوسرے کی کردار کشی کی بجائے ملکی ترقی و خوشحالی کے لئے ہم سب کو ایک ہونا ہوگا۔

میٹرک امتحان 2017 میں آرٹس گروپ میں پہلی پوزیشن لینے والا طالب علم اسامہ اکرام ریڑھی بان ہے۔ انتہائی کمزور معاشی حالات کے باوجود ننھے طالبعلم نے کام کے ساتھ پڑھائی بھی جاری رکھی اور پہلی پوزیشن لینے میں کامیاب ہو گیا۔ پہلی پوزیشن لینے والا یہ طالبعلم تمام طلباء کیلئے مثال بن گیا ہے کہ شوق، پریشانی اور کمزور معاشی حالات کامیابی میں رکاوٹ نہیں بن سکتے۔ لاہور بورڈ کے زیر اہتمام میٹرک امتحان 2017 کے پوزیشن ہولڈرز میں شیخوپورہ کا رہائشی آرٹس گروپ میں پہلی پوزیشن لینے والا ایسا طالبعلم بھی شامل ہے جو شیخوپورہ کے لنڈا بازار میں ریڑھی لگاتا ہے اور لانگ شوز کر گھر کے اخراجات پورے کرتا ہے۔ اسامہ اپنے والد کی وفات کے بعد سے ہی دن کو گورنمنٹ ہائی سکول شیخوپورہ جاتا اور سکول سے واپسی پر ریڑھی لیکر لنڈا بازار چلا جاتا اور رات کو سونے کی بجائے پڑھتا محنت کرتے کرتے آرٹس گروپ میں پہلی پوزیشن میں کامیاب ہو گیا ننھے بچے کا کہنا ہے کہ وہ پڑھائی جاری رکھے گا اور ملک و قوم کی خدمت کرے گا۔ اسامہ کی کامیابی پر اس کی والدہ بھی انتہائی خوش ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انہیں اپنے بیٹے پر فخر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی سن لی ہے۔

شیخوپورہ کا اسامہ سکول سے چھٹی کے بعد لنڈا بازار ریڑھی لگاتا اور رات کو سونے کی بجائے پڑھتا رہتا

پوزیشن ہولڈرز طلباء نے ملکی ترقی و خوشحالی کیلئے کرپشن اور دہشتگردی کے خاتمہ کو ناگزیر قرار دیا

گوجرانوالہ سیکنڈری سکول کی کامیابی کا تناسب 79.15 فیصد رہا

ملک و قوم کا درخشندہ مستقبل، روشن ستارے

بچوں نے ثابت کیا کہ کامیابی کیلئے بڑے سکولوں میں پڑھنا ضروری نہیں

فرحان میر، گوجرانوالہ

صوبائی وزیر برائے ترقی خواتین میڈم حمیدہ وحید الدین کا کہنا ہے کہ پوزیشن ہولڈرز طلباء و طالبات ہمارے ملک و قوم کا حقیقی اثاثہ اور درخشندہ ستارے اور روشن مستقبل ہیں کیونکہ انہوں نے ہی آنے والے وقت میں ملک کی باگ ڈور سنبھالنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ علم نور ہے اور وہ انسان کے قلب و ذہن کو منور کرتا ہے تاریخ شاہد ہے کہ جن اقوام نے بھی ترقی و کامرانی کی منازل طے کیں انہوں نے فروغ تعلیم کو اپنا شعار بنایا ان خیالات کا اظہار انہوں نے انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ گوجرانوالہ کے سالانہ امتحان برائے سیکنڈری سکول 2017 کی تقریب تقسیم انعامات و سرٹیفکیٹس سے خطاب کے دوران کیا۔ سی پی او گوجرانوالہ محمد اشفاق، ممبران صوبائی اسمبلی عبدالرؤف مغل، توفیق احمد بٹ، اے ڈی سی فنانس میڈم نوشین ملیحہ، سیکرٹری بورڈ ڈاکٹر مختار احمد، کنٹرولر امتحانات ڈاکٹر محمد تنویر ظفر کے علاوہ ڈائریکٹر کالجز سرفراز احمد ورک، ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز محمد اقبال گھمن اور مختلف سرکاری و نجی تعلیمی اداروں کے سربراہان، اساتذہ کرام، والدین اور طلباء و طالبات نے تقریب میں شرکت کی۔ صوبائی وزیر ترقی خواتین نے کہا کہ مبارکباد کے مستحق ہیں وہ طلباء و طالبات، اساتذہ اور والدین کہ جن کی شبانہ روز محنت شاقہ سے آج طلباء و طالبات کی زندگی کا ایک دور ختم ہوا اور ان کی محنت رنگ لے آئی۔ وہ خود بھی سرخرو ہوئے اور انہوں نے ملک و قوم کا نام بھی روشن کیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت پنجاب شعبہ تعلیم و صحت پر خصوصی توجہ دے رہی ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف بہترین تعلیمی منصوبہ بندی کی بدولت ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز میں بہترین اصلاحات کی وجہ سے اچھے نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب پوزیشن ہولڈرز طلباء و طالبات کو وزیر اعلیٰ ہاؤس میں بلا کر ان سے خود ملاقات کریں گے اور اپنے دستخط شدہ تعریفی سرٹیفکیٹس کے علاوہ پوزیشنیں حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کو نقد کیش پرائز اور لیپ ٹاپ بھی دیں گے۔ اس کے علاوہ حکومت پنجاب کی طرف سے پوزیشن ہولڈرز طلباء و طالبات کو بیرون ممالک میں دنیا کی بہترین یونیورسٹیز کے دورے پر بھی ایک ماہ کے ٹور پر بھجوایا گیا، جن میں یوکے، جرمنی، فرانس اور سویڈن شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پوزیشن ہولڈرز طلباء و طالبات اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے ملک و قوم کی خدمت کا عہد کریں تاکہ ملک ترقی و کامرانی کی شاہراہ پر گامزن ہو سکے۔ کنٹرولر امتحانات ڈاکٹر محمد تنویر ظفر نے کہا کہ بورڈ کا تمام ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کر دیا گیا ہے اور سسٹم کو فول پروف بنا دیا گیا ہے جس کی وجہ سے نتائج شفاف طریقے سے مرتب کئے گئے۔ انہوں نے کہا کہ انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ گوجرانوالہ کے سالانہ امتحان سیکنڈری سکول 2017 میں مجموعی طور پر 210760 طلباء و طالبات نے حصہ لیا جن میں سے 166813 طلبہ و طالبات پاس ہوئے جس کے مطابق مجموعی طور پر کامیابی کا تناسب 79.15 فی صد رہا۔ انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ گوجرانوالہ کے سالانہ امتحان سیکنڈری سکول 2017 میں مجموعی طور پر پوزیشنز حاصل کرنے والوں میں بیسٹ سکول سسٹم سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ کی رودا عامر نے 1085، دختران ملت ہائر سیکنڈری سکول منڈی بہاؤالدین کی طالبہ مریم امتیاز نے بھی 1085 نمبر حاصل کر کے پہلی، گورنمنٹ جامع ہائی سکول گجرات کے صارم ارباس ناصر نے 1083 نمبر حاصل کر کے دوسری جبکہ دی ایجوکیٹرز بارہ دری کیمپس گجرات کی ایمن ہمایوں نے 1081، بیسٹ سکول سسٹم سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ کی ایمن سلیم نے 1081 اور گلاب سنگھ پبلک سکول سسٹم قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ کی عائشہ مصطفیٰ نے بھی 1081 نمبر حاصل کر کے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ اسی طرح آرٹس گروپ میں الہدیٰ سیکنڈری سکول عبداللہ کالونی گوجرانوالہ کی سعدیہ عروج نے 1062 نمبر حاصل کر کے پہلی، گلاؤں کوٹ کونشاک تحصیل پنڈی بھٹیاں حافظ آباد کی ام حبیبہ نے 1052 نمبر حاصل کر کے دوسری جبکہ گورنمنٹ ماڈرن ایجوکیشن گرلز ہائی سکول سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ کی حسنہ ریاض نے 1047 نمبر حاصل کر کے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ تقریب کے آخر میں انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ علامہ اقبال کے ان شاہینوں کو دوبالا پرواز دے کہ اقوام عالم پر برتری کریں۔ انہوں نے کامیاب طلباء و طالبات، والدین اور اساتذہ کو دلی مبارکباد پیش کی۔ تقریب سے سیکرٹری بورڈ ڈاکٹر مختار احمد نے بھی خطاب کیا اور سالانہ سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے کارکردگی پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

میٹرک میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کی اکثریت ڈاکٹر بن کر دکھی انسانیت کی خدمت کرنے کا عزم رکھتی ہے۔ فرسٹ پوزیشن ہولڈر رودا عامر، مریم امتیاز، سیکنڈ پوزیشن حاصل کرنے والے صارم، تھرڈ پوزیشن ہولڈر ایمن سلیم اور عائشہ مصطفیٰ بھی ڈاکٹر بننا چاہتی ہیں۔ ایمن ہمایوں پائلٹ بننا چاہتی ہیں، احتشام جج، سعدیہ سائنٹسٹ، ام حبیبہ پروفیسر، حسنہ ریاض کمپیوٹر انجینئر، عبدالرحمٰن بیوروکریٹ اور سلیمان فنکار بننے کا عزم رکھتے ہیں۔ پوزیشن ہولڈرز طلبہ کا کہنا ہے کہ انہوں نے کامیابی کیلئے دن رات سخت محنت کی اور آج انہیں اپنی دس سالہ محنت کا پھل مل گیا ہے۔ میٹرک آرٹس گروپ بوائز میں پہلی تینوں پوزیشنیں حاصل کرنے والے طلبہ غریب گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں جو مالی مشکلات کے باوجود تعلیم کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آرٹس گروپ میں تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے احتشام کے والد بیمار ہیں اور بیماری کے سبب مستری کا کام کرنے سے قاصر ہے، وہ پانچ بہن بھائی ایک کمرے میں رہتے ہیں۔ دوسری پوزیشن حاصل کرنے والے سلیمان کے والد بھی مزدور ہیں۔ سرکاری سکولوں میں پڑھنے والے ان ہونہار طلبہ نے ثابت کیا ہے کہ کامیابی کیلئے کسی بڑے ادارے میں تعلیم حاصل کرنا ضروری نہیں، انسان اپنی محنت سے کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ پوزیشن ہولڈرز طلبہ کی اکثریت نے کرپشن اور دہشت گردی کو ملک کا سب سے بڑا مسئلہ قرار دے دیا۔ پانامہ کیس کے حوالے سے طلبہ کی اکثریت نے نواز شریف کو مستعفی نہ ہونے اور نااہل قرار دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ طلباء نے نواز شریف اور شہباز شریف کو بہترین سیاستدان قرار دیا ہے۔ جبکہ رودا عامر، مریم امتیاز، صارم، ایمن سلیم، عائشہ، ایمن ہمایوں، احتشام، عمر رفاقت، لاریب اور حسنہ ریاض نے کرپشن اور دہشتگردی کو ملک کا بڑا مسئلہ قرار دیا ہے۔ 16 میں سے 9 امیدواروں نے کہا ہے کہ عدالت کو نواز شریف کو نااہل قرار نہیں دینا چاہیے، چار نے مستعفی ہونے اور نااہل ہونے کا کہا۔ تین امیدواروں نے اس سوال پر کچھ کہنے کا انکار کیا۔ امیدواروں کی اکثریت نے تعلیمی نصاب کو بہتر قرار دیا ہے۔

آرٹس گروپ بوائز میں پہلی تینوں پوزیشنز غریب گھرانوں سے تعلق رکھنے والے طلباء نے حاصل کی

وزیر اعلیٰ پنجاب پوزیشن ہولڈرز طلباء کو دستخط شدہ تعریفی سرٹیفکیٹس، کیش پرائز اور لیپ ٹاپ دیں گے

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

مت سہل ہمیں جانو، پھرتا ہے فلک برسوں

میرِ کاروانِ صحافت مجید نظامی

معمار نوائے وقت کی تیسری برسی پر ملک بھر میں تقریبات کا انعقاد

فیملی میگزین رپورٹ لاہور

مجید نظامی نے ہمیشہ اپنے قلم سے پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کا کام لیا۔ انہوں نے اپنی صحافتی زندگی کی ابتدا میں جن اصولوں کو اپنایا آخر تک ان پر ثابت قدم رہے۔ مجید نظامی کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس مملکت کو دین اسلام کی تجربہ گاہ بنانے کی خاطر جہد مسلسل کو اپنا شعار بنائیں۔ ان خیالات کا اظہار مقررین نے ایوان کارکنان تحریک پاکستان لاہور میں تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن، رہبر پاکستان، آبروئے صحافت اور سابق چیئرمین نظریہ پاکستان ٹرسٹ مجید نظامی کی تیسری برسی کے موقع پر منعقدہ محفل قرآن خوانی کے بعد خطاب کے دوران کیا۔ محفل قرآن خوانی وخصوصی نشست کا اہتمام نظریہ پاکستان ٹرسٹ نے تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ کے اشتراک سے کیا تھا۔ اس موقع پر تحریک پاکستان کے مخلص کارکن، سابق صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان وچیئرمین نظریہ پاکستان ٹرسٹ محمد رفیق تارڑ، وائس چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر رفیق احمد، سابق چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت و چیئرمین تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ چیف جسٹس (ر) میاں محبوب احمد، مجید نظامی کے قریبی دوست جسٹس (ر) میاں آفتاب فرخ، ممتاز ماہر قانون جسٹس (ر) خلیل الرحمٰن خان، سینئر صحافی و چیف ایڈیٹر روزنامہ پاکستان مجیب الرحمٰن شامی، ایڈیٹر ایڈیٹوریل روزنامہ نوائے وقت سعید آسی، گروپ ایڈیٹر روزنامہ نئی بات پروفیسر عطاء الرحمٰن، چیف ایڈیٹر روزنامہ جرات و تجارت جمیل اطہر، چیف کوآرڈینیٹر نظریہ پاکستان ٹرسٹ میاں فاروق الطاف، ممتاز سیاسی رہنما چوہدری نعیم حسین چٹھہ، بیگم مہناز رفیع، خانوادہ حضرت سلطان باہو صاحبزادہ سلطان احمد علی، سجادہ نشین دربار حضرت میاں میر پیر سید ہارون علی گیلانی، ممتاز محقق و دانشور آزاد بن حیدر، ڈاکٹر غزالہ شاہین، معاون خصوصی وزیراعلیٰ پنجاب رانا محمد ارشد، چوہدری مشتاق احمد ورک، مزدور رہنما خورشید احمد، بیگم حامد رانا، مرزا احمد حسن، ایم کے انور بغدادی، صدر نظریہ پاکستان فورم میرپور آزاد کشمیر مولانا محمد شفیع جوش، بیگم صفیہ اسحاق، قیوم نظامی، تحریک حرمت رسولؐ کے چیئرمین مولانا امیر حمزہ، شجاعت ہاشمی، ساجد، رانا محمد اقبال خان، میجر (ر) صدیق ریحان، نواب برکات محمود، ڈاکٹر یعقوب ضیاء، انجینئر محمد طفیل ملک، شہزادہ خان، مولانا محمد بخش کرمی، چوہدری محمد اشرف، قاری نسیم احمد، سید ایوب وارثی، انجینئر محمد کشور باجوہ، قاری محمد صدیق چشتی، شیخ ثناء اللہ، مرزا محمد شفیق قادری، سید عدنان فاروق، قاری غلام رسول، الحاج امداد حسین، بیگم منور جبین قادری، رحیم خان، خدا حسین، حافظ حسین احمد گولڑوی، سید نوبہار شاہ، ناظم حسین، سید حسن باری، غلام شبیر ساقی، رانا معین الاسلام، منصور رشید قریشی، میاں فیض الحسن، حاجی شبیر احمد، محمد فیاض، محمد کامران بیگ، بیگم بلال، غلام رسول، سعدیہ نوید، ناصر بشیر، ڈاکٹر محمد پرویز، میاں مشتاق احمد، محمد اقبال سمیت مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے خواتین وحضرات بڑی تعداد میں موجود تھے۔ پروگرام کے دوران ڈاکٹر سراج نے تلاوت کلام پاک جبکہ معروف نعت خواں الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی اور الحاج اختر حسین قریشی نے بارگاہ رسالت مآبؐ میں ہدیہ عقیدت پیش کیا۔ حافظ نصیر احمد قادری نے ختم پڑھا جبکہ صاحبزادہ سلطان احمد علی نے مجید نظامی کے ایصال ثواب کیلئے دعا کروائی۔

سابق صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان و چیئرمین نظریہ پاکستان ٹرسٹ محمد رفیق تارڑ نے کہا: "مجید نظامی ہماری قومی تاریخ کا روشن باب ہیں۔ وہ اس مملکت خداداد کی قائداعظم محمد علی جناح اور علامہ محمد اقبال کے نظریات وتصورات کے مطابق تعمیر کے علمبردار تھے۔ حق گوئی اور بیباکی مجید نظامی کا طرہ امتیاز تھے۔ کسی سول یا فوجی آمر کی رعونت ان کے پائے استقامت میں لغزش پیدا نہ کرسکی۔ ہر جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ان کا وصف تھا جس کی پاداش میں انہوں نے مالی نقصانات بھی برداشت کیے مگر کبھی اسلام، آئین اور جمہوریت پر کسی مصلحت کا شکار نہ ہوئے۔ درحقیقت وہ پاکستان کے بنیادی مفادات پر مصلحت خواہ یا مصلحت پر مبنی طرز عمل اختیار کرنے کے شدید خلاف تھے۔ اس بنا پر وہ تمام محب وطن پاکستانیوں کے دل میں بستے تھے اور الحمدللہ وہ آج بھی انہیں عزت و احترام سے یاد کرتے ہیں۔ مجید نظامی ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ تاہم میرے نزدیک ان کی اہم ترین خوبی عشق رسولؐ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آبروئے صحافت مجید نظامی کے درجات کو بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس ملک کو صحیح معنوں میں ایک جدید اسلامی، جمہوری اور فلاحی مملکت بنانے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے"۔

پروفیسر ڈاکٹر رفیق احمد تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "مجید نظامی کو اسلام، پاکستان، قائداعظم، علامہ محمد اقبال اور مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح سے والہانہ عشق تھا۔ انہوں نے متعدد اداروں کو قائم کیا اور انہیں پروان چڑھایا، ان میں نوائے وقت، نظریہ پاکستان ٹرسٹ، ایوان اقبال اور ایوان قائداعظم شامل ہیں"۔ مجیب الرحمٰن شامی کے مطابق: "مجید نظامی محض ایک شخص نہیں بلکہ ایک نظریے کا نام ہے۔ انہوں نے ہمیشہ پاکستان میں جمہوریت کی بحالی، کرپشن کے خاتمے، آئین وقانون کی سربلندی پر زور دیا اور کشمیریوں کی تحریک آزادی کی ہمیشہ حمایت کی۔ ہم مجید نظامی کے اصولوں پر چلتے ہوئے پاکستان کو اس منزل پر پہنچائیں گے جس کا خواب مشاہیر تحریک آزادی نے دیکھا تھا"۔

ایڈیٹر ایڈیٹوریل نوائے وقت سعید آسی نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا: "موجودہ ملکی صورتحال اور سیاسی خلفشار میں مجید نظامی مرحوم زیادہ شدت سے یاد آرہے ہیں۔ مجید نظامی مرحوم کی سالگرہ اور برسی کا دن دیگر مشاہیر تحریک پاکستان کی طرح سرکاری سطح پر منایا جانے"۔ جسٹس (ر) آفتاب فرخ نے کہا: "مجید نظامی نے اپنی زندگی نظریہ پاکستان کی ترویج واشاعت کیلئے وقف کررکھی تھی"۔ جمیل اطہر نے کہا: "مجید نظامی نے پاکستان اور پاکستانیت کے حوالے سے کبھی کمپرومائز نہیں کیا"۔

پروفیسر عطاء الرحمٰن نے میر کاروان صحافت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا: "مجید نظامی بطل حریت تھے۔ انہوں نے ہر حکمران کے سامنے کلمہ حق بلند کیا اور مشکل سے مشکل حالات کا بھی بڑی پامردی اور جوانمردی سے مقابلہ کیا"۔

صاحبزادہ سلطان احمد علی نے کہا کہ "مجید نظامی ایسے قطبی ستاروں کی مانند تھے جو بھٹکے ہوئے قافلوں کیلئے سمت نمائی کا فریضہ انجام دیتا ہے"۔ چوہدری نعیم حسین چٹھہ نے کہا: "مجید نظامی مرحوم نے جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنے کی روایت کو آگے بڑھانے کیلئے بھرپور جدوجہد کی"۔

بیگم مہناز رفیع نے مجید نظامی کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے کہا: "مجید نظامی مرحوم نے اپنی پوری زندگی نظریہ پاکستان کی ترویج واشاعت کیلئے وقف کررکھی تھی"۔ رانا محمد ارشد نے کہا: "مجید نظامی آج بھی ہمارے دلوں میں زندہ ہیں"۔ مولانا امیر حمزہ نے کہا: "مجید نظامی نے نوائے وقت کے ذریعے نظریاتی صحافت کو فروغ دیا۔ تحریک آزادی کشمیر کیلئے ان کی عملی خدمات سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں"۔ مولانا محمد شفیع جوش نے کہا: "نوائے وقت آج بھی مجید نظامی کے مشن کو زندہ رکھے ہوئے ہے"۔

مجید نظامی کی تیسری برسی کے موقع پر نظریہ پاکستان ٹرسٹ، تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ کے عہدیداران وکارکنان نے میانی صاحب قبرستان میں ان کے مزار پر حاضری دی، پھول چڑھائے اور مجید نظامی کی روح کے ایصال ثواب کیلئے فاتحہ خوانی کی۔ اس موقع پر نظریہ پاکستان ٹرسٹ، تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ، پاکستان بلڈ برادرہڈ سوسائٹی، آل پاکستان ورکرز کنفیڈریشن، تحریک تکمیل پاکستان اور تنظیم العارفین کی طرف سے مزار پر پھولوں کی چادریں چڑھائی گئیں۔

نوائے وقت لاہور آفس میں معمار نوائے وقت مجید نظامی مرحوم کی برسی کے موقع پر چیف نیوز ایڈیٹر دلاور چودھری، نیوز ایڈیٹر اظہر فیضی اور دیگر کارکن فاتحہ خوانی کررہے ہیں

مجید نظامی مملکتِ خداداد کی قائداعظم محمد علی جناح اور علامہ محمد اقبال کے نظریات وتصورات کے مطابق تعمیر کے علمبردار تھے

مجید نظامی نے ہمیشہ پاکستان میں جمہوریت کی بحالی، کرپشن کے خاتمے اور آئین وقانون کی سربلندی پر زور دیا

صائمہ عمران اسلام آباد

تصاویر سہیل ملک

ایف پی سی سی آئی کے زیر اہتمام اسلام آباد میں چیف ایڈیٹر نوائے وقت گروپ مجید نظامی کی تیسری برسی کے موقع ایک پروقار تقریب کا اہتمام کیا گیا جس کے میزبان ایف پی سی سی آئی کے سابق نائب صدر ظفر بختاوری تھے جبکہ تقریب کے مہمان خصوصی لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ سینیٹر عبدالقیوم۔ ریذیڈنٹ ایڈیٹر نوائے وقت اسلام آباد جاوید صدیق، ایڈیٹر روزنامہ اوصاف مہتاب خان، ایڈیٹر روزنامہ صحافت خوشنود علی خان، اخبار فروش یونین کے سیکرٹری جنرل ٹکا خان، سی ڈی اے یونین کے صدر چوہدری یاسین، سینئر صحافی عبدالودود قریشی، ریذیڈنٹ ایڈیٹر جنگ راولپنڈی حنیف خالد، چیف رپورٹر نوائے وقت اسلام آباد پی ایف یو جے کے صدر نواز رضا، کالم نگار محمد اسلم خان، سابق پی آئی او اشفاق گوندل نے بھی خطاب کیا۔ نمایاں شرکاء میں اسلام آباد چیمبر آف کامرس کے صدر خالد اقبال ملک، سابق صدر چیمبر اعجاز عباسی، آصف لقمان قاضی، چوہدری خالد، صحافی رانا افضل بٹ اور دیگر افراد کثیر تعداد میں موجود تھے۔

تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مسلم لیگ (ن) کے چیئرمین اور سینیٹ میں قائد ایوان راجہ محمد ظفر الحق نے کہا: "مجید نظامی کی سوچ اور فکر کو نوجوان نسل تک پہنچا کر بہت سی خامیوں کو دور کیا جاسکتا ہے۔ پاکستان میں ملک کے مستقبل قائداعظم اور شاعر مشرق پر بات کرتی ہو تو مجید نظامی سے زیادہ معتبر و معزز حوالہ موجود نہیں۔ ان کا جب بھی تذکرہ آتا ہے تو غمگین ہو جاتا ہوں اور خلا محسوس ہوتا ہے جسے پُر کرنے والا آدمی دور تک نظر نہیں آتا ہے۔ 1978ء میں حضرت نظام الدین اولیاء کے عرس میں شرکت کیلئے بھارت جانے کا ذکر کیا اور کہا کہ جب وہ ایک بارڈر پر پہنچے تو میں نے ہمراہ جانے والوں (شیخ رشید، ظفر علی شاہ، چوہدری الطاف اور نواز رضا) سے کہا کہ سر اٹھا کر اور سینہ تان کر دشمن ملک کی سرزمین کی جانب چلو۔ میری یہ تقریر رپورٹ ہوگئی۔ مجید نظامی نے مجھے فون کیا کہ کیا آپ نے یہ کہا ہے تو میں نے تصدیق کی تو مجید نظامی نے کہا مجھے اتنی خوشی ہوئی ہے کہ بیان نہیں کرسکتا۔ آج مجید نظامی مرحوم کی عدم موجودگی میں احساس محرومی بڑھ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت علامہ اقبال کو موتمر عالم اسلامی کا سیکرٹری جنرل بنایا گیا تو انہوں نے اس وقت صرف دو باتیں کی تھیں۔ ایک یہ کہ نوجوان نسل کے اندر حضورؐ کی محبت پیدا کی جائے اور دوسری یہ کہ ان کو غیر مسلموں سے مسلمانوں کیلئے خطرہ محسوس نہیں ہوتا بلکہ مسلمانوں کے درمیان سے خطرہ ہے کہ ان میں تفریق پیدا نہ ہو۔ آج کی دنیا کو دیکھیں مسلمان حکومتیں کچھ بھی نہیں کر سکیں ان کے ساتھ کیا گیا ہے۔ عرب بیرگ کا ایک ٹکڑا گیا اور ایک ایک کرکے مسلمان ممالک کو تباہ وبرباد کردیا گیا۔ مختلف اسلامی تنظیمیں موجود ہیں مگر جب ملکوں کا وقار نہ رہے تو غیر حکومتی تنظیمیں کیا کرسکتی ہیں۔ جب ایران عراق جنگ ہورہی تھی تو انہوں نے محسوس کیا تھا کہ اگر یہ جنگ بڑھی اور عرصہ جاری رہی تو مسلمانوں کا اجتماعی وجود خطرے میں پڑ جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ مجید نظامی ایک نظریہ اور سوچ کا نام ہے۔ مجید نظامی کی ساری زندگی نظریہ پاکستان کے تحفظ اور رواداری کو فروغ دینے کیلئے گزری۔ ہمیشہ ملک کے مفاد کی خاطر کٹھن حالات کا بھی سامنا کیا۔ مجید نظامی پاکستان تھا اور مجید نظامی جیسی کیفیات کسی اور میں پیدا نہیں ہوسکتی۔ قائداعظم اور شاعر مشرق کے بارے میں مجید نظامی سے بہتر کوئی بات نہیں کرسکتا۔ انہوں نے نظریہ پاکستان پر کبھی سمجھوتہ نہیں کیا۔ مجید نظامی کی فکر کو

ایف پی سی سی آئی کے آفس میں مجید نظامی کی برسی کی تقریب میں فاتحہ خوانی کی جارہی ہے

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

آبروئے صحافت

غزالہ فصیح کراچی

آفتاب صحافت اور نوائے وقت کے معمار جناب مجید نظامی مرحوم کی تیسری برسی کے موقع پر نوائے وقت کراچی کے زیر اہتمام تقریب منعقد کی گئی جس میں گورنر سندھ سمیت سرکردہ شخصیات اور نوائے وقت کے کارکنان نے بھرپور شرکت کی اور نظامی صاحب کی بے مثال خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ مرحوم کے دوستوں اور ان کے زیر سایہ کام کرنے والے افراد نے انکی ذاتی اور صحافتی زندگی کے روشن پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ نوائے وقت کراچی کے زیر اہتمام یہ تقریب آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی کے صدر دفتر میں منعقد کی گئی۔ ریذیڈنٹ ایڈیٹر امین یوسف، جی ایم مارکیٹنگ (گروپ) بلال محمود، بیورو چیف کراچی، محسن قدیر، چیف رپورٹر شہزاد چغتائی، نوائے وقت مارکیٹنگ کے سربراہ شعیب عباس لطیف مہمانوں کے استقبال کیلئے موجود تھے۔

تقریب کی نظامت میزبان محمد امین یوسف ریذیڈنٹ ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت کراچی نے کی۔ تقریب میں گورنر سندھ، میئر کراچی وسیم اختر، اے پی این ایس کے صدر سید سرمد علی، نائب صدر قاضی اسد عابد، میاں عبدالمجید، محمود شام، ایم کیو ایم پاکستان کے ڈپٹی کنوینر ڈاکٹر خالد مقبول صدیقی، امین الحق، جماعت اسلامی سندھ کے نائب امیر اسد اللہ بھٹو، تحریک انصاف کے رہنما حلیم عادل شیخ، آباد کے چیئرمین محسن شیخانی، حاجی حنیف طیب، نصرت مرزا، آغا مسعود حسین اور دیگر نے شرکت کی۔

تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا اور مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے فاتحہ خوانی کی گئی۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے گورنر سندھ محمد زبیر نے کہا: "ممتاز صحافی مجید نظامی محب وطن پاکستانی تھے جنہوں نے صحافت کے ذریعے نظریہ پاکستان کا نہ صرف پرچار بلکہ دفاع بھی کیا۔ ہمیشہ انتھک محنت اور لگن سے کام کو اپنا وطیرہ بنائے رکھا۔ وہ نڈر اور ذمہ دارانہ صحافت کے امین رہے۔ مجید نظامی ایک رول ماڈل ہیں' نوجوانوں کو ان کے طرز زندگی اور اصولوں سے سیکھنا چاہئے۔ مثبت اور نظریاتی صحافت کے فروغ میں ان کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ پاکستان تمام قوموں کا ہے آج پاکستان میں قائداعظم کے نظریات کے مطابق تمام قوموں کو یکساں ترقی کے مواقع دستیاب ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی بہتری معاشی ترقی میں ہے کیونکہ آج کے دور میں معاشی ترقی سب سے اہم ہے۔ ہمیں آگے بڑھنا ہوگا' وقت کے ساتھ ساتھ ترجیحات بھی بدل جاتی ہیں' ہمیں وقت کے ساتھ چلنا ہوگا۔ مجید نظامی کی رحلت کے بعد صحافت میں پیدا ہونے والا خلا آج بھی قائم ہے"۔

کراچی کے میئر وسیم اختر نے مجید نظامی مرحوم کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا: "مجید نظامی کی خدمت صحافت کے حوالے سے بھلائی نہیں جاسکتیں۔ اب کوئی ایسا کوئی نظر نہیں آتا۔ اب جن کی ضرورت ہے وہ رخصت ہوتے جارہے ہیں۔ ریذیڈنٹ ایڈیٹر امین یوسف کا شکریہ کہ انہوں نے اہم شخصیت کی برسی پر تقریب کا اہتمام کیا ایسے لوگوں پر بات کرنے کی ضرورت ہے"۔

رانا اشفاق رسول (چیئرمین فرزندان پاکستان) نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "نظامی صاحب پاکستان کو قائداعظم اور اقبال کا پاکستان بنانا چاہتے تھے۔ اس لحاظ سے نوجوانوں کی تربیت کرتے تھے۔ انکی صحافت کیلئے خدمات بے بہا اور وہ حقیقت میں آبروئے صحافت ہیں۔ لاہور میں نظریہ پاکستان ٹرسٹ کا قیام اور ایوان اقبال کی تکمیل ان کے بہت بڑے کارنامے ہیں۔ نظامی صاحب کہتے تھے کشمیر جہاد کرنے سے ہی حاصل ہوگا اور یہ کہ ایٹم بم نے طاق میں سجانے کیلئے نہیں رکھا۔ پاکستان کی سلامتی کشمیریوں کی جدوجہد آزادی ان کی زندگی کا مشن رہا"۔

تقریب میں سید غوث علی شاہ کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا جس میں انہوں نے کہا: "میرا دل مجید نظامی کے ساتھ جڑا تھا ہے آج بھی نوائے وقت گروپ کے ساتھ ہوں"۔

حلیم عادل شیخ (رہنما پی ٹی آئی) کے مطابق: "مجید نظامی صرف اور نوائے وقت نہیں پاکستان کا اثاثہ تھے۔ ہمارے قائد اگر ہمیشہ قائداعظم رہے تو اس کی وجہ نوائے وقت ہے۔ نظامی صاحب نے اس اخبار کے ذریعے قائد کے نظریات کی ترویج کی۔ آج کے وقت میں نظامی صاحب کی بہت ضرورت ہے۔ کشمیر کاز پر آج کوئی کھل کر بولنے کیلئے تیار نہیں۔ 2014ء تک کے دور میں رہنمائی کیلئے ایک شخصیت اور ادارہ موجود تھا۔ آج ہم نے اپنے اپنے پاکستان بنالئے ہیں۔ قائداعظم کا پاکستان کہاں گیا؟ سب نے اپنے اپنے قائد بنالئے۔ نوائے وقت نے اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کیا' کمرشل ازم کی بجائے نظریات کو ترجیح دی۔ آج کشمیر کو سرحد پار سے ... کے ساتھ فوج نظر ہوں وزیراعظم کے پاس آتی ہے تو نظامی صاحب کی روح تڑپتی ہوگی۔ ہمیں نظریہ پاکستان کیلئے ایک ہونا چاہئے۔ نظامی صاحب ایک رول ماڈل تھے' ہمیں بہت سارے مجید نظامی چاہئیں' ہمیں قائداعظم اور علامہ اقبال کا پاکستان چاہئے"۔

اسد اللہ بھٹو (رہنما جماعت اسلامی) نے ان الفاظ میں اظہار خیال کیا: "مجید نظامی اور نظریہ پاکستان الگ نہیں۔ انہوں نے دور جبر میں حق گوئی سے ایک قدم پیچھے ہٹایا اور نہ ہی کبھی کمپرومائز کیا۔ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے اس کے نظریے کی ترویج جاری رہنی چاہئے یہی مجید نظامی کا مشن ہے"۔

چیئرمین اور بنت مسعود ہاشمی کا کہنا تھا: "مجید نظامی صاحب جیسی شخصیات نابغہ روزگار ہیں جو مشکل سے عطا ہوتی ہیں"۔

اخلاق احمد (اسٹار مارکیٹنگ' سابق ایڈیٹر اخبار جہاں) نے نظامی صاحب کے حوالے سے اپنی یادیں تازہ کرتے ہوئے بتایا: "مجید نظامی نے صحافت کے اصول وضع کئے۔ معیار مقرر کئے۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں مجید نظامی صاحب جیسی شخصیات نے صحافت کے اصول طے کئے۔ یہ بہت بڑا کنٹری بیوشن ہے"۔

محسن شیخانی (چیئرمین آباد) نے حاضرین کو بتایا: "میرے والد' ابوبکر شیخانی' کہا کرتے تھے نظامی صاحب جیسے لوگ سمت متعین کرتے ہیں' نہ ملک کیلئے آنے والی نسلوں کے بارے میں سوچتے ہیں"۔

ممتاز صنعتکار شیخ مظہر عالم کے الفاظ میں: "بحیثیت تاجر میں یہ کہوں گا کہ ہندو سے دوستی ہمارے مفاد کے خلاف ہے۔ بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے کی بات ہورہی تھی' میں کہتا ہوں 1947ء کی 1955ء کی مثال چھوڑیں 2010ء میں انڈین فیڈریشن آف چیمبر آف کامرس کی 120 صفحے کی رپورٹ چھپی جس میں 25 صفحے اس پر تھے کہ پاکستان کو کیسے ختم کرسکتے ہیں۔ بھارتی تاجروں نے اپنی حکومت کو تجویز دی ہوئی تھی کہ پاکستان کو یک طرفہ پر تجارت کریں پانی بند زراعت ختم اور گر کر بھی ختم ہو ... تاجروں کی سوچ ہے"۔

ایم کیو ایم پاکستان کے رہنما ڈاکٹر خالد مقبول صدیقی نے کہا: "مجید نظامی نے صحافت میں توازن کو قائم رکھا۔ انہوں نے نظریہ پاکستان ٹرسٹ قائم کیا مگر اس ... نہیں ہے۔ ان جیسی شخصیات کی وجہ سے صحافت میں مڈل کلاس سے متعلق افراد کی تعداد زیادہ ہے۔ آج پاکستان کے ایوان میں جمہوریت ہے مگر یہاں کسانوں کی نمائندگی جاگیردار اور مزدور کی سرمایہ دار کررہے ہیں' ہمیں اس سے بہتر جمہوریت کی ضرورت ہے۔ جس میں عام آدمی کو نمائندگی ملے۔ پاکستان کی سلامتی جمہوریت میں مضمر ہے۔ آج میڈیا کی طاقت کو صحیح سمت میں استعمال کیا گیا تو پاکستان کے نظریے پر عمل ہوسکتا ہے۔ یہ میڈیا پاکستان کو قائداعظم اقبال نظامی کے پاکستان تک پہنچانا ہے جس کا وعدہ کیا گیا تھا"۔

کالم نگار' دانشور آغا مسعود کے بقول: "نظامی صاحب محب وطن پاکستانی تھے اگر بھارتی رویے کو دیکھیں ان کا نظریہ آج بھی ثابت ہوچکا ہے"۔

معروف کالم نگار نصرت مرزا نے کہا: "میں نے 25 سال نوائے وقت میں کالم لکھا اور میں نظریہ پاکستان ٹرسٹ (سندھ) کا پہلا کنوینر تھا۔ مجید نظامی نے قائداعظم' علامہ اقبال اور نظریہ پاکستان پر کمپرومائز نہیں کیا"۔

کالم نگار' دانشور ایس ایم معین قریشی کے الفاظ میں: "نظامی صاحب صحافی تھے اور صحافی گر بھی۔ انہوں نے "بہترین کلمہ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے" کو اپنا مشن بنایا۔ اسلام' پاکستان' قائداعظم اور اقبال ان کے چار عشق تھے نوائے وقت اس کا پرچار تھا۔ انہوں نے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو محسن پاکستان کا خطاب دیا جو ان کے نام کا حصہ بن گیا۔ ایک قید کے دور میں نوائے وقت نے صف اول پر انکی آزادی کا اشتہار اس وقت تک چھاپا جب تک وہ آزاد نہ ہوگئے"۔

اے پی این ایس کے صدر سید سرمد علی نے کہا: "آج مجید نظامی کی تیسری برسی ہے لگتا ہے کہ وہ آج بھی زندہ ہیں ان کے اصول ہماری رہنمائی کرتے رہیں گے"۔

آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی کے سینئر نائب صدر قاضی اسد عابد نے ان الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا: "نظامی صاحب نے ملک کی بہت خدمت کی۔ انہوں نے صحافت کی ریت قائم کرنے کیلئے بھی بہت کام کیا' وہ کھل کر صحافیوں کے حق

رونے کیلئے ترستے تھے اب ایسے لوگ صحافت میں ڈھونڈنے سے نظر نہیں آتے۔ ان میں کئی اداروں کی خصوصیات ایک شخصیت میں سمائی ہوئی تھیں"۔

چیئرمین نظریہ پاکستان ٹرسٹ کراچی میاں عبدالمجید نے کہا: "تعلیم کے حوالے سے مجید نظامی نے ہمیں یہ ٹاسک دیا تھا کہ ہم نظریہ پاکستان کی ترویج میں حصہ لیں۔ انہوں نے واقعہ سنایا کہ ہم جب مجید نظامی کے گھر لاہور گئے تو وزیراعظم میاں نواز شریف بھی آگئے تو ہم نے کہا کہ آپ مل لیں کہنے لگے وہ تو بغیر ٹائم لیے آئے ہیں آپ کو تو میں نے بلایا ہے۔ مجید صاحب بہت وضعدار آدمی تھے"۔

نظام مصطفی پارٹی کے سربراہ حاجی حنیف طیب کے بقول: "نوائے وقت اور ندائے ملت آج بھی نوجوان نسل کی نظریاتی تربیت کررہے ہیں۔ مجید نظامی نڈر اور حق گو صحافی تھے اور اللہ کے مقرب بندوں میں سے تھے"۔

سینئر صحافی محمود شام نے ان الفاظ میں مجید نظامی مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا: "نوائے وقت ایک مکتبہ فکر ہے اور مجھے اس میں کام کرنے کا اعزاز حاصل رہا ہے۔ مجھے اپنے والد کے بعد مجید نظامی کی بے خوف قیادت میسر آئی وہ اخباروں کا زمانہ تھا نہ ٹی وی چینل کا دور مگر حکمرانوں کے ایوانوں میں نوائے وقت کے نام لرزہ طاری ہوجاتا تھا۔ آج بھی پاکستان کے کونے کونے میں نوائے وقت کے نظریاتی قارئین موجود ہیں۔ نوائے وقت کی موجودہ ایم ڈی محترمہ رمیزہ نظامی اس سے بخوبی واقف ہوں گی کہ وہ اب حق گوئی اور بے باکی کے کتنے بڑے ورثے کی امین ہیں لہٰذا ہوا موافق ہو یا مخالف "نوائے وقت" بلند رہنا چاہئے۔

مجید نظامی محب وطن پاکستانی تھے جنہوں نے صحافت کے ذریعے نظریہ پاکستان کا نہ صرف پرچار بلکہ دفاع بھی کیا

مجید نظامی کی خدمت صحافت کے حوالے سے بھلائی نہیں جاسکتیں اب کوئی ایسا کوئی نظر نہیں آتا

عام کرنے کیلئے تقاریب ہونی چاہئیں"۔ میجر عبدالقیوم نے اپنے خطاب میں کہا: "ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے اگر کوئی فیلڈ مارشل تھا تو وہ مجید نظامی تھے۔ یہ وقت مشکل ہے اور "ڈیڈلاک" ہے۔ کچھ لوگ پاور کوریڈور میں جانا چاہتے ہیں۔ اگر مجید نظامی ہوتے تو یہ مشکل صورتحال نہ ہوتی۔ ہمیں پاکستان کو آگے لے جانے کیلئے پارٹی اور دوسرے تعصبات سے اوپر اٹھنا چاہئے۔ صحافت جو ریاست کا ستون ہے آج تنزلی کا شکار ہے۔ حق بات ہونی چاہئے اور گروہ بندی نہیں ہونی چاہئے"۔ لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ عبدالقیوم نے مجید نظامی کے دورہ آرڈیننس فیکٹری کے دورے کا ذکر کیا انہوں نے بتایا کہ میری اہلیہ کا انتقال ہوا تو مجید نظامی ان کے گھر آئے جبکہ گھر میں سیڑھیوں کی وجہ سے میں نے انہیں منع بھی کیا تھا۔

چیف ایڈیٹر اوصاف مہتاب خان نے کہا: "وہ لوگ خوش نصیب ہوتے ہیں جن کے جانے کے بعد لوگ ان کو یاد کرتے ہیں۔ مجید نظامی کو اس وقت سے جانتا ہوں جب پانچویں کلاس میں پڑھتا تھا ہمارے گھر "نوائے وقت" آتا تھا۔ جناب مجید نظامی بہت دوراندیش تھے۔ نائن الیون کے بعد جنرل مشرف نے اخباری مالکان کو بلایا اور کہا امریکہ کا ساتھ دینا پڑے گا تو مجید نظامی نے کہا کہ ہرگز ایسا نہ کریں"۔ ظفر بختاوری نے اپنے خطاب میں کہا کہ "مجید نظامی کا قد سب سے اونچا نظر آتا ہے۔ وہ عظیم شخصیت تھے جنہوں نے ایک بامقصد زندگی بسر کی۔ ایسے لوگ ہمیشہ تاریخ میں امر ہوتے ہیں۔ بھارت کے ایٹمی دھماکوں کے جواب میں جب پاکستان میں ایٹمی دھماکے کرنے کے حوالے سے عوامی مطالبہ سامنے آیا تو اس وقت کے وزیراعظم میاں نواز شریف نے جناب مجید نظامی کو مشاورت کیلئے بلایا تو انہوں نے وہ جملہ کہا جو تاریخ کا حصہ بن گیا ہے۔ انہوں نے کہا تھا "میاں صاحب آپ نے دھماکہ نہ کیا تو قوم آپ کا دھماکہ کردے گی"۔ ریذیڈنٹ ایڈیٹر نوائے وقت اسلام آباد جاوید صدیقی نے کہا کہ "مجید نظامی کے چلے جانے سے نقصان کا احساس ہوتا ہے۔ وہ اچھے صحافی اور مدیر تھے۔ انہوں نے جو معیار قائم کیا تھا اور جو پالیسی رکھی تھی ایڈیٹر نوائے وقت رمیزہ مجید نظامی نے جاری رکھی ہے اور ہم اس پر گامزن رہیں گے"۔ سیکرٹری جنرل اخبار فروش یونین نزاکت خان نے کہا کہ وہ دو شخصیات سے متاثر ہوئے ان میں ایک شخصیت راجہ ظفر الحق جبکہ

اسلام آباد میں مجید نظامی مرحوم کی تیسری برسی کی تقریب میں راجہ ظفرالحق اور دیگر شرکاء

صحافت میں مجید نظامی ہیں۔ معاشرے میں بہت کم لوگ ہیں جو اندر اور باہر سے ایک جیسے ہوں۔ مجید نظامی اپنی خوشی اور برہمی دونوں کا اظہار برملا کیا کرتے تھے۔ وہ پاکستان کے پاسبان اور اسلام کے علمبردار تھے"۔ چوہدری یاسین نے کہا کہ "مجید نظامی پاکستان کو مقدم رکھتے تھے اور انہوں نے جمہوریت کے استحکام کیلئے کام کیا۔ محمد نواز رضا نے کہا: "مجید نظامی مرحوم سے بہت کچھ سیکھا ہے' ان کے ادوار میں کبھی خوف محسوس نہیں کیا۔ کسی کشمیری کو کانٹا بھی چبھ جائے تو تڑپ اٹھتے تھے"۔ عبدالودود قریشی نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا: "مجید نظامی عظیم انسان تھے۔ جب بھی کسی مسئلے کا شکار ہوا تو مجید نظامی نے احوال دریافت کیا۔ ان کی صحافت مشن تھی"۔ خوشنود علی خان نے کہا کہ انہیں ایسے لگتا رہتا ہے جیسے ابھی مجید نظامی دروازے سے داخل ہوں گے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو آج ملک جس عدم استحکام کا شکار ہے نہ ہوتا۔ ملک میں بحران بھی موجود نہ ہوتا۔ اس ملک کا کوئی والی وارث تھا تو وہ مجید نظامی تھے"۔ اشفاق گوندل نے کہا: "مجید نظامی ایک فکر اور نظریے کا نام ہے۔ وہ جس چیز پر قائل ہوجاتے تھے اس کو تبدیل نہیں کرتے تھے۔ نوائے وقت "سمبل آف پاکستان" ہے"۔ حنیف خالد نے کہا کہ مجید نظامی فراخ دل انسان تھے۔ سابق پی آئی او اشفاق گوندل نے کہا کہ ان کی تعیناتی نئی دہلی میں ہوئی اور وہ نظامی صاحب سے ملاقات کیلئے گئے تو انہوں نے فرمایا: "وہاں پاکستانی ہونا نہ بھولنا اور پاکستانی بن کر رہنا"۔ میں کیسے بھول سکتا تھا۔ عبدالودود قریشی نے کہا کہ جنرل جیلانی کے دور میں ایک سوال کرنے پر ان پر مقدمہ کردیا گیا۔ مجید نظامی نے ان کو فون کرکے حوصلہ دیا۔

تقریب کے اختتام پر معمار نوائے وقت مجید نظامی مرحوم کی بلندی درجات کیلئے خصوصی دعا کی گئی۔

ان کی ذات پاکستان کا سب سے معتبر اور معزز حوالہ تھی اور ان کی سوچ و فکر کو نوجوان نسل تک پہنچانا ایک مقدس فریضہ ہے

مجید نظامی کی ساری زندگی نظریہ پاکستان کے تحفظ اور رواداری کے کلچر کو فروغ دینے میں بسر ہوئی

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

تقریبات

کراچی

تصاویر: غزالہ فصیح

جاپان کے قونصل جنرل کی جانب سے قونصلیٹ کے سابق سینئر رکن مسٹر شیگیا کی اتاکا کے اعزاز میں منعقدہ تقریب میں قونصل جنرل مسٹر ازومورا اور ایم این اے شازیہ مری کا اتاکا اور فیملی کے ہمراہ گروپ فوٹو

ویلکن فٹ بال کلب کی تقریب کے مہمان خصوصی محمد امری اکتونا (ترکش تعاون ایجنسی) کے ہمراہ سعدیہ شیخ کوچ رشمارا آپیہ تبسم اور دیگر کھلاڑیوں کا گروپ فوٹو

اوشن آرٹ گیلری میں آرٹسٹ فرشتہ الجیشر کے ایکسٹینشل آرٹ ورک کی نمائش میں عوام گہری دلچسپی لے رہے ہیں

میئر کراچی وسیم اختر کا سرکیپ کی افتتاحی تقریب کے موقع پر کھلاڑیوں کیساتھ گروپ فوٹو

مون لائٹ فاؤنڈیشن اسکول میں اسپیشل بچوں کے سرکیپ کے موقع پر چیئرمین ایم کلیم مدنی، پرنسپل نرگس کلیم اور دیگر اسٹاف کے ہمراہ گروپ فوٹو

کورنگی ٹاؤن میں شہید پولیس اہلکاروں کے ورثاء سے پی ٹی آئی کے رہنما علیم عادل شیخ تعزیت کر رہے ہیں

برکاتی فاؤنڈیشن کے چیئرمین حاجی محمد رفیق پردیسی کی جانب سے مدینہ منورہ سے تشریف لائے ہوئے خطیب الشیخ سید الحبیب علامہ بن محمد السید الحبیب عدنان کے اعزاز میں استقبالیہ کے موقع پر گروپ فوٹو

حاجی جاوید اختر کربلائی کی رہائش گاہ پر منعقدہ مجلس سے علامہ سید فرقان حیدر عابدی خطاب کر رہے ہیں، نوحہ خواں ناصر حسین زیدی، جاوید مرزا، سید پپلی شاہ اور دیگر منقبت و سلام پیش کر رہے ہیں

آئینہ ایران

تصاویر: اقبال ایران

کوری: جونیئر چیمبر انٹرنیشنل المنائی کلب کے عشائیہ میں اسلم زبان اور دیگر کا گروپ فوٹو

کوری: جونیئر چیمبر انٹرنیشنل المنائی کلب کے عید ملن عشائیہ میں اسلم زبان و دیگر کا گروپ فوٹو

تقریبات

اسلام آباد

تصاویر: سہیل ملک

راولپنڈی: چیئرمین پرنسپل کلیسیا راولپنڈی پاسٹر ڈاکٹر پرویز سہیل بائبل مقدس اور چرچ مینجمنٹ کورس مکمل کرنے والے طلباء و طالبات میں اسناد تقسیم کر رہے ہیں

چودھری واجد ایوب رہنما پاکستان مسلم لیگ (ن) این اے 48 ترنول فتح جنگ روڈ پر کشمیر ہسپتال کا افتتاح کر رہے ہیں

سابق چیئرمین سکن ایکسچینج کے تحت منعقدہ سیمینار کے موقع پر اسلام آباد چیمبر آف کامرس کے صدر خالد ملک آنہ کو شیلڈ پیش کر رہے ہیں

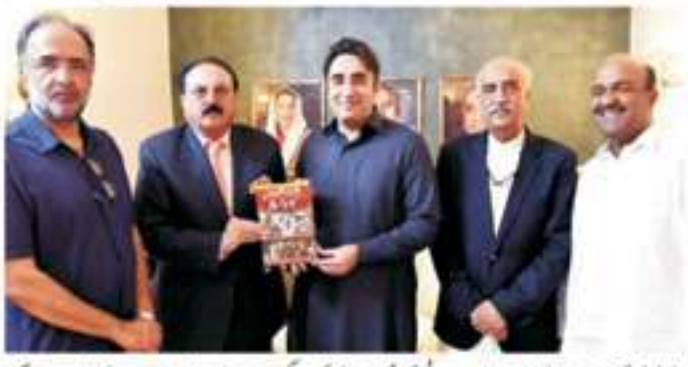

پی پی پی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری سے پارٹی کے سینئر رہنما سنیٹر ملک حاکمین خان نے زرداری ہاؤس اسلام آباد میں ملاقات کر کے اپنی تصنیف "غاداری سیاست کے شب و روز" پیش کی، خورشید شاہ، قمر الزمان اور ندیم افضل چن بھی موجود ہیں

خالد اقبال ملک صدر اسلام آباد چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری ڈنمارک میں پاکستان کے نامزد سفیر سید ذوالفقار گردیزی کو دورہ چیمبر آمد کے موقع پر شیلڈ پیش کر رہے ہیں

میئر اسلام آباد چیئرمین سی ڈی اے شیخ انصر عزیز آرٹ اینڈ کرافٹ ہاٹ میں ہفت روزہ کرافٹ بازار کا افتتاح کر رہے ہیں

راولپنڈی: لیاقت باغ سکواش کمپلیکس میں ایم پی اے تحسین فواد، بیش سپورٹس آفیسر ملک شاہد، ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر وحید بر سکواش ٹورنامنٹ جیتنے والے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کر رہے ہیں

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

نور اسم الحسنیٰ

اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں پس تم ان ناموں سے اُسے پکارو

یَا سَلامُ جل جلالہٗ

ذاکر حادثات اور آفات سے محفوظ رہتا ہے

ڈاکٹر افتخار وارث

اسم پاک یَا سَلامُ الف کے ساتھ اور الف کے بغیر بھی لکھا جاتا ہے۔ اسکے اعداد 131 ہیں اور اسکے موکل کا نام روعائیل ہے۔ اسکے تحت چھ موکل ہیں۔ موکلین سے مراد اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے برگزیدہ فرشتے ہوتے ہیں۔ یہ حضرت جبرئیل امین کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ جب انسان اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے صفاتی ناموں میں سے کسی کا ورد کرتا ہے تو اس ورد کی بدولت ان مخصوص فرشتوں کو غذا پہنچتی ہے اور وہ پڑھنے والے کے شکر گزار ہو کر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ سے اس شخص کی حاجت روائی کا اذن لیتے ہیں اور اس وقت تک اپنا سر سجدے سے نہیں اُٹھاتے جب تک اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ان کو اس عامل کی حاجت روائی کا اذن نہیں دے دیتے۔

☆قوت حافظہ تیز کرنا

...جو شخص چاہے کہ اُسے علم عطا ہو، اُسکے ذہن میں تیزی اور قوت حافظہ میں بہتری آ جائے تو اسکو چاہیے کہ بعد نماز فجر اول و آخر 7 مرتبہ درود پاک کے ساتھ 1000 مرتبہ یَا سَلامُ پڑھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ چند ہی دنوں میں اسکی قوت حافظہ بہتر ہو جائے گی اور علم کی طرف توجہ بڑھ جائے گی۔ یہ عمل 21 سے 40 دن جاری رکھا جائے۔

☆لاعلاج بیماریوں کیلئے

...کوئی شخص اگر لاعلاج بیماری میں مبتلا ہو تو مرض شدید میں مریض کے سرہانے بیٹھ کر اس طرح تسبیح پڑھیں کہ تسبیح مریض کے سر سے مس ہوتی رہے۔ جب تسبیح پڑھ لے تو مریض کے تکیے کے نیچے رکھ دیں۔ یہ عمل روزانہ وقت مقررہ پر کرنا پڑے گا۔ 3 تا 11 دنوں میں مکمل شفا ہوگی اور افاقہ پہلے دن سے ہی شروع ہو جائے گا۔ اس عمل میں عامل کو یا اللہ یا سلام پڑھنا پڑے گا اور اس کی تعداد 167 ہوگی۔ اول و آخر 11 مرتبہ درود شریف پڑھنا ضروری ہے۔ اس عمل کو راقم نے بارہا آزمایا ہے اور کبھی بھی اس عمل سے مایوسی نہیں ہوئی۔

☆برائے قضائے حاجات

...جس شخص کی کوئی حاجت ہو تو اُسے چاہیے کہ گوشہ خلوت میں بیٹھ کر نصف شب دو رکعت نماز ادا کرے اور حضور قلب کے ساتھ سلام قولاً من رب رحیم 313 مرتبہ اول و آخر سات مرتبہ درود پاک پڑھے تو جو بھی حاجت ہوگی، وہ ان شاء اللہ العزیز سات دنوں میں پوری ہو جائے گی۔ یَا سَلامُ وہ بابرکت اسم الٰہی ہے کہ جس کے پڑھنے سے انسان پر منڈلاتے ہوئے خطرات کے بادل ہمیشہ کیلئے چھٹ جاتے ہیں اور اس کو پڑھنے والا ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ حفاظت اور امن کا اسم ہے۔

☆بری عادات سے محفوظ رہنا

...اگر کوئی شخص فسق و فجور، بد اخلاق اور بری عادات میں مبتلا ہو تو اسم پاک یَا سَلامُ کو 313 مرتبہ پڑھ کر اس شخص کو پانی پر دم کر کے 7 دن تک پلایا جائے۔ یقینی طور پر اس کی بری عادات چھوٹ جائیں گی۔

☆علم حاصل کرنے کیلئے

...اگر کوئی شخص علم حاصل کرنے کا شوق رکھتا ہو مگر اسکی کند ذہنی اور حافظہ میں کمی اُسکے شوق میں حائل ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ اسم مبارک یَا سَلامُ کو 313 مرتبہ بعد نماز فجر اول و آخر گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھے تو ان شاء اللہ العزیز اس کا حافظہ تیز ہوگا۔ علم کیلئے اُسکے اندر قوت جاذبہ پیدا ہوگی اور وہ بکثرت علم حاصل کرے گا۔ یہ عمل شروع کرنے سے پہلے چاہیے کہ کوئی میٹھی چیز اپنے پاس رکھیں، جب عمل ختم ہو تو اس میٹھی چیز پر پھونک مار کر اسے کھا لیں۔ اس عمل کی میعاد 41 دن ہے۔

☆برائے قضائے حاجات

...کوئی شخص اگر انتہائی تکلیف میں ہو، حاجت جائز ہو اور دنیاوی رکاوٹیں اُسکے آڑے آ رہی ہوں اور حاجت پوری ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو چاہیے کہ بعد از نماز فجر اسم مبارک یَا سَلامُ کو گیارہ سو مرتبہ پڑھے۔ اول و آخر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل شانہٗ کے فضل و کرم سے ابھی گیارہ دن بھی نہ گزریں گے کہ اسکی حاجت پوری ہونے کے آثار پیدا ہو جائیں گے اور گیارہ دن کے بعد اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔

☆نفسیاتی بیماریوں اور وسواس کا علاج

...اسم مبارک یَا سَلامُ کو کسی پاک برتن میں زعفران سے لکھ کر (برتن چینی کا یا مٹی کا ہو سکتا ہے یا دھات بھی استعمال کی جا سکتی ہے) چالیس دن مریض کو پلایا جائے تو اس کی تمام نفسیاتی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اسے وسواس سے محفوظ رکھے گا۔

☆یَا سَلامُ کا نقش

...اس نقش کی اجازت راقم کو اسکی والدہ ماجدہ اور ان کو ان کے والد محترم پیر فضل شاہ قادری قلندری نے عطا کی تھی۔ یہ نقش اتنا سریع التاثیر ہے کہ آج تک جتنے لوگوں نے بھی اسے استعمال کیا، ان کے دل کی مرادیں پوری ہوئیں۔ اسم پاک یَا سَلامُ کا نقش پاس رکھنے سے دینی اور دنیاوی مقاصد حاصل ہوتے ہیں، مشکلات ختم ہو جاتی ہیں، مہمات سر ہوتی ہیں اور انسان تمام حادثات اور آفات سے محفوظ رہتا ہے۔ کوئی چاہے کہ وہ بھی اس نقش کو دوسروں کیلئے لکھے تو اسے پہلی شرط نماز اور روزہ کا پابند ہونا اور نقش لکھنے کا کوئی معاوضہ نہ لینا ہے۔ یعنی اس نقش کو کوئی کمائی کا ذریعہ نہ بنائے بلکہ فی سبیل اللہ دیا جائے گا تو اس کی تاثیر ہوگی۔ اس نقش کو زعفران اور عرق گلاب سے لکھا جائے اور 40 عدد نقش نماز عشاء میں وتروں سے پہلے لکھے جائیں۔ وتر ادا کرنے کے بعد نقوش کو آٹے کی چالیس گولیاں بنا کر رکھ لیا جائے۔ نماز فجر کے بعد ان گولیوں کو دریا میں بہا دیا جائے اس طرح یہ عمل چالیس دن ضروری ہے۔ اکتالیسویں دن اس اسم مبارک کو 131 مرتبہ بعد اول و آخر پانچ مرتبہ درود پاک پڑھ کر کسی میٹھی چیز پر دم کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا جائے۔ اس کے بعد یہ نقش پر تاثیر ہو جائے گا۔ راقم کو اس کی اجازت گھر سے ملی ہے اور یہ اجازت راقم عوام الناس کی نذر کرتا ہے۔

جسمانی بیماریوں کے علاج کیلئے

☆امراض خبیثہ سے بچنے کیلئے

...جو شخص چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اُسے کسی ایسے مرض میں مبتلا نہ کرے جس کی وجہ سے اُسے اپنی شرم گاہ ڈاکٹر یا حکیم کے آگے کرنی پڑے تو وہ اول و آخر 21 مرتبہ درود ابراہیمی کے ساتھ 402 مرتبہ اسم پاک یَا سَلامُ کو 40 دن پڑھے۔ عمل مکمل ہونے پر دو رکعت نماز نفل برائے حاجت ادا کر کے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اُسے تمام امراض خبیثہ سے محفوظ رکھے۔ یہ عمل زندگی میں ایک مرتبہ کرنا کافی ہے۔

☆قبض کا علاج

...قبض کو بڑھاپے کا ام الامراض قرار دیا ہے اگر کسی شخص کو یہ مرض لاحق ہو تو وہ اسم پاک یَا سَلامُ اول و آخر 11 مرتبہ درود پاک کے ساتھ ایک تسبیح پڑھ کر رات سونے سے پہلے پانی پر دم کرے اور وہ پانی پی لے۔ یہ عمل 7 دن کرنے سے قبض کا معاملہ ہمیشہ کیلئے ٹھیک ہو جائے گا۔

☆سینے کے امراض کیلئے

...یہ عمل مخصوص امراض میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اگر کسی شخص کو دمہ ہو اور وہ علاج معالجہ کر کے تھک گیا ہو اور اس کا مرض ٹھیک نہ ہو رہا ہو تو وہ اسم پاک یَا سَلامُ سے پہلے یا اللہ ملا کر 313 مرتبہ پڑھے۔ اول و آخر 7 مرتبہ درود پاک۔ پانی پر دم کرے اور اس کو پی لے۔ اس عمل کی میعاد 41 دن ہے۔ پہلے دن سے ہی مریض کے مرض میں افاقہ ہونا شروع ہو جاتا ہے اور 40 دن کے بعد وہ مکمل صحتیاب ہو جاتا ہے۔ مریض مکمل طور پر صحتیاب ہو جائے تو وہ عمل شکرانے کے ادا کرے اور غریبوں، یتیموں میں کھانا تقسیم کرے۔

☆بخار کیلئے

...کسی کو بہت تیز بخار ہو اور اس کا بخار نہ ٹوٹ رہا ہو کوئی دوا کارگر نہ ہو رہی ہو تو اُسے چاہیے کہ اسم پاک یَا سَلامُ کو اول و آخر 11 مرتبہ درود پاک کے ساتھ 313 مرتبہ پڑھے اور پانی پر دم کر کے پی لے۔ صبح، دوپہر اور رات یہ عمل کر کے پانی پینے سے بخار ٹوٹ جاتا ہے۔

☆پتہ میں پتھری کا علاج

...پتے میں پتھری ہو جائے تو معالج حضرات آپریشن کا مشورہ دیتے ہیں۔ اگر کوئی آپریشن سے بچنا چاہتا ہو تو اسم پاک یَا سَلامُ کی مدد سے بچ سکتا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ اسم پاک یَا سَلامُ کو اول و آخر 7 مرتبہ درود پاک کے ساتھ 313 مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرے اور تھوڑا سا نمک پانی میں ملا کر روزانہ پی لے۔ 41 دن کے بعد جا کر ٹیسٹ کروائے تو پتہ میں پتھری نہ ہوگی۔

☆پیشاب بند ہونے سے نجات کا عمل

...جس شخص کا پیشاب بند ہو گیا ہو اور وہ بے حد تکلیف میں ہو وہ اسم عزیز یَا سَلامُ کو اول و آخر 11 مرتبہ درود پاک کے ساتھ 470 مرتبہ 7 دن پانی پر پڑھ کر دم کرے اور مریض کو پلائے۔ پیشاب کھل جائے گا اور دوبارہ کبھی رکاوٹ پیدا نہ ہوگی۔

رنگ و نور سے علاج

مقناطیسی لہریں، ڈیپریشن اور مراقبہ ٹیکنالوجی

ڈاکٹر ثمینہ عامر عظیمی

بچوں پر لگے موبائل فونز کے اثرات اب عام بات ہے۔ ابھی تک تو عام لوگ ٹی وی کے مضر اثرات سے ہی پوری طرح واقف نہیں ہوئے تھے کہ اب اس بات پر بھی تحقیقات شروع ہو گئی ہیں کہ موبائل فون کی ریڈیشن دماغ کیلئے خطرناک ہیں۔ روس کے سنٹرل انسٹیٹیوٹ آف بیوبیل سائنسز کے ڈائریکٹر نے بتایا کہ ٹی وی سکرین بشمول موبائل فون سکرین سے نکلنے والی شعاعیں تیرہ سال سے کم عمر بچوں کے دماغ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتی ہیں کیونکہ یہ شعاعیں ان کے دماغ میں سے اور مضر کیمیائی مادے پیدا کرتی ہیں، جن کی وجہ سے ان کا دایاں دماغ بائیں دماغ کے مقابلے میں زیادہ کام کرنے لگتا ہے۔ روحانی نقطہ نظر سے بایاں دماغ لاشعور اور دایاں دماغ شعور ہے۔ یہ بات مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر انسان اپنی زندگی برقرار رکھنے کیلئے لاشعور سے روشنیاں حاصل کرتا ہے۔ لاشعور کا دماغ پر غلبہ کم ہونے سے اُسے مناسب مقدار میں لاشعور سے روشنیاں نہیں ملتیں اور اس میں مادہ پرستی کا رجحان بڑھنے لگتا ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق بچوں میں پایا جانے والا چڑچڑا پن دراصل انہی لہروں کا نتیجہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم برقی مقناطیسی لہروں کے سمندر میں رہتے ہیں۔ اس سمندر کا بیشتر حصہ اب ان ہائی وولٹیج برقی مقناطیسی تاروں کے ذریعے پھیلتا ہے جو ہر گھر کے باہر نصب ہیں۔ ان برقی تاروں سے پیدا ہونے والے برقی مقناطیسی میدان اور شارٹ ویوز کا ہمارے جسم اور ہمارے حساس نظام پر اثر ہوتا ہے لیکن یہ اثر چونکہ شور نہیں مچاتا اسلئے یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ بجلی کوئی نقصان نہیں پہنچا رہی۔ ان تاروں کے علاوہ الیکٹرک ٹرانسفارمر اب بعض گھروں کے عین اوپر نصب ہوتے ہیں۔ ان دونوں طریقوں سے خارج ہونے والی لہریں الیکٹرو میگنیٹک ریڈی ایشن کہلاتی ہیں۔ ایک تحقیق کے دوران 200 چوہوں پر یہ لہریں روزانہ آدھے گھنٹے تک ڈالی گئیں اور پھر ان کے بلڈ ٹیسٹ کئے گئے تو بعض چوہوں میں کینسر کی تشخیص ہوئی، بعض مزید اولاد پیدا کرنے سے قاصر ہو گئے اور بعض بہت سست ہو گئے۔

اس تحقیق کا مقصد یہی تھا کہ مختلف قسم کی لہروں کا اثر معلوم کیا جائے کہ جسم انسانی میں نت نئی بیماریاں کیوں پیدا ہو رہی ہیں۔ اس تحقیق سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ بچوں کا زیادہ وقت ٹی وی دیکھنے، موبائل فون پر گیم کھیلنے، انٹرنیٹ پر گھنٹوں چیٹ کرنے میں گزرتا ہے جو ان میں بے اولادی، تھکن اور موٹاپے جیسی امراض پیدا کر رہا ہے۔

موجودہ دور کے باشعور افراد جانتے ہیں کہ مادی وجود روحانی وجود کا تابع ہے۔ وہ یہ بات بھی جانتے ہیں کہ لہریں ہمارے دماغ کو متاثر کرتی ہیں۔ وہ اس بات سے بھی واقف کروانا چاہتے ہیں کہ روح انسانی کا ذہن بہت زرخیز ہے۔ اگر ہم اس زندگی میں لہروں کے قانون سے واقفیت حاصل نہ کر سکے تو ہم کبھی بھی باشعور نہ ہو سکیں گے۔ روزانہ کی بنیاد پر تھوڑا وقت نکال کر ذہن کو آزاد کیا جائے کہ وہ اس ماحول سے دور ہٹ کر اپنے اندر کی دنیا میں گم ہو سکے تو باہر کی بیماریوں سے بھی بچوں کیلئے چھٹکارا پایا جا سکتا ہے۔ رنگ دراصل برقی مقناطیسی میدان کا ہی ایک حصہ ہیں۔ قانون قدرت کے تحت ہر چیز کے دو رخ ہیں۔ گویا برقی مقناطیسی لہروں کے منفی اثرات ہیں تو یقیناً مثبت بھی ہوں گے۔

سائنس اب تک اسکے دونوں رخ پر توجہ کئے ہوئے ہے لیکن تاحال ہم رنگوں کی افادیت کے اتنے قائل نہیں ہو پائے جتنا ان لہروں کے منفی اثرات کے ہوتے ہیں۔ رنگوں کی مدد سے ان لہروں کے جال کو توڑنا آسان ہے۔ اگر ہم ان کی طاقت سے مختلف ویو لینتھ کی برقی مقناطیسی لہروں (رنگ) پر یکسو ہو کر آنکھیں بند کر کے توجہ مرکوز رکھیں تو اپنے اندر کی رنگین دنیا سے واقف ہو سکتے ہیں۔

انسانی دماغ دراصل برقی مقناطیسی لہروں کا ٹرانسمیٹر ہے۔ کچھ عرصہ پہلے تک خیال کیا جاتا تھا کہ جسم کے دوسرے اعضا مثلاً دل، جگر، معدہ اور پھیپھڑوں کی طرح دماغ بھی خون وغیرہ سے متحرک ہوتا ہے۔ یعنی دماغ بھی مادی ذریعہ سے توانائی حاصل کرتا ہے مگر جدید ریسرچ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ بات حتمی نہیں ہے۔ دماغ اپنی توانائی غیر مادی ذرائع سے بھی حاصل کرتا ہے جسے دماغی لہریں کہا جاتا ہے۔ اب تک دماغ پر علم حیاتیات کے پلیٹ فارم سے زیادہ کام ہوا ہے۔ نیورو بائیولوجسٹ مل ڈی کو کہتے ہیں یہ ایک تکلیف دہ صورتحال ہے جسکے بارے میں مزید معلومات اکٹھی کرنا ہوں گی۔ امریکہ میں نیورو سائنس کھوج لگا رہی ہے کہ دماغ میں علم کہاں سے آتا ہے۔ دماغ مادی عضو ہے چنانچہ یادداشت بھی اس میں مادی صورت میں محفوظ ہونی چاہئے تھی مگر حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوتا۔ بنیادی طور پر یہی وہ تجسس ہے جسکی بنیاد پر دماغ کی غیر مادی حیثیت پر ریسرچ کا آغاز ہوا۔

سائنس کی رو سے دماغ کی سطح یا سر کی بیرونی سطح سے برقی لہروں کی ریکارڈنگ دماغ میں جاری برقی سرگرمیوں کو ظاہر کرتی ہے۔ ان سرگرمیوں میں شدت یا کمی کا انحصار بڑی حد تک دماغ میں ہونے والی تحریک سے ہوتا ہے۔ الیکٹرک پوٹینشل میں تبدیلیوں کو دماغی لہریں کہا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر ان کی چار اقسام الفا، بیٹا، تھیٹا اور ڈیلٹا لہریں ہیں۔ ان لہروں کی ترتیب ہمارے جاگنے سے لے کر سونے اور گہرے ارتکاز تک ہے۔ ان میں ڈیلٹا لہریں سائنسدانوں کی توجہ کا زیادہ مرکز ہیں کیونکہ وہ ان لہروں کو پراسرار مانتے ہیں۔ ان لہروں سے جو ذہنی کیفیت ملتی ہے وہ روحانی علوم کے ماہرین میں بھی ملتی ہے۔ جس سے اندازہ ہوا کہ ڈیلٹا لہروں کا تعلق ماورائی مشاہدات و کیفیات سے ہے۔

دماغی لہروں میں بیٹا کے علاوہ باقی تینوں اقسام کی لہریں استغراقی یا گہری نیند میں دماغ میں دور کرتی ہیں۔ شعوری سرگرمیوں میں زیادہ سے زیادہ ذہنی توجہ بیٹا لہروں کا حجم بڑھا دیتی ہیں جس سے ذہنی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اگر کسی طرح ان چاروں لہروں کے فطری بہاؤ کا انتظام کر لیا جائے تو ذہن پرسکون رہتا ہے۔ دماغی توانائی کا اضافی اور غیر ضروری استعمال رک جاتا ہے۔ نتیجتاً قوت مدافعت، یادداشت اور دیگر جسمانی نظام ٹوٹ پھوٹ سے بچے رہتے ہیں۔ اس فطری بہاؤ کا بہترین ذریعہ مراقبہ ہے۔

مختلف سائنسدانوں نے مراقبہ کے دوران رونما ہونے والی جسمانی تبدیلیوں کو ریکارڈ کیا ہے اور مراقبہ کرنے والوں کا موازنہ مختلف صورتوں سے عام لوگوں سے کیا ہے۔ ان تجربات میں آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کا عمل دخل، سانس اور دل کی دھڑکن کی رفتار، ای سی جی اور ای ای جی وغیرہ شامل ہیں۔ مراقبہ دراصل ارتکاز خیال کی مشق ہے۔ اس مشق کے دوران بیٹا لہریں رفتہ رفتہ ڈیلٹا لہروں میں بدلنے لگتی ہیں۔ یہ ڈیلٹا لہریں گہری ترین نیند میں دماغ پر غالب ہوتی ہیں۔ یہ حالت لاشعور کی عمیق ترین حالت ہوتی ہے۔ نیند کی اس حالت میں اینابولزم کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ نئے خلیات اور نشوونما ہوتے ہیں، جسم مزید کام کیلئے توانائی حاصل کرتا ہے۔

مراقبہ کے جسمانی افعال پر مرتب ہونے والے اثرات پر ایک تحقیقی ادارے نے رپورٹ شائع کی جس کی رو سے یہ معلوم کیا گیا کہ مراقبہ کے دوران تنفس کی شرح بڑی حد تک کم ہو جاتی ہے اور سانس دھیما ہو جاتا ہے۔ جلدی مزاحمت عام آدمیوں کی نسبت زیادہ ہو جاتی ہے۔ ایسے افراد جلدی بیماریوں سے زیادہ محفوظ رہ سکتے ہیں۔ خون میں (لیکٹیٹ) کی شرح انسان کی ذہنی کیفیت کی غماز ہوتی ہے۔ نیند اور سکون کی حالت میں لیکٹیٹ کی سطح گر جاتی ہے جبکہ ٹینشن اور تناؤ کی حالت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر ہربرٹ لکھتے ہیں: "مراقبہ میں انسان اپنی توجہ ایک نقطہ پر مرکوز کر لیتا ہے۔ اس ارتکاز توجہ کے نتیجے میں ذہنی بیماریوں پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ ارتکاز توجہ سے دل کی حرکت، سانس کی رفتار اور دماغی خلیے پُرسکون ہو جاتے ہیں اور دماغی پریشانی پیدا کرنے والے ہارمونز غائب ہو جاتے ہیں"۔

جدید تحقیق میں اس بات پر زور دیا جا رہا ہے کہ ڈپریشن، انگزائٹی، ڈر، خوف، فوبیا حتیٰ کہ شیزوفرینیا جیسی ذہنی بیماریوں میں بھی کسی طرح مریضوں کو دوا کے بغیر صرف ذہنی یکسوئی سے علاج مہیا کیا جائے۔ اسکے لئے مراقبہ ٹیکنالوجی کو مغرب میں ایک نہایت اہم پیش رفت قرار دیا جا رہا ہے۔

ہمارے جسم کے اعصابی نظام میں دو طرح کے اعصاب بہت اہم ہیں۔ ان میں ایک سمپیتھیٹک اور دوسرا پیرا سمپیتھیٹک سسٹم ہے۔ اول الذکر دل کی دھڑکن، خون کی رفتار میں زیادتی اور آنکھوں کی پتلیوں کے پھیلنے کو کنٹرول کرتا ہے جبکہ دوسرے سسٹم میں دھڑکن کا آہستہ ہونا، خون کی رفتار میں کمی، پتلیوں کا سکڑنا وغیرہ شامل ہیں۔ ڈپریشن کے دوران اگر ہم اپنی سانس کی رفتار اور دل کی دھڑکنوں کو نارمل رکھنے کی کوشش کریں تو عام طور پر مشکل ہوتی ہے جبکہ یہ کام مراقبہ کے ذریعے نہایت آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے نیلے رنگ کی روشنی کا مراقبہ انتہائی فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔ کسی ماہر استاد کی نگرانی میں مسلسل مراقبہ کیا جائے تو بیش بہا جسمانی و روحانی فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ ان میں قوت حیات اور بصارت میں اضافہ، خون کی چکنائی میں کمی، خون کے سرخ خلیات میں اضافہ، گہری اور پُرسکون نیند، قوت فیصلہ کا بڑھنا ہے۔ ڈر، خوف اور عدم تحفظ سے نجات ملتی ہے۔ مراقبہ میں کامیابی کے بعد انسان جادو ٹونے، بھوت پریت، آسیب اور منفی خیالات سے آزاد ہو جاتا ہے۔

کوپن

رنگ و نور سے علاج کرانے کے لئے اپنے مسئلے کی تفصیل کے ہمراہ درج ذیل کوپن ارسال کریں۔

نام: ________

گھریلو حالات: ________

تعلیم: ________

کاروبار: ________

مسئلے کی تفصیل: ________

"رنگ و نور سے علاج"
ہفت روزہ فیملی میگزین
23 شارع فاطمہ جناح لاہور
family@nawaiwaqt.com.pk

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

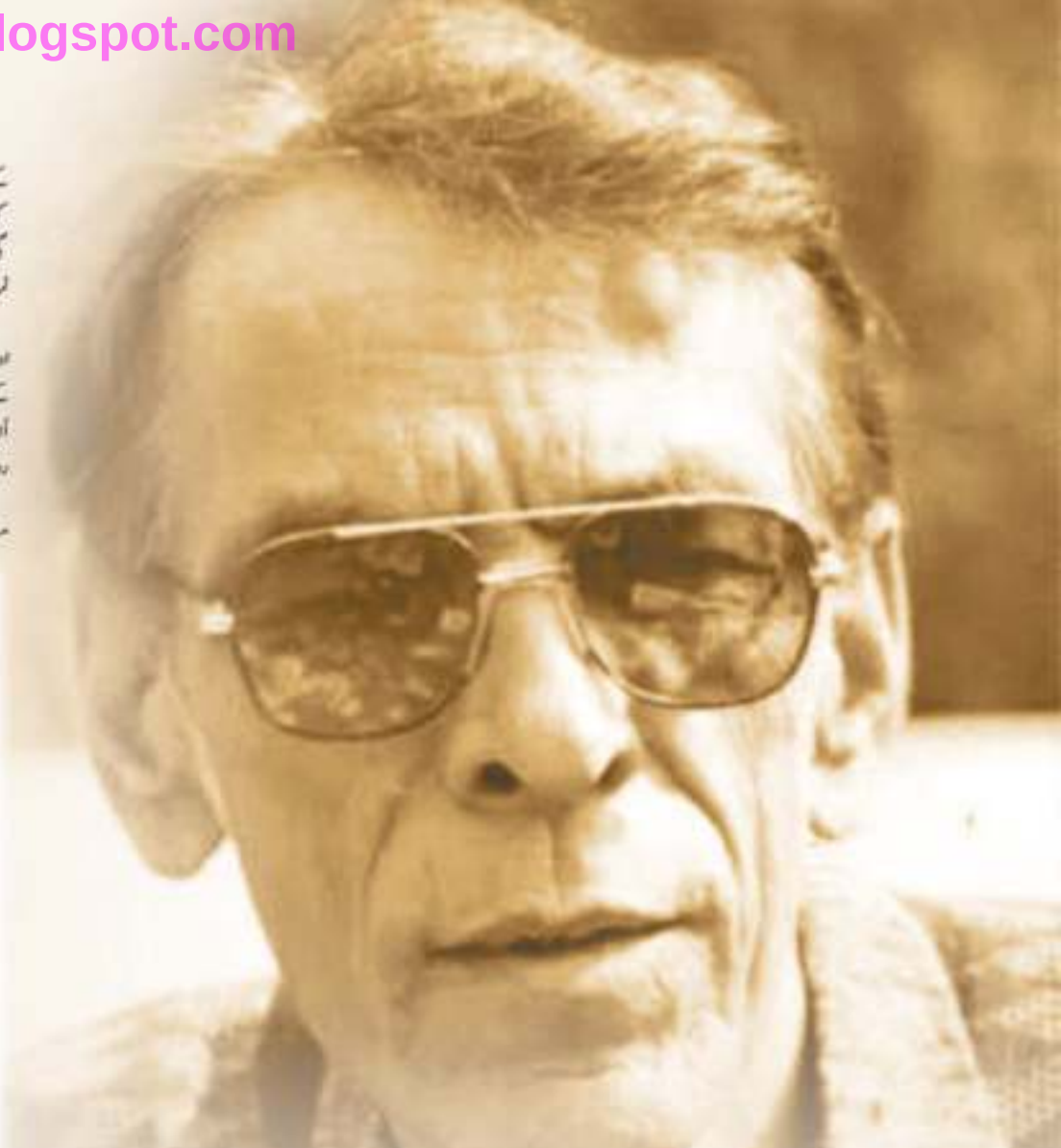

فارسی فکشن کو اُردو میں ترجمہ کرنیوالا معتبر حوالہ

شہرہ آفاق کہانی کار اور مترجم نیّر مسعود کی رحلت

■ غلام زہرا

ghulamzahira@yahoo.com

"طاؤس چمن کی مینا" گزشتہ دہائی میں سب سے زیادہ پڑھے جانے والا افسانہ رہا

اردو ادبی حلقوں میں یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ معروف فکشن نگار، ادیب اور ناقد نیّر مسعود کا لکھنؤ میں طویل علالت کے بعد 24 جولائی کو انتقال ہوگیا۔ اردو زبان و ادب کے ایوان سے رخصت ہونے والے جنڈ روزگار ادیبوں کی رحلت کے اس سلسلے میں ایک اور مضبوط کڑی کا اضافہ نہایت افسوسناک ہے۔

گزشتہ دہائی میں سب سے زیادہ مطالعہ کیے جانے والے ناولٹ "طاؤس چمن کی مینا" کے تخلیق کار نیّر مسعود معروف ناقد سید مسعود حسن رضوی ادیب کے فرزند تھے۔ اُن کی پیدائش 1936ء میں لکھنؤ میں ہوئی۔ انھوں نے ایم۔ اے فارسی میں کیا اور فارسی کے معروف شاعر ملا محمد صوفی مازندرانی پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی۔ انھوں نے اردو میں الہ آباد یونیورسٹی سے رجب علی بیگ سرور پر بھی پی ایچ ڈی کے ڈگری حاصل کی۔ نیّر مسعود ماہر دبستان بھی تھے۔ لکھنؤ یونیورسٹی کے شعبۂ فارسی میں بطور پروفیسر درس و تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ وہ ادارہ اردو چینل کے تدریسی مربی بھی تھے۔

پروفیسر نیّر مسعود نے اپنے والد پروفیسر مسعود الحسن رضوی ادیب کی ادبی میراث کو نہ صرف سنبھالا بلکہ اُسے آگے بھی بڑھایا۔

اپنی 81 سالہ زندگی میں نیّر مسعود نے جو ادبی خدمات انجام دیں، وہ ادبی تاریخ کا اِنتہائی باب ہے۔ نیّر مسعود نہ صرف برصغیر میں فارسی کے چند اہم دانشوروں میں سے ایک تھے بلکہ وہ خود بھی اس دور میں اردو کے جدید تر افسانہ نگار ہیں۔ انھوں نے مختلف موضوعات پر تیس سے زیادہ کتابیں لکھیں۔ پانچ افسانوی مجموعے تخلیق کیے، تین سو سے زیادہ تحقیقی مضامین قلمبند کیے اور سو سے زیادہ ایسے اہم مضامین ترجمہ کیے جو دیگر زبانوں کے ادب میں بھی شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ فارسی فکشن کو اردو میں ترجمہ کرنے والوں میں سب سے اونچا نام نیّر مسعود کا ہے۔

اُن کی اہم کتابوں میں رجب علی بیگ سرور، حیات اور کارنامے، لکھنؤ کا عروج و زوال، مرثیہ خوانی کا فن، سوتا جاگتا اور میر انیس ہیں۔ دبستان لکھنؤ کے اس اہم قلم کار نے انیس سوانح کے حوالے سے جو اہم خدمات انجام دیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ نیّر مسعود کے افسانوی مجموعوں میں عطر کافور، سیہ پا، طاؤس چمن کی مینا، اور گنجفہ اہم ہیں۔ انھوں نے کافکا کے افسانوں کا ترجمہ بھی کیا۔ اردو تہذیب کے اس روشن چراغ نے غالب کے منتخب اشعار کی شرح بھی لکھی تھی۔

اُن کی خدمات کے اعتراف میں انھیں کئی انعامات و اعزازات سے نوازا گیا جن میں پدم شری انعام برائے تعلیم و ادب (1979)، ساہتیہ اکادمی انعام برائے اردو (2001) اور سرسوتی سمّان (2007) اہم انعامات ہیں۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی کی ڈائریکٹر پروفیسر ارتضیٰ کریم نے اس خبر کو نہایت جاں گسل قرار دیتے ہوئے نیّر مسعود کو اردو فکشن کے ایوان کی ایک روشن قندیل قرار دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ نیّر مسعود کی کمی بہت دنوں تک محسوس کی جائے گی اور اُن کی تحریروں کے چراغ ہی اب ہماری رہ نمائی کریں گے۔

معروف افسانہ نگار اسرار گاندھی اور ترقی پسند ادیب پروفیسر علی احمد فاروقی نے نیّر مسعود کو اردو کے افسانوی ادب کا ایک عظیم مصنف قرار دیا ہے۔ اُن کا کہنا تھا کہ نیّر مسعود نے اردو ادب میں ایک نئی روایت کی بنیاد ڈالی۔

اہل علم و دانش تسلیم کرتے ہیں کہ پروفیسر نیّر مسعود کا انتقال اردو زبان و ادب کا ایسا نقصان ہے، جس کی تلافی ممکن نہیں ہے۔

معروف علمی و ادبی شخصیت احمد سہیل نے نیّر مسعود کی رحلت پر اپنے تعزیتی نوٹ میں لکھا ہے کہ "نیّر مسعود نہ صرف برصغیر میں فارسی کے چند اہم دانشوروں میں سے ایک ہیں۔ وہ خود بھی اس دور میں اردو کے جدید تر افسانہ نگار ہیں۔ ان کے معروف افسانوی مجموعے سیہ پا، عطر کافور، طاؤس چمن مینا اور گنجفہ کے سبب اُن کو بہت شہرت ملی۔ جو طلسمی حقیقت پسندی پر سرار افسانوی جمالیات اور تخلیقیت کا اچھوتا تجربہ ہے۔ ان کی تحریروں کی زبان دل موہ لیتی ہے نیّر مسعود اپنی تقریباً تمام تحریروں میں میں تاریخی حوالے سے اپنی تہذیبی شناخت میں سرگرداں نظر آتے ہیں۔ اور اعلیٰ درجے کے مترجم بھی ہیں۔ نیّر مسعود کے افسانوں میں وجودی طلسماتی حقیقت نگاری اور تہذیبی اثرات بھی محسوس ہوتے ہیں۔ نیّر مسعود کافکا، کامیو، بلجن، ایڈگر ایلن پو، برانی اور دوستوئیفسکی سے متاثر تھے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ نیّر مسعود اردو افسانے میں کئی حیثیت سے ممتاز مرتبے کے حامل ہیں۔ انھوں نے اردو افسانے میں علامتی بیانیے کا ایک نیا در کھولا۔ بیان کے ہنر پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے انھوں نے زبان کے تعامل اور جملوں یا فقروں کی نثری ساخت کو بھی اہمیت دی۔ بیانیہ میں شعری برتاؤ سے شعوری انحراف کرتے ہوئے نیّر مسعود نے افسانوی بیانیہ کو نثری خصوصیات سے متصف کیا۔ اُن کے افسانوں میں خواب، سرّیت، خواہش اور احساس کو واضح ترجیح حاصل ہے۔ جبکہ کئی افسانوں میں جیک، کلوم کی کارفرمائی بھی نظر آتی ہے۔"

> نیّر مسعود اردو فکشن کے ایوان کی ایک روشن قندیل تھے، ڈائریکٹر قومی کونسل برائے فروغ اردو، نئی دہلی، پروفیسر ارتضیٰ کریم

> نیّر مسعود نے اردو ادب میں ایک نئی روایت کی بنیاد ڈالی، معروف افسانہ نگار اسرار گاندھی

> پروفیسر نیّر مسعود نے اپنے والد پروفیسر مسعود الحسن رضوی ادیب کی ادبی میراث کو آگے بڑھایا

> نیّر مسعود اردو کے افسانوی ادب کے ایک عظیم مصنف ہیں، پروفیسر علی احمد فاروقی

> ان کے تراجم دیگر زبانوں کے ادب میں بھی شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں

> کہانی پڑھنے والے اُن کی قدر و قیمت سے بخوبی آگاہ ہیں

"اردو ادب کی چند بہترین کہانیوں میں سے نیّر مسعود کی کہانی "طاؤس چمن کی مینا" بھی ہے۔ کیا فسوں کاری ہے۔ لفظ لفظ داستان جس میں اک عہد کی دھڑکن سنائی دیتی ہے۔"

بقول محققین و ناقدین نیّر مسعود کا افسانہ "طاؤس چمن کی مینا" ایک منفرد اور مقبول افسانہ ہے۔ یہ افسانہ اپنی فنی خوبیوں کے سبب پچھلی ایک دہائی سے اردو میں بہت زیادہ موضوع بحث رہنے والے افسانوں میں سے ایک ہے۔

افسانہ "طاؤس چمن کی مینا" تاریخ و تہذیب کے پس منظر میں اپنے قصے کو پیش کرتا ہے۔ افسانے کا راوی کالے خان جو کہانی کا مرکزی کردار بھی ہے، صیغۂ واحد حاضر میں پوری کہانی بیان کرتا ہے۔ کہانی کچھ اس طرح ہے کہ کالے خان کی بیوی انتقال کے وقت ایک چھوٹی سی بچی چھوڑ جاتی ہے جس کا نام فلک آرا ہے۔ بیوی کی ناگہانی موت سے کالے خان ذہنی طور پر پریشان ہو جاتا ہے۔ اسی پریشانی کے عالم میں اُسے گھومتا دیکھ کر شاہی جانوروں کے داروغہ نجی بخش نے اس پر رحم کھا کر اسے قیصر باغ کے طاؤس چمن میں ملازمت دلا دی۔ ملازمت ملنے کے بعد وہ اپنی بچی کی طرف ملتفت ہوتا ہے۔ بچی کالے خان سے ایک پہاڑی مینا لانے کی ضد کرتی ہے۔ لیکن کالے خان کے معاشی حالات ایسے نہیں ہیں کہ وہ بچی کی اس خواہش کو پوری کر سکے۔ کیونکہ بیوی کی وفات کے بعد سے وہ بے روزگار تھا لہٰذا تنخواہ کا بیشتر حصہ قرض کی ادائیگی کی نذر ہو جاتا تھا۔ اس دوران اُسے اطلاع ملتی ہے کہ سلطان عالم طاؤس چمن کے لیے ایک ایجادی قفس بنوا رہے ہیں جس میں پرندے رکھے جائیں گے۔ ایجادی قفس تیار ہو جاتا ہے۔ اس میں پولیس پہاڑی مینائیں رکھی جاتی ہیں۔ اُدھر کالے خان کی بچی کی ضد روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ قفس میں کل پولیس مینائیں ہیں لیکن ان کا شکار کرنا مشکل ہے کہ پوری پولیس میں یا ان میں سے ایک کم ہے۔ لہٰذا بچی کی معصومانہ خواہش کی خاطر کالے خان ایجادی قفس کی ایک مینا جس کا نام سلطان عالم نے فلک آرا رکھا ہے چُرا لاتا ہے۔ چونکہ یہ مینا کالے خان کی بچی کی ہم نام تھی اس لیے اس مینا سے اسے پہلے ہی سے کچھ انسیت تھی۔ ایک روز سلطان عالم ایجادی قفس کی طرف چلے آتے ہیں اور مینا کو دیکھ کر محسوس کر لیتے ہیں ان میں فلک آرا نہیں دکھائی دے رہی ہے۔ وہ داروغہ نجی بخش سے سوال کرتے ہیں۔ داروغہ انھیں بتاتے ہیں کہ وہ انھیں مینا اس میں کہیں چھپی ہوگی اور سلطان عالم مطمئن ہو کر چلے جاتے ہیں۔

زندگی میں ایسا ہوتا ہے۔ کہ کہانیاں حافظہ کا حصہ بن جاتی ہیں۔ اور کہانی کار سے عشق ہو جاتا ہے۔

نیّر مسعود رضوی محض کہانی کار ہی نہیں، وہ ہمہ جہت شخصیت ہیں اور انھوں نے جو بھی لکھا بھرپور لکھا۔ ان سے عشق کرنے والے اُن کی رحلت سے رنجیدہ ہیں تو دوسری جانب ادبی فضا سوگوار ہے۔ نیّر مسعود کا نام ہمیشہ عزت و احترام سے لیا جائے گا۔

"رہے نام اللہ کا"

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

مادرِ ملت

قائد کی تصویر..... جہدِ مسلسل کی تفسیر

مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح

قائدِ اعظم انہیں اپنا مشیر قرار دیتے تھے

فیملی میگزین رپورٹ

تاریخ شاہد ہے کہ عزت و احترام اسی قوم کے حصے میں آتا ہے جو اپنے مشاہیر اور ہیروز کو مرنے نہیں دیتی اور ان کے افکار کی روشنی میں اپنے مستقبل کا تعین کرتی ہیں اور اپنے حقیقی رہنماؤں کے نظریاتی ورثے کی صرف حفاظت ہی نہیں کرتیں بلکہ ان کی تبلیغ و اشاعت بھی مقدس فریضہ سمجھ کر سرانجام دیتی ہیں۔ یہی نظریاتی وابستگی قوموں کو حرص و طمع اور خود شناسی کے جذبے سے روشناس کرواتی ہے اور ایسی قوم کو آزاد، خود مختار اور غیرت مند قوموں کی صف میں کھڑا ہونے سے روکنے کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ پاکستانی قوم کی خوش قسمتی ہے کہ اس کا ماضی ان برگزیدہ ہستیوں کی روشن خدمات سے جگمگا رہا ہے جو دیگر اقوام کو خال خال ہی میسر آتی ہیں۔ ایسا ہی ایک نام قائدِ اعظم محمد علی جناح کی ہمشیرہ، مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح کا بھی ہے جن کی خدمات کو پاکستانی قوم کبھی فراموش نہیں کر سکے گی۔ 31 جولائی 2017ء کو مادرِ ملت کا 124واں یوم پیدائش منایا گیا جو قوم کی طرف سے اپنی ماں کیلئے ایک جذبہ تحریک کی حیثیت رکھتا ہے۔

31 جولائی 1893ء کو مٹھی بائی اور پونجا جناح کے ہاں ایک بیٹی کی صورت خدا کی رحمت نے جنم لیا۔ والدین نے اپنی پیاری بیٹی کا نام فاطمہ رکھا۔ یہ بچی پالنے سے نکلنے سے قبل ہی محض دو برس کی عمر میں ماں کے شفقت و محبت بھرے سائے سے محروم ہو گئی تو اس کی بڑی بہن اس کی زندگی میں در آنے والے اس خلا کو پُر کیا۔ اس وقت شاید کسی کے سان گمان میں بھی یہ بات نہیں ہو گی کہ ننھی فاطمہ پر ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب تاریخ اس کا تذکرہ مسلمانانِ پاکستان کیلئے "مادرِ ملت" کے معزز و محترم لقب سے کرے گی۔

فاطمہ جناح نے شعور کی آنکھ کھولی تو اپنے گھر میں محمد علی جناح کا ذکر سنا جو ان کے بڑے بھائی تھے اور ان دنوں لندن میں قانون کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں مصروف تھے۔ فاطمہ جناح اور محمد علی جناح کی عمروں میں 17 برس کا تفاوت تھا اور اس وقت تک بہن بھائی نے ایک دوسرے کو دیکھا بھی نہیں تھا لیکن بھائی کے ذکر نے بہن کے دل میں ملاقات کی شدید خواہش پیدا کر رکھی تھی۔

محمد علی جناح جب واپس آئے تو اس وقت فاطمہ کی عمر 4 برس ہو چکی تھی۔ محمد علی جناح اپنی چھوٹی بہن فاطمہ کی معصوم باتوں کو سن کر محظوظ ہوتے تھے۔ اس دوران محمد علی جناح کا خاندانی کاروبار زبوں حالی کا شکار ہو چکا تھا اور اپنے خاندان کی کفالت کرنے کیلئے بمبئی جا کر وکالت کا آغاز کر دیا اور جلد ہی پورے خاندان کو اپنے پاس بلا لیا۔ اس کے بعد انہوں نے آٹھ سالہ فاطمہ کی تعلیم کا بندوبست بھی گھر پر کر دیا۔

محمد علی جناح نے بہن کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی اور تمام خاندان کی شدید مخالفت کے باوجود فاطمہ کو کانونٹ اسکول بانندرہ میں داخل کروا دیا۔ 8 سالہ بچی، جس کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی تھی، کیلئے سکول کے اجنبی ماحول سے مطابقت پیدا کرنا آسان نہیں تھا تاہم یہ مرحلہ اس طرح طے ہوا کہ محمد علی جناح انہیں روزانہ خود سکول چھوڑنے جاتے اور کافی وقت ان کے ساتھ گزارا کرتے تھے۔ فاطمہ نے اپنے بھائی کو مایوس نہیں کیا اور سکول کی ابتدائی تعلیم کامیابی کے ساتھ مکمل کر لی۔ 1906ء میں بھائی نے انہیں سینٹ پیٹرک اسکول میں داخل کرایا جہاں میٹرک اور اس کے بعد 1913ء میں سینئر کیمبرج کے امتحان میں کامیابی حاصل کر لی۔ سینئر کیمبرج کرنے کے بعد بھائی کی تحریک پر فاطمہ جناح نے کلکتہ کے احمد ڈینٹل کالج میں داخلہ لیا اور 1922ء میں ڈینٹیسٹ کی ڈگری حاصل کی اور 1923ء میں باقاعدہ کلینک کھول کر پریکٹس کا آغاز کر دیا۔

20 فروری 1929ء کو محمد علی جناح کی اہلیہ رتن بائی کا انتقال ہوا تو فاطمہ جناح بھی محبت کرنے والی بہن نے بطور وکیلہ اپنا مستقل ترک کرتے ہوئے بھائی کے گھر کی تمام تر ذمہ داری سنبھال لی اور محمد علی جناح نے گھر کے تمام تفکرات سے آزاد ہو کر تحریک آزادی اور قیام پاکستان کے عظیم ترین مقصد کیلئے خود کو وقف کر دیا اور یوں قائدِ اعظم قرار پائے۔ اس عظیم لقب کے حصول میں بلاشبہ فاطمہ جناح کی قربانی کا گہرا رنگ شامل ہے۔

قائدِ اعظم خود بھی بہن کی صلاحیتوں کے معترف تھے اسلئے محترمہ فاطمہ جناح بھی اپنے عظیم بھائی کے ہمراہ تمام سیاسی اجلاسوں میں شریک ہوتی تھیں اور اہم امور پر اپنی رائے کا برملا اظہار کیا کرتی تھیں اور قائد بھی انہیں اپنی بااعتماد مشیر قرار دیا کرتے تھے اور ان کے مشوروں پر عمل بھی ہوتے تھے۔ بانی پاکستان قائدِ اعظم نے کبھی اپنی عظیم بہن اور باصلاحیت روزگار شخصیت کو کسی موقع پر نظر انداز نہیں کیا۔ قائدِ اعظم نہایت فخر کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ "فاطمہ میری مشیر ہے"۔ قائدِ اعظم اپنے سیاسی بیانات فاطمہ جناح کو دکھائے بغیر جاری نہ کرتے تھے۔

محترمہ فاطمہ جناح کی سوچ و فکر کا محور و مرکز یہ خیال ہوتا تھا کہ اس دور کے ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں سہولیات برصغیر کے عوام کی دسترس میں کیوں نہیں ہیں اور اس کا جواب ایک ہی تھا کہ برصغیر جب تک غلامی کا شکار رہے گا اس وقت تک یہاں کے باسیوں کیلئے زندگی کی بنیادی ضرورتیں بھی تجاوزات کا روپ دھار لیتی ہیں۔ اپنے جلیل القدر بھائی کے ہمراہ فاطمہ جناح نے حصول آزادی کو اپنا نصب العین بنا لیا۔

محترمہ فاطمہ جناح آزادی کی اس جنگ میں اپنے بھائی کے ہمراہ ایک سپاہی کی حیثیت سے شریک تھیں۔ تاریخی قرارداد لاہور کی منظوری کے بعد قائدِ اعظم نے برصغیر کے طول و عرض کے دوروں کا آغاز کیا۔ مسلمانوں کو منظم اور متحرک کرنے کیلئے وہ ہر جگہ گئے۔ ان دوروں میں محترمہ فاطمہ جناح ان کے ساتھ ہوتیں۔ برصغیر کی خواتین کو بیدار کرنے اور انہیں میدان عمل میں لانے کی غرض سے نمایاں کردار ادا کیا جس کے باعث قائدِ اعظم اور مسلم لیگ کا پیغام برصغیر کے کونے کونے میں پہنچا۔ مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح کا شمار برصغیر کی ان نامور خواتین میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے اپنی زندگیوں کو ملک و ملت کی فلاح و بہبود، ترقی و خوشحالی اور استحکام کیلئے وقف کر رکھا تھا۔ قائدِ اعظم کی ولولہ انگیز قیادت، سیاسی تدبر، ملی فراست اور خداداد ذہانت کے باعث جس طرح پاکستان کا قیام ممکن ہوا وہ بلاشبہ دنیا کی سیاسی تاریخ کا ایک معجزہ ہے۔ لیکن اس مسلمہ حقیقت سے بھی صرف نظر نہیں کیا جا سکتا کہ قیام پاکستان کی تحریک کی کامیابی کا تذکرہ کرتے وقت مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح کی قومی اور سیاسی خدمات کا برملا اعتراف کے بغیر ادھورا ہے کیونکہ مادرِ ملت کی سیاسی اور قومی جدوجہد ہماری تاریخ کا ایک روشن اور تابناک باب ہے۔

1947ء میں پاکستان دنیا کے نقشے میں ایک آزاد ملک کی حیثیت سے معرض وجود میں آ گیا تو مسائل کا ایک انبار بھی ساتھ تھا۔ فاطمہ جناح ان مسائل پر قابو پانے کیلئے بدن تن مصروف عمل ہو گئیں۔ قائدِ اعظم کی زندگی میں محترمہ فاطمہ جناح نے جس مہارت اور سیاسی تدبر کا مظاہرہ کیا تھا وہ تاریخ کا حصہ ہے۔ بھائی کی زندگی میں تو بہن کے بارے میں کہا جا سکتا تھا کہ ان کا سیاسی کردار بھائی کی راہنمائی کا رہین منت تھا لیکن اس عظیم بھائی کی وفات کے بعد بھی محترمہ فاطمہ جناح نے ملک و قوم کی خدمت ترک نہیں کی اور وہ خود زندہ وطن کی تعمیر میں بدن تن مصروف رہیں۔ اس دوران بابائے قوم محمد علی جناح کی صحت خراب ہونے شروع ہو گئی تو بہن کے ذمہ داری بڑھ گئی اور انہوں نے بھائی کی تیمارداری پر بھی خصوصی توجہ دینی شروع کر دی۔ جس ملک کے حصول کیلئے قائدِ اعظم نے اپنی جان تک لڑا دی تھی اس ملک میں انہیں بمشکل ایک برس گزارنا نصیب ہوا اور وہ اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔

فاطمہ جناح کیلئے بھائی کی موت کا غم اگرچہ جاں گسل تھا لیکن انہوں نے اس غم کے آگے سرنگوں ہونے کی بجائے اس کو اپنی ہمت بنا لیا۔ ان کے نزدیک قائدِ اعظم کو خراج تحسین پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ تھا کہ وہ ان کے دکھائے ہوئے راستے پر گامزن ہو کر عوام کی خدمت کو اپنا شعار بنا لیں۔

قائدِ اعظم نے ایک خالصتاً جمہوری جدوجہد کے نتیجے میں جو ملک حاصل کیا تھا اس پر آمریت کو مسلط کیا گیا تو عظیم قائد کی عظیم بہن کی غیرت نے خاموش بیٹھنا گوارا نہ کیا اور وہ فیلڈ مارشل ایوب خان کی آمریت کے خلاف میدان میں نکل آئیں اور جمہوریت کے نام پر معرض وجود میں آنے والے ملک کو آمریت کے شکنجے سے نکالنے کیلئے ایک تاریخی کردار ادا کیا۔ وہ ایوب خان کی آمریت کے خاتمے کی کوشش میں تو کامیاب نہ ہو سکیں لیکن انہوں نے اپنے کردار و عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ قائد کے پاکستان میں جمہوریت پر شبخون مارنے کی اجازت کسی کو نہیں دی جا سکتی۔ آمریت کے خلاف ان کی عظیم جدوجہد کے نتیجے میں پاکستانی قوم "ایوبی دھاندلی" کے باعث انہیں صدر مملکت تو نہیں بنا سکی لیکن قوم نے انہیں "مادرِ ملت" ضرور بنا دیا۔ مادرِ ملت صدارتی انتخاب ہار کر بھی قوم کے دل جیت گئیں اور قوم کی بے لوث محبت و عقیدت سے بڑھ کر اور کامیابی بھلا کیا ہو سکتی ہے۔ محترمہ فاطمہ جناح کی مساعی جمیلہ سے پاکستانی عوام میں ایک بے مثال سیاسی بیداری اور ملی شعور و آگہی نے جنم لیا۔ عوام کے دلوں سے فوجی آمریت کا خوف ختم ہو گیا۔ مادرِ ملت نے پاکستانی عوام کو یہ باور کروایا کہ "قائدِ اعظم نے اپنے لئے یا اپنی بہن کیلئے ہی پاکستان نہیں بنایا تھا بلکہ پوری قوم کیلئے بنایا تھا اور قوم ہی اس ملک کی مالک ہے اور اس کو کسی کی میراث نہیں بننے دیا جائے گا"۔

وہ سب سے زیادہ جمہوریت اور اتحاد پر زور دیتی تھیں۔ انہوں نے اپنی تقریروں کے ذریعے قائدِ اعظم اور ان کی تعلیمات کو فروغ دیا۔ یہ مادرِ ملت کا قوم پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے قائدِ اعظم کے مشن کو جاری رکھ کر قائدِ اعظم کے افکار کو بھی زندہ رکھا اور قائدِ اعظم کی تعلیمات کو بھی عام کیا۔

اپنی زندگی کے آخری ایام میں اگرچہ مادرِ ملت نے خود کو سیاسی طور پر محدود کر لیا تھا لیکن پاکستانی عوام کے ساتھ ان کا مشفقانہ تعلق اور رابطہ ہمیشہ قائم رہا۔ قوم کی اس ماں نے 8 جولائی 1967ء کے دن داعی اجل کو لبیک کہا۔ مادرِ ملت کی قومی خدمات کے صلے میں پاکستانی عوام اپنی اس ماں کو بطور محسن ملت ہمیشہ یاد رکھے گی۔ مادرِ ملت نے یہ وصیت کر دی تھی کہ وفات کے بعد انہیں قائدِ اعظم کے قریب دفن کیا جائے اور اس وصیت کی تکمیل کی گئی اور عظیم الشان بھائی کی یہ عظیم الشان بہن مقبرہ قائد میں ہی آسودہ خاک ہو گئیں۔

محترمہ فاطمہ جناح کی مساعی جمیلہ سے پاکستانی عوام میں ایک بے مثال سیاسی بیداری اور ملی شعور و آگہی نے جنم لیا

مادرِ ملت آزادی وطن کی جنگ میں اپنے بھائی کے ہمراہ ایک سپاہی کی حیثیت سے شریک تھیں

بھائی کی موت کا غم جاں گسل تھا لیکن فاطمہ جناح نے اس غم کے آگے سرنگوں ہونے کی بجائے اس کو اپنی ہمت بنا لیا

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ARIES
حمل — ستارہ مریخ — March 21 - April 20

ا۔ل۔ع

06 اگست اتوار: خواہشات جنم لیں گی جن کی تکمیل ابھی ممکن نہ ہو گی۔ سیر و سیاحت کا پروگرام بنائیں گے جس سے طبیعت ترو تازہ ہوگی اور ذہن ہلکا رہے گا۔ 07 اگست پیر: شریک حیات کی بے جا خواہشات کے باعث کشیدگی ہو سکتی ہے۔ معاملات غلط فہمی کا شکار رہیں گے۔ سوچ مثبت رہے گی۔ عزت و توقیر میں اضافہ ہو گا۔ 08 اگست منگل: تخلیقی صلاحیتیں اجاگر ہوں گی اور اخراجات میں اضافہ ممکن ہے، لہٰذا فضول خرچی سے پرہیز کریں ورنہ مسائل میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔ 09 اگست بدھ: دوست تعاون کریں گے جس سے بہت سے دیرینہ مسائل حل ہوں گے۔ سوچ مثبت ہونے سے بہت سے مسائل کا خاتمہ ہوگا۔ 10 اگست جمعرات: کیریئر میں درپیش مسائل میں کمی اور کاروباری امور ترقی کی طرف گامزن ہوں گے، اہم کاروباری معاہدے طے ہوں گے جو منافع بخش رہیں گے۔ 11 اگست جمعہ: اولاد فرمانبردار ہوگی اور مسائل کے خاتمے میں معاون ہوگی۔ طبیعت حساس ہوگی اور آرٹ کے شعبے میں دلچسپی بڑھے گی۔ محبت کے امور میں بہتری ہوگی۔ 12 اگست ہفتہ: غلط فہمیاں دور ہوں گی اور خواہشات کی تکمیل ممکن ہے۔ دوستوں کا تعاون مسائل کے حل میں مددگار رہے گا۔ شراکتی کاروبار نقصان میں رہیں گے۔

TAURUS
ثور — ستارہ زہرہ — April 21 - May 21

ب۔و

06 اگست اتوار: ملازمت سے متعلقہ معاملات حساس رہیں گے۔ نامکمل کام مکمل کریں گے جس کے باعث ذہنی بوجھ میں کمی آئے گی۔ جلد بازی سے گریز کریں۔ 07 اگست پیر: اہم کاروباری معاہدے طے ہوں گے جو منافع بخش رہیں گے۔ غلط فہمیاں دور ہوں گی۔ پیار محبت کی فضا قائم ہوگی۔ قسمت کا ساتھ رہے گا۔ 08 اگست منگل: وراثتی امور میں دلچسپی فائدہ مند ہوگی اور مالی معاملات سے متعلقہ مسائل میں کمی آئے گی۔ محبت کے امور توجہ طلب رہیں گے۔ 09 اگست بدھ: کاروباری معاملات تسلی بخش رہیں گے۔ سرمایہ کاری کرتے وقت اچھی طرح سوچیں اور تسلی کریں تاکہ بعد میں پچھتاوا نہ ہو۔ 10 اگست جمعرات: صحت سے متعلقہ معاملات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ تخلیقی کاموں کو سراہا جائے گا۔ یہ ہفتہ خاصی عزت و شہرت کا حامل ہوگا۔ 11 اگست جمعہ: خواہشات کی تکمیل میں تاخیر ہوگی اور طبیعت حساس رہے گی۔ خانگی اور خاندانی معاملات بہتر ہوں گے۔ حسب حیثیت سواری لے سکتے ہیں۔ 12 اگست ہفتہ: بیروزگار افراد کو روزگار کے مواقع ملیں گے۔ شراکتی کاروبار معاملات لین دین کے تنازعے ابھر سکتے ہیں۔ انعامی اسکیموں میں دلچسپیاں بڑھیں گی۔

GEMINI
جوزا — ستارہ عطارد — May22 - June21

ق۔ک

06 اگست اتوار: خواہشات پوری ہونے سے انتہائی خوشی ہوگی۔ اخراجات میں اضافے کا امکان ہے۔ جنس مخالف کا کوئی فرد خاص توجہ کا مرکز رہے گا۔ 07 اگست پیر: بیرون ملک سفر کے سلسلے میں آسانیاں ملیں گی۔ شریک حیات سے اختلاف رائے، بدمزگی سے گھر کا سکون برباد ہو سکتا ہے۔ جذبات پر کنٹرول رکھیں۔ 08 اگست منگل: دشمن زیر ہوں گے اور مالی پوزیشن مستحکم ہوگی۔ بسلسلہ تعلیم سفر کریں گے اور مقاصد کے حصول کیلئے رسک لیں گے۔ سفر وسیلہ ظفر ہوگا۔ 09 اگست بدھ: مستحکم فیصلے کریں گے۔ کاروباری معاملات ملتوی ہو سکتے ہیں۔ شراکتی کام منافع بخش رہیں گے۔ بیرون ملک سفر کا پروگرام بن سکتا ہے۔ 10 اگست جمعرات: مالی معاملات پر توجہ مرکوز رہے گی۔ جذبات اور غصے پر قابو کی ضرورت ہے، ورنہ خواہ مخواہ کی پریشانی اور مسائل درپیش رہیں گی۔ 11 اگست جمعہ: زیادہ توجہ مالی اور شراکتی کاموں میں رہے گی جس کے باعث حالات پہلے کی نسبت سدھریں گے۔ وراثت اور جائیداد سے متعلقہ مسائل جلد حل ہوں گے۔ 12 اگست ہفتہ: خود اعتمادی میں اضافہ اور مقاصد میں کامیابی ہوگی۔ مذہبی امور میں لگاؤ رہے گا جس سے روحانی صلاحیتوں میں اضافہ اور روشن خیالی آئے گی۔

CANCER
سرطان — ستارہ قمر — June 22 - July 23

ح۔ہ

06 اگست اتوار: ملازمتی امور مسائل کا شکار اور صحت بگڑ سکتی ہے لہٰذا صحت کا خاص خیال رکھیں۔ دوران سفر سامان کی حفاظت کریں اور محتاط ڈرائیونگ کریں۔ 07 اگست پیر: سرمایہ کاری کرتے وقت محتاط رہیں ورنہ مالی نقصان ہو سکتا ہے۔ عزیز و اقارب کے ساتھ محبت بڑھے گی۔ عشق کے امور میں بہتری اور درپیش مسائل کا خاتمہ ہوگا۔ 08 اگست منگل: صبر و تحمل کی کمی اپنے اندر محسوس کریں گے۔ کام پر توجہ رہے گی۔ انعامی بانڈز میں نقصان کا امکان ہے۔ لہٰذا سوچ سمجھ کر کام کریں۔ 09 اگست بدھ: بے شک اللہ ہی سے دل آرام پاتے ہیں اور شکر سے نعمتیں بڑھتی ہیں۔ خود بھی شکر ادا کریں اور اپنے قریبی لوگوں کو بھی اس نیک عمل کی تلقین کریں۔ 10 اگست جمعرات: گھریلو معاملات خاص توجہ کے مستحق ہوں گے۔ لمبے عرصے کیلئے سرمایہ کاری کرتے وقت اچھی طرح سوچیں اور تسلی کریں تاکہ بعد میں پچھتاوا نہ ہو۔ 11 اگست جمعہ: خاص توجہ مالی اور محبت سے متعلقہ کاموں میں رہے گی۔ وراثت سے متعلقہ معاملات احسن طریقے سے حل ہوں گے۔ والدین کا تعاون حاصل رہے گا۔ 12 اگست ہفتہ: غیر ذمہ داری سے مالی نقصان / بیرون ملک سفر میں رکاوٹ یا اچانک کوئی بری خبر مل سکتی ہے۔ لہٰذا محتاط رہنے کے ساتھ صدقات دیں، یہ سیفٹی روحانی عمل ثابت ہوگا۔

آپ کا یہ ہفتہ کیسا رہے گا؟

■ شہزادہ سید مصور علی زنجانی
MUSSAWAR.ZANJANI@GMAIL.COM

LEO
اسد — ستارہ شمس — July 24 - Aug 22

م

06 اگست اتوار: دوسروں پر حد سے زیادہ بھروسہ کرنا مالی نقصان کے علاوہ ساکھ اور کیریئر کو بھی متاثر کر سکتا ہے۔ محتاط رہنے کے ساتھ ساتھ بھرپور صدقات دیں۔ 07 اگست پیر: ملازمت سے متعلقہ معاملات احسن طور پر چلیں گے اور عزیزوں کی قربت حاصل رہے گی۔ گھریلو مسائل کے باعث خواہ مخواہ کی ٹینشن رہے گی۔ 08 اگست منگل: بیرون ملک مقیم دوست احباب رابطے میں رہیں گے، مالی معاملات پر توجہ مرکوز رہے گی۔ خواہشات پوری ہونے سے انتہائی خوشی ہوگی۔
09 اگست بدھ: بروقت بہتر فیصلے کرنا دانشمندی ہوگی۔ مضطرب کیفیت پر قابو رکھنے سے اپنے مستقبل کو سنوار سکتے ہیں۔ مستقل مزاجی کی کوشش کریں۔ 10 اگست جمعرات: کاروباری مشترکہ مفادات کے سلسلے میں نیک وسائل ملیں گے جو فائدہ مند ثابت ہوں گے۔ انعامی سکیموں کی طرف دلچسپیاں بڑھیں گی۔ 11 اگست جمعہ: تخلیقی قوتوں میں اضافہ، بزرگوں اور مخلصین سے مشاورت کرنے سے اچھے مشورے مل سکتے ہیں۔ کیریئر کو سنوارنے کے اچانک مواقع ملیں گے۔ 12 اگست ہفتہ: شراکتی کام منافع بخش رہیں گے۔ لمبے عرصے کیلئے سرمایہ کاری کرتے وقت اچھی طرح تسلی کریں تاکہ بعد میں پچھتاوا نہ ہو۔

VIRGO
سنبلہ — ستارہ عطارد — Aug 23 - Sept 23

پ۔غ

06 اگست اتوار: زیادہ توجہ مالی اور شراکتی کاموں میں رہے گی جس کے باعث حالات پہلے کی نسبت سدھریں گے۔ وراثت اور جائیداد سے متعلقہ مسائل جلد حل ہوں گے۔ 07 اگست پیر: گھریلو ماحول خوشگوار رہے گا۔ شخصیت میں مزید نکھار آئے گا۔ شریک حیات کیساتھ تعلقات بہتر رہیں گے۔ حسب حیثیت سواری لیں گے۔ 08 اگست منگل: ادھورے کام باآسانی تھوڑی کوشش سے انجام دیں گے۔ خانگی مصروفیات میں اضافہ ہوگا۔ تعمیر و ترقی کا جذبہ غالب رہے گا۔ 09 اگست بدھ: اہم کاروباری معاہدے عمل میں آ سکتے ہیں۔ مستقبل میں متوقع فائدہ نصیب ہوگا۔ اندرون خانہ مصروفیت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ 10 اگست جمعرات: عزیز و اقارب سے اختلاف رائے اور لڑائی جھگڑے کا اندیشہ ہے، نیز دوران سفر اپنے سامان کی حفاظت کریں جلد بازی سے ٹریفک حادثات کا بھی اندیشہ ہے۔ 11 اگست جمعہ: مسائل کے خاتمے کیلئے اپنے جذبات پر قابو رکھئے۔ حاسدین میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا محتاط رہیں۔ شراکتی کام فائدہ مند رہیں گے۔ 12 اگست ہفتہ: کیریئر کے سلسلے میں کوششیں درخشاں مستقبل کیلئے فائدہ مند ہوں گی۔ سفر کے مواقع میسر آئیں گے اور نصیب یاوری کرے گا۔

غلام زہرا

حدیقہ کیانی گلوکاری، گیت نگاری اور ماڈلنگ میں ایک معتبر نام کا درجہ پا چکی ہیں۔ ان کا پہلا البم "راز" 1995ء میں ریلیز ہوا۔ اب تک پانچ البم ریلیز کئے۔ ان کی تاریخ پیدائش 11 اگست ہے۔ اس اعتبار سے ان کا برج اسد ہے۔ وہ ملکی اور بین الاقوامی ایوارڈز کی فاتح قرار پا چکی ہیں۔ رائل البرٹ ہال اور کینیڈی سینٹر میں گانے کا منفرد اعزاز حاصل کیا۔ حکومت پاکستان کی طرف سے موسیقی میں شاندار خدمات پر انہیں 2006ء میں تمغۂ امتیاز سے نوازا گیا جبکہ 2009ء میں بہترین پاکستانی پاپ گلوکارہ کا ایوارڈ پائیں۔ اقوام متحدہ ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت انہیں اقوام متحدہ کی خیر سگالی سفیر بھی مقرر کیا گیا۔ وہ یہ اعزاز حاصل کرنے والی پہلی پاکستانی خاتون ہیں۔ راگنی شو میں جج کی حیثیت سے خدمات انجام بھی دیں جس کا مقصد نوجوان ٹیلنٹ کو منظر عام پر لانا تھا۔ 2005ء کے خوفناک زلزلے میں ایک بے سہارا بچے کو گود لیا۔ اس برج کے حامل افراد سیاست، کھیل، فوج، فنون لطیفہ اور صحافت میں اعلیٰ مقام پاتے ہیں۔ یہ تمام خوبیاں حدیقہ کیانی کے برج میں پائی جاتی ہیں۔

LIBRA
میزان — ستارہ زہرہ — Sep 24 - Oct 23

ت۔ر۔ط

06 اگست اتوار: مالی اور دوسرے مسائل ختم ہوں گے۔ کاروباری معاملات احسن طریقے سے حل ہوں گے اور اہم معاہدے کریں گے جو بعد میں فائدہ مند ہوں گے۔ 07 اگست پیر: کاروبار میں بہتری کیساتھ مالی پوزیشن بھی مستحکم ہوگی۔ نامکمل کام مکمل کریں گے، ذہن پر سے بوجھ کم ہوگا اور خود کو ہلکا پھلکا محسوس کریں گے۔ 08 اگست منگل: کاروباری معاملات طے کرتے وقت باریک بینی سے جائزہ لے کر کوئی قدم اٹھائیں تاکہ پریشانی سے بچ سکیں۔ شریک کار کا تعاون حاصل رہیگا۔ 09 اگست بدھ: علم و ہنر اور تحقیقی کاموں میں اضافہ ہوگا۔ اچانک سفر کا پروگرام بن سکتا ہے۔ بے روزگار افراد کو روزگار کے نیک وسائل میسر آئیں گے۔ 10 اگست جمعرات: گھریلو معاملات میں مشکلات کم ہوں گی۔ کاروباری معاملات میں فائدہ حاصل کریں گے۔ گھریلو اور خاندانی معاملات کو طے کریں گے اور کامیابی حاصل کریں گے۔ کاروباری سرگرمیوں میں اضافہ ہوگا اور آپ افراد کی مدد سے مشترکہ طور پر سرمایہ کاری کریں گے۔ 12 اگست ہفتہ: نامکمل کام مکمل کرنے کے باعث ذہنی بوجھ میں کمی آئے گی۔ مالی پوزیشن کی بہتری کیساتھ گھریلو مسائل بھی حل ہوں گے۔

SCORPIO
عقرب — ستارہ مریخ — Oct 24 - Nov 22

ن۔ی

06 اگست اتوار: محبت کے معاملات میں مصروفیت رہے گی۔ قسمت کا ساتھ بھی رہے گا۔ اس کے علاوہ نصیب یاوری کرنے سے کاروباری معاملات میں بھی فائدہ ہوگا۔ 07 اگست پیر: بحث و تکرار سے گریز کریں، ورنہ لڑائی جھگڑے کا اندیشہ ہے۔ رشتے داروں کے تعاون سے گھریلو مسائل کا خاتمہ ہوگا اور پریشانی میں کمی ہوگی۔ 08 اگست منگل: جنس مخالف کے اہم قریب میں آنے سے بچیں، ورنہ حیثیت و شخصیت متاثر ہو سکتی ہے۔ معاشرے اور بزرگوں میں رسوائی پیش آنے کا اندیشہ ہے۔ 09 اگست بدھ: کاروباری و سیاحتی سفر اندرون ملک کی ایک چھوٹے سفر پیش آ سکتے ہیں۔ سفر وسیلہ ظفر اور نئے تجربات و مشاہدات کا حامل ہوگا۔ 10 اگست جمعرات: محبت اور پسند کا رشتہ بھی طے ہو سکتا ہے۔ بیرون ملک سفر میں مشکلات یا رکاوٹ کا امکان ہے۔ دوران سفر اپنے ضروری کاغذات و سامان کی حفاظت رکھیں۔ 11 اگست جمعہ: دوست مددگار رہیں گے۔ بیرون ملک مقیم دوست احباب رشتے داروں سے رابطہ کر سکتے ہیں جس سے مالی فوائد ممکن ہوں گے۔ ڈرائیونگ کرتے وقت محتاط رہیں۔ 12 اگست ہفتہ: شریک حیات کے ساتھ غلط فہمی کی بنا پر تعلقات میں ناخوشگوار تبدیلی آ سکتی ہے لہٰذا محتاط رہیں۔ اولاد و تابع فرمان رہے گی اور راحت کا باعث ہوگی۔

SAGITTARIUS
قوس — ستارہ مشتری — Nov 23 - Dec 21

ف

06 اگست اتوار: خاص توجہ مالی اور محبت سے متعلقہ کاموں میں رہے گی۔ وراثت سے متعلقہ معاملات احسن طریقے سے حل ہوں گے۔ والدین کا تعاون حاصل رہے گا۔ 07 اگست پیر: مالی معاملات پر توجہ مرکوز رہے گی۔ جذبات اور غصے پر قابو کی ضرورت ہے، ورنہ خواہ مخواہ کی پریشانی اور مسائل درپیش رہیں گے۔ 08 اگست منگل: طویل میعاد و جز وقتی مالی معاشی پروگراموں کی طرف رجحان بڑھے گا۔ روز مرہ کام کاج کی صلاحیت میں اضافہ ہوگا۔ سفر وسیلہ ظفر ہوگا۔ 09 اگست بدھ: مشترکہ مفادات کے تحت کاموں میں بھی فائدہ نصیب ہوگا۔ مستقبل کو درخشاں بنانے کیلئے بزرگوں کی مشاورت سے کئی ایک نیک مواقع ملیں گے۔ 10 اگست جمعرات: وراثتی امور میں خواہشات کے برعکس مشکلات اور قانونی پیچیدگیوں کا سامنا پیش آ سکتا ہے۔ ازدواجی مشکلات اور دوسروں سے اختلافات رائے پیدا ہو سکتا ہے۔ 11 اگست جمعہ: خاص توجہ کاروباری تعلقات، گھریلو مسائل اور محبت سے متعلقہ معاملات میں رہے گی۔ کاروبار میں خاطر خواہ فوائد حاصل ہوں گے۔ منافع بخش کاروبار شروع کریں گے۔ 12 اگست ہفتہ: بحث و تکرار سے گریز کریں اور جذبات پر قابو رکھیں ورنہ پریشانیوں اور مسائل میں اضافہ کا اندیشہ ہے۔ معاملات محبت میں الجھاؤ کی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔

CAPRICORN
جدی — ستارہ زحل — Dec 21 - Jan 20

ل۔ذ۔ش۔و۔ا

06 اگست اتوار: اجتماعی مفادات کیلئے جو کوششیں کریں گے اس میں کامیابی اور روحانی خوشی ملے گی۔ خانگی خاندانی پریشانیاں لاحق ہو سکتی ہیں۔ صبر و تحمل، دانشمندی کا مظاہرہ کریں۔ 07 اگست پیر: دوستوں سے اختلاف رائے کا امکان ہے۔ دوسروں سے وابستہ توقعات میں ناکامی کا اندیشہ ہے، زیادہ کام سے صحت متاثر ہو سکتی ہے۔ صحت جسمانی کا خیال رکھیں۔ 08 اگست منگل: ایسے افراد جن کی صحت جسمانی متاثر چلی آ رہی تھی، اب ان کی صحت بہتر ہوگی۔ الیکٹرانک میڈیا میں دلچسپیاں بڑھیں گی۔ 09 اگست بدھ: انعامی سکیموں میں حصہ لینے سے کوئی بڑی کامیابی مل سکتی ہے۔ مشترکہ مفادات کے تحت کاموں سے نفع حاصل ہوگا۔ معاملات عشق و محبت بھی سامنے آئیں گے۔ 10 اگست جمعرات: سوشل تقریبات میں شمولیت سے حیثیت و شخصیت اور سحر انگیزی میں اضافہ ہوگا۔ دوسرے آپ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ 11 اگست جمعہ: ذہانت آپ کو دوسروں کے سامنے بہتر بنائے گی۔ اگر ملازمت کے خواہشمند ہیں یا کوئی نیا کاروبار شروع کرنا چاہتے ہیں تو اس کیلئے مواقع میسر آئیں گے۔ 12 اگست ہفتہ: دور دراز سے کوئی خوشخبری ملے گی اور اس سلسلے میں سفر بھی پیش آ سکتا ہے۔ رومانوی عنصر غالب رہے گا۔ گھریلو اور خاندانی معاملات طے کریں گے۔

AQUARIUS
دلو — ستارہ یورانس — Jan 21 - Feb 19

ش۔س۔ک۔ش

06 اگست اتوار: افواہوں پر یقین کرنے سے گریز کریں۔ سفر کے معاملات میں بنائے گئے پروگرام پر عمل کریں گے۔ بزرگوں کی صحت جسمانی کا خیال رکھیں۔ 07 اگست پیر: خوشگوار تبدیلی کی خبر ملے گی۔ ہم خیال افراد سے رابطہ کریں جو کھیلوں کے امور سے متعلقہ کاروبار یا کسی اپنے کاروبار کے معاملے میں مددگار ہوں جو فوائد کے لحاظ سے وسیع ہو۔ 08 اگست منگل: نیا معاہدہ کریں گے۔ کاروباری پوزیشن کو مستحکم کرنے کیلئے مخلصین سے مشورہ ضرور کر لیں۔ شریک حیات اور بچوں کے ساتھ سفر کا پروگرام بن سکتا ہے۔ 09 اگست بدھ: دوست احباب کے درمیان کسی گروپ میٹنگ میں ناخوشگوار حالات کا سامنا ہوگا۔ آج ایسے مواقع ملیں گے کہ کام میں جوش ختم ہو جائے گا لیکن مزاج پر کنٹرول رکھیں۔ 10 اگست جمعرات: دوستوں اور قریب سے دوچار ہوں گے، اپنی انا کو ٹھکرانے نہ دیں، بری خبروں کو نظر انداز رکھیں۔ اپنے اتفاقی کاروبار کی دھمکیاں مل سکتی ہیں۔ 11 اگست جمعہ: گھر کا کوئی فرد پریشانی پیدا کرے گا۔ دوست کے ساتھ کھانے کا اہتمام کریں۔ کسی اہم کام کے مکمل ہو جانے پر خوشی حاصل ہوگی۔ دن کے اختتام پر اچھی خبر مل جائے گی۔ 12 اگست ہفتہ: کاروباری معاملہ میں فوائد کا حصول اس طرح ممکن ہوگا کہ تمام معاملات کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں ہو اور آپ تمام حقائق سے واقف بھی ہوں۔ تشویش اور گھبراہٹ رہے گی۔

PISCES
حوت — ستارہ نیپچون — Feb 20 - March 20

و۔چ

06 اگست اتوار: سماجی تقریب میں شرکت کریں گے۔ شریک حیات سے نظریاتی اختلاف پیدا ہو سکتا ہے۔ جنس مخالف میں دلچسپی بڑھے گی۔ ملازمتی امور میں فائدہ ہوگا، دوسروں سے امداد ملے گی۔ 07 اگست پیر: آج فوری آرام کرنا مفید رہے گا اور غذا کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ صبح کو کوئی مالی معاملہ مسائل کا شکار ہوگا تاہم شام تک اس مسئلے کا حل مل جائیگا۔ 08 اگست منگل: موسیقی کے میدان میں ترقی کے خواہاں افراد کو تحقیق میں کامیابی ملے گی۔ محبت اور رومانس تازہ کا شکار ہوں گے۔ تاہم یہ وقت عمومی طور پر محبت کے کاموں کے لئے بہتر ہوگا۔ 09 اگست بدھ: اخراجات میں اچانک اضافہ ہوگا۔ پہلے ہی بجٹ کو ترتیب دے لیں۔ والدین کی دی ہوئی ہدایات پر عمل کریں، وہ آپ کو مالی حالت بہتر بنانے کے لئے صحیح راہنمائی دے رہے ہیں۔ 10 اگست جمعرات: مالی مسائل کا خاتمہ ہوگا۔ بحث و تکرار سے گریز لازمی ہے ورنہ لڑائی جھگڑے کا اندیشہ ہے۔ رشتے داروں کے تعاون سے گھریلو مسائل کا خاتمہ ہوگا اور پریشانی میں کمی ہوگی۔ 11 اگست جمعہ: گھریلو اور مالی معاملات پر توجہ رہے گی۔ غصے پر قابو رکھئے اور بحث و تکرار سے گریز کریں ورنہ نقصان کا اندیشہ ہے۔ سواری لیں گے۔ بہن بھائی اور دوستوں کا تعاون حاصل رہے گا۔ 12 اگست ہفتہ: محبت کے معاملات میں مصروفیت رہے گی اور قسمت کا ساتھ بھی رہے گا۔ نصیب یاوری کرنے سے کاروباری معاملات میں بھی فائدہ ہوگا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

بھنڈی ایک صحت بخش سبزی

حکیم قاضی ایم اے خالد
qazimakhalid@gmail.com

بھنڈی کا نباتاتی نام Abelmoschus ہے۔ اسے ایشیا اور افریقہ کے بیشتر علاقوں میں کاشت کیا جاتا ہے۔ یہ کم و بیش سارا سال دستیاب رہنے والی سبزی ہے۔ یہ ہماری روزمرہ غذا میں شامل ہے جو کہ نہ صرف غذائی ضروریات پورا کرتی ہے بلکہ یہ بیشتر امراض کے حوالے سے ایک صحت بخش "سپر" سبزی ہے۔

امریکہ کے غذائی ماہرین کے مطابق بھنڈی میں وٹامنز، معدنیات، اینٹی آکسیڈنٹس سمیت دیگر غذائی اجزا بھرپور مقدار میں شامل ہوتے ہیں جو نہ صرف انسانی صحت کے لئے فائدہ مند ہے بلکہ اس سے کئی بیماریوں کا علاج بھی ممکن ہے۔ خاص طور پر کولیسٹرول، ذیابیطس کے علاج اور گردے کی بیماریوں کے لئے بھنڈی بہت فائدہ مند ہے۔ جدید طبی و سائنسی تحقیقات کے مطابق بھنڈی کے فوائد درج ذیل ہیں۔

دمے میں افاقہ:

نیویارک میں کئے گئے ایک مطالعے سے معلوم ہوا کہ بھنڈی کے استعمال سے دمے کا خطرہ کم ہو جاتا ہے جب کہ دمے کی شدت میں بھی کمی آتی ہے۔ بھنڈی کے مانع تکسید اجزا (Antioxidants) کی وافر مقدار گلے کی بیماریوں سے محفوظ رکھا سکتا ہے۔ اس بنیاد پر ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر روزانہ غذا میں صرف ایک کپ (200 گرام) بھنڈی پکا کر استعمال کر لی جائے تو اس سے دمے کے مریضوں کو بہت فائدہ ملتا ہے۔

کولیسٹرول میں کمی:

بھنڈی نظام ہاضمہ کو بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ کولیسٹرول میں بھی کمی لاتی ہے کیونکہ یہ صحت مند فائبر (ریشہ) سے بھرپور ہوتی ہے۔ یہ ریشہ ہمارے پیٹ میں موجود پانی میں حل ہو کر دوسری غذاؤں میں شامل مضر صحت کولیسٹرول سے چپک جاتا ہے اور اسے رگوں میں جذب ہونے سے باز رکھتا ہے اس طرح یہ مضر کولیسٹرول کو جسم میں جمع ہونے ہی نہیں دیتا اور اس کے ساتھ ساتھ موٹاپے سے بچاؤ نیز انسانی جسم کو اسمارٹ و سلم رکھنے میں بھی معاونت کرتا ہے۔ ہارورڈ ہیلتھ اسکول کی معلومات کے مطابق بھنڈی کھانے سے کولیسٹرول کی سطح کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

ذیابیطس پر کنٹرول:

پانی میں حل پذیر ریشوں (فائبرز) کی وجہ سے بھنڈی میں یہ صلاحیت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ یہ خون میں شکر کی مقدار قابو میں رکھ سکتی ہے۔ ایک تحقیقی مطالعے سے دریافت ہوا کہ بھنڈی استعمال کرنے کے نتیجے میں خون کی شکر کم ہو جاتی ہے لہذا ذیابیطس کے مریضوں کے لیے بھنڈی بہت مفید ہے۔ ایک امریکن ... "آئی ایس آر این" میں شائع ہونے والی ... میں طبی ماہرین نے بھنڈی کے پانی کے استعمال سے شکر کے جذب ہونے کی شرح میں کمی کو ریکارڈ کیا جس کے نتیجے میں خون میں شکر کی سطح میں کمی واقع ہوئی۔

ذیابیطس میں بھنڈی استعمال کرنے کا طریقہ:

تازہ بھنڈیاں 4 عدد لے کر اس کا اوپر والا اور نچلا حصہ کاٹ دیں۔ اب بھنڈیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ لیں اور ان بھنڈیوں کو ایک گلاس پانی میں رات بھر بھگو دیں۔ صبح اٹھنے کے بعد ناشتے سے 30 منٹ پہلے بھنڈی کا یہ پانی پی لیں۔ اس سے انشاء اللہ شوگر کنٹرول ہونا شروع ہو جائے گی۔

ذیابیطس کے مریضوں کو گردوں کے امراض کا شدید خطرہ بھی رہتا ہے۔ بہت سے سائنسی مطالعات سے معلوم ہوا ہے کہ باقاعدگی سے بھنڈی کھانے سے گردوں کی بیماریوں کی روک تھام میں مدد مل سکتی ہے "امریکن جرنل میڈیکل جرنل" میں شائع مطالعے میں ایسے شواہد سامنے آئے ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ ایسے مریض جو روزانہ بھنڈی کھاتے تھے ان میں گردوں کے نقصان کی طبی علامات میں کمی واقع ہوئی۔

السر، تیزابیت و دیگر امراض معدہ:

معدے کی سوزش، معدے کا زخم (السر) اور تیزابیت "مرغن غذاؤں کے کھانے کی وجہ سے موجودہ دور کا اہم طبی مسئلہ بن گیا ہے۔ ایسے امراض میں مبتلا افراد کے لیے اگر بھنڈی کو ہلکی آنچ پر رکھ کر پکائیں کہ اس کی غذائیت برقرار رہے تو اس بوائل بھنڈی کے استعمال سے وہ معدے کے جملہ امراض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

گلے و نزلے کی سوزش:

بھنڈی گلے کی سوزش میں بھی کافی کارآمد ثابت ہوتی ہے۔ اکثر افراد میں دیکھا گیا ہے کہ گلے یا نزلے کے انفیکشن کے دوران بھنڈی کھانے سے ان کا انفیکشن درست ہو گیا۔ بھنڈی کے پانی سے غرغرہ کرنا بھی مفید ہے۔

بالوں کی امراض و افزائش:

تحقیق سے پتا چلا ہے کہ بھنڈی میں موجود اجزا زنک، پوٹاشیم اور کاپر بالوں کے لیے انتہائی مفید ہیں اس کے استعمال سے بال لمبے، گھنے اور چمکدار ہو جاتے ہیں۔ چند بھنڈیاں کاٹ کر پانی میں ڈال دیں۔ جب ان کا لعاب پانی میں شامل ہو جائے تو اسے سر کے بالوں میں لگائیں۔ تھوڑی دیر بعد سر دھو ڈالیں۔

بیماریوں سے بہتر تحفظ:

بھنڈی میں وٹامن سی اور اینٹی آکسیڈنٹ کہلانے والے مادے بھی شامل ہوتے ہیں جو بیماریوں کے خلاف لڑنے والے، ہمارے جسم کے قدرتی نظام کو مضبوط بناتے ہیں۔ علاوہ ازیں، وٹامن سی کی بدولت اس نظام کو خون کے سفید خلیات بنانے میں بھی مدد ملتی ہے جو بیماریوں کے خلاف دفاعی نظام کے سپاہی کہلاتے ہیں۔ بھنڈیوں میں موجود وٹامن اے کی وجہ سے آنکھوں کی روشنی تیز ہوتی ہے۔ موتیا بند سے بچاؤ رہتا ہے اور جلد خوشنما ہوتی ہے۔

دوران حمل بہتر صحت:

وٹامن اے، وٹامن بی (بشمول بی 1، بی 2 اور بی 6) اور وٹامن سی کی وافر مقداروں کے علاوہ بھنڈی میں زنک اور کیلشیم کی بھی معقول مقداریں موجود ہوتی ہیں جن کی بدولت حاملہ خواتین کے لیے صحت بخش غذا کا درجہ رکھتی ہے۔ بھنڈی فائبر اور فولک ایسڈ سے بھرپور ایک ایسے غذائی سپلیمنٹ کا کام کرتی ہے، جو حاملہ خواتین کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ دیگر فوائد کے علاوہ بھنڈی سے قبض بھی نہیں ہوتا اور حاملہ خواتین دوران حمل مختلف پیچیدگیوں سے بھی محفوظ رہتی ہیں۔ بھنڈی کھانے سے جسم میں موجود کولاجن (Collagen) کی مقدار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ کولاجن سکن یا جلد میں ہوتا ہے۔ حمل کی وجہ سے جلد پر جو نشانات پڑ جاتے ہیں، انھیں دور کر دیتا ہے۔ دوران حمل جلد پر اگر داغ دھبے پڑ جائیں تو چند بھنڈیاں کاٹ کر انھیں اس وقت تک پانی میں ابالیں۔ پھر چمچے سے دبا دبا کر انھیں مسل لیں اور گاڑھی بنالیں۔ اور اسے داغ دھبوں پر لگائیں۔ داغ دھبے دور ہو جائیں گے۔ ☆☆

انتباہ: بھنڈی کو جتنا زیادہ بھونا جائے گا اسی قدر اس کے فوائد کم ہوں گے۔ بدہضمی، گیسٹرو و پیچش کی وبا میں بھنڈی کھانا مضر صحت ہے۔ ☆☆

پپیتے کے بیجوں سے علاج کیجئے

راحیلہ مغل

پاکستان میں پپیتا عام طور پر پیٹ کے مختلف امراض خصوصاً قبض کا علاج کرنے کیلئے کھایا جاتا ہے اور اس کے بیج پھینک دیے جاتے ہیں۔ لیکن غذائی ماہرین کا کہنا ہے کہ پپیتے کے بیج بہت سی بیماریوں کے علاج میں ہمارے قدرتی مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ حالیہ برسوں کے دوران کی گئی مختلف طبی تحقیقات سے پپیتے کے بیجوں کے کئی فوائد سامنے آ چکے ہیں جن کا تعلق جگر، آنتوں، معدے اور گردوں وغیرہ تک سے ہے۔ البتہ پپیتے کے بیجوں کا ذائقہ کیونکہ تلخ ہوتا ہے اس لیے ماہرین کا مشورہ ہے کہ انہیں خشک کرنے کے بعد پیس لیا جائے اور شہد کی معمولی سی مقدار میں ملا کر روزانہ تھوڑا تھوڑا استعمال کیا جاتا رہے تو اس سے کئی فائدے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ جگر کو زہریلے اور فاسد مادوں سے پاک کرنے کے لیے پپیتے کے بیجوں کا استعمال روایتی چینی طب میں ہزاروں سال سے کیا جا رہا ہے اور اب یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ معمولی لیے مفید ہیں جبکہ یہ آنتوں میں موجود اچھا اور خلیوں کو نہ صرف ختم کرتے ہیں بلکہ انہیں دوبارہ پیدا ہونے سے بھی روکتے ہیں۔ ایک اور طبی مطالعے سے معلوم ہوا ہے کہ پپیتے کے بیج السر سے بھی بچاتے ہیں۔ ماہرین نے دریافت کیا ہے کہ پپیتے کے بیجوں میں پاپائین اور کائموپاپائین نامی دو قدرتی خامرے (اینزائمز) پائے جاتے ہیں جو سوزش کم کرنے اور صحت یابی کا عمل بہتر بنانے کی قدرتی صلاحیت کیمیائی مادوں سے جگر کو محفوظ کرنے میں یہ بیج بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جگر کا سکڑ جانا (طبی اصطلاح میں "سروسس" کہا جاتا ہے) ایک خطرناک کیفیت ہے جس کا نتیجہ موت کی صورت میں [...] ہے لیکن اگر اس کیفیت میں پپیتے کے بیج [...] کر لیے جائیں تو جگر کی کارکردگی بحال ہونے لگتی ہے اور یہ اپنی معمول کی جسامت پر واپس آ جاتا ہے۔ البتہ اگر آپ کی طبیعت گوارا کرے تو آپ پپیتے کے ساتھ اس کے بیج بھی کھا سکتے ہیں۔ پپیتے کے گودے کی طرح اس کے بیج بھی غذائی نالی سے لے کر چھوٹی آنت تک، نظام ہاضمہ کے بہترین کے سے مالا مال ہیں اور انہی کی وجہ سے دمے اور گٹھیا کی مختلف اقسام میں پپیتے کے بیجوں سے فائدہ ہوتا ہے۔ لاطینی امریکہ کے روایتی طریقہ علاج میں پپیتے کے بیجوں کا پیسٹ بنا کر جسم کے جلے ہوئے حصوں اور زخموں کا علاج کرنے کے لیے استعمال کرایا جاتا ہے۔ اور تو اور، پپیتے کے بیج ہمارے گردوں کو کھانے پینے کی چیزوں میں شامل اجزا کے زہریلے اثرات سے محفوظ رکھتے ہیں اور یوں گردوں کی صحت بہتر رہتی ہے۔ بلڈ پریشر معمول کے مطابق رکھنے میں بھی پپیتے کے بیجوں کا استعمال بہت مفید پایا گیا ہے جبکہ افریقہ میں کی گئی ایک تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان میں "فلیوونوئیڈز" نامی مادے بھی پائے جاتے ہیں جن کی بدولت ہمارے جسم کو کینسر سے بچنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

ہومیوپیتھی مشورے

ڈاکٹر عثمان طارق

پرانا زکام

شفیق علی ——— قصور

سوال:۔ ڈاکٹر صاحب! مجھے نزلہ بہت پرانا ہے لیٹتا ہوں تو سانس منہ کے ذریعے لینا پڑتا ہے۔ خشکی کا احساس ہوتا ہے اخراج کم ہے مگر جلن دار ہوتا ہے۔ مہربانی فرما کر میرے لئے کوئی شافی دوا تجویز فرمائیں۔

جواب:۔ آپ Lycopodium-30 دوائی کے 5،5 قطرے صبح، دوپہر، شام اور رات کو 2 گھونٹ پانی ملا کر پئیں۔ انشاء اللہ جلدی افاقہ ہوگا۔

چہرے پر دانے

عروج نصیر ——— حیدرآباد

سوال:۔ ڈاکٹر صاحب! میں ایک طالب علم ہوں میری عمر 17 سال ہے میرے ناک کے ارد گرد اور تھوڑی پر دانے ہیں جن کی وجہ سے میں احساس کمتری کا شکار ہوں۔ براہ مہربانی آپ کوئی مفید سی دوائی تجویز کریں۔

جواب:۔ آپ Astcvias Rubens-30 دوائی کے 5،5 قطرے نصف کپ پانی میں ملا کر صبح، دوپہر، شام استعمال کریں۔ انشاء اللہ آپ کو چند دنوں میں ہی فائدہ ہوگا۔

سر میں کھجلی

نور فاطمہ ——— کراچی

سوال:۔ ڈاکٹر صاحب! میرے سر میں شدید کھجلی ہے خارش بھی ہوتی ہے سر میں پھنسیاں ہیں۔ آپ کوئی ایسی دوا دیں جس سے میرے تمام مسائل حل ہو جائیں۔

جواب:۔ آپ Vinca Minor-30 دوائی کے 5،5 قطرے دن میں چار مرتبہ صبح، دوپہر، شام اور رات کو نصف کپ پانی میں ملا کر پئیں۔ انشاء اللہ آپ کو جلد فائدہ ہوگا۔

کام کی زیادتی

سلیم اشرف ——— فیصل آباد

سوال:۔ میری عمر بتیس سال ہے ایک فیکٹری میں کام کرتا ہوں اکثر اوور ٹائم بھی لگاتا ہوں۔ جس کی وجہ سے نیند پوری نہیں ہوتی ہے نہ ہی دن کو آرام ملتا ہے۔ کام کی زیادتی کی وجہ سے تھکن بہت ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے جسم ڈھیلا ڈھالا رہتا ہے۔ کوئی مفید دوائی تجویز کریں۔

جواب:۔ کام اپنی جگہ آرام اپنی جگہ مناسب ہوگا کہ آرام بھی کریں اور کام بھی کریں۔ مگر اعتدال سے۔ آپ Avena Sativa-Q دوائی کے 15،15 قطرے دن میں 3 مرتبہ نصف کپ پانی میں ملا کر استعمال کریں۔ فائدہ ہوگا۔

خشک زبان

عباس علی ——— ساہیوال

سوال:۔ ڈاکٹر صاحب! میری عمر 44 سال ہے مسئلہ یہ ہے کہ میری زبان اکثر خشک رہتی ہے مجھے اپنے پاس ہر وقت پانی رکھنا پڑتا ہے۔ وقفے وقفے سے پانی پیتا رہتا ہوں۔ براہ کرم میرے لئے کوئی اچھی سی دوائی تجویز کریں۔

جواب:۔ آپ Arsertc Album-30 دوائی کے 5،5 قطرے دن میں چار مرتبہ صبح، دوپہر، شام اور رات کو نصف کپ پانی میں ملا کر استعمال کریں۔ آپ کی زبان کی خشکی کا مسئلہ ختم ہو جائے گا۔

معدے کا درد

اکرم ندیم ——— راولپنڈی

سوال:۔ ڈاکٹر صاحب! میری عمر 32 سال ہے مسئلہ یہ ہے کہ پچھلے 2 سال سے میں معدے کی تکلیف میں مبتلا ہوں۔ میرے معدے کے منہ پر سوزش ہو جاتی ہے۔ اگر بریانی اور پائے کھا لوں تو تنگ آ گیا ہوں۔ براہ مہربانی میرے لئے کوئی مفید دوائی تجویز کریں۔

جواب:۔ آپ Kali Btch-30 دوائی کے 5،5 قطرے دن میں چار مرتبہ صبح، دوپہر، شام اور رات کو نصف کپ پانی میں ملا کر پی لیا کریں۔

1987ء سے خدمت میں مصروف
LEUCODERMA-VITILIGO
پھلبہری
سفید داغ قابلِ علاج مرض
Steroids Free Most Progressive Treatment
ایوارڈ یافتہ اجمل زیدی (ہربلسٹ) کے دورہ پاکستان کا مستقل پروگرام

شہر	تاریخیں	قیام
پشاور	یکم فروری تا 11 فروری، یکم جون تا 11 جون، یکم اکتوبر تا 11 اکتوبر	ہوٹل امین، جی ٹی روڈ نزد ... چوک پشاور شہر، فون: 091-2218215-19، موبائل: 0300-8566188
لاہور	14 فروری تا 27 فروری، 14 جون تا 27 جون، 14 اکتوبر تا 27 اکتوبر	گلف سنٹر، آفس نمبر 16 ... نمبر 10 ...، موبائل: 0300-8566188
کراچی	13 مارچ تا 27 مارچ، 13 جولائی تا 27 جولائی، 13 نومبر تا 27 نومبر	فارچون سنٹر، آفس نمبر 706 ... KFC کراچی، فون: 021-7012068-69، موبائل: 0300-8566188
ملتان	28 مارچ تا 6 اپریل، 28 جولائی تا 6 اگست، 28 نومبر تا 7 دسمبر	ہوٹل سلور سینڈ، ... ملتان، فون: 061-4518061-62، موبائل: 0300-8566188
اسلام آباد	8 اپریل تا 30 مئی، 8 اگست تا 30 ستمبر، 9 دسمبر تا 30 جنوری	... مرکز G-8/1 اسلام آباد، فون: 051-2255880، موبائل: 0300-8566188

Ad Aaj

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ویمن کرکٹ عالمی کپ میں ناقص کارکردگی

شکست کے ذمہ داروں کا تعین ضروری؟

■ ٹی ایم بٹ

خواتین کرکٹ کا عالمی میلہ گزشتہ دنوں انگلینڈ کے سبزہ زاروں پر منعقد ہوا۔ ایک ماہ تک جاری رہنے والے میگا ایونٹ نے دنیا بھر کے شائقین کو اپنی گرفت میں لئے رکھا۔ پورے ٹورنامنٹ کے دوران انتہائی دلچسپ مقابلے دیکھنے میں آئے۔ دفاعی چیمپئن آسٹریلیا کی ٹیم سیمی فائنل میں بھارتی ٹیم کیخلاف شکست کھا کر فائنل کی دوڑ سے باہر ہو گئی۔ فائنل میزبان انگلینڈ اور بھارتی ٹیم کے درمیان کھیلا گیا۔ انگلش ٹیم نے پہلے کھیلتے ہوئے 227 رنز کا ہدف دیا۔ ایک مرحلے پر یوں دکھائی دیتا تھا کہ بھارتی ٹیم پہلی مرتبہ میگا ایونٹ جیت کر عالمی چیمپئن بن جائے گی مگر قسمت کی دیوی اس پر مہربان نہ تھی۔ آخری ستائیس رنز پر بھارت کی 7 وکٹیں خزاں کے پتوں کی طرح گر گئیں۔ یوں انگلش ٹیم چوتھی مرتبہ خواتین کی عالمی چیمپئن بن گئی۔ قومی ٹیم ایک مرتبہ پھر توقعات پر پورا نہ اتر سکی۔ جنوبی افریقہ کیخلاف ٹورنامنٹ کے ابتدائی میچ میں زبردست مقابلہ کیا لیکن آخری لمحات میں دباؤ میں آ کر شکست کھا گئی۔

خواتین عالمی کپ 2017ء میں مجموعی طور پر 8 ٹیموں نے ٹورنامنٹ میں شرکت کی۔ 2013ء کے عالمی کپ کی طرح اس مرتبہ بھی قومی ٹیم کوئی میچ نہ جیت سکی۔ 2009ء کے عالمی کپ میں پاکستان نے سری لنکا اور ویسٹ انڈیز کو شکست دیکر اگلے مرحلے میں کھیلنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اس سے قبل بھی عالمی کپ میں قومی ٹیم کوئی میچ نہ جیت سکی تھی۔ کپتان ثناء میر کی قیادت میں قومی ٹیم بلند بانگ دعوؤں کے ساتھ میگا ایونٹ کیلئے روانہ ہوئی مگر توقعات پر پورا نہ اتر سکی۔ آخری میچ میں سری لنکا کیخلاف 15 رنز سے شکست کھا کر ناکام و نامراد وطن لوٹ آئی۔ آخری میچ دوران ٹیم مینجمنٹ اور کپتان ثناء میر کے درمیان کشیدگی کی خبریں بھی میڈیا میں آ گئیں۔ واقفان حال کا کہنا ہے کہ آخری میچ میں ثناء میر نے ٹیم مینجمنٹ سے مشورہ کئے بغیر ٹیم میدان میں اتاری۔ انہیں کپتانی سے ہٹا کر بسمہ معروف کو کپتان بنانے کی خبریں سرگرم ہیں۔ دوسری جانب ثناء میر کی جانب سے کرکٹ کو خیرباد کہنے کی خبریں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ اب اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا اس کا فیصلہ آنیوالے دنوں میں ہو جائیگا۔

پی سی بی پر سابق کرکٹرز اور عوام کی جانب سے عالمی کپ میں خواتین کرکٹ ٹیم کی ناقص کارکردگی کے ذمہ داروں کا تعین کرنے کیلئے سخت دباؤ ہے۔ سابق چیئرمین پی سی بی شہریار نے بھی میگا ایونٹ میں ناقص کارکردگی کا سخت نوٹس لیا۔ شنید ہے کہ آنے والے دنوں میں نہ صرف ٹیم مینجمنٹ بلکہ قومی ٹیم میں بھی بڑی تبدیلیوں کی پیش گوئی کی جا رہی ہے۔

عالمی کپ میں قومی ٹیم کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو پاکستانی پلیئرز کی فٹنس کا معیار دیگر ٹیموں سے کہیں کم تھا۔ تکنیکی اعتبار سے بھی پاکستانی پلیئرز میں کمی دکھائی دی۔ مستند بلے باز بسمہ معروف عالمی کپ کے آغاز میں ہی انجری کا شکار ہو کر ٹورنامنٹ سے باہر ہو گئی تھیں۔ اس کی عدم دستیابی کی وجہ سے قومی ٹیم کو بہت زیادہ نقصان پہنچا۔ بسمہ معروف ایک اچھی آل راؤنڈر ہیں۔ انٹرنیشنل میچز میں قومی ٹیم کی جانب سے سب سے زیادہ رنز اور 27 بلے بازوں کو پویلین کی راہ دکھا چکی ہیں۔ وہ واحد پاکستانی بلے باز ہیں جنہوں نے انگلینڈ سے کرکٹ کی تربیت حاصل کی۔ انہیں قومی ٹیم کی مستند ترین بلے باز کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

پاکستان میں خواتین کرکٹ کی سرگرمیوں کا آغاز نئی صدی سے قبل ہو گیا تھا۔ قومی ٹیم کی کچھ معنوں میں تیاری 2003-04ء میں ہوئی جب امتیاز احمد مرحوم کو ویمن کرکٹرز کی تربیت کا ٹاسک سونپا گیا۔ انہوں نے ویمن کرکٹ ٹیم کی تیاری کی ذمہ داری کو بڑے احسن انداز میں نبھایا۔ 2010ء کے ایشیا کپ کی کامیابی میں ان کی تیاری کا نمایاں حصہ تھا مگر پی سی بی کی جانب سے کامیابی کی تقریب میں انہیں مدعو نہیں کیا گیا تھا جس کا مرحوم امتیاز احمد نے سخت گلہ کیا تھا۔

عالمی کپ میں قومی ٹیم کی شکست کا تعین کرنا از حد ضروری ہے۔ ورنہ مستقبل میں بھی ناکامیوں کیلئے تیار رہنا ہوگا۔ جہاں تک پی سی بی کی جانب سے ترجیحی سہولت فراہم کرنے کا تعلق ہے تو کراچی میں کیمپ لگا کر خواتین کرکٹرز کو بھرپور تربیت دی گئی۔ وہاں ان کی خامیوں پر بھی کام کیا گیا۔ ہمسایہ ملک بھارتی ٹیم کی کوچنگ سینئر کرکٹر جیتے مکرک کے ذمے ہے۔ وہ تکنیکی اعتبار سے بھی خاصے مضبوط ہیں مگر ہمارے ہاں یہ ذمہ داری طویل عرصے سے فرسٹ کلاس عظیم رشید اور منصور رانا نے سنبھال رکھی ہے۔ دونوں بے حد مخلص کرکٹرز ہیں مگر انٹرنیشنل کرکٹ کیلئے جس معیار کی ضرورت ہے۔ اس کیلئے شاید وہ پورے نہ اترتے ہوں۔

خواتین کرکٹرز کو بھی اب یہ گلہ نہیں ہونا چاہئے کہ انہیں ترجیحی کیپ اور مرد کرکٹرز کی طرح وسائل کم مہیا کئے جاتے۔ انہیں انٹرنیشنل میچز کے خاصے معقول پیسے ملتے ہیں۔ کئی کھلاڑی ایک دہائی سے زائد عرصہ سے قومی ٹیم کا حصہ ہیں۔ ابھی تک قومی ٹیم کی بیٹنگ لائن اپ میں وہ گہرائی نہیں آ سکی جو انٹرنیشنل کرکٹ کا تقاضا ہے۔ البتہ بعض کرکٹرز انفرادی طور پر اچھا کھیل پیش کرتی لیکن ٹیم سپرٹ اور اتحاد کی کمی نظر آتی ہے۔ ماضی میں کئی فاسٹ باؤلرز قومی کرکٹ ٹیم کی طرف سے ایکشن میں دکھائی دیتی تھیں مگر حالیہ میگا ایونٹ میں اس کا فقدان پایا گیا۔ اسماویہ اقبال کی گیندیں بمشکل وکٹ کیپر تک پہنچ پاتیں۔ البتہ سپن باؤلنگ میں قومی ٹیم کی کارکردگی اچھی رہی مگر اسے بھی انٹرنیشنل معیار نہیں کہا جا سکتا۔

ویمن کرکٹ ٹیم کو انٹرنیشنل سطح پر مضبوط بنانے کیلئے ڈومیسٹک کرکٹ کے ڈھانچے کو مضبوط کرنا از حد ضروری ہے۔ آج ویمن کرکٹ ٹیم کے سالانہ کئی ٹورنامنٹ شیڈول ہیں۔ ڈومیسٹک سطح پر ہونے والے ٹورنامنٹس میں تمام ٹیموں کو میرٹ کو سو فیصد یقینی بنانا چاہئے۔ ایسی لڑکیوں کو قومی ٹیم میں آنے کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے جو جسمانی طور پر مضبوط ہوں۔ ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ کیلئے ابھی سے ٹیم تشکیل دے دینی چاہئے تاکہ میگا ایونٹ میں بہتر نتائج حاصل کئے جا سکیں۔ چار ویمن ٹیمیں تشکیل دے کر ان کے درمیان زیادہ سے زیادہ میچز کرائے جائیں۔ فاسٹ باؤلنگ کے شعبے اور فیلڈنگ کے معیار کو بہتر بنانے پر زیادہ زور دیا جائے۔ ورنہ آئندہ بھی بہتر نتائج کی توقع رکھنا فضول ہوگا۔

ثناء میر کی قیادت میں قومی کرکٹ ٹیم میگا ایونٹ کے دوران ایک میچ بھی نہ جیت سکی

بسمہ معروف کو ون ڈے فارمیٹ کا کپتان بھی بنائے جانے کی خبریں سرگرم ہیں

امتیاز احمد مرحوم نے خواتین کرکٹ کو مضبوط بنانے کا ٹاسک عمدگی سے نبھایا تھا

میگا ایونٹ کے دوران فاسٹ باؤلنگ کا شعبہ خاصا کمزور دکھائی دیا

فلائنگ برڈ آف ایشیاء

عبدالخالق

عظیم اتھلیٹ نے دنیا بھر میں ملک کا نام روشن کیا

■ فرحان خان

کیا آپ جانتے ہیں کہ ایشیاء کا تیز ترین اور فلائنگ برڈ آف ایشیا کون تھا؟ یقینی طور پر قارئین کرام اس کے بارے میں جاننا چاہتے ہوں گے۔ وہ کوئی اور نہیں عبدالخالق مرحوم تھا جو 1933ء میں چکوال کے ایک گاؤں جنڈ اعوان میں پیدا ہوا۔ وہ اپنے علاقے کی کبڈی ٹیم کا معروف کھلاڑی تھا۔ بریگیڈیئر روڈہم جو کہ اس وقت کے پاکستان آرمی سپورٹس بورڈ کے سربراہ تھے۔ انہوں نے کبڈی کے ایک میچ کے دوران عبدالخالق کے کھیل سے متاثر ہو کر اسے پاک آرمی میں بھرتی کر لیا۔ مستقبل میں انہوں نے ثابت کیا کہ ان کا انتخاب غلط نہیں تھا۔

1956ء کی اولمپکس گیمز میں حصہ لینے والے عبدالخالق کو بھارتی وزیر اعظم آنجہانی جواہر لعل نہرو نے "فلائنگ برڈ آف ایشیاء" کے خطاب سے نوازا۔ عظیم اتھلیٹ نے ملک کیلئے 36 گولڈ، 15 انٹرنیشنل سلور اور 12 برونز انٹرنیشنل میڈلز جیتے۔ 100، 200 اور 400 میٹر ریلے ریس میں ان کی کارکردگی انتہائی شاندار رہی۔

عبدالخالق نے 1954ء، 1958ء کی ایشین گیمز میں حصہ لیا۔ 1954ء منیلا میں 100 میٹر کا فاصلہ اس نے اعشاریہ چھ سیکنڈز میں طے کر کے گزشتہ دس اعشاریہ آٹھ سیکنڈ بھارتی اتھلیٹ لیوی پینٹو کے ریکارڈ کو توڑ ڈالا۔ اس مقابلے کے دوران جواہر لعل نہرو نے انہیں فلائنگ برڈ آف ایشیاء کے خطاب سے نوازا۔ اسی سال انہیں ایشیاء کے تیز ترین اتھلیٹ کا خطاب بھی دیا گیا۔ یہ کارنامہ انہوں نے 21 سال کی عمر میں انجام دیا۔ ایشیاء کے تیز ترین اتھلیٹ کا خطاب حاصل کرنیوالے پہلے ایشیائی اور پاکستانی اتھلیٹ تھے۔ 1954ء کی ایشیائی گیمز میں پاکستان نے 13 میڈلز کے ساتھ چوتھی پوزیشن حاصل کی جس میں عبدالخالق کی کارکردگی کا اہم رول تھا۔

1956ء کے میلبورن اور 1960ء کے روم اولمپکس میں پاکستان کی نمائندگی کا اعزاز حاصل کیا۔ میلبورن اولمپکس کی 200 میٹر ریس کے پہلے دو راؤنڈ میں پہلے نمبر پر رہے۔ 1958ء کی ایشین گیمز میں اپنے اعزاز کا کامیابی سے دفاع کیا۔ صدر ایوب نے عبدالخالق کو 1958ء میں "پرائیڈ آف پرفارمنس" سے نوازا۔

انگلینڈ میں ٹریننگ سیشن کے دوران برطانوی نمبرون اور نمبرون چیمپئن اور سپرز کو شکست سے دوچار کیا۔ 100 میٹر ہارڈ ٹریک مقابلہ 10.1 سیکنڈز میں جیتا حالانکہ اس روز سخت بارش ہوئی تھی۔ 15 برس بعد پی سی ہانگ کے اتھلیٹس کو شکست دیکر ناقدین کو حیران کر دیا۔ ناصور کو چرچ کا کہنا تھا کہ ان کی بیٹنگ ٹریک پر کارکردگی 9.5 سیکنڈ کے برابر تھی۔ 100 میٹر ریس 10.4 سیکنڈز میں جیت کر آسٹریلیا کا قومی ریکارڈ بھی برابر کر دیا۔

1956ء میلبورن اولمپکس میں عبدالخالق نے کیریئر کی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ 100 اور 200 میٹرز ریسز میں 21.1 سیکنڈز میں فاصلہ طے کیا جو بہترین کارکردگی قرار پائی۔ میلبورن اولمپکس میں ان کی کارکردگی نامور اتھلیٹ سے کہیں بہتر تھی۔ ایتھنز 100 میٹرز ورلڈ ملٹری گیمز میں عبدالخالق نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ ڈبلن اتھلیٹکس گیمز 100 میٹر دوڑ میں برطانیہ کے ڈی راہرٹو 9.8 سیکنڈ میں فاصلہ طے کر کے شکست دی۔

عبدالخالق نے انٹرنیشنل سطح پر ہمیشہ ملک کا سبز ہلالی پرچم سربلند کیا اور ملک کیلئے 36 گولڈ میڈل جیت کر نئی تاریخ مرتب کی۔ ان تمام کامیابیوں کے باوجود انہوں نے گمنامی کی زندگی بسر کی اور کسمپرسی میں 10 مارچ 1988ء کو وفات پائی لیکن افسوس کہ اس عظیم ہیرو کو فراموش کر دیا گیا۔

ساٹھ کی دہائی میں صدر ایوب خان نے پاک بھارت تعلقات کی بہتری کیلئے لاہور میں ایک ریس منعقد کروائی جس میں بھارت کی طرف سے ملکھا سنگھ اور پاکستان کی طرف سے عبدالخالق مدمقابل ہوئے لیکن اس ریس میں عبدالخالق ہار گیا کیونکہ صدر ایوب ملکھا سنگھ کو جیتا ہوا دیکھنا چاہتے تھے تاکہ جیت کا سہرا ان کے سر بندھے اور تعلقات میں بہتری کی راہ ہموار ہو سکے۔

زندہ قومیں اپنے محسنوں اور عظیم کھلاڑیوں کو ہمیشہ یاد رکھتی ہیں لیکن ہم نے اپنے ہیرو کی اس قربانی کو بھی فراموش کر دیا جبکہ بھارت نے 2013ء میں ملکھا سنگھ پر "بھاگ ملکھا بھاگ" کے نام سے فلم بنا کر اسے ہمیشہ کیلئے تاریخ کے اوراق میں امر کر دیا اور ہم نے عبدالخالق کو ہمیشہ کیلئے فراموش کر دیا۔ عبدالخالق ملکھا سنگھ سے بہت بڑا اتھلیٹ تھا۔ عبدالخالق کا نام اولمپکس میں بھی رہا اور دنیا کے کونے کونے میں بھی گونجتا رہا۔ عبدالخالق نے بہت سے ریکارڈز بھی بنائے جبکہ ملکھا سنگھ صرف ایشیاء تک محدود رہا۔ آج قومی ہیرو کا نام تک کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی کہیں ملتا ہے۔ اگر اس عظیم ہیرو کا نام کہیں ملتا ہے تو وہ بھی بھارتی فلم میں جہاں عالمی ریکارڈ یافتہ ہیرو کو ہارتا ہوا دکھایا گیا ہے جو انتہائی افسوس ناک بات ہے۔

بھارتی وزیر اعظم آنجہانی جواہر لعل نہرو نے انہیں "فلائنگ برڈ آف ایشیاء" کے خطاب سے نوازا تھا

انہوں نے ملک کیلئے 36 انٹرنیشنل گولڈ، 15 سلور اور 12 براؤنز میڈلز جیتے

صدر ایوب مرحوم نے 1958ء میں انہیں "پرائیڈ آف پرفارمنس" سے نوازا

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

تلواروں، ڈنڈوں مسلح آہنسا کے پجاریوں کا ننگا ناچ

جھاراشٹر میں مسلمان باڈی بلڈر کا وحشیانہ قتل

نام نہاد سیکولر میڈیا کی مقتول کو گینگسٹر ثابت کرنے کی مذموم کوششیں!!

■ کامران امجد خان
kamranamjadkhan@gmail.com

بھارت ایک طرف سیکولر ملک ہونے کا دعویٰ کرتا ہے دوسری طرف اس کی مختلف ریاستوں میں انتہا پسندی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ "گاؤ ماتا" کے حوالے سے تنگ نظری کی بے شمار مثالیں خود ہندوستانی میڈیا میں نمایاں جگہ پاتی رہی ہیں۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک جیسے روشن خیال مسلمان مبلغ کو ہندو انتہا پسندی کے باعث ملک چھوڑنا پڑا۔ بھارت میں اداکاروں سے لیکر ہر شعبے کے مسلمانوں کو ہندوؤں کی تنگ نظری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ کھیلوں کا شعبہ بھی ہندو انتہا پسندوں سے محفوظ نہیں۔ مسلمان کھلاڑیوں کے خلاف بھی انتہا پسندی عروج پر ہے۔ جس کا واضح ثبوت حال ہی میں بھارتی ریاست مہاراشٹر میں سامنے آیا ہے جہاں جنونی ہندوؤں نے ایک مسلمان باڈی بلڈر کے خلاف نفرت و تنگ نظری کے باعث بے رحمی و وحشیانہ پن کی ایسی مثال قائم کی ہے جس کی مثال شاید جانوروں میں بھی تلاش نہ کی جا سکے۔ تلواروں اور ڈنڈوں سے مسلح ہندو جنونیوں نے نوید پٹھان نامی نہتے تنہا مسلمان باڈی بلڈر کو سر بازار تلوار اور ڈنڈوں کے وار کر کے قتل کر دیا۔

نوید پٹھان مقامی سطح پر باڈی بلڈنگ کے کئی مقابلوں میں حصہ لے چکا تھا اور بعض میں کامیابی بھی حاصل کر رکھی تھی۔ مقامی لوگوں میں اسے اچھی خاصی شہرت حاصل تھی۔ مگر ہندو انتہا پسندوں کو نوید پٹھان کی کامیابی اور ہندو نوجوانوں سے آگے بڑھنا ایک آنکھ نہ بھایا۔ انہوں نے تھوڑا عرصہ تو اسے برداشت کیا مگر جب اسکی کامیابیوں سے حسد نفرت اور اُن کے جنون میں تبدیل ہوگئی تو پھر انھوں نے اسے اپنے جنونی ہندوانہ تعصب کا نشانہ بنانے کی ٹھان لی۔ نوید پٹھان مقامی چائے خانہ پر بیٹھا چائے پی رہا تھا جب تلواروں ڈنڈوں سے مسلح دس گیارہ ہندو انتہا پسندوں نے نوید کو گھیر لیا۔ نوید اس وقت بالکل نہتا اور اکیلا تھا۔ سی سی ٹی وی فوٹیج سے پتہ چلتا ہے کہ 11 مسلح افراد نوید کو گھسیٹتے ہوئے لائے اور اس پر تلواروں اور ڈنڈوں سے وار کرنے شروع کر دیئے۔ نوید کے جسم سے خون کے فوارے اُبلتے رہے لیکن جیسے جیسے ہندو جنونیوں کا وحشیانہ پن مزید بڑھتا گیا۔ بتایا جاتا ہے کہ وہ اس نہتے انسان پر رحم کرتے وہ اس بے گناہ شخص پر مسلسل وار کرتے رہے اس کے جسم کو چھلنی کرتے رہے۔ رپورٹس کے مطابق نوید پٹھان کو 27 بار تلوار سے نشانہ بنایا گیا۔ اس کی گردن، پیٹ، ٹانگوں اور باقی پورے جسم پر بار بار وار کئے گئے۔ حتیٰ کہ اس کے خون سے اردگرد کی تمام زمین سرخ ہو گئی مگر قاتلوں نے پھر بھی بس نہیں کی اور کئی لوگ مل کر اسکا بدن تلوار سے کاٹتے رہے۔ ان میں سے بعض جنونی تلوار سے وار کرتے کرتے تھک جاتے تو تھوڑی دیر رُک جاتے اور پھر دوبارہ وار کرنے لگتے۔

حیرت کی بات یہ تھی کہ ان جنگلی درندوں سے بھی بدتر ہندو جنونیوں کو نہ پولیس کا کوئی خوف تھا اور نہ اس بات کی فکر کہ انہیں کوئی دیکھ رہا ہے۔ بلکہ وہ جانتے تھے کہ کوئی انہیں پوچھنے یا روکنے والا نہیں۔

باڈی بلڈنگ کا کھیل انتہائی مشکل اور وقت مانگتا ہے۔ ایک باڈی بلڈر کو اس کھیل میں کئی سال تک محنت کرنا پڑتی ہے تب جا کر وہ اس قابل ہوتا ہے کہ مقامی سطح کے مقابلوں میں شریک ہو سکے۔ اس کے لئے اچھی خاصی خوراک، سپلیمنٹ اور دیگر اشیاء کی ضرورت پڑتی ہے۔ نوید پٹھان نے بھی برسوں کی محنت کے بعد خود کو اس قابل بنایا تھا کہ اس کھیل کے کئی مقابلوں میں کامیابی حاصل کی۔

اس سارے واقعہ کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ظلم و بربریت کی اس وحشیانہ واردات پر کارروائی کے بجائے مقامی پولیس نے اس واردات کو دو مجرمانہ گروپوں کی باہمی دشمنی کا شاخسانہ قرار دے دیا۔ یہی نہیں بلکہ پولیس نے نوید پٹھان کو رفیق الدین نامی مقامی گینگسٹر کا نام دیکر ہندوؤں کے وحشیانہ پن پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی اور اپنی رپورٹ میں یہ بھی کہا کہ رفیق الدین نامی مقتول دراصل ایک عادی مجرم اور 30 سے زیادہ مقدمات میں ملوث تھا۔ چونکہ وہ مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث تھا اس لیے اس کی دیگر جرائم پیشہ لوگوں سے دشمنیاں بھی چل رہی تھیں۔ پولیس کے مطابق اس کا قتل ممکنہ طور پر گینگ وار کا نتیجہ تھا۔ بھارت کا نام نہاد سیکولر میڈیا بھی اسی کوشش میں مصروف ہے کہ اس وحشیانہ قتل کو گینگ وار کا نتیجہ قرار دیکر ہندو وحشیانہ پن پر پردہ ڈال دیا جائے۔

11 مسلح جنونیوں نے نوید پٹھان کو سرعام قتل کیا، ویڈیو وائرل ہوگئی

عادی مجرم اور 30 سے زیادہ مقدمات میں ملوث تھا۔ چونکہ وہ مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث تھا اس لیے اس کی دیگر جرائم پیشہ لوگوں سے دشمنیاں بھی چل رہی تھیں۔ پولیس کے مطابق اس کا قتل ممکنہ طور پر گینگ وار کا نتیجہ تھا۔ بھارت کا نام نہاد سیکولر میڈیا بھی اسی کوشش میں مصروف ہے کہ اس وحشیانہ قتل کو گینگ وار کا نتیجہ قرار دیکر ہندو وحشیانہ پن پر پردہ ڈال دیا جائے۔

نیم مُردہ ہونے کے باوجود انتہا پسند اس کا جسم تلواروں سے چھلنی کرتے رہے

بھارتی میڈیا نے یہاں تک کہہ دیا کہ مقتول دراصل ایک عادی مجرم ہے جس پر قتل، ڈکیتی اور دیگر کئی جرائم کے مقدمات درج تھے۔

مگر بھارتی میڈیا کی مذموم کوششوں کا بھانڈا نوید پٹھان کو اچھی طرح پہچاننے والے مقامی لوگوں نے پھوڑ دیا۔ ان لوگوں نے نہ صرف نوید پٹھان کی درست شناخت بتائی بلکہ سوشل میڈیا پر واضح طور پر بتایا کہ مقتول نوید پٹھان ایک کھلاڑی تھا اور اس کا جرائم پیشہ لوگوں سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اسے دراصل مسلمان ہونے کے جرم میں قتل کیا گیا ہے۔ پولیس اور میڈیا جان بوجھ کر اس سارے معاملے کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

بھارتی میڈیا اس واقعہ کو چھپانے اور اسے غلط رنگ دینے کی جتنی مرضی کوشش کرلے مگر آج کے دور میں سچ کو دبایا نہیں جا سکتا اور سچ یہی ہے کہ بھارت کا اصلی چہرہ یہی ہے۔ بھارت میں مسلمان ہونا جرم بن گیا ہے۔ ہندو کسی شعبے میں بھی مسلمانوں کو برداشت کرنے پر تیار نہیں اور اب کھیل بھی ان کی اس تنگ نظری اور تعصب سے محفوظ نہیں رہے۔ پہلے تو کسی مسلمان کھلاڑی کو آگے بڑھنے ہی نہیں دیا جاتا اور اگر کوئی تمام رکاوٹوں اور مشکلات کو پار کر کے آگے بڑھ جائے تو اس کیساتھ وہی سلوک کیا جاتا ہے جو نوید پٹھان کیساتھ کیا گیا ہے۔ دنیا کے سامنے سیکولرازم کا پرچار کرنے والا اور پاکستان میں انتہا پسندی کا پراپیگنڈہ کرنے والا بھارت خود انتہا پسندی، نفرت اور جنونیت کے بھنور میں پھنس چکا ہے اور اب دنیا کے سامنے بھی اس کا اصل چہرہ بے نقاب ہو چکا ہے۔

پولیس نے مقتول کو رفیق الدین نامی گینگسٹر اور قتل کو باہمی دشمنی کا نتیجہ قرار دیا

بھارتی مسلمان کھلاڑیوں کے خلاف تعصب

بھارت میں مسلمانوں کے خلاف جو عمومی نفرت اور تعصب پایا جاتا ہے اس کا شکار مسلمان کھلاڑی بھی بنتے رہے ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بھارتی مسلمان کھلاڑیوں کو ہمیشہ آگے بڑھنے سے روکا گیا ہے اور انھیں اقلیت سمجھ کر دبانے کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔ بھارتی کرکٹ ٹیم کی ہی مثال لے لیجئے۔ کرکٹ ٹیم میں مسلمان کھلاڑیوں کو بہت کم مواقع دیے جاتے ہیں اور جو شامل ہو جاتے ہیں انھیں بھی سخت تعصب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ محمد اکمل الدین اپنی صلاحیتوں کے بل پر کپتان بن گئے مگر انھیں بکنگ بیکٹل میں پھنسا کر بُری طرح رسوا کیا گیا۔ اسی طرح محمد کیف کو بھی سازش کے تحت ٹیم سے نکال باہر کیا گیا۔ حال ہی میں بھارتی فاسٹ بولر محمد شامی کو بھی مقامی ہندو جنونیوں کی طرف سے ہراساں کیا گیا تھا۔

ثانیہ مرزا نے بھارت کے لیے ٹینس کے میدان میں بے مثال کامیابیاں حاصل کی ہیں اور بھارت کا نام روشن کیا ہے۔ وہ ویمن ڈبلز مقابلوں کی نمبر ون کھلاڑی بھی رہی ہیں۔ تاہم ان کا جرم یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں جس کی وجہ سے انھیں وقتاً فوقتاً ہندوؤں کے تعصب اور تنگ نظری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کبھی اُن کے لباس کو لیکر تنقید کی جاتی ہے تو کبھی اُن کی ذاتی زندگی کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ پاکستانی کرکٹر شعیب ملک سے شادی کے بعد تو ثانیہ اور بھی ہندو انتہا پسندوں کے نشانے پر ہیں۔ تنگ نظر بھارتی میڈیا اُن پر تنقید کا کوئی موقع نہیں جانے دیتا۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان میچ میں ثانیہ کے سوشل میڈیا پر اظہار خیال کو بھارت دشمنی قرار دیا جاتا ہے اور کبھی انھیں بھارت چھوڑ کر پاکستان چلے جانے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ اُن کی ذاتی زندگی کے حوالے سے شرمناک سوالات بھی پوچھنے سے دریغ نہیں کیا جاتا۔ ایسے ہی سلوک کی وجہ سے ایک بار ثانیہ باقاعدہ رو پڑی تھیں اور انھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ میری ذاتی زندگی کو لیکر کسی کو تنقید کا کوئی حق نہیں۔

ثانیہ کے علاوہ دیگر مسلمان کھلاڑیوں کو بھی بھارت میں آئے روز نفرت اور تنگ نظری کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ کبھی گائے کا گوشت کھانے پر تو کبھی اپنے مذہبی عقائد کی وجہ سے انھیں ہندوانہ تعصب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

سلیم ناز
nazsaleem80@yahoo.com

سپریم کورٹ کا از خود نوٹس، وزیر اعلیٰ کی اہل خانہ کو تشفی

کمسن یتیم بچی سے درندگی کا معاشرتی المیہ

پنچایت میں دورِ جہالت کے فیصلے

ملتان کے نواحی علاقے مظفر آباد میں ہونے والا واقعہ ظلم اور بربریت کی بدترین مثال ہے

ملتان سے 15 کلومیٹر دور موضع شیر شاہ بستی راجہ پور میں مزدور طبقہ آباد ہے۔ بستی شیر شاہ کے رہائشی حق نواز اور رفیق جانوروں کی خرید و فروخت کا مشترکہ کاروبار کرتے ہیں۔ چند روز قبل رفیق کے بیٹے نوید نے سعید عرف فوجی کے ساتھ مل کر حق نواز کی بیٹی سمل ثمیم کو زیادتی کا نشانہ بنا ڈالا تاہم رفیق نے اپنے بیٹے کو بچانے کے لئے کھیتوں میں کام کرنے والے غریب نوجوان عمر حیات پر نہ صرف تشدد شروع کر دیا بلکہ اس پر سمل ثمیم سے زیادتی کا الزام بھی لگا دیا۔ بستی کے تمام لوگ چونکہ آپس میں رشتہ دار ہیں اس لئے گھر میں ہی پنچایت بلائی اور عمر حیات کی والدہ کنیز مائی کو حکم صادر فرما دیا گیا کہ بیٹی کی عزت کے بدلے میں بیٹی پیش کرو۔ بوڑھی ماں اپنی شادی شدہ دو بیٹیوں کو لے کر پنچایت میں پہنچ گئی مگر رفیق اور حق نواز نے کہا کنواری لڑکی لے کر آؤ۔ مجبوراً کنیز مائی اپنی 16 سالہ بیٹی عذرا بی بی کو لے کر آ گئی کہ شاید اسکا نکاح پڑھوا دیا جائے گا۔ لڑکی کے سامنے آتے ہی حق نواز نے اپنے بیٹے اشفاق کو کہا اسے لے جاؤ اور بدلہ زیادتی کا نشانہ بناؤ۔ اس دوران علاقے کے لوگ جمع ہو گئے اور شور شرابے کی وجہ سے بچی کو نکال لیا گیا۔ یتیم بچی جس کا والد 12 سال قبل فوت ہو چکا ہے ماں کے ساتھ دوسرے گاؤں میں جا چھپی۔ مظلوم خاندان تھانہ مظفر آباد پہنچا تو انہیں دارالامان سنٹر سے رابطہ کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ دوسری طرف حق نواز اور رفیق بھی ثمیم کو لے کر دارالامان سنٹر پہنچ گئے جہاں کا مقدمہ بھی درج کر لیا گیا۔ مظفر آباد واقعہ میں متاثرہ لڑکیوں کی ابتدائی میڈیکل رپورٹ میں زیادتی ثابت ہو گئی ہے جبکہ میڈیکل کے بعد نمونے ڈی این اے رپورٹ کیلئے تجزیاتی لیبارٹری کو بھجوائے جا چکے ہیں۔ معاملہ سامنے آنے پر پولیس کی دوڑیں لگ گئیں اور چھاپے مار کر دونوں پارٹیوں کی دو خواتین سمیت 20 افراد کو گرفتار کر لیا۔

پولیس کے مطابق سائلہ کنیز مائی زوجہ خدا بخش نے تھانہ ودمن پولیس سٹیشن میں درخواست دی کہ میری بیٹی عذرا بی بی کو اشفاق اور اس کے ساتھیوں نے زبردستی زیادتی کا نشانہ بنایا جس پر مقدمہ تھانہ ودمن پولیس سٹیشن درج ہوا۔ دوران تفتیش یہ انکشاف ہوا کہ یہ مقدمہ انتقامی کارروائی تھی کیونکہ اس سے پہلے اشفاق احمد ملزم کی بہن ثمیم بی بی کے ساتھ عمر دراز (عذرا کے بھائی) نے زیادتی کی تھی جس واقعہ کی اطلاع پولیس کو نہ دی گئی۔ اہل علاقہ نے اپنے طور پر پنچایت مقرر کی اور پنچایت کے حکم پر عذرا بی بی کو دوسرے فریق حق نواز کے بیٹے محمد اشفاق کے حوالے کیا گیا جس نے عذرا بی بی کے ساتھ زیادتی کرکے اپنی بہن ثمیم بی بی کا بدلہ لیا۔ تمام حالات و واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے سی پی او ملتان کے حکم سے پنچایت کے 29 افراد کے خلاف مقدمہ درج کرکے چار خواتین سمیت 20 ملزمان کی گرفتاری عمل میں لائی گئی۔ مظفر آباد کے علاقہ میں خود ساختہ پنچایت میں کمسن لڑکی کے ساتھ کیا جانے والا بھیانک سلوک ایک بڑا معاشرتی المیہ ہے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف پنچایتی زیادتی کیس کی متاثرہ لڑکیوں کو دلاسہ دے رہے ہیں

وزیر اعلیٰ پنجاب واقعہ کے حقائق منظر عام پر آنے کے بعد ملتان پہنچے اور زیادتی کا نشانہ بننے والی یتیم لڑکی اور اس کے اہل خانہ سے ملاقات کی۔ وزیر اعلیٰ نے بربریت کے اس افسوسناک واقعہ پر سخت ایکشن لیتے ہوئے سی پی او ملتان کو عہدے سے ہٹا کر او ایس ڈی بنانے اور متعلقہ ڈی ایس پی اور ایس ایچ او سمیت تھانہ مظفر آباد کے پورے عملے کو معطل کرنے کا حکم دیا۔ وزیر اعلیٰ محمد شہباز شریف نے زیادتی کا نشانہ بننے والی دونوں لڑکیوں اور ان کے خاندانوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے ساتھ ظلم ہوا ہے اور یہ افسوسناک واقعہ انسانیت کی تذلیل ہے۔ میں آپ کو نہ صرف ہر صورت انصاف دلاؤں گا بلکہ انصاف تیزی سے ہوتا ہوا بھی نظر آئے گا اور تمام ذمہ داروں کو قانون کے مطابق کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے متاثرہ لڑکیوں کو دلاسہ دیا اور کہا میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک آپ کو انصاف نہ مل جائے۔ وزیر اعلیٰ کو بتایا گیا کہ چند دن پہلے ملتان کے نواحی علاقے مظفر آباد میں انتہائی قبیح اور گھناؤنا جرم ہوا ہے اور یہ ظلم اور بربریت کی بدترین مثال ہے۔ ظلم و زیادتی کا پہلا واقعہ 16 جولائی اور دوسرا واقعہ 17 اور 18 جولائی کی رات 2 بجے ہوا۔ تاہم ان دونوں واقعات کی ایف آئی آر لیٹ درج کر کے پولیس نے مجرمانہ غفلت کا بدترین مظاہرہ کیا اسی روز دونوں خاندانوں کا سمجھوتہ کرانے کی کوشش بھی کی گئی جو کامیاب نہ ہوئی۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس ثاقب نثار نے بھی ملتان میں پنچایت کے حکم پر ہونے والی زیادتی کے واقعہ کا از خود نوٹس لے لیا ہے۔ انہوں نے آئی جی پنجاب کو ہدایت کی ہے کہ معاملہ سے متعلق مکمل حقائق اور مقدمہ کا ریکارڈ لیکر عدالت میں پیش ہوں۔ پنچایت کے ذریعے زبردستی زیادتی کا نشانہ بنائی جانے والی 14 سالہ عذرا بی بی کی والدہ کنیز مائی بی بی نے بتایا ہمیں تو پتہ ہی نہیں کہ یہ ظلم کیوں ہوا ہے۔ میرے بیٹے عمر حیات پر زیادتی کرنے کا الزام لگا کر پہلے تشدد کیا اور پھر بدلے میں میری لڑکی کو پیش کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ بااثر لوگوں کے سامنے ہم بے بس ہیں۔ ظالموں نے ایک نہتی

وہ گھر جس میں لڑکی کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا

ملزم حق نواز، سعید چوہدری

اور ہم پر یہ ظلم ڈھایا ہم کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔ میری بچی جب سے گم سم بیٹھی رہتی ہے کوئی بات نہیں کرتی ایک مرتبہ خودکشی کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکی۔ دوسری طرف حق نواز کی بیوی بیگم مائی کا کہنا تھا ظلم تو ہمارے ساتھ ہوا ہے میری 13 سالہ بیٹی سمل ثمیم کو کنیز مائی کے بیٹے عمر حیات نے زبردستی زیادتی کا نشانہ بنایا اور بھاگ رہا تھا کہ لوگوں نے پکڑ لیا ملزمان کو پکڑنے کی بجائے پولیس نے ہمیں گرفتار کر رکھا ہے۔

اس حوالے سے سماجی رہنماؤں کا کہنا تھا کہ دور جہالت کے فیصلوں نے خواتین کی زندگی ناسور بنا دی ہے۔ جنوبی پنجاب میں جنگل کے قانون کا راج ہے اور خواتین ظلم کی چکی میں پس رہی ہیں۔ ویمن ویلفیئر آرگنائزیشن کی چیئرپرسن مختاراں مائی نے کہا 2002 میں پنچایت کے ایما پر میرے ساتھ اجتماعی زیادتی کرنے والے ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچایا جاتا تو پنچایت دوبارہ حوا کی بیٹیوں کو اس ظلم کا شکار بنانے کی جرات نہیں کر سکتی تھی۔ مظفر آباد میں برادری کی پنچایت نے معصوم بچی کے ساتھ زیادتی کرا کے ایک مرتبہ پھر مجھے 2002 میں لا کھڑا کیا ہے جس سے میرے زخم ہرے ہو گئے ہیں جب تک ملزموں کو سخت سزا دیتے ہوئے مظلوم خواتین کو انصاف کی فراہمی یقینی نہیں بنائی جاتی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

وزیر اعلیٰ نے سی پی او ملتان کو او ایس ڈی اور تھانہ مظفر آباد کے پورے عملے کو معطل کرنے کا حکم دیا

جنوبی پنجاب میں دور جہالت کے فیصلوں نے خواتین کی زندگی ناسور بنا دی ہے۔ مختاراں مائی

شہریار اشرف
sheheryarashraf@gmail.com

حضرت بابا بلھے شاہ کی نگری میں 6 ماہ میں دس بچے زیادتی کے بعد قتل

درندے آزاد، پولیس غائب

پولیس کی روایتی بے حسی اور ناقص کارکردگی نے والدین کا سکون چھین لیا

بچے والدین کی آنکھوں کا تارا ہوتے ہیں وہ اپنے بچوں کے روشن مستقبل کے لئے دن رات ایک کر کے انہیں پڑھاتے ہیں۔ اچھے سکول میں پڑھانے کے ساتھ ساتھ ٹیوشن فیس کی مد میں بھی بھاری رقم خرچ کرتے ہیں۔ ایسے میں اگر اچانک کسی کا بچہ منظر سے غائب ہو جائے اور دو دن بعد اس کی لاش کسی ویرانے سے ملے تو وہ والدین جو دن رات اس کے بہتر مستقبل کے بارے میں سوچ رہے ہوتے ہیں ان کی دنیا ہی اجڑ جاتی ہے تمام خواہشات اور خواب لمحہ بھر میں چکنا چور ہو جاتے ہیں۔ کم عمر بچوں سے بد فعلی کے بعد انہیں قتل کر دینا ہمارے معاشرے کا ایک المیہ ہے پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سمیت کوئی بھی ان وارداتوں کو ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہو پا رہا۔ یکے بعد دیگرے ایسے واقعات کا منظر عام پر آنے کا مطلب ہے کہ پولیس اپنے فرائض سے غافل ہے اور جرائم پیشہ عناصر کے خلاف کارروائیاں کرنے سے قاصر ہے۔

قصور پاکستان کا ایک تاریخی اور گنجان شہر ہے۔ یہاں امن و امان کی صورتحال بہت اچھی نہیں ہے اس کی ایک زندہ مثال گزشتہ چھ ماہ کے دوران 10 معصوم بچوں کو زیادتی کا نشانہ بنانے کے بعد قتل کر دینا ہے۔ تفصیلات کے مطابق ایک منظم گروہ بچوں کو دو دو چار چار دن اغوا کرتا ہے اور زیادتی کا نشانہ بنانے کے بعد ایک زیر تعمیر مکان میں ان کی لاش پھینک کر غائب ہو جاتا ہے۔ چند دن پہلے قتل ہونے والی آٹھ سالہ لائبہ بھی ان دس بچوں میں سے ایک ہے جو ان سیریل کلر کے ہاتھوں اپنی زندگی کی بازی ہار گئی۔ قصور کھارا روڈ کی رہائشی آٹھ سالہ لائبہ گھر سے سپارہ پڑھنے کیلئے نکلی تاہم ملزموں نے اسے اغوا کرنے کے بعد زیادتی کا نشانہ بنایا اور قتل کرنے کے بعد اس کی لاش شاہ عنایت کالونی میں ایک زیر تعمیر گھر میں پھینک کر فرار ہو گئے۔ بچوں کے ساتھ زیادتی اور قتل کی وارداتوں کے بعد بچوں کے اہل خانہ نے مجرم گرفتار نہ کرنے پر پولیس اور انتظامیہ کے خلاف نعرہ بازی کی تو پولیس انہیں ہر مرتبہ یہی یقین دہانی کراتی کہ ملزموں کو جلد از جلد گرفتار کر لیا جائے گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ پولیس چھ ماہ گزرنے کے بعد ایک بھی قاتل گرفتار نہ کر سکی۔ دوسری طرف پولیس کا دعویٰ ہے کہ وہ پولیس مقابلہ میں سیریل کلر گینگ کے دو افراد کو ہلاک کر چکی ہے لیکن یہ خالصتاً جھوٹ پر مبنی رپورٹ ہے۔

بچوں کو زیادتی کا نشانہ بنانے کے بعد قتل کرنے کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا جو قصور پولیس کی کارکردگی پر ایک سوالیہ نشان بن چکا ہے۔ جنوری 2017 میں یہ سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب کوٹ پیراں کی رہائشی پانچ سالہ بچی کی نعش اس کے گھر سے چند قدم کے فاصلے پر زیر تعمیر گھر سے ملی اور چھ مہینے گزر جانے کے بعد بھی پولیس بچی کے قاتلوں کا سراغ نہ لگا سکی۔ اسی طرح رواں سال فروری میں قصور کے علاقے علی پارک کے پاس ایک زیر تعمیر گھر سے بچی کی لاش ملی جسے زیادتی کے بعد قتل کر دیا گیا ہے۔

قصور میں یکے بعد دیگرے معصوم بچیوں اور بچوں کو زیادتی کے بعد قتل کے واقعات کے بعد والدین بھی چوکنا ہو گئے ہیں

دو سال قبل قصور کے نواحی گاؤں حسین خان والا میں ایک چونکا دینے والا انکشاف ہوا۔ جب سینکڑوں کی تعداد میں ایسی فلمیں منظر عام پر آئیں جو بچوں کے ساتھ زیادتی کے دوران بنائی گئی تھیں۔ اس واقعہ میں ملوث ملزمان کو گرفتار کرنے پر اس وقت کے ڈی پی او قصور رائے بابر سعید کو معطل کر کے ان کی جگہ علی ناصر رضوی کو ڈی پی او قصور تعینات کیا گیا تھا۔ قصور کی تاریخ میں یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس نے قصور پر ایک سیاہ دھبہ لگا دیا ہے۔ سانحہ حسین خان والا میں ملوث ملزمان کا سراغ تا حال نہیں لگ سکا اور رواں سال جنوری میں معصوم اور انہوں نے اپنے بچوں کو تنہا ٹیوشن سنٹر بھیجنا چھوڑ دیا ہے۔ شاہ عنایت کالونی کے رہائشی محمد اکبر کا کہنا ہے کہ یہ واقعات دہشت گردی سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اگر پولیس کی کارروائی دیکھی جائے تو پولیس روایت کے مطابق ارد گرد کے علاقے سے کچھ لوگوں کو شک کی بنیاد پر گرفتار کر لیتی ہے۔ اسی ماہ کے دوران پولیس 150 سے زائد افراد کو شک کی بنا پر گرفتار کر چکی ہے جس میں امام مسجد بھی شامل ہے۔ ان لوگوں کو قصور کے مختلف علاقوں سے گرفتار کیا گیا۔ ایک کیس میں تو پولیس نے قتل ہو جانے والی بچی اور اس کے ماموں کو بھی گرفتار کر لیا جو تعجب اور حیرانی کی بات ہے۔ ایک بزرگ شہری نے اپنا نام نہ بتانے کی شرط پر کہا کہ قصور پولیس نے تفتیش کے نام پر ہر کسی کو گرفتار کرنے کا لائسنس حاصل کر رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ متوسط طبقہ کے لوگوں کو اپنے جرائم کے شک میں گرفتار کر کے ان کی عزت کے ساتھ کھیلنے کے مترادف ہے۔

چند دن قبل پولیس کی قید سے رہائی پانے والے ایک شخص نے بتایا کہ حوالات معصوم شہریوں سے بھری ہوئی ہے میں مسلسل تین دن سے نہیں سو سکا۔ پولیس نے آس پاس کے علاقوں سے درجنوں افراد کو گرفتار کر کے حوالات میں بند کیا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ پولیس حوالاتیوں کو ایک تھانے سے نکال کر دوسرے تھانے منتقل کرتی رہتی ہے تاکہ عدالت سے آنے والے بیلف کے ذریعے ان حوالاتیوں کو بازیاب نہ کرایا جا سکے۔ رپورٹ کے مطابق پولیس نے گرفتار کئے جانے والے افراد کو تھانہ دو دن میں لائے تھانہ بی ڈویژن، سی آئی اے کینٹ، اگلے دن صدر اور مصطفیٰ آباد تھانوں میں بند کیا ہوا ہے۔ پچھلے دنوں پولیس کی قید سے رہائی پانے والے ایک شہری نے بتایا کہ پولیس نے مجھ پر تشدد کیا اور سارے پیسے بھی چھین لئے تاہم میرے خاندان والوں نے پولیس کو رشوت دیکر میری جان چھڑائی۔ اس کا کہنا ہے کہ ہمارے علاقوں سے بچوں کو اغوا کرنے کے بعد زیادتی کی اور قتل کر دیا گیا اور دوسرا ہم لوگوں کو ہی شک کی بنیاد پر گرفتار کر لینا ہماری عزتوں کے ساتھ کھیلنے کے مترادف ہے۔ پولیس نے میرے اوپر ایسے شرمناک الزامات لگائے ہیں کہ میں اپنے علاقے کے لوگوں کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہیں رہا۔ قصور میں بچوں کے ساتھ زیادتی اور قتل کے واقعات پر قابو نہ پانے کے باعث ڈی پی او قصور علی ناصر رضوی کی جگہ اسماعیل الرحمٰن کھاڑک کو نیا ڈی پی او قصور تعینات کیا گیا ہے۔ تاہم اپنی تعیناتی کو کئی دن کا عرصہ گزرنے کے باوجود وہ بچوں کو قتل کرنے والے سیریل کلر گینگ کے ایک رکن کو بھی گرفتار کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔

جنوری 2017 میں زیادتی کے بعد قتل ہونے والی پانچ سالہ بچی کے قاتلوں کا سراغ تاحال نہیں لگا

عدالتی بیلف کے خوف سے پولیس حوالاتیوں کو دوسرے تھانوں میں منتقل کر دیتی ہے

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

سلیم بخاری
salim.bokhari@hotmail.com

ترشیت ماں

آپ جیسا کوئی میری زندگی میں آئے تو بات بن جائے

دوسری قسط

گزشتہ قسط میں بات شروع ہوئی تھی زینت امان کے خانگی حالات کی اور ان کے شوہر مظہر خان کے رویے کی جس سے زینت امان نے اپنے فلمی کیریئر کے عروج پر شادی کی اور اسے نبھانے کے لئے فلمی زندگی کو ایک طرح سے خیرآباد کہہ دیا تھا مگر کہتے ہیں کہ قسمت کا لکھا کون مٹا سکتا ہے اور زینت امان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ اس مسئلے کو پوری طرح سے سمجھنے کے لئے تھوڑا پیچھے جانا پڑے گا وہ بھی خود زینت امان کی زبانی۔ وہ کہتی ہیں "بہت بڑی سٹار بن کر بھی میں مغرور نہیں ہوئی تھی لوگوں کے دلوں کی دھڑکن بننے کے باوجود میرے پاؤں زمین پر ہی تھے۔ میرے لئے سب سے ضروری عنصر ہمیشہ خالص محبت رہا ہے۔ میرے اردگرد ہمیشہ ایسے لوگ موجود رہتے تھے جو میرے ایک اشارے پر کچھ بھی کر گزرنے کے لئے تیار رہتے تھے مگر میں تو ہمیشہ سے بے لوث محبت کی متلاشی تھی۔ آخرکار مجھے وہ محبت مل گئی، کم از کم اس وقت تک تو میرا یہی خیال تھا لیکن اس محبت نے مجھے اتنا دکھ دیا کہ میں اسے برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتی تھی۔ لہٰذا یہ محبت بھی دیرپا ثابت نہ ہوئی اور شادی کے پہلے ہی سال اس رشتے میں دراڑیں پڑنا شروع ہو گئی تھیں۔"

یہی گریوال کے ساتھ ایک انٹرویو میں زینت امان نے اپنے ماضی کے تمام تعلقات پر روشنی ڈالی۔ زینت نے یہ بھی بتایا کہ ماضی کے تعلقات نے ان کی روح کو کس کس طرح چرکے لگائے وہ ان کا دل ہی جانتا ہے۔ زینت کا فلمی گراف اس وقت بلند ترین سطح پر تھا جب اس نے ایک غیر معروف ایکٹر مظہر خان سے شادی کر لی۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ انہیں مظہر خان کی کس چیز نے اتنا متاثر کیا کہ اسے جیون ساتھی بنانے کا فیصلہ کر لیا تو زینت امان بولی "میں ماں بن کر ایک کنبے کی بنیاد رکھنا چاہتی تھی اور مظہر اس وقت میرے اردگرد موجود تھا۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مظہر میں وہ سب خوبیاں نہیں تھی جو میرے جیون ساتھی میں ہونا ضروری تھیں، پھر بھی میں نے اس کے ساتھ ایڈجسٹ ہونے کی پوری کوشش کی۔ میری ماں مظہر کے ساتھ میری شادی کے بہت خلاف تھی مگر پھر بھی میں نے مظہر کو اپنا شریک حیات بنا لیا۔ اس صدمے کی وجہ سے میری ماں کو دل کا دورہ پڑا لیکن جب میرے بچے پیدا ہوئے اور وہ ننھی سے ملنے لگے تو وہ پیاری سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ مظہر میں ایک خرابی یہ تھی کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایک فرد کی حیثیت سے میرا کوئی مقام بنے اور نہ وہ بحیثیت ایک فن کار مجھے بلندیوں پر جاتے دیکھنے کا خواہش مند تھا۔ وہ تو بس یہ چاہتا تھا کہ میں بچوں کے ساتھ ہر وقت گھر پر رہوں۔ مجھے شادی کے پہلے سال ہی یہ پتہ چل گیا تھا کہ میں مظہر کا بطور شریک حیات انتخاب کر کے غلطی کا ارتکاب کر چکی ہوں لیکن میں تہیہ کئے ہوئے تھی کہ اس شادی کو کامیاب کر کے رہوں گی اور یہ کوشش میں 12 سال تک کرتی رہی لیکن نتیجہ کے آخر میں روشنی کی کوئی کرن نہیں تھی۔ ان 12 سالوں میں درحقیقت خوشی اور سکون کا ایک پل بھی مجھے میسر نہیں تھا لیکن میں نے مسلسل اسے قابل عمل بنانے کی کوشش کی جس میں بری طرح ناکام رہی۔ ہر دوسری لڑکی کی طرح میرے ذہن میں بھی شادی شدہ زندگی کا ایک مختلف نقشہ تھا لیکن حقیقت میں ایسا کچھ نہ تھا۔ مظہر اس وقت موجود نہ ہوتا جب مجھے اس کی شدید ضرورت ہوتی تھی کہ جب میں حاملہ تھی تو اس وقت بھی وہ میرے پاس موجود نہ تھا۔ رسائل اور جرائد اس قسم کی خبروں سے بھرے پڑے تھے کہ مظہر کسی اور خاتون سے مل رہا ہے اور راہ و رسم بڑھا رہا ہے مگر میرا خیال تھا کہ ہمیں اس باہمی تعلق کو مضبوط کرنے کا ایک اور موقع ملنا چاہئے۔ میں تو چاہتی تھی کہ میرے بیٹے کو ایک باپ مل سکے۔ میں نے وہ سب کچھ کیا تاکہ یہ رشتہ قائم رہے اور بچہ باپ سے محروم نہ ہو لیکن یہ جنگ میں آخرکار ہار گئی۔ مظہر کے لیلے میں کوئی بیماری تھی جو 1993ء سے لے کر 1997ء تک شدید پریشانی کا باعث بنی رہی۔ اس پورے عرصہ میں میں واحد فرد تھی جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتی تھی۔ یہ میرے لئے ایک مسلسل جنگ تھی۔ یہ پانچ سال میں تقریباً ہسپتال میں ہی رہی۔ ٹیکہ لگانے سے لے کر پٹی کرنے کا ہر فن میں نے سیکھ لیا تھا۔ میں تن تنہا یہ سب کچھ کرتی رہی۔ میں اپنے بچوں اور شوہر کی ہر وقت دیکھ بھال میں لگی رہی مگر میری دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ تھا۔ میری جگہ کوئی اور عورت ہوتی تو جان سے جا چکی ہوتی مگر میں مظہر کے ساتھ ڈٹی رہی۔ جب ہندوستان کے ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تو میں مظہر کو لے کر لندن ملک علاج کی غرض سے بھی گئی۔ 1997ء کے آخر میں بالآخر ڈاکٹروں نے مظہر کو گھر جانے کی اجازت دے دی۔ میں نے ان [illegible] سالوں میں دن دیکھا نہ رات اور اپنی پوری توجہ شوہر کے علاج پر مذکور رکھی۔ میری دنیا سمٹ کر مظہر اور بچوں تک محدود ہو گئی تھی۔ میں نے اس عرصہ میں اپنا سب کچھ مظہر کے علاج پر خرچ کر دیا۔ میں نے اپنی ساری قوت، وقت اور اپنی محبت سب کچھ تو جھونک دیا تھا مگر پانچ سال بعد میں اس نتیجے پر پہنچ چکی تھی کہ اس شادی کے بندھن سے اب فرار حاصل کر لوں۔ مظہر کی زندگی کی لڑائی لڑتے لڑتے مجھے اپنی زندگی کے لالے پڑ گئے تھے۔ اگر میں اس وقت علیحدہ ہونے کا فیصلہ نہ کرتی تو شاید میرا نروس بریک ڈاؤن ہو جاتا۔ مظہر مجھ پر کڑوی دوائیوں کا عادی ہو چکا تھا مگر اس نے میری ایک نہ سنی اور پھر ایک دن اس کے گردوں نے بھی کام کرنا چھوڑ دیا۔ اس کی موت میرے لئے ایک بہت بڑا سانحہ تھی کیونکہ میرے ساتھ جو کچھ بھی ہوا اس کے باوجود اس کی موت کی خبر کے لئے میں ذہنی طور پر تیار نہیں تھی۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی ماں اور بہنوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ میں نے مظہر کے لئے کچھ نہیں کیا، یہ بھی کہا گیا کہ مجھے مظہر کو چھوڑنا نہیں چاہئے تھا، مجھے مظہر کا آخری دیدار تک نہیں کرنے دیا گیا۔ مظہر نے جو کچھ سرمایہ چھوڑا اس میں سے بھی مجھے ایک پائی نہیں ملی بلکہ اس پر مظہر کی والدہ اور بہن نے قبضہ جما لیا۔ میرے اور بچوں کے لئے کچھ نہیں بچا تھا۔ میرے بڑے بیٹے کو تلخی باتیں بتا کر مجھ سے متنفر کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔ اسے بتایا گیا کہ میں نے اس کے باپ سے دھوکہ کیا ہے اور جب مظہر کو میری ضرورت تھی تو میں اس کے پاس موجود نہیں تھی لیکن خدا کا شکر ہے کہ میرے بچے آج بھی مجھ سے اتنا ہی پیار کرتے ہیں جتنا انہیں اپنے باپ سے ہے۔ تاہم یہ سارا عرصہ میرے لئے کسی عذاب سے کم نہ تھا۔ مجھ سے جو غلطیاں ہوئیں ان سے اب میں نے سیکھ لیا ہے اور اگر مجھے زندگی کو دوبارہ سے جینے کا موقع ملے تو میں آغاز کروں گی اپنی مرحوم ماں کے کہے پر عمل کرنے سے۔ میں نے زندگی میں ہمیشہ اپنے دماغ کی بات مانی ہے جس پر مجھے کوئی پچھتاوا نہیں۔ مجھے اپنی ماں سے بہت عقیدت ہے۔ اپنی زندگی میں مجھے تین افراد سے بہت پیار ہے۔ میری والدہ، مظہر اور میرے بچے۔ مجھے ہمیشہ اپنی پہچان خود کرانے پر فخر رہا ہے کیونکہ سب سے پہلے میری ذات ہے۔ مجھے اس بات پر بھی فخر ہے کہ میری اخلاقیات اور ذات بچپن سے ہی مجھے بہت پیاری رہی ہے۔ میں فلاں کی بیوی اور فلاں کی بیٹی کی حیثیت سے کبھی نہیں جانی گئی بلکہ ہمیشہ زینت امان رہی ہوں۔ اگر میں اور کچھ بھی ہوں تو اس کی وجہ محبت ہی رہی ہے۔ میں اپنے شوہر سے پیار کرتی تھی اسی لئے اس کی بیوی کہلوانا چاہتی تھی، مجھے اپنے بچوں سے پیار ہے اسی لئے میں چاہوں گی کہ مجھے ان کی ماں کے طور پر جانا جائے۔"

اب ذرا تھوڑا پیچھے دیکھتے ہیں۔ اپریل 1998ء میں ایک جریدے میں زینت امان اور مظہر کی طلاق کی خوف ناک تفصیلات شائع ہوئی تھیں جس میں زینت امان کی شخصیت کے منفی پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا تھا۔ ایک ماہ بعد فلمی رسالے "ستارہ ست" میں "مظہر کا انتقام" کی سرخی کے تحت زینت امان کا بیان شائع ہوا۔ پھر 8 مئی 1998ء کو زینت کے باورچی کے گھر پر اس کے سسرالیوں اور بڑے بیٹے اذان نے حملہ کر کے شدید توڑ پھوڑ کی، گھر کی کھڑکیاں، دروازے، کار اور کرسیاں تباہ کر دی گئیں، خود زینت امان کو بھی چوٹیں آئی تھیں۔ زینت امان کے ایک دوست ظہیر اسلم اور 8 سالہ بیٹے زہان تک کو نہیں بخشا گیا۔ دو دن کے بعد دل برداشتہ زینت امان نے سٹار ڈمپل کپاڈیہ اور سکرپٹ رائٹر نیلی اپرنی نے میڈیا کو مدعو کیا تاکہ وہ اپنی طرف کی داستان بیان کر سکیں۔ زینت امان اپنے زخمی چہرے کو بھاری سیک اپ سے چھپائے

★ لوگوں کے دلوں کی دھڑکن بن کر بھی مغرور نہیں ہوئی، میرے پاؤں زمین پر ہی رہے

★ میرے ایک اشارے پر لوگ کچھ بھی کر گزرنے کیلئے تیار رہتے تھے مگر میں تو بے لوث محبت کی متلاشی تھی

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ہمیشہ زینت امان رہی ہوں، کبھی فلاں کی بیوی اور فلاں کی بیٹی کی حیثیت سے نہیں جانی گئی

ہوئی کمرے میں داخل ہوئی مگر بچے نے اسے بھی گردن سے پکڑ کر دروازے سے باہر پھینک دیا۔ فلموں کی ہسٹریائی کیفیت میں چلاتی ہوئی دوڑی، اسی لمحے بچے کی بیوی زرین کمرے میں داخل ہوئی اور بچے کو روکنے کی بجائے چیخ چیخ کر کہنے لگی کہ اس کے ساتھ وہ سلوک کرو جس کی یہ مستحق ہے۔ اس نے بھی اپنے بیگ سے زینت پر حملہ کر دیا تب ایک ہوٹل سٹیورڈ کمرے میں داخل ہوا اور زینت امان کو نکال کر باہر لے گیا جس کا چہرہ مار پیٹ سے سوجھ گیا تھا اس کے ناک سے خون بہہ رہا تھا۔ تقریب میں موجود کسی بھی شخص نے زینت امان کو بچے کے وحشی پن سے تحفظ دینے کی کوشش نہیں کی۔ پریشنز، جو وہاں موجود تھے، نے اس واقعہ کے چند روز بعد زبان کھولی اور کہا کہ ہم

ہوئے تھے۔ اس موقع پر انہوں نے وہ حقائق بتائے جو 12 سالہ رفاقت کے خاتمے تک پہنچے۔ "کسی کو میرے دو بارہ سال کی وفاداری اور قربانیوں کا احساس نہیں جو میں نے مظہر اور اپنے بچوں کی خاطر پیش کیں، وہ ملشیات کا عادی ہو چکا تھا اس کی ذاتی قسم جو 10 سال سے مکمل ہی نہیں ہو پا رہی تھی، اس کے قرضے، شاہانہ انداز میں خرچ کرنے کی عادت، نئی کاریں خریدنے کا جنون، یہ سب کسی کو نظر نہ آیا۔ زینت امان کے اس بیانیے کی حمایت میں ڈمپل کپاڈیہ بھی بہت پرجوش تھی جن کا کہنا تھا کہ ہمیں اپنی مرضی سے زندہ رہنے کا حق حاصل ہے، ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ لوگ ہمارے گھروں میں گھس آئیں اور مار دھاڑ کریں۔ زینت امان کو طلاق ہو چکی تھی اب وہ ان سے کیا چاہتے ہیں، وہ کون ہوتے ہیں کہ زینت اور اس کے بیٹے کے درمیان تعلق کو تباہ کرنے کی سازش کریں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ مظہر خان کے خاندان کو زینت امان کے قلبی اسلم کو گھر پر رکھنے کا بہت قلق تھا۔

اب ذرا نظر دوڑاتے ہیں کہ مظہر خان کون تھا؟ یہ موصوف 22 جولائی 1955ء کو بمبئی میں

شادی کے پہلے سال ہی پتہ چل گیا تھا کہ مظہر کا انتخاب کر کے میں غلطی کا ارتکاب کر چکی ہوں

12 سال تک شادی کو چلانے کی کوشش کی، علیحدگی کا فیصلہ نہ کرتی تو شاید نروس بریک ڈاؤن ہو جاتا

پیدا ہوئے اور 16 ستمبر 1998ء کو 43 برس کی عمر میں ہی جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ اپنے فلمی کیریئر کا آغاز 1979ء میں فلم "سپارک" (Sampark) سے کیا تاہم پہچان 1980ء میں ریلیز ہونے والی فلم "شان" سے ملی جس کے ڈائریکٹر رامیش سپی تھے، اس میں ان کے ساتھی اداکاروں میں اجیت بھوپیش اور شمشی کپور شامل تھے۔ اس فلم کا گانا "نام محبوب ہے میرا" مظہر پر فلمایا گیا تھا جو بہت مقبول ہوا۔ 1980ء سے 1990ء کی دہائی میں مظہر نے 40 سے زیادہ فلموں میں ولن اور کریکٹر ایکٹر کے طور پر کام کیا۔ مظہر کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس نے 1986ء میں بالی وڈ کی سائنس فکشن فلم "ڈیجیٹل انٹری" میں ولن کے طور پر کام کیا تھا۔ اسی طرح 1987ء میں ٹیلی ویژن سیریل "نیلیما" میں ان کے کام کو بہت سراہا گیا۔ اس کے بعد 1989ء میں انہوں نے برطانیہ کی ٹیلی ویژن سیریل "ڈیک" میں بھی اداکاری کی۔ مظہر کی آخری فلم "انکار" 1992ء میں ریلیز ہوئی۔ مظہر نے 1990ء میں بڑے اداکاروں کو لے کر ایک فلم "کینگ" شروع کی جس کے ڈائریکٹر اور فلم ساز وہ خود تھے۔ یہ فلم کئی سال تک فلموں میں بنتی رہی

اور ان کی موت کے دو سال بعد ریلیز ہوئی۔ مظہر کی پہلی شادی دلیپ کمار کی بھانجی روبینہ ممتاز سے ہوئی تھی۔ 1985ء میں مظہر نے زینت امان سے شادی کی جس کا احوال اوپر بیان ہو چکا ہے۔

زینت امان کی المناک زندگی کا یہ واحد واقعہ نہیں۔ اس سے قبل ان کے بیٹے خان سے رومانس کے قصے اور اس کے عبرتناک انجام سے بھی لوگ آگاہ تھے۔ مختصراً یہاں اس کا بھی تذکرہ ضروری ہے۔ بھارتی فلم انڈسٹری کی دو خوبیاں ایسی ہیں جس کی وجہ سے اس کے لاکھوں پرستار ہیں۔ ایک تو اس میں ترانہ اور گلیمر کے بے پناہ عناصر ہیں اور دوسری وجہ اس پر ہر لمحہ چھائی پُراسراریت ہے۔ بالی وڈ میں گزشتہ

کسی کو میری 12 سال کی قربانیوں اور وفاداری کا احساس نہیں جو میں نے مظہر اور بچوں کیلئے پیش کیں

برسوں میں متعدد چونکا دینے والے سکینڈلز منظر عام پر آئے مگر سوائے اس میں ملوث افراد کے کسی نے بھی سچ تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ایسے ہی واقعات میں سے ایک واقعہ اس وقت پیش آیا جب بچے خان نے سرعام اپنی گرل فرینڈ زینت امان کی پٹائی کر دی۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ بچے خان پہلے سے زرین خان سے شادی شدہ تھے اور ان کے تین بچے تھے مگر وہ زینت امان کے عشق میں گرفتار ہوئے جب وہ 1980ء میں جیسلمیر میں فلم "عبادت" کی شوٹنگ کر رہے تھے۔ زینت امان ایک شام لونا وا (Lonavla) میں شوٹنگ کر

رہی تھی کہ اسے بچے خان کی بہن سے ٹیلی فون کال موصول ہوئی۔ بچے نے زینت سے فلم "عبادت" کے گانے کو شوٹ کرنے کے لئے تاریخ مانگی۔ یہ شوٹنگ جیسلمیر میں ہونا تھی جس میں زینت کا صرف دو منٹ کا شاٹ تھا۔ زینت نے بچے کو بتایا کہ اس نے پہلے ہی یہ تاریخیں پی آر چوپڑہ اور ٹونی ٹھاکر کو دے دی ہیں مگر بچے بضد رہا اور یہاں تک کہہ دیا کہ اس کا چوپڑہ اور دیگر کئی لوگوں کے ساتھ ایفیئر چل رہا ہے۔ اس کال کے 30 منٹ بعد زینت امان پی آر چوپڑہ سے اجازت لے کر بچے سے ملنے چل پڑی تاکہ تاریخوں والے معاملے کو حل کر لیا جائے مگر بچے کے گھر پہنچ کر اسے پتہ چلا کہ وہ تو تاج ہوٹل میں موجود ہیں۔ وہ وہاں سے تاج ہوٹل پہنچ گئی اور وہاں پتہ چلا کہ کوئی نجی پارٹی چل رہی ہے۔ زینت نے اندر جا کر پارٹی ڈسٹرب کرنے کی بجائے یہ مناسب سمجھا کہ سٹیورڈ کے ذریعے بچے کو باہر بلا لیا جائے مگر میزبان کے اصرار پر وہ

ہال کے اندر چلی گئی، اس کے ہال میں داخل ہوتے ہی سب پر جیسے سناٹا چھا گیا۔ بچے نے زینت سے آنے کی وجہ پوچھی تو زینت نے کہا کہ آئیں بیٹھ کر تاریخوں والا معاملہ ایڈجسٹ کر لیں تاکہ میں واپس جا کر پھر سے اپنی شوٹنگ کر سکوں۔ بچے اور زینت دونوں ہال کے ساتھ والے کمرے میں چلے گئے لیکن کمرے میں داخل ہوتے ہی بچے خان وحشی بن گئے اور زینت کو بولنے کا موقع دیئے بغیر اس پر گالیوں کی بوچھاڑ کر دی، اسے طوائف تک کہہ دیا، اسے زبان پر قطعاً قابو نہیں تھا، وہ تو یہاں تک کہہ گیا کہ اس کے ان کے بھائی فیروز خان سمیت کئی لوگوں کے ساتھ مراسم رہے ہیں۔ کمرے میں موجود جو بھی چیز اس کے ہاتھ لگی اس سے بچے نے زینت کو مارا، جب وہ زمین پر گر پڑی تو سر کے بالوں سے پکڑ کر پھر مارنا شروع کر دیا، کمرے سے باہر صرف زینت امان کی چیخیں سنائی دے رہی تھیں، زینت کی ہیبت ناک چیخوں کی آواز سن کر ہال سے دوڑتی

بچے خان نے وحشی بن کر تشدد کیا مگر زینت امان کے دل میں اس کیلئے پیار موجزن رہا

مظہر کی پہلی شادی دلیپ کمار کی بھانجی روبینہ ممتاز سے ہوئی تھی، 1985ء میں زینت کو اپنایا

کیسے مداخلت کر سکتے تھے بچے خان تو نشے سے پاگل ہو چکا تھا۔ اس ساتھ کے نتیجے میں زینت امان 8 دنوں تک اسپتال میں رہی اور ڈاکٹر برتھن گھنٹے بعد اسے انٹنسی وپریشن کے نیچے لگا رہے تھے۔ زینت امان نے اس زیادتی کے خلاف پولیس سے مدد نہ لینے کا فیصلہ کیا۔ اس کے دل میں بچے کے لئے محبت اب بھی موجزن تھی اور اسے معاف کرنے پر آمادہ تھی، کئی دن گزرنے کے بعد بھی زینت نے بچے کا دفاع کرنے کی یہ کہہ کر کوشش کی کہ ہمارا جھگڑا ہوا تھا مگر بچے نے مجھ پر تشدد نہیں کیا۔ زینت نے کہا "مجھے اس شخص سے آج بھی پیار ہے اور یہ بات دنیا کو کیوں سمجھ نہیں آتی کہ میں بچے کے ہر اقدام کے پیچھے کھڑی ہوں اور ایک دن اسے بادشاہ مانوں گی، میں تسلیم کرتی ہوں کہ میں نے بچے سے شادی کی ہوئی تھی اور مجھے اپنی شادی کے تقدس کا پورا احساس تھا، جتنا عرصہ میں اس کے ساتھ رہی میں نے ایک وفادار بیوی کا کردار ادا کیا۔"

زینت امان کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا اس سے یہ واضح ہے کہ زینت امان کی خانگی اور جذباتی زندگی ہیجان خیز رہی ہے۔ وہ مسلسل سکون کی متلاشی رہی ہے۔ کیا کبھی اسے وہ سکون اور پیار مل سکے گا؟ یہ دیکھنا ابھی اس لئے باقی ہے کہ وہ ایک زندہ دل کے ساتھ حیات ہیں۔

(جاری ہے)

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

عروہ اور صدف کنول کے ڈانس نمبرز

عروہ حسین ''نامعلوم افراد'' اور ''آزادی'' کے بعد کامیابیوں کی طرف گامزن ہیں۔ اس وقت ان کی ایک نہیں بلکہ دو فلمیں ریلیز ہونے جا رہی ہیں جن میں ''پنجاب نہیں جاؤں گی'' اور ''نامعلوم افراد 2'' جیسی فلمیں شامل ہیں۔ ''نامعلوم افراد 2'' کی کاسٹ میں حانیہ عامر تازہ اضافہ ہیں جبکہ باقی کاسٹ پہلے والی ہے۔ آج کل ''پنجاب نہیں جاؤں گی'' کے گانے ''24-7 لک بابا'' کی وجہ سے بھی وہ خبروں میں ہیں جسے بینا شفیق نے گایا ہے۔ یہ شادی بیاہ کا گیت ہے جسے ہالی وڈ کے شادی نمبر کی طرح فلمایا گیا ہے۔ احمد علی بٹ بھی ان کے ساتھ ٹھمکے لگاتے دیکھے جاسکتے ہیں۔ ہمایوں سعید اور مہوش حیات بھی اس فلم کی کاسٹ میں شامل ہیں۔ ندیم بیگ کی ڈائریکشن میں بننے والی یہ فلم عیدالاضحیٰ پر ریلیز ہوگی۔ دوسری طرف ''نامعلوم افراد 2'' میں ماڈل صدف کنول بھی ایک آئٹم نمبر ''کیف و سرور'' پر رقص کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ ''نامعلوم افراد'' میں مہوش حیات نے آئٹم نمبر ''بلی'' پر رقص کیا تھا جسے بہت پسند بھی کیا گیا تھا لیکن اس کے مقابلے میں صدف کنول کی پرفارمنس میں وہ جان نہیں ہے۔ ''کیف و سرور'' کو گلوکارہ آئمہ بیگ نے گایا ہے۔

وقار اشرف
washraf77@gmail.com

حدیقہ کیانی کا ''چھاپ تلک''

گلوکارہ حدیقہ کیانی اپنے صوفی البم ''وجد'' کے 4 گیت کملی، دما دم مست، جا بھلائی، آج رنگ ہے اور کملی ریلیز کر چکی ہیں جو الگ الگ زبانوں میں ہیں۔ ان صوفی گانوں کی ویڈیوز کو نہ صرف پسند کیا گیا ہے بلکہ وہ میوزک چارٹ پر بھی سرفہرست رہی ہیں۔ اب گلوکارہ ایک اور صوفی نمبر ''چھاپ تلک'' کے ساتھ سامنے آرہی ہیں جو برج بھاشا میں ہے۔ یہ حضرت امیر خسرو کا کلام ہے اور انہیں کی کمپوزیشن ہیں۔ یہ کلام انہوں نے اپنے مرشد حضرت نظام الدین اولیاؒ کے لئے عقیدت کے اظہار کے طور پر لکھا تھا۔ ''چھاپ تلک'' کو حدیقہ کیانی نے اپنی آواز ہی نہیں دی بلکہ پروڈکشن اور میوزک میں بھی اپنا حصہ ڈالا ہے۔ عرفان کیانی نے ہارمونیم، استاد قیس احمد نے ستار، راج ویر نے ڈھولک بجا کر البم کی پروڈکشن میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ ایک وائلن عرفان، عمران شرافت، سخاوت اور بادشاہ کے ہیں۔ ''چھاپ تلک'' کے حوالے حدیقہ کیانی کا کہنا ہے کہ زندگی اچھی اور خوشگوار یادیں اکٹھی کرنے کا نام ہے۔ جب ہم خود کو خوش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہم زندگی کی رونق کے ساتھ بے ربط ہوتے ہیں۔ میں نے ''چھاپ تلک'' کی ویڈیو بالکل سادہ رکھی ہے۔ ویڈیو لاہور کی تاریخی حویلی بارود خانہ میں شوٹ ہوئی ہے جس میں شادی کا منظر دکھایا گیا ہے۔ بلال حسین لہری دولہا اور وہ خود مغل دلہن کے روپ میں جلوہ گر ہوئی ہیں۔ حدیقہ کیانی کے گانے ''موہے بار یاں'' کی ویڈیو بھی اسی تاریخی حویلی میں شوٹ ہوئی تھی۔ حالیہ ویڈیو عبداللہ حارث نے ڈائریکٹ کی ہے۔ میک اپ حدیقہ کیانی سیلون اور وارڈروب علی ذیشان کا ہے۔

''او رنگریزا''
زندگی کے اُتار چڑھاؤ کی داستان

ڈرامہ پاکستان کی پہچان رہا ہے۔ بھارتی سوپس کے مقابلے میں پاکستانی ڈراموں کے نہ صرف موضوعات میں بہت زیادہ ورائٹی دیکھنے کو ملتی ہے بلکہ وہ حقیقت کے بھی قریب ترین ہیں۔ آج کا ڈرامہ قدرے تبدیل ہو چکا ہے جس میں روایتی موضوعات کے علاوہ سلگتے ہوئے معاشرتی مسائل اور ایشوز کو بھی اجاگر کیا جا رہا ہے۔ پاکستانی فنکار بھی اپنے فن کے عروج پر دکھائی دیتے ہیں۔ جو ڈرامے اپنے آغاز سے ہی مقبولیت حاصل کر لیتے ہیں ان میں ایک ڈرامہ ''او رنگریزا'' بھی ہے۔ ہم ٹی وی پر نشر ہونے والا یہ ڈرامہ کہانی سے جڑے ہر کردار کی زندگی کے اتار چڑھاؤ کی داستان ہے جس میں کرداروں کو خوبصورتی کے ساتھ کہانی کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ ہر کردار کی اپنی کہانی ہے جو ڈرامے کو دوسرے ڈراموں سے منفرد بناتی ہے۔ اس ڈرامہ کی کہانی باپ اور بیٹی کے رشتے کے گرد گھومتی ہے۔ بیٹی جو اپنے باپ کو آئیڈیلائز کرتی ہے اور ہر وہ کام کرنے کی کوشش کرتی ہے جو اس کے باپ کو پسند ہو۔ ایک شاعر خاندان میں پیدا ہونے والی سسی اپنی ماں کو اس لئے ناپسند کرتی ہے کہ وہ اس کے باپ خیام کے دل میں اپنی جگہ نہیں

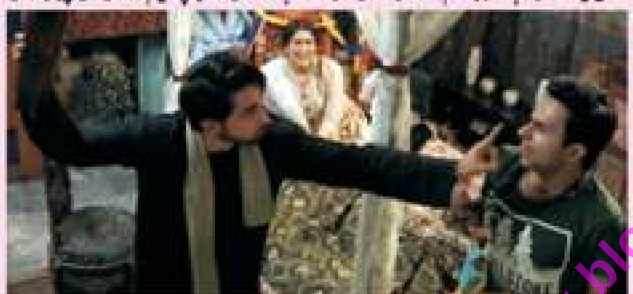

بنا سکی لیکن کہانی اس وقت ایک ڈرامائی موڑ لیتی ہے جب سسی اپنے باپ کو خوش کرنے کیلئے اس کی پسندیدہ اداکارہ سونیا جہاں کی طرح اوڑھنا بچھونا شروع کر دیتی ہے جو باپ کیلئے قابل قبول نہیں ہوتا۔ اسی دوغلے پن کی وجہ سے سسی میں بھی اپنے والد کے خلاف بغاوت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ معاشرے کے دوغلے پن سے باغی ہو جاتی ہے۔ یہاں سے باپ اور بیٹی کے درمیان نظریاتی جنگ کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اس ڈرامہ سیریل کو ساجی گل نے تحریر کیا ہے اور کاشف نثار نے ہدایات دی ہیں۔ مومنہ درید کی اس پروڈکشن کے نمایاں فنکاروں میں نعمان اعجاز، سجل علی، بلال عباس، غزل شاہ، فرقان قریشی، سونیا مشال، عمیر رانا، فریحہ جبین، حمزہ فردوس اور دیگر شامل ہیں۔

نبیل شوکت کا ''رُسیا روئیں''

گلوکار نبیل شوکت علی انڈین ٹی وی کے ریالٹی شو کے فاتح ہیں جس کے بعد وہ پاکستان کی میوزک انڈسٹری میں بھی اپنی پہچان بنا چکے ہیں۔ جوانی پھر نہیں آنی، رانگ نمبر اور دیگر جیسی فلموں میں پلے بیک سنگنگ بھی کی ہے۔ آج کل ان کا پنجابی گانا ''رُسیا روئیں'' سوشل میڈیا پر مقبولیت حاصل کئے ہوئے ہے۔ خادم حسین کے لکھے ہوئے اس گانے کو ساجد علی اور نبیل شوکت علی نے کمپوز کیا ہے جسے فیس بک پر 25 لاکھ لوگ سن چکے ہیں۔ اس گانے کی ویڈیو میں پاکستانی ثقافت کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔ اس حوالے سے نبیل شوکت کا کہنا ہے کہ گانے اور اس کی ویڈیو میں ہم نے مقامی ثقافت دکھانے کی کوشش کی ہے جسے لوگ پسند کر رہے ہیں اور ہمیں توقع سے بڑھ کر گانے کا ریسپانس ملا ہے۔ پنجاب میں نہیں بلکہ پورے ملک میں اسے پسند کیا گیا ہے۔ سوشل میڈیا پر کسی نے بھی اس گانے کے بارے میں منفی ریمارکس نہیں دیئے۔ عدنان قندھار نے یہ ویڈیو ڈائریکٹ کی ہے۔ نبیل کی پہلی ویڈیو بھی عدنان قندھار نے ڈائریکٹ کی تھی۔

پاکستانی ڈاکیومنٹریز ایمی ایوارڈ کیلئے نامزد

دو پاکستانی ڈاکیومنٹریز شرمین عبید چنائے کی ''اے گرل ان دی ریور دی پرائس آف فارگیونس'' اور محمد علی نقوی کی ''آمنگ دی بلیورز'' ایمی ایوارڈ کی مختلف کیٹگریز کے لئے نامزد ہوگئی ہیں۔ شرمین عبید چنائے کی ڈاکیومنٹری تین کیٹگریز بیسٹ ڈاکیومنٹری، آؤٹ اسٹینڈنگ شارٹ ڈاکیومنٹری اور آؤٹ اسٹینڈنگ میوزک اینڈ ساؤنڈ کے لئے نامزد ہوئی ہے جبکہ محمد علی نقوی کی ڈاکیومنٹری کو آؤٹ اسٹینڈنگ پالیٹکس اینڈ گورنمنٹ ڈاکیومنٹری کے لئے نامزد کیا گیا ہے۔ شرمین عبید اس سے قبل ''چلڈرن آف طالبان'' اور ''سیونگ فیس'' پر دو ایمی ایوارڈ اپنے نام کر چکی ہیں۔

محمد الیاس اعوان، اسلام آباد

اصغر شاد کے انتقال پر پی ٹی وی میں بھی اُداسی
''الیاس لم سم پاس'' 15 اگست سے آن ایئر ہوگا

ممتاز صحافی، ڈرامہ نگار، کالم نگار، مصنف اور نوائے وقت راولپنڈی کے بیورو چیف اصغر شاد کے انتقال کی خبر شوبز کے حلقوں میں بھی دکھ سے سنی گئی۔ وہ 30 سال سے نوائے وقت سے وابستہ تھے اور ان کا کالم ''شہر کی بات'' راولپنڈی اسلام آباد کی آواز تھا۔ وقت ٹی وی سے ان کا پروگرام ''دیوانِ عام'' بھی دو سال مستقل چلا۔ وہ بہت اچھے میزبان تھے۔ پی ٹی وی سے ان کی پنجابی ڈرامہ سیریل ''کیکر تے تقدیر'' اور ''بھانجا'' بہت مشہور ہوئیں۔ انہیں پی ٹی وی ایوارڈ بھی ملا۔ بچوں کیلئے لکھی گئی دونوں ڈرامہ سیریلز جذبہ اور ونگ کو بھی نہ صرف بچوں بلکہ بڑوں نے سراہا۔ سترہ سے بھی لکھے کلاسک کہانیوں کے سلسلے میں ان کے ڈرامے بہت مشہور ہوئے۔ صحافیوں کی فلاح و بہبود کیلئے ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ پی ٹی وی کے ایم ڈی، ڈائریکٹر پروگرامز حمزہ افتخار احمد، جنرل منیجر کنول مسعود، ایگزیکٹو پروگرام منیجر ملک خالد لطیف، سینئر ڈرامہ پروڈیوسر شمیم احمد، عارف فاروق عباس، ریحہ حسنین، ملک اقبال حسین بھٹی اور افسر تعلقات عامہ عامر جہانگیر رحیہ نے ان کے انتقال پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے ان کیلئے دعائے مغفرت کی ہے۔ عمرہ خان نے کہا کہ مجھے اصغر شاد کی دوستی پر مان تھا۔ ڈاکٹر جمال ناصر بھی ان کے قریبی دوستوں میں تھے وہ بھی خاصے دکھی تھے۔ شیخ رشید، حفیظ عباسی، ضیا شاہد اور دوسری اہم شخصیات نے بھی اصغر شاد کی موت پر گہرے دکھ کا اظہار کیا۔ ان کے صاحبزادے عمران اصغر کا کہنا ہے کہ میرے والد کا قائم کردہ ادبی تنظیم ہمیشہ چلتا رہے گا۔

پی ٹی وی اسلام آباد کی ڈرامہ سیریل ''الیاس لم سم پاس'' کی شہرت آن ائیر جانے سے قبل ہی پھیل چکی ہے جو 15 اگست کو آن ائیر ہوگی۔ اس کی ایڈیٹنگ تیزی سے جاری ہے۔ پروڈیوسر باقر حسین سائیں نے اس کی 15 اقساط ریکارڈ میں مکمل کی ہیں۔ امید ہے وہ جلد ایڈیٹنگ بھی مکمل کر لیں گے۔

حسن حیات دستاویزی فلموں کے حوالے سے خاصی شہرت رکھتے ہیں۔ آج کل وہ پاکستانی ثقافت کو اجاگر کرنے والا پروگرام Expedition Pakistan ریکارڈ کر رہے ہیں۔ افسر تعلقات عامہ عامر جہانگیر رحیہ نے بتایا کہ پی ٹی وی نے ایسے بے شمار پروگرام تیار کئے جس میں پاکستان کے دلکش علاقوں کی سیر و سیاحت کروانے کیساتھ ساتھ اپنی ثقافت کو اجاگر کیا۔ جنرل منیجر کنول مسعود نے جہاں بہت سے پروگراموں کی ریکارڈنگ شروع کروائی ہے تو وہاں خوبصورت پروگرام Expedition Pakistan کیلئے بھی خصوصی دلچسپی لی ہے۔ اس پروگرام میں پاکستان کی دلفریب وادیوں میں فطرت کی رعنائیوں کو تخلیقی انداز سے شوٹ کیا گیا ہے۔ ابتدائی طور پر 6 اقساط ریکارڈ کی گئی ہیں جس کی میزبانی کے فرائض تریمت نگھ ادا کر رہی ہیں۔ سکردو، پھسو، گلگت، مستوج اور ہنزہ وہ علاقے ہیں جن کی خوبصورتی کو دیکھ کر یہاں آنے والے سیاح جانے کا راستہ بھول جاتے ہیں۔ خوبصورت وادیاں رقص کرتے دریا اور چشمے، ناظرین کو ان علاقوں کی سیر کروانے کے لئے خاص طور پر ایک گاڑی تیار کروائی گئی ہے جس میں کئی ثقافتی ادارے بھی پی ٹی وی کا ساتھ دے رہے ہیں۔ یہ ٹرک آرٹ کا نمونہ پیش کر رہا ہے۔ یہ دستاویزی فلم پاکستان کے سافٹ امیج کو سامنے لانے میں اہم کردار ادا کرے گی۔ پی ٹی وی گلوبل کی وساطت سے انگلینڈ، امریکہ اور یورپ میں بسنے والے لاکھوں پاکستانی بھی اسے دیکھ سکیں گے جس سے ان کے اندر وطن سے دوری کا احساس وقتی طور پر ختم ہوگا۔ لوک ورثہ انتظامیہ نے خاص طور پر بہت زیادہ تعاون کیا۔

''مکی گفر دا ملنگ'' نے کسی زمانے میں بہت زیادہ شہرت پائی تھی۔ معروف فنکار انجم ملک نے اس فیچر فلم سے بہت سرمایہ کمایا ہے۔ جب اسی کو تھیٹر پر کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ پی ٹی وی کے خوبصورت فنکار مرید عباس نے اس مقبول فیچر فلم کو اپنے علاقے میں پیش کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ چکری روڈ کو حالہ سیداں میں تین دن یہ پلے اسٹیج ہوگا جس کے فنکاروں میں انجم ملک، شگفتہ قریشی، بھٹی، عبدالغفار شہزاد اور دوسرے بہت سے فنکار شامل ہیں۔

گزشتہ دنوں ایگزیکٹو پروگرام منیجر ملک خالد لطیف سے خصوصی ملاقات ہوئی۔ ان کے کمرے میں پروڈیوسر سعدیہ محمود اور کچھ فنکار بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ میرے دروازے فنکاروں، ڈرامہ نگاروں، شاعروں اور ادیبوں کیلئے ہر وقت کھلے ہیں۔ میری کوشش ہوگی کہ ادارے کیلئے زیادہ سے زیادہ کام ہو۔

14 اگست کا خصوصی پلے اقبال حسن خان لکھیں گے۔ ان کا شمار اچھے ڈرامہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ ویسے بھی اقبال حسن خان جی ایم کنول مسعود کے شوہر شاہد مسعود کے اچھے دوست ہیں اور ان کا لکھا ہوا ''جگنو'' بھی پہلے بھی شاہد مسعود نے پروڈیوس کیا تھا۔

شبستان تھیٹر میں کھیل ''وہ بھی دن تھا'' ریکارڈ ہوا۔ راجہ احمد خان اس کے لکھاری تھے۔ اس کے دیگر فنکاروں میں نوری شہزادی، ماہ رخ، فریحہ خان، کرن خان، ساجد خان، سنا راجہ، سلیم بلو، پائل چوہدری، افتخار راجہ، مجو، کولو، شہزاد انجم اور رشید خان شامل ہیں۔

ڈرامہ سیریل ''الیاس لم سم پاس'' کے سیٹ کا ایک منظر

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

شوبز راؤنڈاپ

''لیجنڈز کی یاد میں''

ایشین کلچرل ایسوسی ایشن کا خراج تحسین

ایشین کلچرل ایسوسی ایشن آف پاکستان کی جانب سے لاہور آرٹس کونسل کے اشتراک سے بچھڑنے والے فنکاروں گلوکارہ ریحانہ اختر، سٹیج ڈائریکٹر عمر عباس، نقساز و ہدایتکار نذر شباب، میوزک ڈائریکٹر وجاہت عطرے اور شوبز صحافی و کیمرہ مین سعید چوہدری کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے الحمرا ادبی بیٹھک میں ایک تقریب منعقد کی گئی۔ تنظیم کے سیکرٹری جنرل سید سہیل بخاری ''لیجنڈز کی یاد میں'' کے نام سے منعقد کی گئی اس تقریب کے روح رواں تھے۔ انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج جن لیجنڈز کی یاد منائی جارہی ہے یہ سب میرے اپنے تھے اور یہ تقریب منعقد کرنا مجھ پر قرض تھا۔ سہیل بخاری سعید چوہدری کو یاد کرتے ہوئے جذبات پر قابو نہ رکھ پائے اور آبدیدہ ہو گئے اور کچھ دیر کیلئے شرکاء بھی غمگین ہو گئے۔ سعید چوہدری کے بیٹے اور بیٹی کی تقریب میں شرکت نے شرکاء کو افسردہ کر دیا۔ سہیل بخاری نے سعید چوہدری کے بچوں کیلئے KIPS کی جانب سے مفت تعلیم اور کتابوں کی فراہمی کا اعلان کیا۔ سہیل بخاری نے بتایا کہ ریحانہ اختر سے ان کا تعلق 1982ء سے تھا وہ ایک عظیم فنکارہ اور بہترین ماں تھیں۔ عمر عباس بھی ایک مکمل فنکار اور مخلص دوست تھے۔ جبکہ ہدایتکار نذر شباب نے کئی سپرہٹ فلمیں تخلیق کیں۔ وجاہت عطرے بھی ایک عظیم موسیقار کے عظیم فرزند تھے۔ گلوکارہ ریحانہ اختر کی بیٹی صائمہ اختر نے اپنی والدہ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ میری دوست تھیں۔ انہوں نے ہمیں بہت محبت سے پالا اور اچھی تربیت کی۔ صائمہ اختر نے سہیل بخاری کا شکریہ ادا کیا کہ وہ لوگوں کو دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی یاد رکھتے ہیں۔ سینئر گلوکار شوکت علی نے کہا کہ ان سب سے میری کسی نہ کسی طرح وابستگی تھی۔ یہ سب قابل احترام تھے میں نے اپنے والد کو نہیں دیکھا ایک یا دو سال کا تھا کہ یتیم ہو گیا تھا۔ سعید چوہدری کے بچوں کو دیکھ کر شوکت علی بھی آبدیدہ ہو گئے اور کہا کہ یتیمی کا دکھ میں بخوبی جانتا ہوں۔ اس موقع پر شوکت علی نے میاں محمد بخش کا کلام پیش کیا۔ فلمی مصنف اور ہدایتکار محمد پرویز کلیم نے کہا کہ یہ سب بہت عظیم لوگ تھے۔ ریحانہ اختر میری پسندیدہ گلوکارہ تھی۔ نذر شباب کیساتھ میں نے کئی فلمیں تحریر کیں۔ وجاہت عطرے موسیقار اعظم رشید عطرے کے فنکار بیٹے تھے جنہوں نے کئی شاہکار فلموں کا میوزک تخلیق کیا۔ سعید چوہدری اکثر فون کرکے پوچھتے کہ کہاں ہیں صرف پانچ منٹ چاہئیں میں آپکے پاس آجاتا ہوں اور وہ آجاتے تھے۔ ہمیں مل کر سعید چوہدری کے بچوں کیلئے کچھ کرنا چاہئے اور جہاں میری ضرورت ہوگی میں آؤں گا۔ صحافی نعیم حنیف نے سعید چوہدری کو یاد کرتے ہوئے کہا کہ سعید چوہدری ایک سینئر صحافی تھے مگر افسوس لاہور پریس کلب کی جانب سے ان کی یاد میں آج تک کوئی تقریب منعقد نہیں کی گئی۔ مصنف سعید ریاض نے کہا کہ ریحانہ اختر نے میرے ساتھ بیرون ملک کئی شوز کئے وہ منجھی ہوئی فنکارہ تھیں۔ انہوں نے وجاہت عطرے، عمر عباس، نذر شباب اور سعید چوہدری کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب اپنی اپنی فیلڈ کے منجھے ہوئے لوگ تھے۔ کمپیئر ریاض خان نے سہیل بخاری کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ واحد شخصیت ہیں جو فنکاروں کو زندگی میں بھی عزت سے پیش کرتے ہیں اور دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی انہیں یاد رکھتے ہیں ہمیں انکا ساتھ دینا چاہیے۔ عرفان کھوسٹ نے کراچی سے ٹیلی فون پر خیالات کا اظہار کیا کہ عمر عباس ہمارا دوست تھا جس پر میں انحصار کرتا تھا۔ وجاہت عطرے نے میری فلم ''ڈائریکٹ حوالدار'' کا میوزک ترتیب دیا تھا وہ اچھا فنکار تھا۔ انہوں نے کہا کہ سعید چوہدری نے کئی ڈائیلاگ بہتر بنائے۔ میرے والد سلطان کھوسٹ کا انتقال 18 فروری 1965ء کو ہوا اور 50 سال بعد سعید چوہدری نے ان پر آرٹیکل لکھ کر انہیں دوبارہ زندہ کر دیا۔ عبدالوحید بٹ نے کہا کہ ہم سہیل بخاری کے شکرگزار ہیں کہ انہوں نے ہمارے دوست سعید چوہدری کیلئے تقریب منعقد کی۔ اعجاز مقبول نے بھی کہا کہ سعید چوہدری کیلئے ہم کچھ نہ کر سکے مگر ان کے بچوں کیلئے کچھ نہ کچھ ضرور کریں گے۔ شاہنواز رانا نے کہا کہ یہ سب شخصیات اپنی اپنی فیلڈ کی ماسٹر تھیں۔ شاہنواز رانا نے سہیل بخاری کیلئے 36 سالہ خدمات پر ''پرائیڈ آف پرفارمنس'' کا مطالبہ کیا۔ قاری افتخار الدین نے تقریب میں تلاوت قرآن پاک اور دعا کروائی جبکہ عزیز شیخ نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ اس موقع پر امتیاز کوکب، نوید اختر، عدیل ملک، کامران اور آفتاب احمد، قیصر سلطان حسین، آفتاب مرزا، محمود شاہد، توحید اختر، اعظم حسیر اور دیگر شخصیات بھی موجود تھیں۔

''طیفا اِن ٹربل''

علی ظفر اور مایا علی کی رومانٹک فلم مکمل

علی ظفر اور مایا علی کی رومانٹک فلم ''طیفا ان ٹربل'' مکمل ہو گئی۔ احسن رحیم کی اس فلم کا فائنل شیڈول وارسا پولینڈ میں عکس بند ہوا ہے۔ وہاں 30 دن کا ایکشن سیکوئنس اور لاہور میں 40 دن کا شیڈول عکس بند ہوا۔ 18 فروری 2017ء کو فلم سیٹ پر آئی تھی اور احسن رحیم نے مقررہ وقت سے پہلے مکمل کرلیا ہے۔ وارسا میں ایکشن سیکوئنس کے ساتھ گانے بھی عکس بند ہوئے ہیں۔ اس شیڈول میں سینئر اداکار جاوید شیخ، فیصل قریشی، فیاض خان اور ماہ نور حیدر نے بھی حصہ لیا۔ نیئر اعجاز، سیمی راحیل، عاصمہ عباس، محمود اسلم اور دیگر اداکار بھی فلم کی کاسٹ میں شامل ہیں۔ احسن رحیم کا کہنا ہے کہ میرے لئے یہ بہت شاندار دن ہے کہ میں نے فلم وقت سے پہلے مکمل کر لی ہے اس کا کریڈٹ میری پوری ٹیم کو جاتا ہے۔ اب ہم فلم کی ریلیز کیلئے منصوبہ بندی کریں گے۔ فلم کی ہیروئن مایا علی کا کہنا ہے کہ مجھے یہ تو اندازہ تھا کہ سلور سکرین پر پہلا پراجیکٹ یادگار ہوگا لیکن یہ نہیں پتہ تھا کہ اپنی پہلی ہی فلم میں احسن رحیم جیسے ڈائریکٹر اور علی ظفر جیسے اداکار کے ساتھ کام کا موقع ملے گا۔ میں نے اس فلم کی عکس بندی کے دوران بہت کچھ سیکھا ہے۔

شازیہ منظور لوٹ آئیں

شازیہ منظور اب تک دو سو کے لگ بھگ فلموں کیلئے پلے بیک گلوکاری کر چکی ہیں۔ ایک ہزار کے قریب گانے ان کے کریڈٹ پر ہیں۔ وہ نہیں میرے کھڑاں، ہائے دل جانی، عشق سوہنا، تو بدل گیا ہو جیسے البم ریلیز کر چکی ہیں۔ بھارت میں بھی ان کے گانے پسند کئے گئے ہیں۔ کئی ملکوں میں وہ فن کا مظاہرہ کر چکی ہیں۔ وہ کچھ عرصے سے موسیقی سے دور ہیں لیکن عیدالاضحیٰ پر اپنے میوزک البم کے ذریعے واپس آرہی ہیں۔

اس حوالے سے گلوکارہ کا کہنا ہے کہ میرے خیال میں یہ میوزک انڈسٹری میں واپسی کا بالکل ٹھیک وقت ہے۔ جو نوجوان پچھلے کچھ عرصہ کے دوران میوزک انڈسٹری کا حصہ بنے ہیں وہ سب اچھا کام کر رہے ہیں اور میں ان سے متاثر ہوں ان کا مستقبل بھی یقیناً روشن ہوگا۔ میں آج کل البم کے ساتھ ساتھ ایک فلم کے گانے بھی گا رہی ہوں۔ میں پرامید ہوں کہ میرا نیا البم پاکستان کی میوزک انڈسٹری میں ایک اچھا اضافہ ہوگا۔ اس کی ویڈیو لندن میں شوٹ ہوئی ہے۔ عوام نے میرے گانوں کو ہمیشہ پسند کیا ہے جو میرے لئے اعزاز ہے۔ میوزک سے دور رہنے کے حوالے سے شازیہ منظور کا کہنا ہے کہ میں نے ہمیشہ عوام کی پسند کو مدنظر رکھ کر گانے گائے جب میں اپنے کیریئر کے عروج پر تھی تو کیسٹس اور سی ڈیز کا ٹرینڈ ختم ہونا شروع ہو گیا تھا جس کی وجہ سے میں نے بھی حالات سے مایوس ہو کر پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔

شوبز میں اپنی رول ماڈل خود ہوں

اداکارہ مہک نور کی باتیں

شوبز کی چکاچوند سے متاثر ہو کر لڑکیاں اس رنگ و نور کی دنیا میں آرہی ہیں۔ کچھ تو اس طلسماتی دنیا کی بھول بھلیوں میں گم ہو جاتی ہیں مگر کچھ اپنی صلاحیتوں اور محنت کے بل بوتے پر نام اور پہچان بنالیتی ہیں۔ مہک نور بھی ان چہروں میں شامل ہیں جو آنکھوں میں بہت سارے خواب سجائے اس دنیا میں وارد ہوئیں اور مختصر عرصے میں اپنی پہچان بنا چکی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ شہرت کچھ لوگوں کو اچانک مل جاتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس طرح حادثہ ایک دم نہیں ہوتا اسی طرح شہرت بھی گھر بیٹھے بٹھائے نہیں مل جاتی بلکہ اس کیلئے محنت کرنا پڑتی ہے۔ مہک نور شوبز میں تازہ ہوا کے جھونکے کی مانند وارد ہوئی ہیں۔ اجلی رنگت، نکھری نکھری شخصیت اور دلفریب مسکراہٹ کے ساتھ اداکاری کا فطری انداز لوگوں کے دل موہ لیتا ہے۔ مہک نور کے موجودہ مقام تک پہنچنے میں ان کی قسمت کے ساتھ ساتھ محنت کا عمل دخل بہت زیادہ ہے۔ ان کی کامیابیوں کا سفر دو سال پہلے سے شروع ہوا تھیٹرز کے ساتھ ساتھ ٹی وی ڈراموں اور پشتو فلموں میں بھی اداکاری کے جوہر دکھا رہی ہیں۔ وہ شہرت کا زینہ تیزی سے طے کرنے والی فنکارہ ہیں۔ تھیٹر سے سفر طے کرتے ہوئے وہ فلم کے پردے تک پہنچ گئی ہیں اور ہر شعبے میں اپنی پرفارمنس کی بدولت نمایاں ہو رہی ہیں۔ مختلف شوز میں ان کے شاندار رقص نے انہیں پروڈیوسرز تک پہنچانے کی راہ ہموار کی کیونکہ رقص ہماری فلموں کا ایک لازمی جزو ہے۔

مہک نور نے شوبز میں اپنی آمد کے حوالے سے بتایا کہ مجھے اداکاری اور رقص کا شوق بچپن ہی سے تھا اسی شوق کی وجہ سے میں شوبز کا حصہ بنی ہوں۔ کسی سے متاثر ہو کر اس شعبے میں نہیں آئی جب لوگوں نے میری اداکاری اور رقص کو پسند کیا تو مجھے کام کی پیشکش ہونے لگی۔ میں اس شعبے میں آنے سے پہلے کئی گھنٹوں آئینے کے سامنے کھڑی رہتی تھی۔ چہرے پر تاثرات لانا میں نے اسی طرح سیکھا۔ جب پہلی بار کیمرے کا سامنا کیا تو زیادہ گھبراہٹ نہیں ہوئی اور آئینے کے سامنے گھنٹوں کھڑے ہونے کی مشق کام آئی۔ میں اتنا کام کرکے نام کمانا چاہتی ہوں۔ اس شعبے میں کوئی میرا رول ماڈل نہیں بلکہ خود ہی اپنی رول ماڈل ہوں۔ ستائش کی تمنا نہیں اگر کوئی تعریف کرے تو بہت اچھا لگتا ہے۔ آغاز میں جو لوگ میرے خلاف تھے اب وہ بھی میرے کام کی تعریف کرتے ہیں۔ فرصت کے لمحات میں ٹی وی دیکھتی ہوں اور شاپنگ کرنے نکل جاتی ہوں۔ کپڑوں پر دل کھول کر خرچ کرتی ہوں۔ اچھے برے لوگ ہر شعبے میں ہوتے ہیں اگر انسان محنت کرے تو کامیابی ضرور اس کے قدم چومتی ہے۔ اسکینڈلز کی پرواہ کے بغیر آگے بڑھنے کی قائل ہوں۔ خوبصورت نظر آنا ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے۔ میں مشرقی اور مغربی دونوں طرز کا لباس پہنتی ہوں مگر موڈ کے مطابق۔ شوبز میں دوسروں کے معاملات میں ٹانگ اڑانے والے بہت ہوتے ہیں مگر میں دوسروں کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرتی اور صرف کام سے کام رکھتی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے کسی کی مخالفت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

مہک نور نے بتایا کہ میں معیار پر یقین رکھتی ہوں۔ فلم، ٹی وی اور تھیٹرز پر معیاری پرفارمنس ہی میری وجہ شہرت بنی ہے۔ مجھے اندازہ ہے کہ شوبز بچوں کا کھیل نہیں اس میں کامیابیاں حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ کیمروں کی اس دنیا میں نئے چہرے آنے کے باعث اب ہماری فلم، ٹی وی اور تھیٹرز انڈسٹری عروج پر ہے۔ مجھے ان تینوں شعبوں میں معیاری پرفارمنس کے باعث عزت اور شہرت ملی ہے۔ میں نے شوبز کے تمام شعبوں میں اچھی پروڈکشن اور ڈائریکٹرز کے ساتھ کام کو ترجیح دی ہے۔ مجھے بالی وڈ سے آفرز آئیں تو اچھے ڈائریکٹرز کے ساتھ کام کرنا پسند کروں گی۔ بے مقصد پراجیکٹس میں اپنی توانائیاں ضائع کرکے کیریئر خراب نہیں کرنا چاہتی۔ شادی کے حوالے سے مہک نور نے بتایا کہ ابھی شادی کا کوئی ارادہ نہیں ہے فی الحال تو میری ساری توجہ اپنے کیریئر پر مرکوز ہے۔ رقص میری کمزوری ہے اور مجھے میوزک سے بے حد لگاؤ ہے۔ کلاسیکل سمیت میں ہر قسم کا میوزک سننا پسند کرتی ہوں۔ رقص اور میوزک کے ساتھ شاعری سے بھی بے حد لگاؤ ہے کیونکہ شاعری انسانی جذبوں کی حسین ترجمان ہے۔ میرے پرستاروں کی حوصلہ افزائی میری شوبز میں کامیابی کی وجہ ہے۔ مہک نور عام زندگی میں خوش مزاج اور مسکراتی سب سے ملتی ہیں خصوصاً اپنے پرستاروں کے ساتھ ان کا رویہ بہت دوستانہ ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ ہم اپنے پرستاروں کی وجہ سے ہی ستارے بنتے ہیں۔ مجھے مغرور لوگ قطعی پسند نہیں۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

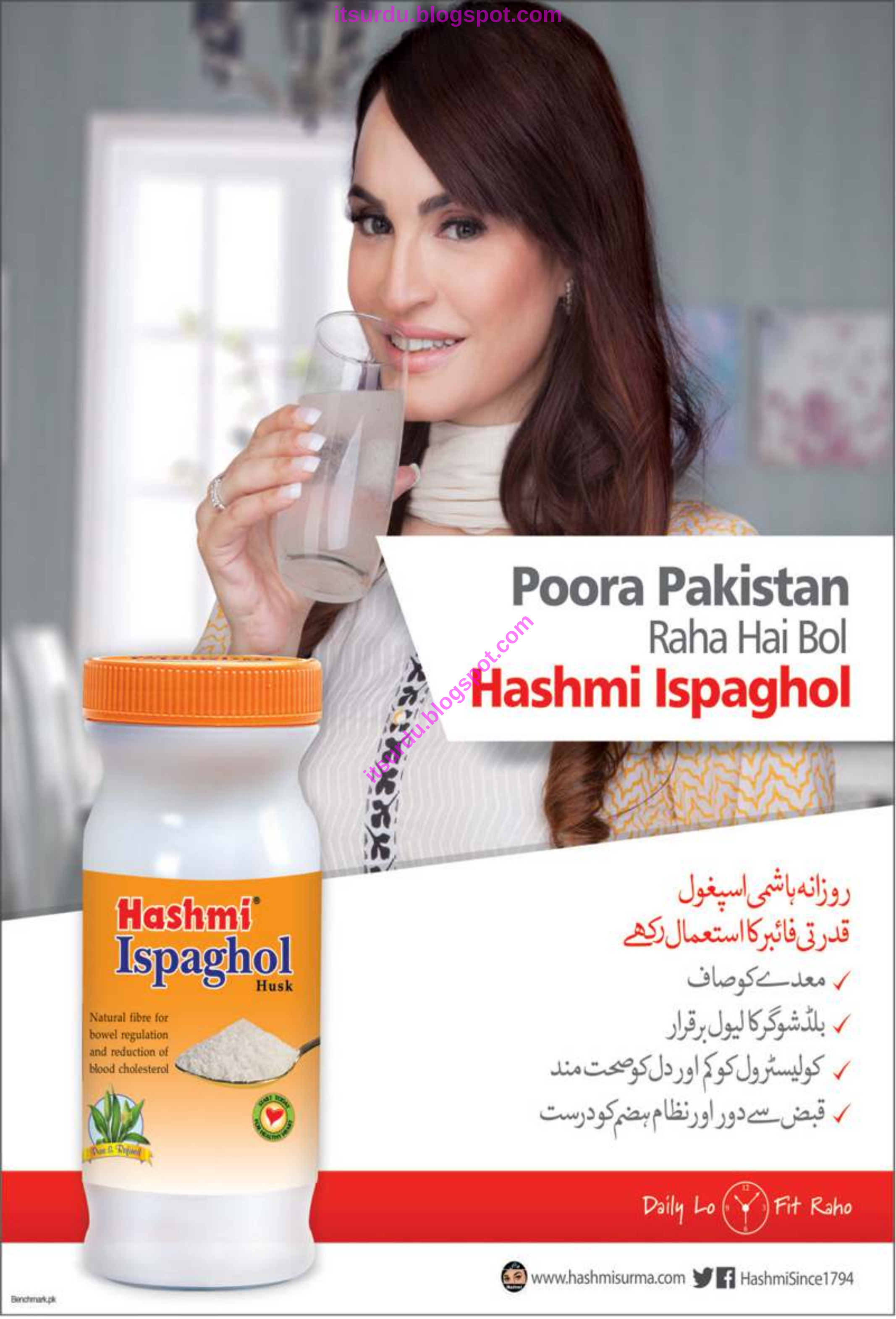

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

بالی وڈ میں پزیرائی

سجل علی ہواؤں میں محوِ پرواز

★ بھارتی میڈیا ان کی اداکاری کو سراہتے ہوئے انہیں صف اول کی بالی وڈ اداکاراؤں کیلئے خطرہ قرار دے رہا ہے

★ انکی خوبصورت آنکھوں، مسکراہٹ اور چہرے کو کرینہ کپور سے مماثل قرار دیا جا رہا ہے

★ محض سکرین پر نظر آنے کیلئے پراجیکٹ نہیں کرتی، کردار سوچ سمجھ کر کرتی ہوں، سجل علی

★ پاکستانی سینما کو آگے لے جانے کیلئے ہر قسم کی فلم بنانی چاہیے

★ بالی وڈ جانا خواب نہیں تھا لیکن "مام" کی کہانی نے متاثر کیا

★ بھارت سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں، ہم بہتر فلمیں بنا سکتے ہیں

ٹی وی کی معروف اداکارہ سجل علی کامیابی کی سیڑھیاں طے کرتے ہوئے سلور سکرین تک جا پہنچی ہیں۔ ایک پاکستانی فلم "زندگی کتنی حسین ہے" میں کام کرنے کے بعد انہوں نے بالی وڈ کی جانب اڑان بھری اور حال ہی میں ان کی پہلی بھارتی فلم "مام" ریلیز ہوئی ہے۔ فلم نے اگرچہ بہت اچھا بزنس نہیں کیا لیکن بھارتی فلم انڈسٹری اور میڈیا میں سجل علی کے خوب چرچے ہیں۔ ان کی اداکاری کو سراہا جا رہا ہے۔ حسن کے قصیدے پڑھے جا رہے ہیں یہاں تک کہ انہیں بھارت کی صف اول کی اداکاراؤں کے لئے خطرہ قرار دیا جا رہا ہے۔ حال ہی میں بھارتی میڈیا نے سجل علی کی اداکاری اور خوب صورتی کا موازنہ کترینہ کیف سے کیا۔ ایک ویب پورٹل کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ سجل علی مستقبل میں بالی وڈ اداکاراؤں کے لئے خطرہ بن سکتی ہیں۔ بھارتی میڈیا کا یہ بھی کہنا ہے کہ سجل کی خوب صورت آنکھیں، مسکراہٹ اور ان کا چہرہ بالکل کرینہ جیسا ہے۔ سجل علی کی تعریف کرتے ہوئے بھارتی صحافی نے لکھا ہے کہ سجل اور کرینہ کے درمیان مشابہت اتنی زیادہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی ہم شکل لگتی ہیں۔ دونوں اداکاراؤں کی ایک ساتھ شیئر کی گئی تصاویر بھی سوشل میڈیا پر بہت مقبول ہو رہی ہیں۔ پاکستانی اداکاراؤں سے تعصب برتنے والے میڈیا نے بھی سجل علی کی اداکاری کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ سری دیوی جیسی سپر اسٹار کے سامنے سجل نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔ مختصراً کہا جائے تو اس وقت سجل اپنے فنی کیریئر کی بلندیوں پر محوِ پرواز ہیں۔

سجل علی نے یہ مقام جم کر اداکاری کر کے حاصل کیا ہے۔ اس باصلاحیت فن کارہ نے پچھلی مرتبہ حراجیہ ٹی وی سیریز "ناگاہیں" میں ایک چھوٹے سے کردار سے انٹری دی تھی لیکن ڈرامہ سیریل "محمود آباد کی ملائکہ" سے شوبز کی نگری میں انہیں شناخت حاصل ہوئی۔ ہم ٹی وی سے انہیں اپنے فنی کیریئر کو آگے بڑھانے کے خوب مواقع ملے۔ ڈرامہ سیریل مستانہ ماہی، میرے قاتل میرے دلدار، حمد حبیب کی بیٹیاں، مجھے منظور کرو، محبت جائے بھاڑ میں، سجل رجا، نمی، چاندنی، ستم گر، گوہر نایاب، مقدس صاحب کی ڈرامہ سیریز کی سیریز اور سیریز میں سجل کو بطور کردار ملے۔ ان کی ڈرامہ سیریل "رنگ ریز" ان دنوں آن ایئر ہے۔ انہوں نے ٹیلی فلم "بے حد" اور دیگر میں بھی نامور اداکاروں کے مقابل خوب اداکاری کی۔ وہ کئی اشتہارات اور فیشن شوز میں بھی جلوہ گر ہو رہی ہیں۔ پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا کے عروج کے اس دور میں جب چینلز پر نمایاں ہونے کے لئے مقابلے کی فضا بڑھتی جا رہی ہے تو سجل ہر طرح کا چیلنج قبول کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ وہ سوچ سمجھ کر کرداروں کا انتخاب کرتی ہیں اور محض اسکرین پر نظر آنے کے لئے کوئی پراجیکٹ نہیں لیتیں۔ انہوں نے ایک بڑے چینل سے سیریل کی آفر بھی اسی بنا پر مسترد کر دی کیونکہ انہیں کردار پسند نہیں تھا۔ سجل کے اس انداز پر انہیں تنقید کا نشانہ بھی بنایا جاتا ہے۔ لوگ انہیں غرور اور نخرے بازی سے دور رہنے کے مشورے دیتے ہیں، حقیقت اس وقت وہ اپنے کیریئر کے سب سے اہم موڑ پر ہیں جہاں ایک طرف پاکستان میں ان کو فلم اور ٹی وی سے جتنی آفرز مل رہی ہیں تو وہیں بالی وڈ بھی انہیں بلا رہا ہے۔ ہندوستانی چینل "زی زندگی" پر بھی سجل علی کے کئی ڈرامے پیش کئے گئے ہیں جس سے انہیں سرحد پار بھی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔

سجل نے اپنے فلمی کیریئر کا آغاز "زندگی کتنی حسین ہے" سے کیا جس میں ان کے دوست یا منگیتر فیروز خان ہیرو تھے۔ یہ ایک نان کمرشل فلم تھی اور اس نے زیادہ بزنس نہیں کیا۔ جب سجل سے سوال کیا گیا کہ انہوں نے اس نان کمرشل فلم سے فلمی صنعت میں قدم کیوں رکھا؟ تو ان کا کہنا تھا کہ "زندگی کتنی حسین ہے" ایک رومانوی فلم ہے جسے میں نان کمرشل فلم نہیں مانتی۔ یہ ہر قسم کے ناظرین کے لئے بنائی گئی تھی۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ بہت مختلف فلم ہے۔ سجل نے بالی وڈ فلم "اڑتا پنجاب" کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ وہ بھی کافی مختلف فلم تھی جس میں منشیات کی فروخت کے حوالے سے بات کی گئی تھی لیکن اسے ریلیز کے بعد اچھا ردعمل موصول ہوا۔ سجل کا کہنا ہے کہ میں نے اس فلم میں ایک ایسا کردار ادا کیا جس سے قبل کبھی نہیں کیا تھا۔ میرا ماننا ہے کہ ہمیں ہر قسم کی فلم بنانی چاہیے تاکہ پاکستانی سینما کو آگے لے جایا جا سکے۔

بالی وڈ میں سجل علی کی فلم "مام" کا بھی ایک مختلف موضوع ہے۔ اس فلم کی کہانی ماں اور سوتیلی بیٹی کے رشتے میں انتہائی حد تک ایک ساتھ ایک ماں کی جانب سے بیٹی سے زیادتی کے جرم سے بدلہ لینے کے گرد گھومتی ہے۔ فلم میں سری دیوی سجل علی کی سوتیلی والدہ اور پاکستانی اداکار نصرت صدیقی ان کے والد کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ سری دیوی نے "مام" کے ذریعے 5 سال بعد فلموں میں واپسی کی ہے۔ اداکار نواز الدین اور سری دیوی کے علاوہ اور کئی کردار بھی فلم میں اہم کردار میں ہیں۔ بالی وڈ کے ان نامور ناموں کے ساتھ سجل کا تجربہ کیسا رہا؟ اس بارے میں سجل علی کا کہنا ہے کہ "مام" میں کام کرنے کا تجربہ بے حد خوب صورت تھا۔ بزرگ عزت اور تعریف مجھے وہاں ملی خاص طور پر ساتھی اداکاروں، پروڈیوسرز اور ہدایت کار سے وہ واقعی بہت خاص ہے۔ میرے لیے یہ یادگار وقت تھا۔ "مام" میں کام کی حامی بھرنے کے سوال پر سجل نے کہا کہ اس فلم کا اسکرپٹ سب سے بڑی وجہ ہے۔ فلم کی کاسٹ بہت بہترین تھی۔ میں ان کی بڑی مداح ہوں اور ان کے ساتھ فلم میں کام کرنا بہت خاص تھا۔ میں کسی بھی فلم میں شوپیس کی طرح پیش نہیں ہونا چاہتی اور اس فلم میں ہر اداکار کو بہتر موقع دیا گیا ہے۔

سجل علی سے سوال کیا گیا کہ انہیں سری دیوی کے ساتھ کام کرنے میں کسی قسم کا دباؤ محسوس ہوا؟ تو ان کا کہنا تھا کہ شروع میں وہ کافی ڈری ہوئی تھیں تاہم سری دیوی کے ساتھ پہلا سین شوٹ کرنے کے بعد وہ کافی حد تک مطمئن ہو گئیں۔ میرے لیے "آریہ" کا یہ کردار کسی چیلنج سے کم نہیں تھا۔ میرے لیے فلم کا سب سے مشکل حصہ سری دیوی کے ساتھ کام کرنا تھا جیسے میرا پہلا سین کھانے کی ٹیبل کے پاس بیٹھ کر سری دیوی سے بدتمیزی کرنے کا تھا۔ سجل علی نے اس فلم میں ایک ایسی لڑکی کا کردار ادا کیا جس کا ریپ ہو جاتا ہے اور بعد ازاں اس کی سوتیلی ماں اس کا بدلہ لیتی ہے۔ سجل کا کہنا ہے کہ ایسا کردار کی بات کی جائے تو بالی وڈ جانا میرا خواب کبھی نہیں تھا۔ میں پاکستان میں کام کر کے خوش رہی لیکن "مام" کی کہانی نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ اس فلم کا موضوع کافی سنجیدہ اور نازک تھا جسے بڑی سمجھداری سے لیا گیا۔ انہوں نے فلم میں اپنی سوتیلی ماں کا کردار ادا کرنے والی سری دیوی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ وہ بہت اچھی انسان ہیں۔ سری دیوی نے بھی سجل علی اور نصرت صدیقی کے لیے ایک جذباتی ویڈیو پیغام ریکارڈ کروایا تھا جسے پاکستان میں فلم کی نمائش کے دوران پیش کیا گیا۔ ویڈیو پیغام میں سری دیوی نے نہ صرف پاکستانی اداکاروں کے کام کو سراہا بلکہ انہیں یاد کرتے ہوئے رو بھی پڑیں۔ جواب میں سجل نے سری دیوی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ وہ واقعی ایک لیجنڈری اداکارہ ہیں، میری فیملی اور میں ان کی بڑی مداح ہوں اور ان چند لوگوں میں سے ہیں جن کی عکس کے ساتھ ساتھ شخصیت بھی کافی خوب صورت ہے۔ سجل کا مزید کہنا تھا کہ ہندوستان انہیں بالکل گھر جیسا ہی لگا صرف بالی وڈ سے تعلق رکھنے والے لوگ ہی نہیں بلکہ عام لوگ بھی کافی اچھے اخلاق کے مالک ہیں اور پاکستانیوں کے کام کو پسند کرتے ہیں۔

"مام" کے ہدایت کار روی اودے وار نے سجل علی کو کاسٹ کرنے کی وجہ ان کی "خوب صورت آنکھوں" کو قرار دیا ہے۔ میڈیا نے انہیں کرینہ کپور سے مشابہہ کہا اس بارے میں سجل کا کہنا ہے کہ بھارت میں لوگ مجھے کرینہ کپور سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہے تاہم مجھے اپنے کام پر توجہ دینی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ میرا کام کرینہ کپور سے بھی بڑھ کر ہو اور شوبز کی دنیا میں میں کامیابیاں حاصل کروں۔ میں اپنے کام پر بھرپور توجہ دے رہی ہوں۔ لوگ روایتی فلمیں دیکھ کر اکتا چکے ہیں۔ نئے موضوعات پر فلمیں بنانے سے فلم انڈسٹری کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ ہمیں بھارتی فلموں کے مقابلے میں اپنی فلموں کا معیار بہتر کرنا ہوگا، جو چیز بھی بہتر ہوتی ہے لوگ اسے پسند کرتے ہیں اور یہی معیار فلموں کے حوالے سے بھی ہے۔ تکنیکی اور موضوعات کے طور پر بھارتی فلمیں ہم سے بہتر ہیں مگر اس سے ہمیں خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں، ہم بھارت سے بہتر فلمیں بنا سکتے ہیں کیونکہ بھارت سے بہتر ٹیلنٹ ہمارے ملک میں موجود ہے صرف اسے موقع ملنا چاہیے۔

غزالہ فصیح

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ڈونلڈ ٹرمپ کی حمایت پر کوئی پچھتاوا نہیں

قرآن پاک کے مطالعے سے ذہنی سکون ملا

نوجوان نسل کی نمائندہ اداکارہ لنڈسے لوہن کا اعتراف

■ فوزیہ طارق

ہالی وڈ نوجوان نسل کی نمائندہ اداکاراؤں میں ایک نام لنڈسے لوہن کا بھی ہے جنہوں نے اداکاری اور گائیکی میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ روپے پیسے کی ریل پیل نے انہیں بگڑی ہوئی اداکاراؤں کی صف میں لا کھڑا کیا۔ نشے کی لت اور بغیر لائسنس تیز رفتار گاڑی چلانے کے الزام میں نہ صرف جیل یاترا پر جانا پڑا بلکہ بحالی صحت کے مرکز سے بھی علاج کرانا پڑا۔ صحت یابی کے بعد دوبارہ شوبز میں واپسی کی تگ و دو بے نصیب وہ فنکار جو کبھی ان کے گھر کے طواف کرتے نہیں تھکتے تھے۔ اب انہیں دیکھ کر منہ موڑ لیتے مبادا انہیں ادھار رقم نہ دینا پڑ جائے۔ سخت آزمائشوں نے اداکارہ کو کندن بنا ڈالا۔ ذہنی سکون کی خاطر لنڈسے لوہن نے باقاعدگی کے ساتھ قرآن پاک کا مطالعہ شروع کیا تاکہ انہیں بے چین روح کو قرار آ سکے۔ ٹوئٹر پر بھی ان کی قرآن پاک اٹھائے تصاویر شائع ہوئیں جنہیں دنیا بھر کے میڈیا نے بہت زیادہ کوریج دی۔ البتہ اداکارہ کی جانب سے اسلام قبول کرنے کی تردید کر دی گئی۔

لنڈسے لوہن کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ میڈیا کی لاڈلی ہیں۔ ویسے بھی انہیں میڈیا میں رہنے کا گر آتا ہے۔ آج کل امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی بڑی حمایتی بن کر ابھری ہیں جو اپنی عجیب و غریب حرکات کی وجہ سے میڈیا اور عوامی غضب کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ ٹرمپ کو یوٹرن لینے اور متضاد بیانی کی وجہ سے کئی مرتبہ میڈیا اور عوامی کڑی تنقید کا نشانہ بننا پڑا۔ لنڈسے لوہن کا ٹوئٹر پر کہنا ہے کہ انہیں ٹرمپ سے کوئی لینا دینا نہیں مگر برطانوی پیارے بچے کے والدین کو اس کے تمام اخراجات اٹھانے کے اعلان کر کے انہوں نے ان کا دل جیت لیا۔ اداکارہ کی طرف سے ٹرمپ کی حمایت میں بیان اس وقت سامنے آیا جب ہالی وڈ کے فنکاروں کی اکثریت نے اپنی توپوں کا رخ ان کی جانب کر رکھا ہے۔

31 سالہ میگزین کی جانب سے ٹرمپ کی حمایت میں بیان 4 جولائی کو سامنے آیا جس میں لوہن نے ٹوئٹر پر ان کا دفاع کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ متنازع امریکی صدر ضرور ہیں مگر وہ متنازع انسان بالکل نہیں ہیں۔ پیارے بچے چارلی گیرا کے والدین نے یورپین کورٹ آف انسانی حقوق کی جانب سے بچے کیلئے امداد لینے سے انکار کر دیا تھا مگر ٹرمپ بچے کیلئے مسیحا بن کر سامنے آ گئے۔ اداکارہ کا کہنا ہے کہ ایسا قدم انسانی بھلائی کا ذہن رکھنے والا شخص ہی کر سکتا ہے۔ انہیں ٹرمپ کے بارے میں اپنی رائے بدلنا پڑی ہے۔

لنڈسے لوہن ایک باصلاحیت گلوکارہ بھی ہیں۔ چائلڈ سٹار سے معروف اداکارہ بننے کا سفر بڑی کامیابی سے طے کیا۔ تیسری سالگرہ کا کیک کاٹنے سے پہلے ہی اداکارہ نے کیمرے کا منہ دیکھ لیا تھا۔ ان کے ساتھ فلمی کیریئر کا آغاز کرنے والی اداکارائیں آج کل ریجائزمنٹ کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔ 10 سال کی عمر میں سوپ اوپرا "این آور لائف" میں پہلی مرتبہ اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ 11 سال کی عمر میں ڈزنی کی 1998ء کی کامیاب ری میک فلم "دی پیرنٹ ٹریپ" سے فیچر فلم کیریئر کا آغاز کیا۔ ان کی اگلی 2003ء کی ری میک "فریک فرائیڈے" بھی کاروباری اعتبار سے ایک کامیاب فلم تھی۔ 2004ء کی میجر گرل، 2005ء ڈزنی کی فلم لوڈ بھی کاروباری اور تنقیدی اعتبار سے کامیاب فلمیں تھیں۔ لوہن نے انڈی پینڈنٹ فلموں میں چھوٹے اور میجر کرداروں کی وجہ سے شہرت حاصل کی۔

لنڈسے لوہن ایک کامیاب گلوکارہ بھی ہیں۔ کیمبا بکاریا راڈز کے ساتھ معاہدہ خاصے کامیاب ثابت ہوا۔ ان کا ڈیبو البم "میوزک" ٹائٹل کے نام سے دسمبر 2004ء میں ریلیز ہوا اور اس کا سب سے زیادہ فروخت ہونے والا البم بن گیا۔ اس کی ایک ملین کاپیاں فروخت ہوئیں اور بل بورڈ 200 پر چوتھی پوزیشن پر فائز ہو گیا۔ اسے پلاٹینم سرٹیفائیڈ قرار دیا گیا اور دنیا بھر میں اس کی 4 ملین کاپیاں فروخت ہوئیں۔ ان کا دوسرا البم اے لٹل مور پر سٹل دسمبر 2005ء میں ریلیز ہوا۔

2007ء میں نشے کی حالت میں تیز رفتار گاڑی چلانے کے الزام میں جیل کی ہوا کھائی۔ بعد ازاں پروبیشن پر بحالی صحت داخل ہوئیں جس کی وجہ سے اگلی کئی فلموں کا معاہدہ منسوخ ہو گیا۔ 2008ء اور 2009ء میں فیشن ماڈل کی حیثیت سے ملبوسات کی چین متعارف کرائی۔ ٹی وی فلم لیزی چین دوبارہ اداکاری کا آغاز کیا۔ 2010ء سے 2013ء کے دوران تین مرتبہ بحالی صحت کے مرکز میں داخل ہوئیں۔ اس دوران انلز جنٹیلز کی ہائیر گرلز فیکل ٹی وی فلم لائٹ ڈیک میں کام کیا۔ پال سکریڈر کی انڈی پینڈنٹ فلم دی کینیان میں اداکاری کی۔ ڈوکس سیریز لنڈسے اور برادر فرے نیف ورک سے آن ائر ہوئی۔ لندن ویسٹ اینڈ پروڈکشن سپیڈی پلے سے سٹیج کیریئر کا آغاز کیا۔

ڈیموکریٹک صدارتی امیدوار باراک اوباما کی 2008ء کی صدارتی مہم کے دوران حمایت کی جبکہ نائب صدارتی امیدوار سارا پالن کو عوامی بھلائی کی پالیسیوں پر توجہ نہ دینے پر کڑی تنقید کا نشانہ بنایا۔ قبل ازیں 2006ء میں عراق جنگ کے دوران وہاں جانے کا اعلان کیا۔ 2012ء کے صدارتی انتخاب میں ری پبلکن امیدوار میٹ رومنی کی حمایت کی جبکہ چند ماہ بعد دوبارہ اوباما کی حمایت میں ٹویٹ کر دیا۔

17 جنوری 2017ء کو میڈیا میں ایک خبر گردش کرنے لگی کہ لوہن نے اداکارہ نے اسلام قبول کر لیا مگر اگلی طرف سے انسٹاگرام سے تمام پوسٹیں اور پیغامات فوری ہٹا دیئے حالانکہ مسلم کمیونٹی اور سوشل میڈیا والوں کی طرف سے انہیں مبارکباد اور خوش آمدید بھی کہا گیا۔ 21 فروری کو لندن جیتھرو ائرپورٹ پر انہیں سکارف پہننے پر سیکورٹی چیک پوسٹ پر نسلی امتیاز کا سامنا کرنا پڑا۔

تیز رفتار گاڑی چلانے پر انہیں جیل کی ہوا کھانا پڑی

فیشن ماڈل کی حیثیت سے انکی ملبوسات کی چین کو بہت شہرت ملی

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

PAKISTAN'S **BEST SELLING** BEAUTY CREAM

itsurdu.blogspot.com

Golden Pearl

Beauty Forever

Golden Pearl Cosmetics-Pakistan ✧ www.goldenpearl.com.pk ✧ email: info@goldenpearl.com.pk

itsurdu.blogspot.com